DUE DATE

Cl. No. Acc. No. ______

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day

A High Class Religious Monthly Magazine.

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے ہمارے پروردگار ہم کو پرہیزگاروں کا پیشرو

پیشوا

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی

قیمت فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

مقام اشاعت کوچہ چیلان دہلی

سالانہ چندہ
[illegible] روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تتمہ رسول نمبر

پیشوا دہلی

تتمہ رسول نمبر

ہر انگریزی مہینہ کی ۸ تاریخ کو نہایت پابندی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۹ | ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ۸ اگست ۱۹۳۲ء | نمبر

حضور سرور عالم صلعم کے خطبات عالیہ

(مترجمہ جوائنٹ ایڈیٹر)

حسن خلق

خدا کی تسبیح و تقدیس کے بعد۔ ایہا الناس! میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے عمدہ اخلاق کی تعلیم کے لئے بھیجا ہے۔ یعنی میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ حسن اخلاق کو پورا کروں پس تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ عمدہ اخلاق اختیار کرو اور یاد رکھو! تم سب میں مجھے اس سے زیادہ محبت ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور میرے نزدیک تم میں وہ اشخاص بہتر ہیں جن کے اخلاق پاکیزہ ہیں اور بدخلقی اعمال کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ اور جس شخص کے اخلاق پاکیزہ ہیں وہ "قائم اللیل" اور "صائم النہار" کے درجے میں ہیں یعنی وہ ان زاہدین کی مانند ہے جو راتوں کو نماز میں مشغول رہتے ہیں اور دنوں کو روزہ رکھتے ہیں۔ اور تم کیا سمجھتے ہو کہ عمدہ اخلاق کیا ہیں؟ یاد رکھو! ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آنا اور غرور کا اظہار نہ کرنا اور اکثر خاموش رہنا اور بکثرت خدا کو یاد کرنا اور بیہودہ باتوں سے نفرت کرنا اور انصاف کے معاملے میں قرب و بعید اور ادنیٰ و اعلیٰ اور بلند و پست کی رعایت نہ کرنا اور غرباء و مساکین کو حقیر نہ کہنا اور جاہلوں کی حرکات پر صبر کرنا اور خادموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اپنے غریب رشتے داروں پر مہربانی کرنا یہ سب عمدہ اخلاق ہیں اور جو ان اخلاق سے متصف ہے وہ قابل احترام ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئی چیز میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ باوزن نہ ہوگی پس جہاں تک ہو سکے اچھے اخلاق اختیار کرو۔ اور اے حاضرین! تم میں سے جو شخص لوگوں کو حسن خلق کی تعلیم دے اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا ان لوگوں کے لئے جو اس کی ترغیب سے ہدایت پائیں۔ اور جو شخص بدخلقی کی تعلیم دیتا ہے اس کے لئے اتنا ہی گناہ ہے جتنا ان لوگوں کے لئے جو اس کے کہنے سے بدخلق ہو رہے ہیں۔

اور میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس شخص کی عمر دراز ہو اور اس کے اخلاق اچھے ہوں وہ بہترین شخص ہے اور جس کی عمر زیادہ ہو اور اس کے اخلاق برے ہوں وہ بدترین شخص ہے اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سلوک سے پیش آؤ اور ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ رنج رکھے یعنی اگر اتفاقاً لڑائی ہو جائے تو واجب ہے کہ تین دن کے اندر ہی صلح کرلے اور جس نے ایک سال تک اپنے بھائی مسلمان سے صلح نہ کی اس پر اتنا گناہ جمع ہو گیا جتنا قتل کا گناہ ہے۔ اور جب تمہارا کوئی بھائی کسی تکلیف میں گرفتار ہو تو اسکی اعانت کرو اور جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور اسے تسلی دو۔ اور اگر کسی سے کوئی قصور ہو تو اسے معاف کردو لیکن حدود اللہ کے جاری کرنے میں عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اور حلم و بردباری عمدہ خصلت ہے۔ مگر ضلالت و عدوان کے مقابلے میں کبھی عاجزی ظاہر نہ کرو۔ اور فیاضی اور ایثار ضروری ہے۔ مگر اسراف سے محفوظ رہو۔ اور جرأت و شجاعت عمدہ جوہر ہے۔ مگر مظلوم اور مفتوح کے لئے سراپا لطف و کرم بن جاؤ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اور جب کوئی تم سے ملاقات کے لئے آئے تو اس کی تعظیم کرو اور اس سے کوئی نازیبا بات نہ کہو۔ اور اگر حق سبحانہ وتعالیٰ تمہیں مال و زر عطا فرمائے تو مغرور نہ بن جاؤ اور یتیموں اور بیکسوں اور بیواؤں اور غریبوں اور ناتوانوں کی امداد کرو اور جس شخص پر ظلم ہو رہا ہو اس کی حمایت کرو۔

اور اے حاضرین! تم کیا سمجھتے ہو کہ افعال شنیعہ اور اخلاق رذیلہ کیا ہیں؟ دیکھو کسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا اور غرور ظاہر کرنا اور غریبوں کو حقیر سمجھنا اور خادموں پر تشدد کرنا اور ہمسایوں کو تکلیف پہنچانا اور دنیوی کام کاج میں اپنے تئیں اوروں سے ممتاز کرنا اور گھر والوں پر سختی کرنا۔ اور بیماروں کی عیادت نہ کرنا اور دوستوں میں عداوت پیدا کرنا اور امانت میں خیانت کرنا اور جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا اور مکر و فریب اختیار کرنا۔ اور کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔ اور بے حیائی کے کاموں میں مشغول رہنا اور انصاف کے معاملے میں قریب و بعید اور ادنیٰ و اعلیٰ کا لحاظ رکھنا۔ اور دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونا اور مظلوم کی حمایت نہ کرنا اور مہمان کی بے عزتی کرنا اور بزرگوں سے سخت کلامی سے پیش آنا اور بدعہدی اخلاقی کرنا اور کسی پر تہمت لگانا اور کسی کے عیب بیان کرنا اور کسی کی ترقی کو دیکھ کر رشک و حسد کرنا اور یتیموں اور غریبوں اور بیکسوں کو حقیر سمجھنا اور ان کی امداد نہ کرنا اور بے زبان جانوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا اور فضول خرچی کرنا اور بلا ضرورت فضول باتیں کرنا اور ریا اور کینہ اور عداوت رکھنا یہ تمام باتیں اخلاق رذیلہ میں داخل ہیں پس ان سے اجتناب کرو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

ربیع الثانی کا خطبہ

(از سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

الحمد للہ الذی قال کان الناس امۃ واحدۃ و قال لرسولہ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم۔

اما بعد۔ اے مسلمانو، ربیع الثانی کا مہینہ شروع ہو گیا جس میں حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف ہر جگہ ہوتی ہے اور جس گیارہویں شریف کو مسلمانوں کے علاوہ ہندوستان کے اکثر غیر مسلم بھی نہایت عقیدت و خلوص سے کرتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم رض کا محبوب کام اشاعت اسلام تھا لیکن اشاعت اسلام اس کو بھی سمجھ لو کہ حضرت غوث الاعظم رض دوسروں کو کہنے سے پہلے خود عمل کرتے تھے۔ یعنی جو چیز دوسروں کو بتاتے اور سکھاتے تھے پہلے خود اس پر عمل کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے لم تقولون ما لا تفعلون تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

پس آج اگر تم مسلمان حضور غوث الاعظم رض کی پیروی کرنی چاہتے ہو تو وہی بات زبان سے کہو جس پر خود عمل کر سکو اور جو لوگ قادریہ سلسلہ کے غلام و حلقہ بگوش ہیں ان کو تو خصوصیت سے اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے قول و فعل میں فرق نہ ہو۔

حضرت غوث الاعظم رض اشاعت اسلام اس طرح نہ کرتے تھے کہ کسی کے مذہب کی تردید کرتے ہوں، یا کسی مذہب کے پیشوا کو برا کہتے ہوں یا کسی سے مناظرہ کرتے ہوں بلکہ ان کا طریقہ اس سے الگ تھا وہ خود اسلام کا عملی نمونہ بن کر اسلام کی اشاعت کرتے تھے یعنی نماز پابندی سے باجماعت پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ غیر مسلم لوگوں سے نہایت محبت و ملنساری سے پیش آتے تھے۔

حضور غوث الاعظم رض کا عمل اس آیت پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کان الناس امۃ واحدۃ سب آدمی ایک ہی قوم ہیں اس واسطے وہ ہر قوم اور ہر مذہب کے آدمی کی مدد کرتے تھے اور ہر قوم اور ہر مذہب کے آدمیوں سے ان کی تکلیف میں ہمدردی فرماتے تھے اور ہر مسلم و غیر مسلم کی مصیبت میں سچے اخلاص سے شریک ہو جاتے تھے اور ان کا یہی عمل اشاعت اسلام کا باعث ہوتا تھا اور وہ اپنی مبارک زندگی میں اس قسم کے ہزاروں واقعات چھوڑ گئے ہیں جن میں سے صرف ایک یہودی کا واقعہ کہا جاتا ہے اور یہی عملی زندگی اور یہی عمل نمونہ اسلام تھا جو غیر مسلم اقوام فوج در فوج اسلام میں شامل کر لیتا تھا۔

حضور غوث الاعظم رض کا عمل اس آیت شریفہ پر بھی تھا جس میں حضور سرور کائنات کو حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب کفار سے کہہ دو کہ آؤ ایک ایسے معاملہ میں ہم تم اتحاد کر لیں جو ہم اور تم میں متحد و مشترک ہے سب انسانوں اور اہل کتاب و غیر اہل کتاب میں مشترک چیز توحید ہے اور انسانیت ہے۔ پس توحید و انسانیت کا یہی تقاضہ ہے کہ ہم کسی انسان کے ساتھ اس کے عقائد کے سبب بدسلوکی نہ کریں۔ ہمارا کام اسلام کا پیام پہنچانا ہے کفار کی گمراہی کا دور کرنا خدا کے قبضے میں ہے۔ اسلام نے ہم کو زور اور جبر سے مسلمان کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور قرآن مجید میں صاف فرما دیا گیا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد یعنی دین کے معاملہ میں کسی پر جبر و اکراہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ دین و اسلام کسی پر جبر و اکراہ نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ دین اسلام کی ہدایت و تعلیم بالکل صاف اور کھلی ہوئی ہے اور وہ اتنی عمدہ اور آسان ہے کہ ہر شخص بغیر جبر و اکراہ کے بھی اسے قبول کر سکتا ہے۔

پس اگر تم اسلام کی مساوات اور اسلام کی انسانی ہمدردی اور اسلام کی عملی زندگی کا ثبوت دینا چاہتے ہو اور ان اوصاف اسلام کے ذریعہ اشاعت و تبلیغ کرنی منظور ہے تو تم ربیع الثانی کی گیارہویں کے پیشوا حضور غوث الاعظم رض کی سیرت پر عمل کرو اور اپنی ملنساری اور اپنی محبت اور اپنی رواداری اور اپنے صبر و ضبط کی طاقتوں سے ہندوؤں کو اسلام کا نمونہ دکھا دو اور ان کو اپنا شیفتہ بنا لو۔

ربیع الثانی کے دوسرے محبوب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رض ہیں جن کا عرس شریف ۱۷-۱۸ ربیع الثانی کو ہوگا۔ اور ہندوستان کے ہر شہر میں صوفی مشرب مسلمان ان کے عرس کی مجلسیں کریں گے۔ انکی مبارک زندگی بھی قابل تقلید ہے اور انہوں نے بھی محبت و مساوات و صبر و ضبط کے ذریعہ اسلام کی اشاعت فرمائی تھی۔

ان کا ارشاد ہے کہ کشندہ کشندہ بود یعنی جو دوسرے کی سختی برداشت کر لیتا ہے وہ سختی کرنیوالے کو مغلوب کر لیتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جو شخص میرے راستے میں دشمنی سے

کانٹے بچھاتا ہے میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ہدایت کا باغ دکھائے اور جو مجھے رنج پہونچاتا ہے تو خدا اس کے دل کو ہر رنج سے نجات دے۔

پس اگر تم بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت چاہتے ہو تو ان محبوبوں کی تقلید کرو اور اللہ تعالےٰ کے ان خاص مقبول بندوں کی پیروی میں اصلی نمونہ اسلامی تعلیم کا بن جاؤ تاکہ تم کو غیر مسلم اقوام کی بکتوں اور زیادتیوں کا جواب دینا نہ پڑے۔

بھائیو! اگر تم حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی اور حضور سلطان المشائخ محبوب الٰہی سے سچی عقیدت و محبت رکھتے ہو تو آج سے عہد کر لو کہ ہندوؤں کی غریب اور کمین اقوام کی خدمت کرو گے اور ان کو نہایت محبت و ہمدردی سے اسلام کا ملا دو گے۔

ہندوؤں کے اچھوت اقوام بہت مصیبت میں ہیں ان کو ہندوؤں نے جانوروں سے زیادہ ذلیل کر رکھا ہے نہ ان کو ہندوؤں کے برابر بیٹھنے کی اجازت ہے نہ ان کو پانی کے کنوؤں پر چڑھنے کی اجازت ہے نہ وہ اپنے خالق کی عبادت اعلیٰ ذات کے مندروں میں جا کر سکتے ہیں اس واسطے تم اسلامی مساوات اسلامی محبت کا پیغام ان کو دو اور اپنے آپکو اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ بنا کر ان کی اخلاص مندی کے ساتھ مدد کرو۔

تم یہ خیال نہ کرو کہ اچھوتوں کے مسلمان کرنے سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور پھر حکومت میں ہمارے ووٹ زیادہ ہو جائینگے کیونکہ اسلام اس سے روکتا ہے وہ تو یہ فرماتا ہے کہ تم انسانوں کو خدا کی توحید کا بلاوا خود انسانوں کے فائدہ کے لئے دو کہ توحید کا قبول کرنا خود ان کو مفید ہے تم ان کے مسلمان ہونے میں خود اپنی ذاتی اور دنیاوی مصلحت ملحوظ نہ رکھو ورنہ تمہاری دعوت و تبلیغ کا ثواب اکارت جائے گا۔

ہندوستان میں مہتر قوم رہتی ہے جس کا پیشہ غلاظت اور کوڑا صاف کرنا ہے اس کو ہم مسلمانوں نے حلال خور خطاب اسی واسطے دیا تھا کہ ہم ان کی دلجوئی کرنی چاہتے تھے اور ان کے پیشے کو ایک جائز اور حلال پیشہ سمجھتے تھے مگر آج بعض مسلمان ہندوؤں کی تقلید کرتے ہیں اور حلال خوروں سے ان کے مسلمان ہونے کے بعد بھی نفرت کرتے ہیں اور ان کو مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آنے دیتے۔

یہ کیسے غضب کی بات ہے۔ یہ فعل اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اسلام نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ سب آدمی ایک ہی قوم ہیں کسی قوم کو ادنیٰ اور حقیر نہ کہنا چاہیئے اور کسی سے نفرت و حقارت کا برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔

بے شک توحید و تقوےٰ سب سے بڑی نعمت ہے جس کو یہ میسر ہو وہی سب سے اعلیٰ ہے قرآن مجید میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ تم آدمیوں میں بڑا آدمی اور بڑی ذات والا اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ تقوےٰ کرتا ہے۔

حضرت جامیؒ فرماتے ہیں کہ در یں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست دین کے راستہ میں اور اسلام کے عشق کے طریقہ میں فلاں اور فلاں کا بیٹا کوئی چیز نہیں ہے جو کچھ ہے بس نیک عمل ہے۔

کبیرداس نے بھی کہا ہے ؎

ذات پات پوچھے کوئے نہ ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

یعنی ذات پات کچھ چیز نہیں ہے جو خدا کو یاد کرتا ہے وہی اللہ والا بنجاتا ہے

پس تم کو چاہیئے کہ جب حلال خور یا چمار اور کمین اقوام اسلام قبول کریں تو ان کو تم اپنے برابر کے بھائی کی طرح سمجھو۔ ان کو مسجدوں میں اپنے برابر کھڑا کرو اور ان کو اپنے دسترخوان پر برابر بٹھا کر کھانا کھلاؤ اور کسی بات میں ان سے غیریت و حقارت کا برتاؤ نہ کرو تاکہ تم حضور محبوب سبحانی رضہ اور حضور محبوب الٰہی رضہ کے سچے متبع اور پیرو بن جاؤ۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ رحمۃ للعالمین والسلام علی عباد اللہ الصالحین۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد دوسرا خطبہ

الحمد للہ الذی قال فی کلامہ المجید لکم دینکم ولی دین

سلام اور لاکھوں درود سید کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلعم پر جو مسلم اور غیر مسلم پر مہربان تھے۔

اور سلام ان کے چاروں خلفا حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت عمر فاروق رضہ اور حضرت عثمان غنی رضہ اور حضرت علی مرتضیٰ پر اور سلام انکی ازواج خصوصاً حضرت خدیجہ رضہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ پر اور سلام انکی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضہ پر اور سلام ان کے پیارے نواسوں حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ پر اور سلام انکی آل حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت امام محمد باقرؑ و حضرت امام علی رضاؑ و حضرت محمد تقیؑ و حضرت امام علی نقیؑ و حضرت امام حسن عسکریؑ پر اور سلام ان کے چچاؤں حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ پر اور سلام ان کے عشاق حضرت بلالؓ و حضرت اویس قرنیؓ و حضرت ابوذرؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ و حضرت سعدؓ و حضرت سعیدؓ و حضرت عبدالرحمٰنؓ و حضرت ابو عبیدہؓ و حضرت خالد بن ولیدؓ و حضرت عمار ابن یاسرؓ و حضرت ابوہریرہؓ پر اور سلام ان کے دین کے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ اور تمام آئمہ اور علماء پر اور سلام ان کے دین کے فقراء و اولیاء خصوصاً حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؓ اور حضرت سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیریؒ اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور تمام سلاسل کے مشائخ صوفیاء پر اور ان کے دین کے شعراء و حکماء حضرت مولانا رومیؒ و جامیؒ و سعدیؒ و خسروؒ پر اور سلام ان کے دین کے حامی بادشاہوں سلطان محمود غزنویؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبی اور سلطان شہاب الدین محمد غوری اور سلطان اورنگزیب عالمگیر اور احمد شاہ ابدالی اور ٹیپو سلطان شہید پر اور مد ذکریا اللہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی اور سلطان ابن سعود کی اور رضا خان مجاہد ایران کی اور سلطان العلوم میر عثمان علی خان شہریار دولت آصفیہ کی اور ان سب مسلمان والیان ملک

درس القرآن

بحقوق محفوظ

(از جناب مولانا مفتی محمد انتظام اللہ صاحب صدیقی)

ایک سلسل کتاب جو صرف رسالہ پیشوا کے لئے لکھوائی گئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

درس القرآن کی ترتیب کی غرض یہ ہے کہ مسلمان بچے گھر یا مکتب میں قاعدہ کے بعد جو متفرق پارے اور معرا قرآن مجید بے سمجھے بوجھے برسوں تک پڑھتے رہتے ہیں اور بڑے ہو کر اکثر بھول جاتے ہیں یا دنیا پرست والدین کی بدولت کلام اللہ سے محروم رہ کر شروع ہی سے مادی تعلیم کی تحصیل میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ الحاد آموز باتیں بچپن ہی سے ان کے کانوں میں پڑنے لگتی ہیں اس لئے سن رشد پر تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود دین و آئین اسلام سے جاہل خدا اور رسول سے بیگانہ ہو کر نفس پرور اور لامذہب نظر آتے ہیں۔ اگر درس القرآن کو قاعدہ کے بعد ہی پڑھایا جائے تو بچپن میں مضامین قرآن پر ایسا عبور حاصل ہو جائے گا کہ ترجمہ کلام پاک کی تمام دقتیں حل اور جملہ ضروری تفسیری معلومات پر حسب استعداد دسترس حاصل ہو جائے گی اور بدیں طور اس قرآنی تعلیم سے ظاہری و باطنی قوی شگفتہ دل و دماغ روشن ذوق و شوق بیدار زندگی کا ہر پہلو سنورا اور ذہنی و اخلاقی اصلاح ہو کر دنیاوی و روحانی عروج حاصل ہوگا۔ درس القرآن کے چار حصے ہیں پہلا حصہ تذکرہ انبیا ہے جو قصص القرآن سے متعلق ہے۔

تذکرہ انبیاء لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

قوم کی تعمیر و اصلاح کے لئے جس طرح مضامین قرآن مفید ہیں اسی طرح قصص القرآن عبرت و بصیرت کے لئے ہیں انہیں قصوں سے ہر قسم کی اخلاقی معاشرتی۔ تمدنی۔ سیاسی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور دین و مذہب کے مہمات حل اور علمی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے قوم تو قوم ہر فرد اپنی زندگی کے لئے صحیح راہ عمل اختیار کر سکتا ہے انہیں میں وہ اصول تعلیم کئے گئے ہیں جن سے امم قدیمہ نے ارتقار کے منازل طے کئے تھے اور ان اسباب کا ذکر بھی ان میں ہے جن سے قومیں تباہی کی راہ لگی تھیں غرضکہ قرآنی قصے ہمارے لئے درس حکمت و موعظت اور قومی و انفرادی زندگی کو صحیح راستہ پر لگانے والے ہیں۔

ان ہی قصص قرآن سے قصص انبیاء کے نام سے اکثر کتابیں اردو میں شائع ہوئیں۔ بنی اسرائیل کی کہانیوں سے ایسے حاشیہ چڑھائے گئے کہ رطب و یابس کا مجموعہ بن گئے صرف قرآنی قصے ہی رہتے تو وہ صحیح تاریخی اسناد کے ساتھ روحانیت لئے ہوئے ہوتے نفائس القصص۔ بصائر القرآن اس کے نمونہ ہیں یہ صرف اردو میں ہیں۔ تبویب القرآن اضبط مضامین الفرقان میں بھی ایک باب قصص کا ہے مگر تاریخی اعتبار سے ترتیب نہیں ہے۔ درس القرآن کا یہ حصہ انبیاء کرام کے احوال میں تاریخی سلسلے کے لحاظ سے ایک مختصر سرمایہ ہے جس میں تکرارات نہیں ہیں اور حاشیہ میں جغرافی معلومات کا ذخیرہ ہے۔

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس حصہ کی ترتیب میں جو مجھ سے فروگذاشتیں ہوئی ہوں ان سے عند اللہ مجھے آگاہ کیا جائے تا کہ کتاب کی طباعت کے وقت اس کی اصلاح کر دوں۔

جناب محترم مولوی انعام اللہ خاں صاحب بانی و مدیر دائرہ معارف قرآنیہ آگرہ و مولوی امام الدین صاحب الہی مبلغ اسلام کی اعانت فرمائی کا شکر ہوں کہ حصہ اول کے لئے قصص قرآنی سے تذکرہ انبیا کی ترتیب میں امداد کی۔ اس کے بعد جناب مولوی سید احمد صاحب مارہروی و مولانا حکیم عبد الستار خاں صاحب ملا فاضل کا ضروری مشورہ بھی قابل شکریہ ہے۔

درس القرآن

حصہ اول

تذکرہ انبیاء

حضرت آدم علیہ السلام

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ	اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ	کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔
قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا	انہوں نے کہا کیا تو ایسے شخص کو نائب
وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ	بنائے گا جو زمین میں فساد کرے اور
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ	خون بہادے اور ہم تو تیری حمد یعنی
اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○	تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی اور خوبی
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا	بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

میں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور آدمؑ کو سارے (اشیا کے) نام بتا دیئے پھر ان (چیزوں) کو فرشتوں کے سامنے رکھا اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو (مجھے) ان کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے عرض کیا تو پاک ہے ہم کیا جانیں ہم کو تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو سکھلایا۔ بے شک تو ہی علم والا اور حکمت والا ہے"۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(اللہ تعالےٰ نے) فرمایا آدمؑ فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دو۔ (آدمؑ) نے بتلا دیئے تب اللہ تعالےٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا میں آسمانوں اور زمین کی غیب کی باتیں جانتا ہوں اور جو تم کھولتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو میں سب جانتا ہوں۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدمؑ کو سجدہ تعظیمی کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ مانا اور شیخی میں آگیا وہ منکروں میں تھا"

پ ع ۴۔ س بقر

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے ابلیس تو سجدہ کرنے والوں میں کیوں شریک نہیں ہوتا وہ کہنے لگا میں تو ایک بشر کو جسکو تو نے کھنکھناتے کالے سڑے گارے سے بنایا سجدہ کرنے والا نہیں"۔

پ ۱۴ س الحجر

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

(اور) وہ کہنے لگا میں آدمؑ سے بہتر ہوں مجھ کو تو آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو تو نے مٹی سے پیدا کیا"۔

پ ۔ س اعراف ع ا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو (چل دور ہو) جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر پھٹکار ہے"۔

پ ع ۳۔ س الحجر

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

وہ بولا تری عزت کی قسم اب تو میں سب آدمیوں کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں خالص ترے بندے ہونگے۔

پ ۲۳۔ س۔ ص ع ۴۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(اللہ تعالےٰ نے) فرمایا یہاں سے مردود چل نکل جا ان میں سے جو آدمی تری راہ پر چلیں گے میں ضرور تم سب سے دوزخ کو بھر دوں گا"۔

پ ۸۔ س اعراف ع

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اے آدمؑ تم اور تمہاری بی بی جنت (باغ) میں رہو پھر جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ (ورنہ) تم ظالموں (یعنی گنہگاروں) میں ہو جاؤ گے"۔

پ الاعراف ع

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

پھر دونوں کو شیطان نے بہکایا (اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کا ستر جو ڈھکا ہوا ہے ان دونوں کو کھول دکھاوے اور کہنے لگا تمہارے مالک نے جو تم کو اس درخت سے منع کیا تو صرف اس لئے کہ تم فرشتہ نہ بن جاؤ (یا جنت میں) ہمیشہ رہنے والوں میں نہ ہو جاؤ"۔ اور ان سے قسمیں کھانے لگا میں بے شک تمہارا خیر خواہ ہوں۔ آخر دھوکہ دے کر ان کو جھکا لیا جونہی انہوں نے وہ درخت چکھا ان کے ستر (کی چیزیں) ان کو دکھائی دینے لگیں اور دونوں (شرم سے) بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ا پھر) ان کے پروردگار نے ان کو آواز دی کیا میں نے تم کو اس درخت (کے کھانے سے) منع نہیں کر دیا تھا اور تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے"

پ ۸ س الاعراف ع۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝

(اللہ تعالےٰ نے) فرمایا تم اتر جاؤ تم میں ایک کا ایک دشمن رہے گا اور ایک وقت تک تم کو زمین میں رہنا اور فائدہ اٹھانا ہے (اور) فرمایا تم زمین ہی میں زندگی کاٹو گے اور وہیں مرو گے اور وہیں سے (بروز حشر) نکالے جاؤ گے"۔

پ س الاعراف ع

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ باتیں سیکھیں جس سے انکی توبہ قبول ہوئی خدا تو گنہگاروں کی توبہ سنتا اور رحم کرتا ہے"

پ الٓمٓ س بقر ع ۴۔

صحیح بخاری شریف اردو

(گذشتہ سے پیوستہ)

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی جلالی صاحب نظامی)

ابن عباسؓ کہتے ہیں جب نبی کریمؐ کے درد میں شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ میں تم کو ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ بولے حضورؐ پر درد کی زیادتی ہے اور ہمارے پاس خدائی کتاب ہے جو ہمارے لئے کافی ہے اس پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور خوب شور مچا آپ نے (یہ دیکھکر) فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ایک رات حضورؐ بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ آج رات کس قدر عذاب اور رحمت کا نزول ہوا ہے حجرے والوں کو جگا دو کیونکہ دنیا میں بہت سے اچھے اچھے لباس پہننے والیاں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اپنی آخری عمر میں حضورؐ نے ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام پھیر چکے تو فرمایا بھلا دیکھو تو کہ اس رات سے ایک سو برس بعد روئے زمین پر رہنے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ بنت حارث زوجۂ نبیؐ کے گھر رہا حضورؐ اس رات ان ہی کے پاس تھے جب آپ عشا کی نماز پڑھ چکے تو مکان میں آکر چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر اٹھکر فرمایا لڑکا سو گیا (یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ فرمایا) اس کے بعد (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے میں بھی آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ کو دائیں جانب کر لیا پھر پانچ رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو پڑھیں اور پھر اس کے بعد سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی (سونے کے بعد صبح کو) آپ نماز کو گئے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں کا قول ہے ابو ہریرہؓ حدیثیں بہت بیان کرتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کی کتاب میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ الخ (پھر کہتے تھے) ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں تالیاں بجانے میں مشغول تھے اور انصاری بھائی اپنے کاروبار میں منہمک ہے ابو ہریرہؓ ہی رسول اللہؐ کو چمٹا رہتا تھا کیونکہ وہ سیر شکم (یعنی قانع) تھا اس جگہ موجود رہتا تھا جہاں وہ لوگ موجود نہ ہوسکتے تھے اور ان چیزوں کو یاد رکھتا تھا جس کو وہ یاد نہ رکھتے تھے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضورؐ سے دو برتن (لیکر) یاد رکھے ایک تو میں (لوگوں کے سامنے) کھول چکا اور رہا دوسرا تو اگر اس کو بیان کر دوں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے۔ (یعنی اسرار معرفت)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنکر بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلا میں نے پھیلا دی آپ نے لپ بھر کر اس میں رکھا پھر فرمایا اس کو بند کر لے میں نے بند کر لیا اس کے بعد میں کچھ نہ بھولا۔

جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حج وداع میں حضورؐ نے مجھ سے فرمایا لوگوں کو خاموش کر دو پھر فرمایا میرے بعد کفار نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

ابی بن کعبؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا موسیٰؑ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے (اثنا خطبہ میں) ان سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا عالم لوگوں میں کون ہے موسیٰؑ بولے میں سب سے بڑا عالم ہوں خدا تعالیٰ نے اس وجہ سے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے جاننے کی نسبت خدا کی طرف نہ کی اس کے بعد ان کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں مجمع البحرین میں ایک بندہ تم سے بڑا عالم ہے موسیٰؑ نے عرض کیا الٰہی میں اس سے کس طرح مل سکتا ہوں حکم ہوا زنبیل میں مچھلی رکھ لو جہاں مچھلی (راستہ میں) گم ہو جائے وہ اسی جگہ ہوگا موسیٰؑ (حسب الحکم) چل دیئے اور اپنے جوان یوشع بن نون کو بھی ہمراہ لیا ایک مچھلی زنبیل میں ڈال لی جب (چلتے چلتے) ایک بڑے پتھر کے پاس پہونچے تو وہاں ٹھیرا اس پر سر رکھکر دونوں سو گئے مگر مچھلی زنبیل سے غائب ہو چکی تھی اور دریا میں راستہ بنا کر چلدی تھی یہ بات موسیٰؑ اور ان کے جوان تمام کیلئے نہایت عجیب تھی (مگر موسیٰؑ کو اس کا علم نہ ہوا) خیر دونوں چلتے

اور رات کے باقی ماندہ حصہ میں چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے کہا ناشتہ لاؤ کیونکہ ہم سفر سے تھک گئے ہیں (اب کھانا کھا کر تازہ دم ہو جائیں) حالانکہ موسیٰؑ نے اس وقت تک کوئی تکلیف نہ اٹھائی تھی جب تک جائے مقررہ سے گذر نہ گئے بہر حال انکے جوان (یوشع) نے کہا سنئیے ہم جب بڑے پتھر کے پاس ٹھیرے تھے تو مچھلی تو میں وہاں بھول گیا موسیٰؑ نے کہا اسی جگہ کی تو ہم تلاش میں تھے لہٰذا نشان قدم پر پیچھے لوٹو چنانچہ جب بڑے پتھر پر پہونچے تو ایک شخص کپڑا اوڑھے ملاحظہ موسیٰ نے سلام کیا حضرت خضرؑ نے کہا آپ کے ملک میں سلام (کا رواج) کہاں سے موسیٰؑ بولے میں موسیٰؑ ہوں حضرت خضر بولے کیا بنی اسرائیل کے موسیٰؑ انہوں نے کہا جی ہاں پھر موسیٰ کہنے لگے کیا میں آپ کے ہمراہ چل سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے وہ ہدایت و حق سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے خضرؑ بولے تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کرسکو گے کیونکہ جو علم مجھ کو خدا نے عطا کیا ہے وہ آپ کو نہیں کیا اور جو علم آپ کو دیا ہے اس سے میں ناآشنا ہوں موسیٰؑ بولے انشاءاللہ مجھ کو صابر پائیں گے میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا خیر دونوں سمندر کے کنارے چلدیئے کشتی ان کے پاس نہ تھی ایک کشتی ادھر سے گذری تو کشتی والوں سے انہوں نے سوار کرلینے کو کہا خضر پہچان لئے گئے اور بلا کرایہ دونوں کو سوار کرلیا گیا (اتفاق سے) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارہ پر بیٹھ گئی اور چونچ دو چونچ سمندر سے پانی لیا (یہ دیکھکر) خضر بولے موسیٰؑ میرے اور آپ کے علم سے خدا کے علم میں کوئی بھی کمی نہیں ہوئی (میرا اور آپ کا علم خدا کے علم کی نسبت) صرف اتنا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ میں پانی ہے اس کے بعد حضرت خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال دیا موسیٰؑ کہنے لگے کہ ان لوگوں نے تو ہم کو بلا کرایہ سوار کرلیا اور آپ نے کشتی والوں کو ڈبونے کے لئے کشتی کو ہی توڑ دیا خضر بولے (دیکھو) کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ آپ سے صبر نہ ہوگا موسیٰؑ بولے (میں بھول گیا) آپ بھول کا مواخذہ مجھ سے نہ کیجئے اور اپنی ہمراہی میں مجھ پر دشواریاں نہ ڈالیئے یہ موسیٰؑ سے پہلی بار بھول ہوئی تھی۔ خیر پھر دونوں چلتے رہے اتفاقاً ایک لڑکا اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر نے اس کا سر پکڑ کر مروڑ کر توڑ ڈالا موسیٰ کہنے لگے آپ نے ایک معصوم جان کو بے گناہ قتل کیا خضر بولے (دیکھو) میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکیں گے خیر پھر دونوں چلے ایک گاؤں میں پہونچے گاؤں والوں سے کھانا مانگا مگر انہوں (دینے نہ دیا) مہمان نوازی سے انکار کیا موسیٰؑ و خضر نے دیکھا کہ وہاں شکستہ ہونے کے قریب ایک دیوار ہے حضرت خضر نے ہاتھ کے اشارہ سے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰؑ (یہ دیکھکر) بولے کہ (ممکن تھا) اگر آپ دیوار کے سیدھی کرنے کی اجرت چاہتے تو لے لیتے خضرؑ نے کہا (اب بس) یہی میری اور آپ کی جدائی کا سبب ہے (رسول اللہ فرماتے ہیں کہ خدا موسیٰ پر رحمت نازل کرے کاش وہ کچھ اور صبر کرتے کہ ہم کو ان دونوں کے واقعات اور معلوم ہوتے)۔

ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ قتال فی سبیل اللہ کسے کہتے ہیں کیونکہ ہم میں سے کچھ لوگ تو غصہ کی وجہ سے لڑتے ہیں اور کچھ حمایت کرنے کے لئے آپ نے فرمایا جو شخص خدا کی بات (کلمۂ اسلام) اونچی کرنے کے لئے لڑے وہ راہ خدا میں قتال ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈروں میں پھر رہا تھا آپ کے پاس کھجور کی ایک لکڑی تھی جسکو آپ ٹیکتے جاتے تھے (اتفاقاً) آپ یہود کے گروہ کی طرف سے گذرے یہودی باہم کہنے لگے کہ ان سے روح کے متعلق دریافت کرو ایک بولا نہیں مت پوچھو کہیں ایسا جواب نہ دیدیں جو تم کو برا معلوم ہو دوسرا بولا ہم تو ان سے ضرور پوچھیں گے اس کے بعد ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا ابوالقاسم روح کیا چیز ہے آپ خاموش ہوگئے میں نے خیال کیا کہ آپ کے پاس وحی آرہی ہے چنانچہ میں کھڑا رہا جب آپ وحی سے فارغ ہوچکے تو فرمایا یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے ہمنشین حضرت معاذؓ (اونٹ کے) کجاوہ پر سوار تھے حضورؐ نے ان سے فرمایا معاذ انہوں نے جواب دیا حاضر ہوں یارسول اللہ پھر آپ نے فرمایا معاذ انہوں نے پھر کہا حاضر ہوں موجود ہوں پھر آپؐ نے تیسری بار بھی فرمایا اور معاذ نے یہی جواب دیا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا اس پر خدا تعالیٰ دوزخ کو حرام کر دے گا معاذ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی اطلاع نہ دیدوں کہ وہ بھی خاموش ہوجائیں فرمایا وہ اطمینان سے بیٹھ رہیں گے۔ حضرت معاذ نے موت کے وقت گناہ کے خوف سے یہ واقعہ بیان کیا۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ام سلیم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت کو احتلام ہوجائے تو کیا غسل لازم ہے آپ نے فرمایا جب عورت پانی دیکھ لے (تو غسل لازم ہے) میں نے (یہ سنکر) اپنا چہرہ چھپالیا اور عرض کیا یارسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (اگر احتلام نہ ہوتا) تو اس کا

بچہ اس کے مشابہ کس طرح ہوتا۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت ہوتی تھی اس لئے میں نے مقدادؓ کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہؐ سے اس کی بابت دریافت کریں چنانچہ انہوں نے دریافت کیا آپ نے فرمایا مذی میں وضو لازم ہے۔

عبد اللہ ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو کہاں سے احرام باندھنے کا حکم ہے آپ نے فرمایا اہل مدینہ (جب حج کرنے جائیں) تو مقام ذو الحلیفہ سے احرام باندھیں اور اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے ابن عمر نے کہا کہ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اور اہل یمن یلملم سے مگر میں رسول اللہ کے کلام سے یہ نہیں سمجھا۔

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا احرام باندھنے والا کیا پہنے آپ نے فرمایا کرتہ عمامہ پاجامہ اور باراں کوٹ نہ پہنا جائے اور ورس (ایک یمنی زرد گھاس) و زعفران میں رنگا ہوا کپڑا بھی نہ پہنے اگر اس کو جوتیاں نہ ملیں تو موزے پہنے مگر ان کو کاٹ لے تاکہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں

باب ۴

کتاب الوضو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب تک بے وضو وضو نہ کرے اس وقت تک اس کی نماز مقبول نہیں۔ قبیلہ حضر موت کے ایک شخص نے (ابو ہریرہ رضؓ سے) دریافت کیا ابو ہریرہ بے وضوئی کیا چیز ہے آپ نے جواب دیا گوز باواز یا بے آواز۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا میری امت قیامت کے دن بلائی جائے گی وضو کی وجہ سے وہ روشن پیشانی اور پنج کلیان ہوگی تم میں سے جو شخص پیشانی کی روشنی بڑھا سکتا ہے وہ بڑھائے۔

عبد اللہ بن یزید انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے اس شخص کی حالت بیان کی جس کو خیال ہو جاتا ہے کہ نماز میں کچھ ہوا وغیرہ (خارج ہوتی ہوئی) پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ محسوس کرے۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہؐ سو گئے اور آپ کی سانس کی آواز آنے لگی پھر آپ نے بغیر وضو کئے نماز پڑھی راوی کا یہ بھی قول ہے کہ حضورؐ لیٹ گئے اور سانس کی آواز آنے لگی پھر آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔

اُسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ مقام عرفہ سے چلے جب مقام شعب میں پہونچے تو اتر کر پیشاب کیا پھر وضو کیا مگر کامل وضو نہ کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز (کہاں پڑھیں گے) فرمایا نماز آگے چل کر پھر آپ سوار ہو گئے جب مزدلفہ میں پہونچے تو اتر کر پورا وضو کیا نماز کے لئے تکبیر کہی گئی آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد ہر شخص نے اپنے اپنے اونٹ اپنی اپنی جگہ پر بٹھائے اور عشاء کے لئے تکبیر کہی گئی آپ نے اس کو بھی ادا کیا اور مغرب و عشاء کے درمیان کوئی اور نماز نہیں پڑھی۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے وضو اس طرح کیا کہ پہلے منہ دھویا یعنی پہلے چلو میں پانی لے کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر دوسرے چلو میں پانی لے کر اسی طرح کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چلو میں پانی لے کر دوسرا ہاتھ ملا کر منہ دھویا اس کے بعد ایک چلو پانی لے کر دایاں ہاتھ دھویا پھر چلو میں پانی لے کر بایاں ہاتھ دھویا اس کے بعد سر کا مسح کیا پھر چلو پانی لے کر دائیں پاؤں پر چھڑکا اور اس کو دھویا آخر میں چلو پانی لے کر بایاں پاؤں دھویا۔ میں نے رسول اللہؐ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ جب پاخانہ جاتے تو فرماتے اللھم اعوذ بک من الخبث والخبائث۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ بیت الخلا میں داخل ہوئے میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی رکھ دیا آپ نے فرمایا کس نے رکھا ہے آپ سے عرض کر دیا گیا اس پر آپ نے فرمایا الٰہی اس کو دین کا فقیہ بنا۔

ابو ایوبؓ انصاری کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب تم پاخانہ میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو (مدینہ مکہ سے شمال کی طرف ہے)

عبد اللہؓ بن عمر کہتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب قضاء حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ بیت المقدس کی طرف۔ ایک روز میں اپنی کوٹھری کی چھت پر چڑھا تو میں نے حضورؐ کو بیت المقدس کی طرف رخ کئے ہوئے قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہوئے دیکھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی ازواج جب پیشاب پاخانہ کو جاتی تھیں تو جنگل میں رات کو جاتی تھیں اور وہ جنگل صاف و فراخ تھا اس پر حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ اپنی بیویوں کا پردہ کرائیے مگر آپ نہیں کرتے تھے ایک رات حضرت سودہ بنت زمعہ زوجہ نبیؐ (قضاء حاجت کے لئے) نکلیں ان کا قد دراز تھا عمرؓ نے جو دیکھا تو پکار کر کہا دیکھو سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا اس کہنے کی غرض یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کو پردہ کا حکم نازل ہونے کی بہت زیادہ خواہش تھی اس وقت پردہ کی آیت اتری۔

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ جب قضائے حاجت کو جاتے تو میں اور ایک دوسرا لڑکا پانی کا برتن لے کر آتے تھے کیونکہ آپ پانی سے استنجا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہم (مٹی توڑنے کی) ہتیا بھی لے کر آتے تھے۔

ابو قتادہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص (کچھ) پئے تو (اس میں) پھونک نہ مارے اگر پاخانہ جائے تو پیشاب گاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے صاف کرے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ قضائے حاجت کو نکلے میں پیچھے ہو لیا مگر آپ نے توجہ نہیں فرمائی میں خود آپ کے نزدیک ہو گیا آپؐ نے فرمایا میرے لئے پتھر تلاش کر لاؤ استنجا کروں گا مگر ہڈی اور گوبر نہ لانا میں آپ کے پاس ایک کپڑے کے کونے میں بہت سے پتھر لایا اور آپ کی برابر رکھ دیئے اور آپ کی طرف سے منہ پھیر لیا جب آپ فارغ ہو چکے تو ان کو بعد میں استعمال کیا۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ پاخانہ تشریف لے گئے اور مجھے حکم دیا کہ تین پتھر لاؤ مجھ کو دو پتھر تو مل گئے اور تیسرا تلاش کیا تو نہ ملا (اس کی بجائے) میں نے گوبر لیا اور لے کر خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دونوں پتھروں کو تو لے لیا اور گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے وضو ایک ایک بار کیا (یعنی ہر عضو ایک ایک بار دھویا)

عبد اللہ بن زید انصاری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے دو دو بار وضو کیا۔ (یعنی ہر عضو دو دو دفعہ دھویا)

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (پانی) کا ایک برتن منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار (پانی) ڈال کر دھویا پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر ناک کو صاف کیا اس کے بعد تین بار منہ کو اور تین بار کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھویا اور پھر سر پر مسح کیا اور تین بار دونوں ٹخنوں تک دھوئے اس کے بعد کہا حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں کچھ خیال دل میں نہ لائے تو اس کے گذشتہ گناہ بخشدئے جائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں کہ اگر کتاب اللہ ایک آیت (ان الذین یکتمون ما انزلنا الخ) نہ ہوتی تو میں نہ بیان کرتا میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ٹھیک ٹھیک وضو کر کے نماز پڑھتا ہے اس کے وضو اور نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس نماز کو ادا کر چکے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جو شخص وضو کرے اس کو ناک صاف کرنا چاہیئے اور جو استنجا کرے وہ طاق کرے (تین بار یا پانچ بار)

ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ضرور ڈالے اور اس کو صاف کرے اور جب پتھر وغیرہ سے استنجا کرے تو طاق کرے اور جب نیند سے بیدار ہو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھوئے کیونکہ اس کو علم نہیں کہ رات کو ہاتھ کہاں کہاں رہا۔

عبد اللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ (حج کے موقعہ پر) صرف دونوں رکن یمانی (یعنی رکن اسود اور رکن یمانی) کو چھوتے ہیں اور بغیر بالوں کا جوتہ پہنتے ہیں اور زرد رنگ استعمال کرتے ہیں اور لوگ تو چاند دیکھ کر احرام باندھ لیتے ہیں مگر آپ مکہ میں ہوتے ہیں تو آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام نہیں باندھتے۔ حضرت عبد اللہ نے جواب دیا کہ رکنوں کے متعلق تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ صرف انہی دونوں رکنوں کو چھوتے تھے اور کسی رکن کو نہیں چھوتے تھے۔ باقی جوتیوں کے متعلق یہ ہے کہ میں نے حضورؐ کو بغیر بالوں کی جوتیاں پہنے ہوئے دیکھا جن میں آپ وضو کیا کرتے اس لئے میں بھی ان ہی کے پہننے کو پسند کرتا ہوں رہی زردی تو میں نے حضورؐ کو زرد رنگتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں احرام کی بابت یہ ہے کہ جب تک حضورؐ کی سواری آپ کو اٹھا نہ لیتی تھی (یعنی سوار نہ ہو جاتے تھے) اس وقت تک میں نے آپ کو احرام باندھتے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کو جوتہ پہننے کنگھا کرنے طہارت حاصل کرنے اور تمام (اچھے) کاموں میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز عصر کا وقت آ چکا تھا لوگوں نے (وضو کے لئے) پانی تلاش کیا لیکن نہ ملا اس وقت حضورؐ کے پاس (پانی کا) ایک برتن لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکل رہا تھا یہاں تک کہ سب نے وضو کر لیا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ نے اپنا سر منڈوایا تو ابو طلحہؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے آپ کے مبارک بال لئے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اگر کتا کسی کے برتن میں سے (منہ ڈال کر) پی لے تو اس کو سات بار دھونا چاہیئے۔

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے عہد میں مسجد میں کتے آتے جاتے تھے اور لوگ اس کی وجہ سے پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب تک بندہ مسجد میں رہ کر نماز کا انتظار کرتا ہے نماز میں ہی رہتا ہے بشرطیکہ بے وضو نہ ہو جائے۔

جملہ حقوق محفوظ

اسلامی معاشرت

جملہ حقوق محفوظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(ایک مسلسل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھوائی گئی ہے)

(از حضرت مولانا مفتی محمد انتظام اللہ صاحب صدیقی)

سرمہ لگانا حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم اثمد لگایا کرو بال اگاتا ہے کیچڑ کو دور کرتا ہے آنکھ کو صاف کرتا ہے[۱]

"خود آپ بلا ناغہ سوتے وقت سرمہ آنکھوں میں لگاتے تھے"

آنحضرت صلعم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی ہر رات تین تین سلائی لگاتے[۲]

بالوں کی درستی حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کثرت سے سر مبارک میں تیل لگاتے اور ڈاڑھی میں بہت کنگی کرتے[۳]

حضرت ابو قتادہ انصاری رضؓ نے بال رکھ چھوڑے تھے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ میں بالوں میں کنگھی کروں۔ فرمایا ہاں اس کو سنوارو اس کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ وہ بسا اوقات دن میں دو دو بار بالوں میں تیل لگاتے تھے۔

مانگ نکالنا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے سر میں مانگ نکالی[۴]

روزانہ کنگھی کرنا حضرت عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے ہر روز کنگھی کرنے سے منع کیا ہے مگر ناغہ کر کے (کنگھی کی جائے)[۵]

آئینہ دیکھنا آنحضرت صلعم جب آئینہ میں اپنا منہ دیکھتے تو فرماتے[۶]

اللھم انت حسنت خلقی — اے اللہ تو نے اچھی بنائی صورت مری

فحسن خلقی۔ — پس بہتر کر سیرت مری۔

خوشبو کا استعمال حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے عمدہ سے عمدہ خوشبو جو مل سکتی تھی وہ لگاتی تھی جس کی خوشبو اور چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی میں نظر آتی تھی[۷]

رسول کریم صلعم نے مردوں اور عورتوں کو خوشبو لگانے کی نصیحت کی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جسکی بو ظاہر ہو رنگ مخفی ہو عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو بو مخفی ہو[۸]

حبب الی من دنیاکم ثلاث — تین چیزیں مجھے دنیا کی محبوب ہیں۔

الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ۔ — خوشبو۔ عورت اور نماز میں اطمینان یعنی خشو۔

آپ ہمیشہ خوشبو استعمال کرتے صحابہ کا بیان ہے کہ آپ جس گلی کوچہ سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتا۔ بعض مرتبہ مشک وعنبر کا بھی استعمال کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ ریزہ ہائے مشک کا استعمال کرتے تھے[۹]

بدبو رسول اللہ صلعم کو بدبودار اشیا پیاز لہسن وغیرہ سے سخت نفرت تھی اور حکم تھا کہ یہ چیزیں کھا کر لوگ مسجد میں نہ آیا کریں۔ آپ نے فرمایا جو شخص پیاز لہسن کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے[۱۰]

آپ نے فرمایا جن چیزوں سے انسانی روح تکلیف محسوس کرتی ہے ان ہی چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ بھی اذیت پاتے ہیں۔

حضرت سعید بن مصعبؓ کہتے ہیں کہ اللہ طیب ہے اور خوشبو کو پسند کرتا ہے۔ پاک صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے بخشش کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے پس تم پاک صاف رہو[۱۱]

طہارت لباس آنحضرت صلعم کی خود یہ حالت تھی گو کہ آپ کو تکلف اور جاہ پسندی سے نفرت تھی مگر لباس ہمیشہ صاف اور عمدہ پہنتے اور سفید رنگ کا کپڑا تمام کپڑوں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور جبہ کا جوڑا آپ کا خاص تھا[۱۲]

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص میلے کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا تمہیں کچھ مقدور ہے اس نے عرض کیا ہر طرح اللہ تعالیٰ کا فضل ہے آپ نے فرمایا جب خدا نے نعمت دی ہے تو صورت سے اس کا اظہار بھی ہونا چاہیئے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا فرمایا اس سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ اپنے کپڑوں کو دھو لیا کرے۔[۱۳]

ایک مرتبہ بہت سے لوگ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے چونکہ مسجد تنگ تھی اور کاروباری لوگ میلے کپڑے پہنے ہوئے چلے آئے تھے اس سے پسینہ کی وجہ سے بو پھیل گئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ نہا کر آتے تو بہت اچھا تھا۔

گھر کی صفائی ایک حدیث میں رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ

---

[۱] طبرانی [۲] شمائل ترمذی صفحہ ۳ [۳] (عن ابی عباس) [۴] شمائل ترمذی صفحہ ۳۰ [۵] ابن حبان دارمی وحصن حصین [۶] بخاری (کتاب اللباس) [۷] ترمذی ونسائی۔

[۸] اسوہ صحابہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ [۹] بخاری [۱۰] ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۳ [۱۱] طبرانی (عن عائشہ رضؓ) [۱۲] مشکوۃ۔

اپنے گہروں اور گہر کے صحنوں کو کوڑا کرکٹ سے صاف رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکیزہ فطرت انسانوں سے محبت رکھتا ہے پہر آپ نے عام ارشاد فرمایا کہ گندگی اور تکلیف دہ چیزوں کا راستہ سے ہٹادینا شعبہ ایمانیات سے ہے۔

مجلس کے موقع پر صفائی رسول اکرم کو صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض دفعہ آپ کی مجلس میں خوشبو کی انگیٹھیاں بہی جلائی جاتی جس میں اگر اور بعض مرتبہ کافور شامل ہوتا۔ اور آپ نے حکم دیا تہا کہ اجتماع کے مواقع پر خوشبودار مصالحہ جلائے جلائیں تاکہ ہوا صاف رہے اور صحت پر ناگوار اثر نہ ہو۔

مسجد کی صفائی مسجد کی صفائی سب سے زیادہ ملحوظ تہی۔ ایک دفعہ کسی نے مسجد کی دیوار پر بلغم تہوک دیا جب آپ تشریف لائے تو نظر پڑی بہت ناگوار گذرا اور اسی وقت صاف کرنے کا حکم دیا۔ آپ کا حکم تہا کہ بودار چیز کہا کر مسجد میں نہ آیا جائے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں خطبہ دیا اور فرمایا تم لوگ پیاز اور لہسن کہا کر مسجد میں آتے ہو حالانکہ میں نے آنحضرت صلعم کو دیکہا کہ اگر کوئی شخص ان چیزوں میں سے کوئی چیز کہا کر مسجد میں آتا تو وہ آپ کے حکم سے جنت البقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔" جو شخص انہیں کہانا چاہے نیز اسے چاہیئے کہ وہ پکا کر اس کی بو زائل کرلیا کرے۔

ورزش

واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ (سورہ انفال) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنے اندر جسقدر قوت پیدا کرسکتے ہو پیدا کرو۔

جسمانی قوت اسلام جسمانی کمزوری کو منجملہ ان امور کے شمار کرتا ہے جن کی وجہ سے انسان درجات کے حاصل کرنے میں پیچہے رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اکثر اوقات کاروبار زندگی میں افراط اور مذہبی فرائض میں سستی اور کاہلی کا نتیجہ ہوتا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "قوی مسلمان ضعیف مسلمان سے بہتر ہے"۔

پہلوانی فن کشتی سے واقف ہونا سنت ہے آنحضرت صلعم فن کشتی سے واقفیت رکہتے۔ رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تہا وہ اپنے پچہاڑنے کو اسلام لانے کی شرائط ٹہیراتا تہا چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس سے کشتی کی اور اسے تین بار لوگوں کے سامنے پچہاڑ دیا جس سے وہ اسلام لانے پر مجبور ہوگیا۔[۱]

دوڑ غزوات میں صحابہ باہم دوڑ میں مردانہ مسابقت کیا کرتے تہے ایک انصاری صحابی تہے جن کا دوڑ میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تہا

[۱] شفا قاضی عیاض صـ۳۲۔

ایک غزوہ میں وہ فخریہ میں بار بار کہہ رہے تہے کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں میرا مقابلہ کرے گا۔ کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے حضرت سلمہ ابن الاکوعؓ کے کان میں صدا پہونچی تو بولے تم کسی معزز شخص کی عزت نہیں کرتے۔ کسی شریف آدمی سے نہیں ڈرتے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم کے سوا کسی سے نہیں۔ بالآخر حضرت اکوعؓ آپ سے اجازت لے کر دوڑ میں ان کا مقابلہ کیا اور بازی جیت لی۔[۱]

دوڑنا ایک بہترین ورزشی کہیل ہے مردوں کے علاوہ عورتوں کے لئے بہی مباح ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنی بیوی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتہ دو دفعہ دوڑ میں مقابلہ کیا۔ جب دوسری بار آپ آگے نکل گئے تو آپ نے مسکراتے ہوئے حضرت عائشہؓ سے فرمایا ھذہ بتلک یعنی لو عائشہ اب وہ پہلی بار کا بدلہ اتر گیا۔[۲]

گہوڑ دوڑ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آپ نے کہ کہیلوں میں جو چیز خدا کے نزدیک زیادہ تر پسندیدہ ہے وہ گہوڑ دوڑ اور تیر اندازی ہے۔ وقتاً فوقتاً اپنے دلوں کی تفریح کرتے رہو۔[۳]

تیر اندازی صحابہ کرام میں تیر اندازی کا ذوق اس قدر ترقی کر گیا تہا کہ مغرب کے بعد مسجد سے نکل کر تیر کا نشانہ لگاتے تہے۔ آنحضرت نے فرمایا:-

ارموا یابنی اسماعیل ابا کم کان رامیا۔ اے بنو اسمٰعیل تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔

تیر اندازی میں باہمی مسابقت بہی ہوا کرتی تہی چنانچہ اسی موقعہ پر جب آپ نے فرمایا کہ میں فلاں قبیلے کے ساتہ ہوں تو دوسرے قبیلے کے لوگ رک گئے اور کہا کہ جب حضورؐ خود ان کے ساتہ ہیں تو ہم کیا مقابلہ کرسکتے ہیں ارشاد ہوا کہ تیر پہینکو میں تم سب کے ساتہ ہوں۔[۴]

مسلم کی حدیث ہے کہ جو شخص تیر اندازی سیکہہ کر اس کو ترک کردے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[۵]

حضورؐ نے فرمایا کہ تم تیر چلایا کرو۔ سوار ہوا کرو۔ اگر تیر چلاؤ گے تو سوار ہونے سے زیادہ مجکو دوست ہوگے جس نے تیر اندازی سیکہکر چہوڑ دی اس نے اس نعمت کا کفران کیا۔[۶]

تیراکی۔ حضرت جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو چیز خدا کا ذکر نہیں ہے وہ سب لہو یا سہو ہے مگر چار خصلتیں ایک دو نشانوں کے درمیان میں آدمی کا چلنا دوسرے گہوڑے کا سکہانا تیسرے اپنی بیوی سے کہیلنا۔ چوتہے سباحت سیکہنا یعنی پانی میں تیرنا۔[۷]

(باقی آئندہ)

[۱] اسوہ صحابہ ج ا ص ۲۵۲ [۲] احیاء العلوم [۳] اسوہ صحابہ ج ۲ صـ۲۹ [۴] عن عقبہ بن عامرؓ [۵] ابوداؤد۔ [۶] زاد و طبرانی فی الکبیر

مقالات حضرت غوث الاعظم رضؓ

(مترجمہ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب قادری)

مقالہ سترہواں

(وصول الی اللہ کے معنی)

فرمایا: جب تجھ کو وصول الی اللہ ہو اس (اس وقت) تو اللہ کی تقریب و توفیق سے اس کا مقرب بنا۔ اور وصول الی اللہ تک پہونچنے کے معنی یہ ہیں کہ تیرا مخلوق سے اور خواہش اور ارادہ و آرزو سے باہر نکل آنا اور اللہ کے فعل و ارادہ میں ثابت قدم رہنا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی حرکت ہی نہ تیرے اندر پائی جائے نہ اس کی مخلوق کے اندر بلکہ تجھ سے جو کچھ پایا جائے وہ اسی کے حکم و فعل اور امر سے ہی پایا جائے۔ پس یہ حالت حالت فنا ہے جسے وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تک پہونچنا کسی مخلوق کی طرف معقول اور معروف پہونچنے کی طرح نہیں ہے کیونکہ وہ لیس کمثلہ شیٔ (اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے) حالانکہ وہ سمیع و بصیر (سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور خالق پیدا کرنے والا اس سے پاک اور اعلیٰ ہے کہ اس کی تشبیہ اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے ساتھ دی جائے اور اس کے مصنوع پر اسے قیاس کیا جائے۔ اور وصول الی اللہ اہل وصول کے نزدیک معروف ہے جو اولیاء اللہ خدا تک پہنچ گئے ہیں وہی وصول الی اللہ کو اللہ تعالےٰ کے شناسا کر دینے سے جانتے ہیں اور ہر ایک واصل باللہ (رتبۂ قرب) میں جدا جدا ہے جس میں دوسرا شریک نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا سر (بھید) اپنے تمام رسل و انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک کے ساتھ ایسا جدا جدا ہے کہ ایک کے راز پر دوسرے کو سوائے خدا کے اطلاع نہیں ہے۔ یہاں تک کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کے لئے خدا کے ساتھ جو سر ہے اس پر اس کے شیخ (پیر) کو بھی آگاہی نہیں ہوتی۔ اور کبھی شیخ کے "راز" سے وہ مرید بھی آگاہ نہیں ہوتا کہ جس کی سیر "حالت شیخ" کے دروازے کی چوکھٹ تک پہونچ گئی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے کہ مرید اپنے شیخ کی حالت پر پہونچ جاتا ہے۔ تو اُسے شیخ سے جدا کر لیا جاتا ہے اس وقت اس کا ولی حق سبحانہ تعالیٰ ہو جاتا ہے پھر وہ ... مخلوق سے بھی اسے جدا کر لیتا ہے پھر شیخ اس کے حق میں اس دایہ کے مانند ہو جاتا ہے جس نے بچے نے دو سال کے بعد دودھ پینا چھوڑ دیا ہو۔ اور زوال خواہش و ارادہ کے بعد ایسا ہی اس کا علاقہ مخلوق سے بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ بس جب تک مرید میں خواہش و ارادہ باقی ہے اُسے توڑنے کے لئے شیخ کی احتیاج ہے۔ لیکن زوال خواہش و ارادہ کے بعد ظاہر شیخ کی حاجت نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ اب مرید میں کدورت و تیرگی اور نقصان باقی نہیں اور اسے اپنے مولیٰ کا نور نصیب ہوا۔ پس جب تو حق کی طرف پہونچ گیا اور واصل حق ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو پھر تو ہمیشہ کے لئے اس (حق سبحانہ و تعالیٰ) کے ماسوا سے بیخوف ہو جا کہ تو خدا کے سوا اس کے غیر کو نفع اور نقصان میں عطا اور منع میں خوف و رجا میں یقیناً (ہرگز) موجود نہ دیکھے بلکہ اسی سے ڈرنا اور اسی سے امید مغفرت رکھنی تجھے لائق و سزاوار ہے اور جب تو ایسا ہو جائے تو پھر ابداً اللہ ہی کے فعل کی طرف نظر رکھ اور تمام مخلوق سے دنیا و آخرت میں جدا رہ۔ تیرے قلب کا تعلق کسی چیز سے نہ ہو۔ اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح بے بس اور عاجز سمجھ۔ جو ایک بڑی سلطنت والے اور ایک بڑے صاحب صولت و سطوت اور شدید الحکم سلطان کی حراست و حفاظت میں ہو اور اس کی گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور ایک بڑی نہر مواج کے کنارہ پر جس نہر کی موجیں تیز اور طوفان خیز جس کا پھیلاؤ وسیع اور جس کی گہرائی بڑی ہو اس بادشاہ نے درخت صنوبر پر اس شخص کو صلیب (پھانسی) دے دی ہو اور سلطان ایک بہت بڑے اور بہت بلند تخت پر جلوس فرما ہو جس (عرش عظیم) پر جانا اور پہنچنا نہایت ہی دشوار ہو اور بادشاہ نے اپنے پہلو میں تیروں نیزوں اور کمانوں کا ایسا انبار لگا رکھا ہو جس کا اندازہ بادشاہ کے سوا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ بادشاہ اس شخص مصلوب پر جس ہتھیار کو چاہے پھینک رہا ہو۔ تو کیا یہ ماجرا دیکھنے والے کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے بادشاہ کی طرف نظر کرنا چھوڑ دے اور اس سے خوف نہ کرے اور اس سے امید نہ رکھے بلکہ صلیب یافتہ شخص سے ڈرے اور اس سے کوئی امید رکھے۔ جس کا یہ فعل ہو ایسے شخص کا نام از روئے عقل عقل و ادراک سے خالی مجنون حیوان اور غیر انسان ہی ہوگا۔ پس اللہ سے پناہ مانگ بصیرت کے بعد اعمیٰ (اندھا) ہونے سے اور وصول کے بعد قطع ہونے سے اور قرب کے بعد بُعد ہونے سے اور ہدایت کے بعد ضلالت سے اور ایمان کے بعد کفر سے۔ باقی آئندہ

شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

نورِ معرفت

(از جوائنٹ ایڈیٹر)

ہر کہ او را ہمزبانے شد جدا بینوا شد گرچہ دارد صد نوا

(مطلب) جو اپنے ہمزبان سے جدا ہوگیا۔ وہ سب کچھ رکھنے کے باوجود مفلس ہے۔

(تشریح) انسان ہمزبان و ترجمان حق ہوتا ہے۔ جو شخص خداوند کریم سے جدا ہے وہ لاکھ اپنے زہد و کمال کا دعوے کرے لیکن اس کا دعوے قابل پذیرائی نہیں۔ وہ درحقیقت ذوق عرفان و اسرار الٰہی سے ناآشنائے محض ہے۔

چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت نشنوی زاں پس ز بلبل سرگذشت

(مطلب) جب فصل گل ختم ہوگئی اور باغ تاراج خزاں ہوگیا تو بلبل کی داستان کون سنتا ہے۔

(تشریح) گل سے یہاں مراد علم حقیقت ہے۔ جب لوگوں کو علم حقیقت حاصل کرنے کا شوق نہیں رہتا اور خانقاہیں سونی ہو جاتی ہیں تو عنادل یعنی عارفان کامل اپنی نواسنجیوں کو بند کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ترانے اب کس کو سنائیں۔ بقول مولانا حالی مرحوم ؎

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

دل کی واردات سرسری نہیں ہوتی ہے جو ہر ایک کو سنائی جا سکے

اس کے لئے ضرور ہوتی ہے ایک دل سوز محرم راز کی۔

جملہ معشوق است و عاشق پردہ زندہ معشوق است و عاشق مردہ

(مطلب) معشوق سب کچھ ہے اور عاشق اس کا پردہ ہے زندہ صرف معشوق ہے اور عاشق مردہ ہوتا ہے۔

(تشریح) عاشق ایک پردہ ہے جس میں شاہد حقیقی جلوہ گر ہے لیکن اس بے بضاعتی کے باوجود عاشق کا وجود اس لئے ضروری ہے کہ اگر یہ پردہ حائل نہ ہو تو تجلی ذات سے تمام عالم درہم برہم ہو جائے۔ ہر شخص میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مطلوب حقیقی کے انوار کا مشاہدہ کر سکے اس لئے اس نے ذات عاشق کو اپنے حسن کا نقاب بنا رکھا ہے جس کے ذریعہ وہ دنیا کو اپنی جھلک دکھلاتا ہے لہٰذا اس شعر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ عاشق کا خود کوئی مستقل وجود نہیں ہوتا اس لئے اس کے افعال و اوصاف معشوق سے منسوب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے ؎

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

شعر کے مصرعہ ثانی کا مطلب یہ ہے کہ عاشق اپنی ہستی کو محبوب کی ہستی میں فنا کر کے مرتبہ عینیت حاصل کر لیتا ہے۔

چوں نباشد عشق را پروائے او او چو مرغے ماند بے پر وائے او

(مطلب) اگر عشق کو عاشق کی پروا نہ ہوتی تو وہ مرغ بے بال و پر کی طرح حسرت پرواز میں تڑپا کرتا۔

(تشریح) اگر مطلوب حقیقی کو اپنے عاشق کا خیال نہ ہوتا اور وہ عاشق کی ہستی کو اپنی ہستی میں مدغم کر کے اسے مرتبہ عینیت عطا نہ کر دیتا تو عاشق کی مثال ایک مرغ شکستہ پر سے زیادہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ عاشق بلبل بن کر باغ وصال کی شاخوں پر چہکتا ہے اس لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلوب حقیقی کو اپنے عاشق کا خیال ہے۔

پر و بال ما کمند عشق اوست موکشانش می کشد تا کوئے دوست

(مطلب) اس کا عشق ہمارے لئے پر و بال کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی کمند محبوب تک کھینچ کرلے جاتی ہے۔

(تشریح) عارفان کامل کو مطلوب حقیقی کی بارگاہ میں جذبہ عشق پہونچاتا ہے یہی وہ مقناطیسی کشش ہے جو عاشق ایسے بے برگ و نوا کو محبوب کے بلند و بالا ایوان تک پہونچاتا ہے۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس چو نباشد نور یارم پیش و پس

(مطلب) اگر حسن محبوب کی روشنی میرے چاروں طرف نہ ہوتی تو میں کیا کوئی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ مجھے پس و پیش کی خبر ہے۔

(تشریح) مطلوب حقیقی کے حسن کی ضیاپاش کرنیں عالم میں ساری و طاری ہیں۔ اور ظلمت کدۂ دنیا میں اسی نور کی روشنی ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو دنیا بے شعور رہتی۔ جو کثرت میں وحدت کا جلوہ دیکھتے ہیں ان کی رہنمائی یہی نور کرتا ہے۔ اس نور حقیقی کی دستگیری نہ ہو تو لوگ ظلمت کدہ میں بھٹکتے پھریں اور انہیں گرد و پیش کی کوئی چیز نظر نہ آسکے۔

شرح دیوان حافظ رح

عشق و محبت کا غیر فانی نقش

(از جوائنٹ ایڈیٹر)

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

(مطلب) اے ساقی شراب کے نور سے ہمارے ساغر کو روشن کردے اور اے مطرب ترانہ کامرانی چھیڑ کہ سارا جہان ہمارے تابع ہے۔

(تشریح) مرشد کامل جب ساغر طلب میں معرفت کی شراب نورانی عطا فرماتا ہے تو طالب حق کو عزت و کامرانی نصیب ہوتی ہے بقول مولانا حسرت موہانی ؎

مرید آپ کے اہل صفا کے پیر ہوئے جو تھے فقیر امیروں کے وہ امیر ہوئے

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

(مطلب) اے ہمارے روزانہ شراب پینے کی لذت سے بے خبر ہم اپنے ساغر میں عکس رخ محبوب کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(تشریح) حضرت حافظ شراب معرفت کی مستی و بے خودی پر اعتراض کرنے والوں سے کہتے ہیں کہ اے بے خبرو۔ تم اس کی لذت سے کیا واقف ہو سکتے ہو۔ ہم جرعہ کشی ہوا و ہوس کے لئے نہیں کرتے بلکہ ہم کو ساغر میں روئے محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔ شراب معرفت کے نشہ میں سرشار ہو کر ہم اس عالم کیف میں پہونچ جاتے ہیں جہاں من و تو کا امتیاز باقی نہیں رہتا اور ہر طرف حسن مجرد کا جلوہ ہوتا ہے۔

چنداں بود کرشمہ و ناز سہی قداں کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

(مطلب) ان سہی قدوں کا ناز کرشمہ اسی وقت تک ہے جب تک ہمارا محبوب سرو قد سرگرم خرام نہیں ہوتا۔

(تشریح) عشق مجازی کی لذت صرف اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک انسان عشق حقیقی کا جلوہ دیکھنے کے بعد محبوبان عالم کا فانی حسن نظروں سے گر جاتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(مطلب) جس کا دل عشق سے زندہ ہوا وہ کبھی نہیں مرتا۔ جہان کے دفتر پر ہمارا غیر فانی نقش ہمیشہ مرتسم رہے گا۔

(تشریح) سالک راہ عشق میں اپنی ہستی کو فنا کر کے فنا فی اللہ کا درجہ حاصل کرلیتا ہے اور جب وہ ذات کو اس ذات میں مدغم کردیتا ہے جس کو کبھی فنا نہیں تو وہ بھی حیات ابدی حاصل کرلیتا ہے۔ گویا یہ سمجھنا چاہیئے کہ عشق میں انسان فنا نہیں ہوتا بلکہ یہ فنائیت اس کو نوید بقا سناتی ہے۔

مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش ست زاں رو سپردہ اند بمستی زمام ما

(مطلب) ہمارے محبوب دلنواز کو ہماری مستی ہی پسند ہے اس لئے ہم کو مستی ملی ہے۔

(تشریح) روز ازل کی جانب لطیف اشارہ ہے کہ خداوند کریم کو یہی اچھا معلوم ہوا کہ وہ کوئی نیک نامی میں جگہ دینے کی بجائے ہمیں رندی و مستی عطا کرے اس لئے ہم اپنی حالت میں خوش ہیں ؎

فرقت میں شاغ ہو کہ ہمیں درد ہو نصیب دل سے نہ کیوں لگائیں تمہاری عطا تو ہے

صبر و تسلیم کی نہایت پاکیزہ تعلیم دی گئی ہے۔

ترسم کہ صرفہ نبرد روز بازخواست نان حلال شیخ ز آب حرام ما

(مطلب) مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن میری شراب شیخ کی پاک روٹی سے بازی نہ لے جائے۔

(تشریح) اعمال کا انحصار انسان کی نیت پر ہے۔ خداوند کریم کسی کے ظاہری افعال و اعمال نہیں دیکھتا بلکہ نیت دیکھتا ہے۔ باوجودیکہ شیخ ایک پاک چیز یعنی روٹی کھاتا ہے لیکن چونکہ اس کے دل میں منافقت ہے اور زہد و عبادت اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا سمجھیں اس لئے اسکی عبادت نظر خداوندی میں مقبول نہیں۔ اس کے مقابلہ پر وہ رند اچھا ہے جو شراب نوشی کے فعل حرام میں مبتلا تو ضرور ہے لیکن خداوند کریم سے ڈرتا ہے اور اپنی سیاہکاریوں کا اعتراف کرتا ہے۔ شیخ اپنی خطاکاریوں کو ظاہری زہد و اتقا کے پردے میں چھپانا چاہتا ہے لیکن رند کا باطن آئینہ کی طرح روشن ہے۔

اے باد اگر بگلشن احباب بگذری زنہار عرضہ دہ بر جاناں پیام ما

(مطلب) اے صبا اگر گلشن احباب کی طرف تیرا گذر ہو تو محبوب کو میرا یہ پیام دینا

گو نام ما ز یاد بعمدا چہ می بری خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

(مطلب) محبوب سے کہنا کہ تو میرا نام قصداً دل سے کیوں بھلاتا ہے۔ ایک دن کو وہ آنے والا ہے جب تو ہمارا نام خود بخود بھول جائے گا۔

(تشریح) دونوں اشعار قطعہ کی صورت رکھتے ہیں۔ شاعر اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ ایک دن میں خود فنا ہو جاؤں گا اور میرا نام مٹ جائے گا پھر تو میرا نام قصداً اپنے صفحۂ دل سے کیوں مٹاتا ہے۔

حافظ ز دیدہ دانۂ اشکی ہمی فشاں باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما

(مطلب) اے حافظ [illegible]

بادۂ خیام کا ایک جام

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی آئی ایم ڈی)

کس خلد و جحیم را ندیدہ است اے دل
گوئی کہ ازاں جہاں رسیدست اے دل
امید و ہراس ما بچیزیست کزاں
جز نام نشانے نہ پدیدہ است اے دل

جنت و دوزخ کے افسانے سن کر خیام کہتا ہے کہ اے دل آج تک نہ کسی نے جنت کو دیکھا ہے اور نہ دوزخ کو۔ دنیا میں ایسا شخص کون سا ہے جو اُس جہان سے آیا ہوا ور اپنی آنکھوں دیکھے حالات سے ہمیں خبردار کرے۔ ہمارے دل میں بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف صرف اسی لئے موجود ہے کہ ہم اصلیت سے ناآگاہ نہیں ہیں، اور ان چیزوں کے نام کے سوا کہیں ان کا نشان اور پتہ موجود نہیں ہے۔ گویا امید ہو یا خوف سب ذہنی اور خیالی چیزیں ہیں۔

ایزد چو نخواست آنچہ من خواستہ ام
کے گردد راست آنچہ من خواستہ ام
گر جملہ صوابست کہ او خواستہ است
پس جملہ خطاست آنچہ من خواستہ است

خیام کہتا ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ کبھی خدا کو منظور نہ ہوا اور اس دنیا میں مجھے ہمیشہ انہی باتوں سے واسطہ پڑتا رہا کہ جو میری مرضی کے خلاف تھیں تو پھر بھلا میرا چاہا کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ جو کچھ خدا نے چاہا وہ سب بھلائی اور صواب تھا تو ظاہر ہے کہ میں نے جو کچھ چاہا وہ سب غلط اور مبنی بر خطا تھا۔

از خالق کردگار و زرب رحیم
نومید مشو بہ جرم و عصیان عظیم
گر مست و خراب بودہ باشی امروز
فردا بخشد بر استخوانہائے رمیم

خیام کا دل اُمیدوں سے لبریز ہے، وہ کبھی کسی حالت میں بھی مایوس ہونا پسند نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اُس خالق کارساز اور اُس رحم و کرم والے خدا سے کبھی ناامید نہ ہو خواہ تیرے جرم و گناہ کی فہرست کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ آج اگر تو شراب پی کر مست پڑا رہیگا اور تجھے کسی بات کا ہوش نہ ہوگا تو یقین رکھ کہ کل یہی گناہ تیری بخشش کا باعث بنیں گے۔ اور وہ کریم و رحیم تیری گلی اور سڑی ہوئی ہڈیوں کو بخشے گا کیونکہ اگر گناہ ہو تو پھر بخشش کیسی۔

گر من گنہ روئے زمیں کردستم
عفو تو امید است کہ گیرد دستم
گفتی کہ بروز عجز دستت گیرم
عاجز تر ازیں مخواہ کہ اکنوں ہستم

کہتا ہے کہ اگر میں نے دنیا بھر کے گناہ بھی کیے ہوں اور ساری عمر رندی اور شراب خواری میں گنوائی ہو پھر بھی مجھے امید ہے کہ تیرا عفو و کرم میری دستگیری کریگا اور میں معاف کر دیا جاؤنگا۔ تو نے کہا ہے کہ جب میں عاجز و ناچار ہونگا تو اسوقت تو میرا ہاتھ پکڑے گا اور میری مدد کریگا تو اے میرے خدا اب اس سے زیادہ عاجز میں اور کیا ہونگا جتنا کہ اب ہوں، وقت آگیا ہے کہ تو میری مدد کرے اور مجھے اس سے زیادہ عاجز نہ ہونے دے۔

یارب تو گلم سرشتۂ من چہ کنم
پشم و قصبم تو رشتۂ من چہ کنم
ہر نیک و بدے کہ از من آمد بوجود
تو بر سر من نوشتۂ من چہ کنم

اپنی مجبوری اور بے اختیاری پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد جب خیام یہ دیکھتا ہے کہ انسان کو قضا و قدر کے اشاروں پر کٹھ پتلی کی طرح ناچنا پڑتا ہے، اور اس کی اپنی زندگی کے افعال میں بھی اسے کوئی دخل نہیں ہو تو وہ اپنے پیدا کرنے والے کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ یا اللہ میں کیا کروں، میرے خمیر کی مٹی تو نے اپنی مرضی سے جیسی چاہی ویسی گوندھی اور میرے جامۂ تن کا تانا بانا اون یا ریشم سے جیسا تُو نے چاہا بُن دیا اب اچھا یا بُرا جو کچھ بھی میں کرتا ہوں اور جو افعال بھی مجھ سے ظہور میں آتے ہیں وہ تو ہی نے تو میری تقدیر میں لکھ دیئے ہیں پھر میں کیا کر سکتا ہوں اور گناہ و خطا سے کس طرح باز رہ سکتا ہوں۔

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کنم
وز کردۂ خویشتن بدردم چہ کنم
گیرم کہ ز من درگذرانی بکرم
آں شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم

ہم سے جب کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے اور کسی کی سعی و سفارش سے یا خود اپنے رحم و کرم کے جذبے سے مجبور ہو کر اگر حاکم وقت اسے معاف کر دیتا ہے تو ہم اسے اپنی انتہائی خوش قسمتی خیال کرتے ہیں اور

اس طرح سزا سے بچ جانے پر ہمیں دلی مسرت ہوتی ہے، لیکن خیام کی طبیعت اس سے بہت زیادہ غیرت مند اور اس کے جذبات و خیالات اس سے بہت زیادہ بلند ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ بار الٰہا میں رات دن اپنے نفس سے لڑتا رہتا ہوں اور تا حد امکان اس کی خواہشوں کے خلاف کام کرتا ہوں لیکن اگر پھر بھی مجھ سے کوئی خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اپنے اس فعل سے مجھے سخت رنج پہنچتا ہے۔ اب اگر میں یہ بھی فرض کروں کہ تو اپنے رحم و کرم سے کام لے کر میری خطا میں بخش دے اور مجھ سے کچھ باز پرس نہ کرے تب بھی میں تو اس غیرت کے مارے مرا جاتا ہوں کہ تو نے مجھے گناہ کرتے دیکھ لیا، اس شرم کو میں کیا کروں۔ اس بخشش سے تو یہی بہتر تھا کہ مجھے میرے قصوروں کی سزا مل جاتی۔

شد دعویٰ دوستی دریں دیر حرام
الفت ز کہ؟ مردے کجا؟ دوست کدام
دامن ز ہمہ کشیدن اولیٰ باشد
از دور بہر یکے سلام است و کلام

احباب زمانہ کی سرد مہری اور بے وفائی سے تنگ آ کر خیام کہتا ہے کہ اس دنیا میں دوستی کا دعویٰ کرنا تو حرام ہو گیا ہے، بھلا محبت کس سے کرے، محبت کے قابل انسان ہیں کہاں؟ اور دوست کا وجود ہے کس جگہ؟ یہاں تو یہی مناسب ہے کہ سب سے اپنا دامن بچاتے ہوئے چلا جاوے اور دور ہی سے سب کو سلام کر لیا جائے۔

تا ظن نہ بری کہ من بخود موجودم
یا ایں رہ خونخوار بخود پیمودم
چوں بود حقیقت مرا از وے بود
من خود کہ بدم، کجا بدم، کے بودم

خیام کہتا ہے کہ کبھی بھول کر بھی یہ گمان نہ کرنا کہ میرا پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے اور میں اس دنیا میں از خود موجود ہو گیا ہوں، یا یہ کہ یہ دشوار گزار منزل میں نے از خود طے کی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میری جو کچھ بھی اصلیت ہے وہ اسی ذات باری کی طرف سے ہے، میں بیچارہ آخر کون تھا، کہاں تھا، اور کب تھا؟

مقصود ز جملہ آفرینش مائیم
در جسم خرد جوہر بینش مائیم
ایں دائرۂ جہاں چو انگشتری است
بے ہیچ شکے نقش و نگینش مائیم

خیام کو اپنے اشرف المخلوقات ہونے پر فخر ہے، کہتا ہے کہ دنیا میں خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس تمام آفرینش کا مقصود ہم ہیں۔ اور عقل کے جسم میں بصارت ہم ہی ہیں۔ اس دنیا کے دائرہ کو ایک انگوٹھی سمجھنا چاہیئے اور اس میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے کہ اس انگوٹھی کا نگینہ اگر کوئی ہے تو وہ ہم ہیں۔

اے چرخ ز گردش تو خرسند نیم
آزادم کن کہ لائق بند نیم
گر میل تو با بے خرد و نا اہل است
من نیز چناں اہل و خردمند نیم

زمانہ کے جور و ستم سے تنگ آ کر اور آسمان کی سفلہ پروری کی تاب نہ لا کر خیام چیخ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے آسمان میں تیری گردش سے خوش نہیں ہوں تو از برائے خدا مجھے آزاد کر دے کیونکہ میں اس دنیا کے علائق میں قید رہنے کے لائق نہیں ہوں۔ تو بیوقوفوں اور نالائقوں کو پسند کرتا ہے اور انہیں نوازتا ہے تو میں بھی قابلیت کے دعوے سے درگزرا، میں ہی ایسا کہاں کا لائق ہوں اور عقلمند ہوں تو مجھے بھی نالائق تصور کر کے مجھے آزاد کر دے۔

من ظاہر نیستی و ہستی دانم
من باطن ہر فراز و پستی دانم
با ایں ہمہ از دانش خود بیزارم
گر مرتبۂ ورائے مستی دانم

خیام کہتا ہے کہ ہستی اور نیستی کا جو یہ سلسلہ اس دنیا میں لگا ہوا ہے اس کے ظاہر سے میں خوب واقف ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مرتا ضرور ہے، اس کے علاوہ دنیا کے اور جتنے نشیب و فراز ہیں ان کی اصلیت سے بھی مجھے آگاہی ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہاں کن لوگوں کو عروج حاصل ہوتا ہے اور کون لوگ زوال میں پڑے رہتے ہیں۔ لیکن اس تمام علم و وقوف کے باوجود میری یہ حالت ہے کہ میں اپنی اس آگاہی و دانش سے سخت بیزار ہونگا اگر وہ مجھے یہ بتائے کہ دنیا میں بے خودی اور مستی سے کوئی اور بڑا مرتبہ بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کے لیئے اس سے بہتر حالت اور کوئی نہیں ہے کہ وہ اپنا تمام وقت مستی اور بیخودی میں گذارے کیونکہ جتنا وقوف زیادہ ہو اتنی ہی ذمہ داریاں بڑھتی ہیں۔

رسول پاک صلعم کی عصمت پر خدائے پاک کی شہادت

(از جناب مولانا سید اشفاق حسین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر)

تمام انبیا علیہم السلام معصوم تھے

ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا مقدس گروہ من اولہ الی آخرہ معصوم تھا اور عصمت کے بلند ترین درجات ان کو بارگاہ تبارک وتعالیٰ سے ارزانی ہوئے تھے۔ اس لئے کہ قرآن پاک بخلاف دیگر کتب مقدسہ کے نہ صرف ان کی عصمت کا قائل ہے بلکہ اکثر حالات میں ان کی عصمت کو قائم کرتا ہے اور اس انتہائی درجہ پر پہونچاتا ہے کہ انسان کا ادراک اسکے احصاء سے قاصر ہے۔ امام راغب عصمت انبیا کی تشریح و تفصیل اس طرح کرتے ہیں کہ اولاً تو اس جوہر پاک کی بنا پر جس سے کہ انبیا مخصوص کئے گئے وہ پیدائشی طور پر گناہ سے پاک ہوتے ہیں دوسرے ان کو جسمانی و روحانی فضائل عطا کئے جاتے ہیں نصرت خداوندی ان کی ناصر ہوتی ہے ان کے قلوب مطہر سکینت سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے وہ صدور ذنب سے محفوظ رہتے ہیں۔

افضل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام عصمت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے

چونکہ حضور سرور دو عالم خاتم الانبیا اور افضل الرسل ہیں اس لئے منعم متعال نے انہیں عصمت کے بلند ترین مقام پر پہونچا دیا تھا۔ ہم ذیل میں اس کی شہادت کلام ربانی سے پیش کرتے ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔

ترجمہ ۱۔ قسم ہے ستارہ کی جب وہ جھکے کہ تمہارے صاحب (محمدؐ) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بہکے اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتے ہیں۔ یہ صرف وحی ہے جو انکی طرف آتی ہے۔

ترجمہ ۲۔ قرآن کا ہر حصہ گواہ ہے جب وہ اترتا ہے کہ نہ تمہارا ساتھی گمراہ ہوا اور نہ وہ بہکا اور نہ وہ خواہش نفس سے بولتا ہے یہ صرف وحی ہے جو اسکی طرف جاتی ہے۔

چونکہ نجم کے معنی میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے اس لئے ہمنے آیۂ کریمہ کے دو مختلف ترجمے درج کئے ہیں بہر حال اختلاف تراجم خواہ کچھ ہی ہو یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ نجم کو اس پر گواہ بنایا گیا ہے کہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم غوایت اور ہوائے نفسانی سے منزہ اور مبرا ہیں اگر نجم کے معنی پارۂ قرآن کے کئے جائیں تو قرآن پاک شاہد ہے اور اگر نجم کے معنی ستارہ لئے جائیں تو بھی یہی اشارہ ہے کہ جس طرح ستارہ غروب ہوکر روز روشن نمودار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصمت کے اعلیٰ درجہ پر متمکن تھے۔

قرآنی الفاظ پر نظر غائر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے اس سے زیادہ جامع اور مانع الفاظ میں عصمت کا ذکر ممکن نہیں اس لئے کہ محض گناہ سے بچنے کا نام ہی عصمت نہیں ہے۔ یہاں حضور سرور عالمؐ کو نہ گناہ سے محض محفوظ قرار دیا ہے بلکہ آپ کے عقیدہ کو بھی شائبہ غلطی سے مبرا بتایا ہے اس لئے کہ عربی لغت میں غیّ وہ جہالت ہے جو اعتقاد فاسد سے پیدا ہو گو مطلق جہالت کے معنی میں بھی یہ مستعمل ہوتا ہے۔

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ۔

ترجمہ۔ کہدو کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب داں ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں کسی شے کی پیروی نہیں کرتا ماسوا اس کے کہ جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

عصمت عصمت کی خاطر

اس آیہ میں ایک تو حضور سرور دو عالم کی عصمت پر زبردست شہادت ہے کہ آپ ماسوا احکام الٰہی کے جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں اور کسی شے کی پیروی نہیں کرتے۔ خواہش نفسانی یا کوئی اور مقصد آپ کے پیش نظر ہوتا ہی نہیں۔ دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ شارع اسلام ایسی عصمت کی تلقین کرتا ہے جس کا منتہائے نظر محض کمال انسانی ہے۔ اس رنگ کی تعلیم محض اسلام ہی دیتا ہے کہ نیکی کی خاطر نیکی کرنا ہی اصل مقصد ہے۔ چنانچہ آپ کو صاف اعلان کے واسطے کہا جاتا ہے کہ اگر تم میری پیروی کرنا چاہتے ہو تو خزانوں کی خاطر نہ کرو۔ میں غیب کی باتیں بتانے کا لالچ نہیں دیتا۔ میں تمہیں عصمت کی طرف بلاتا ہوں محض عصمت کی خاطر آپ کی حیات طیبہ میں اس تعلیم کا عملی رنگ موجود ہے۔ قریش مکہ آپ کی امانت اور دیانت کے باوجود سخت سے سخت معاندین ہونے کے قائل تھے۔ آپ کو مقام عصمت سے ہٹانے کے لئے خوبصورت سے خوبصورت عورت اور بڑے سے بڑے خزانے کا لالچ دیا جس کا جواب آپ نے یہی دیا کہ دنیا کی حکومت اور دولت اور حسن و خوبصورتی کی میری آنکھوں میں کوئی حقیقت نہیں اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھدیں تو بھی میں اپنے مقام (عصمت) کو نہ چھوڑوں۔

آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ کبھی خدا کی نافرمانی کی

قل مایکون لی ان ابدلہ من — کہو۔ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں اسے بدلوں
تلقاءی نفسی ان اتبع الا ما — اپنی طرف سے میں تو کسی کی پیروی نہیں
یوحی الی۔ انی اخاف ان عصیت — کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی
ربی عذاب یوم عظیم قل — ہوتی ہے اور اگر میں اسکی نافرمانی کروں
لوشاء اللہ ما تلوتہ علیکم — تو عذاب قیامت سے ڈرتا ہوں کہو اگر
ولا ادراکم، فقد لبثت — اللہ چاہتا تو اسے تم پر تلاوت نہ کرتا میں تو
فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون — اس سے قبل تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں
تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔

حضورؐ نے بعثت سے قبل چالیس سال کا لمبا عرصہ اس عصمت امانت اور دیانت سے گذارا تھا کہ آپ کے سخت سے سخت دشمن بھی اسکے قائل تھے چنانچہ جب ابوسفیان سے ہرقل نے پوچھا کہ دعویٰ رسالت سے قبل کبھی تم نے اس سے جھوٹ سنا تو اس پر اس نے کہا ہرگز نہیں اس پر ہرقل نے کہا کہ جو ایسا راستباز اور امین ہو کہ کبھی لوگوں پر جھوٹ نہ بولے تو وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ اکثر سعید فطرت کفار ہی چہرۂ مبارک دیکھ کر بے اختیار چیخ اٹھتے تھے کہ لیس بوجہ رجل کذاب کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

سورۂ لہب کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضور کوہ صفا پر چڑھے کہ فرمان خداوندی وانذر عشیرتک الاقربین کی تعمیل کریں تو سب قبیلے آپ کی دعوت پر جمع ہوئے اسوقت جو کچھ حضورؐ نے فرمایا اور کفار نے جواب دیا خواجہ حالی اس طرح لکھتے ہیں۔

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو مجھ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا

کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

یہ قرآن پاک کی ایسی شہادت ہے کہ جس کا انکار کفار قریش بھی نہ کر سکے اور کہا کہ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ جو تم لائے ہو اسے جھٹلاتے ہیں۔

آپ وساوس شیطانی سے بھی محفوظ تھے

وقل رب اعوذ بک من ھمزات الشیاطین۔
اور کہو اے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

حکم ربانی حضور کو وہ وساوس شیطانی سے پناہ مانگیں بتاتا ہے کہ آپ شیطانی وسوسات سے بھی محفوظ رکھے گئے اس لئے کہ جو اللہ کی پناہ میں آتا ہے وہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرا شیطان میرا مطیع ہو گیا ہے اور یہی عصمت کا بلند ترین مقام ہے کہ شیطان فرمانبردار ہو جائے۔

حوروں نے شور صل علیٰ کا مچا دیا

(از جناب نواب سید غوث محمد خاں صاحب غوث دہلوی)

حضرت کی اک نظر نے خودی کو مٹا دیا — اس پر یہ معجزہ کہ خدا سے ملا دیا
عالم کو آپ نے حق و باطل دکھا دیا — چشم جہاں سے پردۂ غفلت اٹھا دیا
عشق رسول پاک نے رتبہ بڑھا دیا — ذرہ تھا مجھ کو مہر درخشاں بنا دیا
گونگی ہوئیں بانیں سلاطین دہر کی — سب کا غرور آپ نے دم بھر میں ڈھا دیا
میلاد کی خوشی میں محبوں نے آپ کے — آنکھوں کا فرش بزم طرب میں بچھا دیا
مداح مصطفےٰ جو کوئی خلد میں گیا — حوروں نے شور صل علیٰ کا مچا دیا
امت کو اپنی کلمۂ طیب سے آپ نے — بھر بھر کے جام بادۂ عرفاں پلا دیا
پاتے ہیں ایک دم میں مریض گناہ شفا — توبہ کا نسخہ آپ نے ایسا بتا دیا
مہجور مصطفےٰ ہوں نکیرین سے کہو — میں کیوں بتاؤں رنج مجھے دل نے کیا دیا
تعلیم معرفت کی صفت کا بیان ہو — عالم میں اپنا آپ نے سکہ جما دیا
ہجر نبی میں آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے — گوہر جو اس صدف نے دیا لے بہا دیا
روشن ہوئی جو قلب تو آنکھیں بھی کھل گئیں — جلوہ نے آپ کے ہمیں حق کو دکھا دیا

اے غوث شکر حق ہو ادا کس زبان سے
ہم کو نبی دیا تو شہ انبیا دیا

خلقِ عظیم

(از حضرت مولانا عبد التواب صاحب چشتی)

ن ٥ والقلم وما یسطرون (۱) ن۔ اور قلم کی قسم اور لوگوں کے لکھنے کی قسم۔
ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ٥ کہ تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانہ نہیں ہو۔
وان لک لاجرا غیر ممنون ٥ اور بے شک تمہارے لئے غیر منقطع اجر ہے۔
وانک لعلی خلق عظیم ٥ اور تمہارے اخلاق بڑے اعلیٰ پایہ کے ہیں

(ن ع ۱ پ ۲۹)

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ ملک عرب توہمات باطلہ میں مبتلا تھا۔ خاص کر مکہ میں بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اس حالت میں خدائے واحد کی یکتائی اور اس کی توحید کا وعظ سننا۔ اور آبائی رسم و رواج کا ترک کرنا ان کے لئے بے حد شاق گذرا! اس لئے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور ہر چہار طرف مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کو تبلیغ سے باز رہنے کی کوشش کی گئی۔ جب آپ اعلاء کلمۃ الحق سے باز نہ رہے۔ تو دیوانہ اور مجنون کہا گیا کہ لوگ اس طرح آپ کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ الغرض مکارم اخلاق کی کوئی بات بھی ان کو گوارا نہ تھی۔ وہ گھنٹوں کی بے معنی آواز کو صدائے اللہ اکبر سے بہتر مانتے تھے نماز کو محض ورزش اور انسانی تکلیف کا موجب بتلاتے تھے۔ کیونکہ سب سے پہلے اپنے دادوں کو ایسا کرتے دیکھا نہ تھا۔ ما وجدنا علیہا آبائنا۔ اس بنا پر آپ کو دیوانہ بتلایا۔ کیونکہ دیوانے کی باتیں قابل قبول نہیں ہوتیں۔

اللہ تعالیٰ کفار و جہلاء عرب کی تردید کرتے ہوئے اپنے حبیب مکرم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف و تحسین فرماتا ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب حق ہے۔ نہ آپ مجنون ہیں نہ دیوانے اور اعلاء کلمۃ الحق میں جو تکلیف اور اذیتیں آپ برداشت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ اور تبلیغ کے کام سے باز نہ رہنا ایک بڑا کام ہے۔ جو آپ کے خصائص میں بڑی خصوصیت ہے اور یہی آپ کا خلق عظیم ہے۔ پس اس سورۃ میں حضورؐ کی نبوت اور آپ کے اخلاق حسنہ کی اللہ تعالیٰ تعریف فرماتا ہے۔

خلق محمدیؐ

خلق ایک نفسانی ملکہ ہے جس کے سبب سے انسان نہایت آسانی سے عمدہ کام کر سکتا ہے۔ خلق کے یہ معنی ہیں کہ انسان دائم یعنی بری باتوں مثلاً بخل۔ لالچ۔ حرص و ہوا۔ غضب اور معاملات میں تشدد کرنے سے بچتا رہے۔ اور لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے مروت اور سیر چشمی سے کام لے۔ جذبہ انتقام پیدا نہ ہو۔ اقارب و احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرے کینہ و حسد سے دور رہے۔ حیا و شرم اس کا شیوہ ہو۔ سخت کلامی فحش گوئی طعنہ زنی سے بچتا رہے۔

پس حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات ان تمام معائب و قبائح سے پاک تھی اور محاسن اخلاق سے فطری طور پر بہرہ یاب تھی۔ اور جملہ اخلاق حسنہ آپ سے بے تکلف سرزد ہوتے تھے۔ غلط عقائد اور بری باتوں کے قبول کرنے کی آپ میں مطلق استعداد نہ تھی۔ بلکہ اس کی بجائے آپ میں معارف الہیہ کے قبول کرنے کی استعداد علی وجہ الاتم موجود تھی جس کی بابت کلام الہی مؤید ہے۔ چنانچہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ کا خلق قرآن تھا۔ (ابوداؤد)

دوسری جگہ ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ سے زیادہ کوئی خوش خلق نہ تھا جب کسی نے حضورؐ کو بلایا تو آپ نے لبیک فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔ نیز آپ نے کسی کو بدگالی نہیں دی۔ سخت کلامی سے پیش آئے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ دس برس تک میں حضرت کی خدمت کرتا رہا۔ آپ نے کسی کام کے نہ کرنے پر مجھے کبھی سرزنش نہیں کی۔

جس طرح حضورؐ اپنے احباب و اقارب کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح آپ کا حسن خلق غیروں کے ساتھ بھی ملاحظہ ہو۔

حضرت انسؓ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک اعرابی (گنوار) آیا حضور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ گنوار نے اس کو اتنے زور سے پکڑ کر کھینچا کہ حضورؐ کی گردن میں نشان پڑ گئے۔ اور درشت لہجہ میں کہا کہ اے محمدؐ! تمہارے پاس اللہ کا دیا مال ہے۔ اس میں سے دو اونٹ بھر کر مجھے دیدو اگر آپ دیا کریں گے تو یہ اپنا ذاتی مال یعنی اپنے باپ کے ترکہ میں سے تو نہیں دے رہے۔

یہ سخت کلامی سن کر حضور خاموش ہو رہے اور فرمایا۔ کہ کہتا تو ٹھیک ہے۔

المال مال اللہ وانا عبدہٗ بیشک مال تو اللہ ہی کا ہے میں اسکا بندہ ہوں

پھر گنوار سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے اس سختی کا بدلہ لے گا۔ ویقادنک یا اعرابی ما فعلت بی۔

گنوار نے اس کے جواب میں عرض کیا۔ کہ حضور ایسے اسکا خوف نہیں ہے۔

لانک لا تکافی بالسیئۃ السیئۃ حضور تو برائی کا بدلہ کبھی برائی نہیں دیتے

حضور یہ سنکر ہنس دیئے۔ اور فرمایا۔ اس گنوار کے ایک اونٹ پر جَو اور ایک پر کھجوریں لاد دو۔ اللہ اکبر! یہ تھا آپ کا خلق عظیم سچ ہے۔ سہ

بدی را بدی سہل باشد جزا ؛ اگر مردی احسن الیٰ من اسا

جنگ احد کا واقعہ ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوتے ہیں۔ روئے مبارک لہو لہان اور زخمی ہوتا ہے۔ حضور کے اصحاب سخت پریشان و مضطرب نظر آتے ہیں اور بے قرار ہو کر حضور سے کفار کے لئے بد دعا کے طالب ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت کرنے والا نہیں مبعوث کیا۔ بلکہ مجھے تو خدا نے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پھر دعا فرمائی۔

اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما۔ کیونکہ وہ میرے کام اور میرے مرتبے سے ناواقف ہیں۔

سچ ہے سہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا ؛ دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام ؛ کہ با دوستاں است خلاف و جنگ

ایک اور تاریخی واقعہ ہے۔ غورث بن حارث حضور کے قتل کرنے کے لئے آتا ہے۔ حضور ایک درخت کے سایہ میں دوپہر کو قیلولہ فرما رہے ہیں۔ اور اصحاب مجاہدین آپ سے الگ آرام فرما ہیں قاتل تلوار بے نیام کئے سر پہ آکھڑا ہوا۔ جب بیدار ہوئے تو حارث پوچھتا ہے کہ

من یمنعک منی۔ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بچائے گا۔ یہ کہتے ہی قاتل کے ہاتھ سے مارے خوف کے تلوار گر کر چھوٹ گئی۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تلوار اپنے دست مبارک میں اٹھا کر فرماتے ہیں کہ بتلا اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ کُن خیر آخذ۔ آپ اس کو بھلے آدمیوں کی طرح اٹھائیے۔ یعنی آپ میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ آپ نے یہ سنکر معاف فرمایا۔ یہ شخص اپنی قوم میں آیا۔ اور حضور کی تعریف کی اور کہا کہ میں تمہارے پاس دنیا کے بہترین لوگوں کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

کفار قریش نے حضور اور آپ کے اصحاب کو طرح طرح ستایا۔ جب اسلام کو غلبہ ہوا۔ کفار پکڑے گئے تو ان کو یہ خیال ہوا کہ اب ہم جان سے مار ڈالے جائیں گے۔ حضور نے پوچھا کہ میں اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ بھلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا میں بھی تمہارے ساتھ وہی سلوک کرتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تم پر آج کچھ گناہ نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری خطاوں کو معاف کرے۔ وہی سب سے بڑھ کر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ تھا حضور کا خلق عظیم۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حضور کے اسوۂ حسنہ کی اتباع و پیروی کی توفیق عطا فرما دے آمین۔

اے خالق یکتا دے

(از جناب مولانا شیخ غلام حسین صاحب رسا فارانی)

خمخانۂ وحدت سے جام طرب افزا دے ؛ عشق محمدؐ کا سر کو مرے سودا دے
ہو راز حقیقت میں وہ دیدۂ بینا دے ؛ فکر فلک پیما یا رب دل جویا دے

ایماں کی تجلی دے اے خالق یکتا دے

کلیوں کو ہنسی بخشی۔ دی گل کو ہے رنگینی ؛ ہر نخل ثمر ور ہے منزل گہ شیرینی
ہوں گلشن وحدت کا میں طالب گلچینی ؛ دے نفس ستمگر کو انداز خوش آئینی

ایماں کی تجلی دے اے خالق یکتا دے

یہ سود افراموشی یہ میری زیاں کاری ؛ دامن کش دل رہتا ہے ذوق گنہگاری
کر دور مرے مولا عصیاں کی یہ بیماری ؛ اے چارۂ بیچارہ آیا ہوں بہ لاچاری

ایماں کی تجلی دے اے خالق یکتا دے

یہ نفس کا خارستان فردوس بداماں ہو ؛ اس اجڑے ہوئے دل میں آبادی کا ساماں ہو
پر داغ مرا دل بھی ہم رنگ گلستاں ہو ؛ نور عشق محمدؐ کا دل میں مرے رخشاں ہو

ایماں کی تجلی دے اے خالق یکتا دے

اے رب علیٰ سن لے اے وجہ بقا سن لے ؛ اے خالق دو عالم یہ میری دعا سن لے
کہتا ہے بصد منت یہ تیرا رسا سن لے ؛ اے بار خدا سن لے اے بار خدا سن لے

ایماں کی تجلی دے اے خالق یکتا دے

جگ داتا شیام منوہر

(از شریمتی کملا دیوی صاحبہ)

عرب کے شیام منوہر! میں اپنے پریم کی گنگا جلی آپ کے چرنوں میں ارپن کرتی ہوں۔ اسے قبول کیجئے"

من موہن! جب سنسار میٹھی نیند کی گود میں سو جاتا ہے اور جب تنہائی کی ساعتیں توش گھڑیاں میرا گلا گھونٹتی ہیں۔"

تو پریم کا ستایا ہوا ہردے مجھے بے چین کر دیتا ہے اور میں آپ کے درشن کے ارمان میں اپنے جیون کو تسکین دیتی ہوں"

سُندر روپ! آپ کی پریم کتھا میرے سامنے ہے۔ آپکے درشن کا خیال میرے دل میں چٹکیاں لے رہا ہے۔

مجھے آشا ہے کہ آپ میری دنتاش کے چراغ نہیں بجھنے دیں گے"!

شیام منوہر! دُنیا آپ کے ارتھاش کو نہیں بھول سکتی۔ آپ وہ پریم رشی ہیں کہ آپ نے بچھڑے ہوؤں کو ایشور سے ملایا اور مورتی پوجا کا کھنڈن کیا۔

اور دُنیا آپ کے اِس ارتھاش کو بھی نہیں بھول سکتی کہ آپ نے سنسار میں پریم کا پرچار کیا اور خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی بنایا"

اور میں اس ستیہ ورتان کو بھی یاد رکھتی ہوں کہ آپ نے استریوں کی لاج رکھ لی۔ اور ان کو عزت کا تاج پہنایا"

مہاسندر! میرے من کی چنتا مٹایئے۔ برہا کی ہواؤں کے تیز جھونکے چل رہے ہیں اور میری آشا کا چراغ جھلملا رہا ہے میں اُداس ہوں" غمگین ہوں" میری آتما اس نربل شریر کو تیاگ کر جانا چاہتی ہے۔ لیکن میں آپ کے پریم اور آپ کی کرپا کی اُمید میں اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہوں"

بہت بے چین ہوں موہن مجھے صورت دکھا دینا

اے عشق کہیں لے چل

از جناب کامل صاحب جونپوری بی اے

اے عشق کہیں لے چل

یہ دیر و حرم چھوٹے　　یہ رنج و الم چھوٹے
یہ دین و دہرم چھوٹے　　یہ غم یہ ستم چھوٹے

اے عشق وہیں لے چل
اے عشق کہیں لے چل

یہ نقش و نگیں بدلے　　یہ رنج مکیں بدلے
یہ فرشِ زمیں بدلے　　یہ چرخ بریں بدلے

اے عشق وہیں لے چل
اے عشق کہیں لے چل

کعبہ نہ کلیسا ہو　　کچھ ہم سے نہ پردہ ہو
نظارہ زیبا ہو　　آزادی و نغمہ ہو

اے عشق وہیں لے چل
اے عشق کہیں لے چل

رفعت ہو نہ پستی ہو　　توحید پرستی ہو
اک عالم مستی ہو　　سرشار یہ ہستی ہو

اے عشق وہیں لے چل
اے عشق کہیں لے چل

تا حسن جبیں لے چل　　تا خانہ دیں لے چل
تا نور مبیں لے چل　　تا سر در دیں لے چل

سوتے ہیں جہاں احمدؐ
ہاں ہاں تو وہیں لے چل

اے عشق کہیں لے چل　　یہ دیر و حرم چھوٹے

سچائی

(از جناب لالہ مرلی دھر لال صاحب کپور مدیر اخبار رود گزٹ [illegible])

سچائی بہت ہی پیاری چیز ہے جہاں کہیں ہو اس کا حسن ایسا نہیں ہے جو دل صدق آشنا کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے۔ وہ کسی قوم اور کسی ملک کی جاگیر نہیں رہتی بلکہ ہر جگہ اس کا جلوہ اور اس کی شان کسی نہ کسی طرح نمایاں ہوتی [illegible] نام لیوا آج دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں اپنی تعلیم کے دلکش روپ سے حق بین آنکھ میں ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ تمدن اور تہذیب اور اس کے ساتھ [illegible] تمام ترقی فطرت کے قانون کرنے اور خدائی رنگ میں اپنے کو رنگنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

انہوں نے انسان کی استعداد کو بہت وسیع بتایا اور اس کو کام میں لانے کے بہت سے طور طریق بتائے جن کا نام شریعت [illegible]

خدا کی وہ صفات گنائیں [illegible] لوگوں کو [illegible] صفات کے رنگ کو اپنے [illegible] خدا کے [illegible] تہذیب اخلاق کے لئے [illegible]

انہوں نے بہت [illegible] بتایا کہ [illegible] جو کچھ ہے وہ انسان کے لئے [illegible] میں ترقی کے [illegible] کر دکھا دیا۔

خدا کی [illegible] صفت [illegible] سنسار کا پالن ہار [illegible] کی اور [illegible] قوم اور [illegible] زمین کی آغوش [illegible] کو بھی [illegible] تعلیم نے [illegible] انسانوں کی اخوت یعنی ان کا [illegible] قوم [illegible] وہ افریقہ کے صحرا کا [illegible] جذبات کا [illegible] دریا امنڈا ہوا [illegible] ہیں

غرض یہ کہ حضرت محمد صاحب کے ان باحکمت [illegible] اصولوں پر حسب عمل [illegible] شروع ہوئی تو دنیا کی آنکھوں نے ایک [illegible] حیرت ناک سین دیکھا وہ یہ کہ [illegible] پر جو ملک سب سے زیادہ [illegible] اور اجڈ لوگوں سے آباد تھا انہیں ان زرین باتوں نے ایسا انقلاب پیدا کیا کہ روم و ایران کی پرشوکت سلطنتوں سے لے کر آدھی دنیا کے وہ مالک بن گئے ان [illegible] تمدن نے [illegible] پایا اور کوئی شک نہیں کہ انہوں نے ان کے زمانے میں بڑی ترقی کی میرا مطلب یہ ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم [illegible] کی کہ دنیا پر بہت گہری [illegible] کیونکہ وہ سچائی پر مبنی ہے۔

تم پہ قربان مری جان رسول عربی

(از جناب لالہ [illegible] صاحب [illegible])

[illegible] — تم پہ قربان مری جان رسول عربی

[illegible] — تجھ [illegible] مری [illegible] رسول عربی

[illegible] — [illegible] رسول عربی

[illegible] — [illegible] رسول عربی

[illegible] — جب ہوئے [illegible] رسول عربی

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] جو کلام اپنا تو دیکھا [illegible]

[illegible] دیوان رسول عربی

آنحضرؐ نے انسانیت کا درجہ کہاں تک بلند کیا؟

(از جناب مولوی سردار خاں صاحب پسروری)

اقوام عالم کے اندر رنگ و نسل کی تمیز جیسی آج کل ہے ویسی ہی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر زمانہ سابقہ میں تھی۔ اگر آج اس خیال کے لوگ موجود ہیں کہ سفید اقوام سیاہ اقوام پر فوقیت و برتری رکھتی ہیں تو گذشتہ زمانہ میں بھی ایسا کہنے والے موجود تھے کہ فلاں قوم خدا کی برگزیدہ ہے اور باقی اقوام راندۂ درگاہ۔ دنیا میں بہت سے مذاہب پیدا ہوئے بہت سے مصلحین مبعوث ہوئے مگر رنگ و نسل کے جز امتیازات نے نسل انسانی کے اندر فرقہ بندی قائم کر رکھی تھی ان کو مٹانے والا سوا محمد رسول اللہ کے کوئی پیدا نہ ہوا۔ اس بیہودگی کو مٹانے کے لئے آواز شاید پہلے بھی بلند ہوئی ہو لیکن عملی لحاظ سے کامیاب عرب کا امی نبی ہوا۔

آپ نے دنیا کو بتایا کہ سب اقوام ایک ہی اصل سے ہیں۔ تمام انسان آپس میں بحیثیت انسان مساوی ہیں۔ رنگ و نسل کوئی وجہ امتیاز نہیں۔ خدا کے نزدیک یہ تمام امتیازات بے حقیقت ہیں۔ حرمت پرہیزگاری کو ہے۔ شیخ سعدیؒ نے سچ کہا ہے کہ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

مگر اس اصول کی بنیاد رکھنے والا محمد رسول اللہ ہی ہیں۔ آپ نے تمام باطل امتیازات کو مٹا کر تمام انسانوں کو مساوی سطح پر لا کھڑا کیا اور پھر باہمی حقوق کے احترام کی تلقین کی۔ تمام بے انصافیوں کی جڑ یہی غیر منصفانہ خیال ہے کہ فلاں قوم فلاں سے افضل ہے۔ آنحضرتؐ نے بتایا کہ پیدائش کے لحاظ سے کسی کو کسی پر ذرہ برابر بھی فضیلت نہیں۔ سب قومیں نسل آدم سے ہیں۔ میرے نزدیک تمام اسود و احمر برابر ہیں اور ان سب کی طرف میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرا خدا رب الیہود یا رب الہنود نہیں بلکہ رب العالمین ہے۔ وہ پہلے بھی سب اقوام کی جسمانی و روحانی ربوبیت کرتا رہا ہے اب بھی کرتا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔ جسمانی ربوبیت تو ظاہر ہی ہے روحانی ربوبیت میرے ذریعہ کرے گا۔ وہ تمام نسل انسانی کو جو بے شمار فرقوں میں بٹی پڑی ہے ایک جھنڈے تلے جمع کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے مجھے تمام دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

انسان جو خلیفۃ الارض بنا کر بھیجا گیا تھا اس ذلت کو پہنچ چکا تھا کہ اپنے سے حقیر اشیاء کے سامنے سربسجود ہوتا تھا۔ حجر شجر چاند سورج ستارے سب اس کے مسجود تھے۔ ہوش و خرد جواب دے چکے تھے۔ دنیا حیران تھی کہ انسان کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ محمد رسول اللہ مدہوش انسان کو ہوش میں لایا اور اسے اس تخت خلافت پر بٹھایا جس کا وہ بجا طور پر حقدار تھا۔ آپ نے غافل انسان کو یاد دلایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کا ارشاد خداوندی اسی کے حق میں ہے۔ جن بے حقیقت اشیاء کے آگے وہ سجدے کر رہا ہے وہ سب اس کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ زمین اور اس کی اشیاء تو ایک طرف رہیں وہ وہ برگزیدہ مخلوق ہے کہ فرشتوں تک کو حکم ہوا کہ اسے سجدہ بجا لائیں۔

انسان بہانے سے یہ کہتا تھا کہ میری ہدایت کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے۔ انسان انسان کے لئے رہنما کیونکر ہو سکتا ہے مگر محمد نے بتایا کہ اے انسان! تو بھول میں ہے۔ انسان کو رہنمائی کے لئے فرشتہ کی ضرورت نہیں جب کہ محمد رسول اللہ ایسا کامل انسان موجود ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس انسان اس کامل انسان کی طرف دیکھ اور پھر کہہ کہ کیا تجھے فرشتہ کی ضرورت ہے یہ کامل انسان تجھ پر واضح کر دے گا کہ ؎

جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انسان بھی
پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا

یہ کامل انسان انسانیت کا درجہ بلند کرنے آیا ہے۔ وہ دکھائیگا کہ انسان کیسی بلند ہستی ہے اور اس کا مرتبہ کس قدر عالی شان ہے دنیا اندھیرے میں ہے مگر وہ بتا دے گا ع

شانِ پیمبرؐ

(جناب شیخ غلام حسین صاحب رہنما)

کیا شان اس پیمبر عالی جناب کی
جس سے بڑی ازل سے نظر انتخاب کی

تو خاک پا ہے صاحب ام الکتاب کی
اے طبع فکر کیا تجھے روز حساب کی

تعلیم وہ حضورؐ کی جو دل میں گھر کرے
مفتوں ہے دنیا جلوۂ نور انتساب کی

حب رسول پاک میں سرشار گر ہو دل
لذت ہے ملتی ہے پئے کیف شراب کی

ہو کیونکر غم یہ ذوق نہیں شان لطف سے
یورش ہے گرچہ دل پہ غم بے حساب کی

یارب رہنماؔ رسا کی کبھی باریاب ہو
زنجیر کھٹکھٹاتی ہے رحمت کے باب کی

کیا چیز آدمی ہے کیا شے ہے آدمی میں

بہر ساوات نسل انسانی کو عملی لحاظ سے باطل کرنے والی وہ بے انصافیاں اور زیادتیاں تھیں جو افراد و اقوام ایک دوسرے سے کرتے تھے۔ حقوق انسانی کا کما حقہ احترام نہ کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر قتل انسان کے مسئلہ کو لیجئے۔ زمانہ جاہلیت میں اختلاف عقائد کی بنا پر انسان کو قتل کر دینا معمولی بات تھی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین دین کے معاملہ میں کسی قسم کی زبردستی نہ ہونی چاہیئے قتل کرنا تو بڑی بات ہے۔ پھر اگر ایک قوم کا کوئی فرد دوسری قوم کے کسی آدمی کو ناجائز طور پر قتل کر دیتا تھا تو تمام قوم قاتل کی حمایت پر کھڑی ہو جاتی تھی۔ یہ حقیقت میں انسانی جان کو بے قدر و قیمت سمجھتا تھا۔ آنحضرتؐ نے تعلیم دی کہ قصاص میں حیات ہے۔ کسی شخص کو ناروا قتل کرنا گویا تمام نسل انسانی کو قتل کرنا ہے۔ قاتل کو مقتول کے ورثار کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ دشمن قوم کے ساتھ بھی انصاف کرو ناروا قتل کرنے والوں کو ہرگز پناہ نہ دو۔ غرض ہر طرح سے حقوق انسانی کا احترام کرنا سکھایا۔ درحقیقت میں مساوات نسل انسانی قائم ہی نہیں رہ سکتی جبتک کہ حقوق انسانی کا پورا پورا احترام نہ کیا جائے! یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے باہمی حقوق پر خاص طور پر زور دیا ہے۔

دور وحشت میں یہ خیال بھی عام تھا کہ عورت بہ لحاظ انسانیت کمتر درجہ پر ہے۔ بعض اہل مذاہب اسے گناہ کی جڑ قرار دیتے تھے۔ بعض کی بلند پروازی انہیں اس نتیجہ پر لے گئی تھی کہ عورت جنت میں داخل نہ ہوگی۔ مسیحی حضرات کا یہ وعظ تھا کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ الغرض بہت سے ایسے خیالات رائج تھے جو انسانیت کو ذلیل کرنے والے تھے۔ آنحضرتؐ نے ایسے تمام خیالات کی تردید کی۔ آپ نے بتایا کہ عورت اور مرد سب ایک ہی اصل سے ہیں۔

عورتیں بھی مثل مردوں کے اپنے کئے کا پھل پائیں گی۔ انسان فطرتاً پاک ہے اور ترقی کے لئے وسیع میدان رکھتا ہے۔

آنحضرتؐ کی بعثت سے قبل بہت سے بانیان مذاہب کو خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا اوتار، فرشتہ وغیرہ بنایا گیا تھا ان خیالات کی تہ میں یہی یہ خیال پنہاں تھا کہ انسان انسان کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اس لئے خدا خدا کے بیٹے اور خدا کے اوتار آئے۔ چونکہ یہ خیالات انسان کو اپنے اعلیٰ درجہ سے گرانے والے تھے اس لئے آپؐ نے شد و مد کے ساتھ ان کی بیخ کنی کی اور نہایت واضح الفاظ میں دنیا کو بتایا کہ سب انبیا انسان اور صرف انسان تھے۔ میں بھی انسان ہوں۔ قل انما انا بشر مثلکم۔ انسان کی رہنمائی کے لئے انسان ہی مبعوث ہوتے ہیں۔

اُٹھ مرے کالی کملی والے

(از جناب مرزا یگانہ صاحب لکھنوی)

اے آئینہ انوار ازل اے جلوہ گہ ہر حسن عمل
ہے دیر سے ٹھنڈا دل کا کنول دیدار دکھا پردے سے نکل

میرے اندھیرے گھر کے اجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے

جان جہاں مقصود دو عالم فرش نشیں اور عرش کا محرم
اشرف انساں۔ افضل آدم خاک کا پتلا۔ نور مجسم

میرے اندھیرے گھر کے اجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے

شمع جمال کے پروانے تیری طلب میں دیوانے
سنتے ہیں کیا کیا افسانے کس روپ میں تو ہے خدا جانے

میرے اندھیرے گھر کے اجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے

آشفتہ بیانی سن تو سہی کچھ درد نہانی سن تو سہی
ہاں میری زبانی سن تو سہی یہ رام کہانی سن تو سہی

میرے اندھیرے گھر کے اجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے

دیوانہ ہوں لیکن مست ولا گم گشتہ منزل ہوں و فکا
کچھ دھیان نہ کر جو ہوا سو ہوا گمراہ کو شمع جمال دکھا

میرے اندھیرے گھر کے اجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے

روشن کر دے چراغ امید مار نہ ڈالے حسرت دید
جلوہ ترا سو عید کی عید دید کوئی جس کی نہ شنیدم
میرے اندھیرے گھر کے اجالے اُٹھ مرے کالی کملی والے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں کی بڑی قدردانی کرتے تھے

(از جناب مولانا صدرالدین صاحب احمدی بی اے بی ٹی مبلغ انگلستان و جرمنی)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد دلربا خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حضور اپنوں کی بڑی قدردانی کرتے تھے آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کی صفت شاکر سے اپنے تئیں رنگین کر رکھا تھا جس طرح خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی سعی کی قدردانی کرتا ہے اسی طرح وہ ستودہ صفات ذات جو صفت الشاکر کی مظہر اتم تھی بندگان الٰہی کی سعی کی قدردانی کر کے ان کو اپنے جذبۂ عشق و محبت میں محو کر دیتی تھی حضورؐ کا اعتقاد تھا کہ وہ شخص جو بندگان الٰہی کی سعی یا احسان کی قدردانی نہیں کرتا گویا وہ خود خدا تعالیٰ کے انعامات کی قدردانی نہیں کرتا فرمایا لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس حضورؐ نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ جیسا کہ حضور ہر اس بات پر عمل کر کے دکھاتے تھے جو ان کی زبان مبارک سے نکلتی تھی۔ یا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ان کے عمل کا ذکر شروع کیا جاتا ہے جو خود ہی اس مضمون کو واضح کرتا ہے اور ہزار دلچسپی کا موجب ہے۔

ذیل میں چند واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے صرف بڑے آدمیوں ہی کی قدردانی نہیں کی بلکہ حضورؐ نے چھوٹے آدمیوں کی بھی قدردانی کی ہے۔ صہیبؓ۔ بلالؓ سلمانؓ غیر وطنیوں میں سے تھے۔ مسافر بے کس تھے۔ زیدؓ و عمارؓ اگرچہ عرب تھے لیکن بہت کم حیثیت تھے۔ زیدؓ کو تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے دام دے کر خریدا تھا جن کو انہوں نے حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ زیدؓ پر حضورؐ کے کرموں کا بڑا گہرا اثر تھا۔ اور عشق و محبت میں یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ جب ان کے والد اور دوسرے رشتہ دار حضرتؐ کے حضور میں پہونچے اور درخواست کی کہ زیدؓ کو اجازت مرحمت فرمائیے کہ ہمارے ساتھ اپنے وطن میں چلا جائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس کو پورا اختیار دیتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو اپنے بزرگوں کے ساتھ وطن کو چلا جائے۔ اس پر زیدؓ نے کہا کہ حضرت نبی کریمؐ جو محبت میرے ساتھ رکھتے ہیں اور جو احسانات میرے اوپر کرتے ہیں وہ ماں باپ کی محبت اور کرم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اس لئے میں حضورؐ کی خدمت میں رہنے کو ماں باپ کے ساتھ چلا جانے پر ترجیح دیتا ہوں۔ حضورؐ نے اس کے صلہ میں زیدؓ کے متعلق فرمایا کہ زید میرے اہلبیت میں سے شمار ہوگا۔ حضورؐ جو فرماتے تھے وہ صرف دل خوش کن الفاظ نہ ہوتے تھے بلکہ ہر ایک شخص یقین کرتا تھا کہ یہ حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے شاہی خاندان کی لڑکی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کی شادی زیدؓ سے کر دی۔ پھر زیدؓ کے کمالات کی قدردانی یہاں تک کی کہ ان کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور ان کے بیٹے اسامہ کو بھی فوج کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ فتح مکہ کے دن اسامہؓ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ حضورؐ کے ساتھ ہی ایک اونٹنی پر سوار تھے۔ بلال رضؓ کی شکل و شباہت کا نقشہ لفظ حبشی سے سامنے آجاتا ہے۔ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفید رنگ عربوں کی نظر میں جچتا نہ تھا لیکن حضرت نبی کریمؐ نے ان کو موذن مقرر کرنے کے علاوہ اپنے گھر کے تمام امور کا اختیار دے رکھا تھا۔ اور بلال رضؓ کی نسبت فرمایا" انی اسمع دق نعلیک بین یدی فی الجنۃ کہ تو جنت میں میرے آگے آگے چلے گا اور یہ امر ایسا یقینی ہے کہ میں تیرے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوں۔

سلمان فارسیؓ سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ ایک دن ان کے کاندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخری زمانہ میں سلمان کی نسل سے ایک انسان پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی اٹھ گیا ہوگا تو لنالہ رجل من ابناء فارس۔

تمام غریب الوطنوں اور غریب مزاج انسانوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اور اسی کرم کی تائید میں ایک آیہ شریفہ اتری ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ ان غربا کو اس آیت کے نزول نے اور بھی معزز کر دیا۔ اور وہ فخر سے اس بات کا ذکر کرتے تھے کہ ہمارے حق میں یہ آیت اتری اور فخر کے ساتھ حضور علیہ السلام کے تعلقات کا یوں ذکر کیا کرتے تھے وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد معنا و یدنو منا حتی تمس رکبتنا رکبتہ وکان یقول معکم المحیا و معکم المماۃ۔ یعنی حضور ہم میں مل کر بیٹھا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ لگ جاتے تھے حتیٰ کہ ہمارے گھٹنے حضورؐ کے گھٹنوں کو مس کرتے تھے۔ اور حضورؐ فرماتے میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہوگا۔ حضرت انسؓ نے دس سال حضورؐ کی خدمت کی وہ کہتے ہیں حضورؐ نے اس دس سال کے عرصہ میں مجھے کسی امر پر ملامت نہیں کی اور یہ بھی نہیں

فرمایا کہ تونے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا اور میری خدمت کی وجہ سے میری والدہ کا احترام کرتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی سے محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرا بھائی آیا تو اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا کہ مافعل النغیر۔ تیری چڑیا النغیر کا کیا حال ہے؟ اس سے اس کا دل باغ باغ ہوگیا۔ اور خود ہمارے دلوں پہ کیفیت طاری ہوگئی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی حضورؐ نے ان کو بھلایا نہیں، ان کی سہیلیوں کی بھی قدر کرتے تھے۔ اُن کو گوشت وغیرہ بطور تحفہ بھیجتے رہتے تھے۔ اس پر حضرت عائشہؓ رشک کرتی تھیں اور ایک دفعہ کہنے لگیں کہ میں ابوبکرؓ کی لڑکی باکرہ، نوجوان، سیرت و صورت میں ہر طرح ترجیح کے قابل ہوں لیکن آپ ایک مری ہوئی بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ خدیجہؓ نے مجھے اس وقت مانا جب کہ میرا ماننے والا کوئی نہ تھا۔ اور مال سے اس وقت میری مدد کی جبکہ میرا مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ وفا و قدردانی جو ایک وفات یافتہ خاتون کے متعلق بھی حضرتؐ کے اعمال سے ظاہر ہوتی تھی زندوں کے اعتماد کو بڑھاتی اور ان کی گرویدگی کو دوچند کر دیتی تھی۔ خود حضرت عائشہؓ کی جو قدردانی حضورؐ نے کی ہے وہ تمام مسلمانوں پر عیاں ہے حضرت عائشہؓ کی ہمشیرہ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کا بھی بڑا احترام کرتے تھے امہات المومنین میں سے ہر ایک کی گواہی ہے کہ حضور اس قسم کے شوہر تھے کہ اس سے بہتر ہو نہیں سکتا۔ اگر قریشی بیویاں خوش ہیں تو مصر کی مریم جو پہلے عیسائی تھی وہ بھی خوش ہیں اور خیبر کی صفیہ جو پہلے یہودن تھیں وہ بھی انتہا درجہ خوش ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں بچپن میں پرورش پائی تھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ اپنی دایہ کو اماں کرکے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ اس قبیلہ کی عورتیں کثیر تعداد میں جنگ میں بطور قیدیوں کے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں حلیمہ سعدیہ ان کو چھڑانے کے لئے آئیں۔ بدو عورت تھیں حالت خراب تھی۔ سفر کی وجہ سے ان پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ لشکر کے فرودگاہ میں چلی آئیں حضورؐ نے تعظیم کے لئے سفید چادر بچھائی اور ان کو اکرام و محبت کے ساتھ بٹھایا۔ تمام لشکر حیران ہوکر پوچھتا تھا کہ یہ کون عورت ہے۔ حضورؐ فرماتے کہ میری اماں حلیمہؓ سعدیہ ہیں۔ حلیمہؓ نے حضرت سے یوں خطاب کیا کہ اے محمدؐ تونے اپنی خالاؤں کو اور پھوپھیوں کو قید کرلیا۔ یہ کیا کیا۔ حضرتؐ نے فوراً ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جو قریش کے حصے میں آئے تھے۔ اور ظہر کی نماز کے وقت باقی تمام مسلمانوں سے سفارش کی کہ حلیمہؓ سعدیہ میری اماں ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آئی ہیں ہم نے قریش کا حصہ تو آزاد کر دیا ہے میں سفارش کرتا ہوں کہ تم لوگ بھی اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دو۔ تو لوگوں نے خوشی سے باقیماندہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دفعہ حلیمہ سعدیہ کی لڑکی شیما آئیں اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ شیما ہوں آپ میرے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اور کھیلتے میں ایک دفعہ آپ نے خفا ہوکر میری پیٹھ پر اپنے دانت چلائے تھے جن کا نشان اس وقت تک موجود ہے۔ اس نے وہ نشان دکھایا حضورؐ نے فرمایا اقمی عندنا مکرمة محببة آپ میرے ہاں قیام کیجئے کا میں آپ کی اکرام اور محبت کے ساتھ تواضع کروں گا۔

حبشہ کے لوگ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حضورؐ نے خود اٹھ کر ان کی خدمت و تواضع شروع کی اور بار بار فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارے دوستوں کے ساتھ جب وہ حبشہ میں ہجرت کرکے گئے تھے بڑی نیکی و احسان کا سلوک کیا تھا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس احسان کے بدلے میں جہاں تک ہو سکے ان سے حسن سلوک کریں اور اپنے ہاتھ سے خدمت کریں۔

حضرت خالدؓ کی شجاعت کی بہت تعریف کرتے اور ان کا اکرام کرتے تھے۔ ان کو سیف اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کے تدبر امانت و دیانت کی وجہ سے بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ان کو امین الامۃ کہہ کے پکارتے تھے۔ کسی نے تیر اندازی کے جوہر دکھائے تو اس کی قدردانی ہوئی۔ کسی نے اچھے لحن سے قرآن کریم پڑھ کر سنایا تو اس پر بھی فریفتہ ہیں اور اس کو کہتے ہیں لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنی تجھے خدا نے لحن داؤدی عطا کیا ہے۔ حضرت حسانؓ نے اچھے شعر کہے تو ان کے متعلق فرماتے تھے کہ حسانؓ غیبی تائید سے شعر کہتا ہے۔ الغرض سب کی قدردانی فرماتے تھے۔ اور جو قدردانی حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خصوصیت سے کی ہے وہ تو امت پر عیاں ہے ان حضرات نے بڑی بڑی قربانیاں دکھائیں۔ اس لئے ان کی بہت بڑی قدردانی کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرماتے تھے ان امن الناس علی حضرت ابوبکرؓ نے سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے۔ حق دوستی بھی ادا کیا ہے اور اپنا مال بھی مجھ پر صرف کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو حضورؐ نے بڑی خوشی کی اور اس زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ مکہ معظمہ گونج اُٹھا۔ اور فرمایا کہ خدا نے آسمان پر عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کی خوشی کی ہے۔ اور ان کو فاروقؓ کا خطاب دیا۔ پھر ساری عمر حضرت عمرؓ کی ناز برداری کی۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے اختلاف رائے کا اظہار کیا

بعض دفعہ بڑی سختی سے اختلاف کیا لیکن حضرت کی وفا و محبت اور اکرام میں فرق نہیں آیا۔ اور حضرت علیؓ کے ساتھ بڑی محبت کی۔ جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لڑکیوں کو فخر ازدواج بخشا وہاں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے گھر میں اپنے جگر کے ٹکڑے بیٹیوں سے گھر روشن فرمایا۔ ایک دفعہ ایک جنگ میں فرمایا میں ایسے شخص کے ہاتھ میں علم دینے والا ہوں جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سب لوگ اشتیاق سے منتظر تھے کہ کس کے حصہ میں یہ سعادت آتی ہے۔ یہ حضرت علیؓ کی قدر دانی تھی۔

حضرت عباس جو حضورؐ کے چچا تھے ایک جنگ میں قیدی ہو کر مدینہ میں پہونچے تو حضورؐ ان کو دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ رات کے وقت نیند نہ آئی اور تکرار سے فرمایا کہ میرے چچا عباس کی مشکیں نرم کر دو کیونکہ مجھے اذیت ہوتی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن ابی نے حضرت عباسؓ کو اپنی قمیص پہنائی تو حضورؐ نے اس کو یاد رکھا۔ عبداللہ بن ابی کی وفات پر اس کی میت کو پہنا کر تہ پہنانے کا شرف بخشا اور اپنے چچا پر جو احسان تھا اس کو اتارا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر حضورؐ بڑے بے چین ہوئے اور ان کے جنازہ پر ستر تکبیریں پڑھیں۔ سعد بن معاذؓ انصاری جو قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ ان کی موت کے موقع پر فرمایا اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ۔ یعنی سعد کی موت سے عرش الٰہی بھی رنج

والم سے تھرا اٹھا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وما اهتز عرش اللہ من موت هالك
سمعنا به الا لسعد ابی عمرو

ان واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرد اور عورتوں تمام کی قدر دانی کی۔ ان کے ساتھ محبت کی۔ ان کے ساتھ وفا کی۔ اور اس قدر دانی میں بڑے چھوٹے امیر غریب سب نے حصہ لیا۔ قوم تو چھوٹے بڑوں سب سے مل کر بنتی ہے۔ اس لئے وہ ہستی جس نے ایک قوم تیار کر لی تھی اس نے ساری کی ساری قوم کو اکرام و محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ہر فرد واحد کے ساتھ وفا کی۔ حضورؐ کی قدر شناسی نے تمام کی تمام قوم کو گرویدہ بنا لیا اور جو چاہا ان سے کام لیا۔ یہ سب کچھ ذاتی تعلقات کی بنا پر ظہور میں آیا۔ اور ذاتی رحیمیت و کریمیت کا کرشمہ تھا۔ ورنہ اگر وہ عہدہ نبوت کا ڈر دکھاتے اور بادشاہت کا خوف دلاتے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لوکنت فظاً غلیظ القلب لا انفضوا من حولك کوئی شخص ان کے نزدیک نہ پھٹکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

زندہ نبی کا عالمگیر پیغام

(از جناب مولانا حافظ سید احمد جمیل صاحب دہلوی)

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیشوایان مذاہب اور مشاہیر عالم میں ایک تنہا ہستی ہیں جن کی پاک زندگی کی ہر ایک بات اِس وضاحت اور تفصیل کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے۔ گویا کہ وہ خبر نہیں ہے مشاہدہ ہے! اور

حضرتؐ کا ظہور ہمارے زمانہ میں

ہوا ہے!!

آپ کا یہ امتیاز صرف آپ ہی کا حصہ ہے نہ کہ مذہبی۔ سیاسی اور علمی دنیا کے کسی دوسرے فرد اعظم کا زمانہ میں آپ کی پوری زندگی اور پوری تعلیم اس شان کے ساتھ برقرار ہے، کہ اگر کوئی یہ کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ ہمارے حضرت زندہ ہیں اور ہم نے زندہ نبی کو پالیا ہے۔

آپ کو "زندہ نبی" کہنا اس بات کا مرادف نہیں، کہ دوسرے حضرات مُردہ ہیں۔ "زندگی" سب حضرات، برگزیدگان حق کے ساتھ وابستہ ہے، مگر اس شان کی زندگی کہ آپ کے سب حالات زندہ اور محفوظ ہوں، یہ صرف ہمارے حضرت کے لئے ہے۔ پیدائش سے لے کر وفات تک آپ کی حیات مبارک کا کوئی گوشہ کوئی حال اور کوئی واقعہ ایسا نہیں جو مستند تاریخی وقائع نگاری کی پوری روشنی میں نہ ہو۔

پس یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہوگا کہ دنیا آپ کی طرح کے کسی نبی کو نہیں جانتی جتنا آپ کی طرح جانتی ہو۔ جن لوگوں کے واسطہ سے آپ اور آپ کی باتیں دنیا کو نصیب ہوئیں ان میں سے:۔

دس لاکھ آدمیوں کی لائف

آج ہمارے پاس محفوظ ہے تاکہ ہم درست و نادرست، صحیح اور غلط قوی اور کمزور میں فرق و امتیاز کر سکیں۔ مذہبی، سیاسی اور علمی دنیا کی کسی شخصیت کے حالات و کلمات کے لئے اس درجہ کا حیرت انگیز اہتمام آپ کے سوا اور کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ کہیں بھی نہیں ہے۔

"زندہ نبی" کے شئیون باطنی اور قربت خداوندی کا یہاں تذکرہ نہیں کہ یہ مجلس روحانین کی باتیں ہیں۔ جن کا فہم و ادراک آسمانی عقول عالیہ کے لئے ہے۔ نہ کہ ہم "زندانین" کے لئے۔ اور یہ تذکرہ آپ کی زندگی کے صرف ظاہری پہلو کا ہے۔

ایسی مکمل زندگی، اُس کے تمام گوشوں کے پورے بے کم و کاست حالات، اِن حالات کے متعلق سب بیانات اور روایات، پھر جن لوگوں کے واسطہ سے یہ چیزیں ہمیں ملی ہیں ان کے حالات زندگی کا ریکارڈ کیا۔

یہ حقیقت عجائبات روزگار سے نہیں ہے

یہ وہ صداقت اور حقیقت ہے کہ جس پر دنیا کی تاریخ گواہ اور عالم انسانیت کے لئے سامان صد نازش و افتخار ہے۔

جب علوم کی ترقی کو، اور قوموں کے قوائے دماغی اور ذہنی کی جلا اور انسانی فہم و فراست کے ارتقا کو وہ سطح نصیب ہو جائے گی جس سطح پر پہنچ کر انسان نسلی منافرت اور وطنی اور مذہبی تعصبات اور ذہنی الجھنوں سے بالاتر ہو جاتا ہے اور حقائق کو ان کی سیدھی سادی اور صاف، و صحیح حالتوں میں دیکھ لینے میں ایسی ٹھوکر نہیں لگتی۔ اس وقت پوری انسانی نسل کے ناز و فخر و افتخار کے لئے

تاریخ کے دامن میں صرف ایک ہی ہستی

ہوگی۔ اور وہ "زندہ نبی" کی پاک اور سچی زندگی کے سوا کچھ نہ ہوگی۔

عالم انسانیت اس سطح پر تو اس وقت بھی پہنچ گئی ہے کہ شریف انسان خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں۔

محسوس کرتے ہیں، کہ دنیا کو ایک عالمگیر مذہب کی احتیاج ہے اور معتقدات کی کوئی ایسی بنیاد ہونی چاہئے، جو انسانی برادری میں اتصال اور باہمی محبت کو پیدا کرے۔

ظاہر ہے کہ ایسی بنیاد، اور ایسا عالمگیر مشترک عقیدہ روحانی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ مادی "نیکی" ہی ہو سکتی ہے نہ کہ بدی۔ اور نیکی ہی وہ شے ہو سکتی ہے جسے بقا ہے، نہ کہ "بدی" جسے بقا نہیں۔ اس بنا پر صرف:۔

احترام مقتدایان مذاہب

ہی وہ "نیکی" ہو سکتی ہے جس سے تمام نیکیاں اور بھلائیاں دنیا کو نصیب ہوئی ہیں، اور یہی دنیا کے لئے مشترک اعتقاد اور انسانی برادری کے باہمی ارتباط و اتصال اور روابط مہر و وفا کی روحانی بنیاد اور اس لئے عالمگیر مذہب کا بنیادی پتھر ہوگا۔

یہ بزرگ اخلاق و تہذیب اور قوانین مدنیت کے حقیقی معلم تھے ان کے سوا اور کس کا حق ہے کہ اس کے پاس احسان میں دنیا اس کا احترام کرے؟

آج بیسویں صدی میں اگر مہذب دنیا کے اعلیٰ طبقہ میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو رہے ہیں تو انسانی شرافت کا یہ کوئی نیا احساس نہیں ہے۔ اسلام! آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے:۔

مذہب عالمگیر کی روحانی مستحکم بنیادیں

قائم کر چکا ہے۔ ارشاد ہے "لا نفرق بین احد من رسلہ (اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں تفریق نہ کرو، سب کو ایک جانو۔ اس لئے سب کا احترام کرو، ایک کا انکار سب کا انکار سمجھو) اور فرمایا" لکل قوم ھاد (کل اقوام کے لئے ہادی اور رہنما اللہ نے پیدا کئے) یہ بھی ارشاد ہوا ہے "وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (کوئی امت نہیں جس میں ابتلائے مادیات اور اغراض نفسانی اور یاد الٰہی سے غفلت و اعراض کرنے کے بد نتائج سے ڈرانے والے اور اس طرح اُسے حقیقی بھلائی اور بہبودی کی راہ پر چلانے والے نہ آئے ہوں)

یہ قرآن مجید کی تعلیم ہے اور ہر ایک مسلمان کا یہ ہی یقین و اعتقاد ہے کہ خدا کی محبت سب کے لئے ہے اُس کی بخششیں عالمگیر ہیں، اور کوئی فرد مخلوق نہیں ہے کہ اس کی رحمت سے محروم ہو۔ بس اس نے ہر امت کے لئے اُن کے حقیقی ہمدرد، ہادی اور رہنما پیدا کئے، تاکہ سب کے سب بہرہ یاب رحمت خداوندی ہوں، اس بنا پر ہر مسلمان کا یہ ہی جذبہ اور عقیدہ ہے کہ ہر مقتدائے مذہب جس کی ہدایت اور رہنمائی نے صدیاں حاصل کی ہوں۔ اور جس کی بدولت کروروں انسان نیکی اور خدا پرستی کی راہ پر چلے ہوں، مستحق ہے کہ اس کا سچا اور پورا احترام کیا جائے۔ کسی بندہ کو بھی خدا تو نہ ٹھہرایا جائے، انسانی مجد و شرف کی جس بلندی کو اس نے پایا ہو اس کا اقرار اور ادب کیا جائے۔

ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے چند کے نام بتا دئے گئے۔ باقی کے لئے قدرتِ الٰہیہ کا عام دستور اور طریقہ ظاہر کر دیا گیا کہ اس نے کسی امت کو بھی ہدایت یافتہ ربانی اور فیض یافتہ آسمانی کی برکتوں اور فیض بخشیوں سے محروم نہیں رکھا ہے۔

پس جن برگزیدگان بارگاہ حق سے بے شمار انسانوں نے مدنیت کے قوانین اور تہذیب و اخلاق اور حسن معاشرت اور اکیلے خدا کی پرستش اور روحانی ترقی و کامرانی کی تعلیم حاصل کی ہے۔ جن کی روحانی قوتوں اور طاقتوں کا دامن صدیوں کے دامن سے وابستہ ہو۔ صرف ان سب کا احترام ہی "عالمگیر مذہب" کی بنیاد ہو سکتا ہے۔ اور صرف وہ نفوس عالیہ دنیا کے لئے اس نعمتِ عظمیٰ کے سامان ہو سکتے ہیں جن کی صداقت کے واسطے کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قدرت کا ہمیشہ سے یہ ہی شیوہ ہے کہ "بقا بہترین" کے لئے ہے۔ اس کا کبھی یہ طریقہ نہیں رہا کہ نیکی نما برائی" کو بقا نصیب ہوئی ہو اور صدیوں کی زندگی ملی ہو۔ "بقائے بہترین"۔

ہمیشہ سے الٰہی قانون

تھا، ہے، اور رہے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کو فریب اور دھوکا دیا جائے اور قدرت الٰہی صدیوں تک دنیا کو دھوکا اور فریب میں مبتلا رہنے دے کسی شئی کا جو فی نفسہ نیکی ہو، صدیوں کی عمر حاصل کر لینا۔ اپنے داعی کے نیک ہونے کا زندہ ثبوت ہے جس کی زبان سے اور جس کی زندگی سے وہ نیکی اس عالم میں لوگوں کو نصیب ہوئی ہو اس لئے کہ بقائے بہترین فطرت کا اٹل قانون ہے۔ اور جسے بقا نصیب ہو جائے وہ بہتر اور اصلح کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔

مگر وہ لوگ بھی کبھی دنیا کے منظر پر آئے ہیں جن کا آسمان سے علاقہ نہ تھا، بدی کی طاقت یعنی شیطان نے جنہیں اپنے مطلب کا پایا اور جن کو اپنے لئے استعمال کیا، مگر صبح کاذب کے بعد طلوع صبح صادق ہی ہوتا رہا اور صداقت الٰہیہ نے انہیں اور ان کی دعوت کو فنا کر دیا کہ وہ بدی کے سرچشمہ سے تھے، نہ کہ نیکی کے۔ اور قبول عام اور بقائے دوام ان کے لئے نہ تھی۔ جو صرف "بہتر" اور اصلح کے لئے ہے اور بقائے بہترین" کا ظہور اس طرح ہوا کرتا ہے کہ ایک دعوت حقہ صدیوں تک بے شمار انسانوں کی اصلاح کرتی اور ادنیٰ کو اعلیٰ اور دون کو اصلح بناتی ہے، اور لاکھوں کروڑوں کا صدیوں تک عقیدہ رکھتی ہے۔ نہ کہ چند ہزار یا چند لاکھ انسانوں کا، وہ بھی سو دو سو برس سے پیچھے ہی پیچھے، یہ اگر زندہ بھی رہے تو کیسے ہوتے۔

قانون قدرت کی اس بنیاد پر مسلمانوں کا یہ ہی اعتقاد چلا آتا ہے کہ اخلاق، اور روحانیت کے جن آسمانی معلمین کو صدیوں کی عمر اور بے شمار انسانوں کی عقیدت نصیب ہوئی "ان کا احترام واجب ہے" اور مسلمانوں کو اس پر فخر ہے کہ

ہر نیکی ہماری اور ہر نیک ہمارا

ہے۔ اور امتِ اسلام کو زبانِ وحی نے "بہترین امت" اسی لئے قرار دیا ہے کہ وہ تمام صداقتوں اور تمام نیکیوں کی جامع ہے۔ اس نے ہر سچائی اور ہر نیکی کی میراث پائی، اسے دنیا میں پھیلایا۔ اور اس کی حفاظت کی۔ اور ہر صادق تائید یافتہ آسمانی کو یگانہ سمجھا، نہ کہ بیگانہ۔ اور اس کے ادب و احترام کو اپنا عقیدہ کر لیا۔

یہ ہے وہ "زندہ مذہب" جو "زندہ نبی" کی بدولت دنیا کو نصیب ہوا ہے۔ جس نے نسلی منافرت کو مٹا دیا، جس نے انسان کو نسلی اور وطنی تعصبات کی خاک سے پاک کیا۔ اور انسانی مجد و شرف کی راہ پیدا کر دی، جس نے دولت مند اور غریب بادشاہ اور فقیر کو ایک صف میں کھڑا کر دیا۔ ہر نیک اور راستباز کا ادب سکھایا، اور وہ بنیاد قائم کر دی، جس بنیاد پر بالآخر سب مذاہب ایک ہو کر رہیں گے۔ "وما ذالک علی اللہ بعزیز" اور عالمگیر مذہب کی بنیاد کیا ہے! ہر مقدس کا احترام، اور وہ تعلیم جو ہر فرستادہ آسمانی کی صداقتوں اور نیکیوں کی جامع و مانع ہے!۔

اسلام کی تشریح یہ ہی ہے اور اس کا بنیادی مقصد بھی یہ ہی ہے، وہ کہتا ہے،

خدا ایک اور اس کی راہ ایک ہے

اور سب انسان ایک ہیں، اور انہیں انسان نیک رہنا چاہیئے۔ کیا دنیا کے لئے عالمگیر مذاہب کا اس کے سوا کوئی اور اصول اور اس کے سوا کوئی دوسرا طریقہ ہو سکتا ہے؟ کیا دنیا کو "عالمگیر مذہب" کی ضرورت ہے تو پھر کیا اسلام کے سوا اور بھی کوئی ہے جس نے "عالمگیر مذہب" کی اس قدر لاثانی اور ٹھیک فطری اور نہایت مستحکم اور مضبوط بنیاد قائم کی ہو؟ اور کیا خدا کی ہستی اور وحدانیت کی طرح اسلام کی یہ خصوصیت نمایاں اور ممتاز نہیں ہے۔

پس جس نے اسلام کو قبول کر لیا۔ اور جس نے اسلام کو پایا اس نے سب کو قبول کیا اور پا یا۔ اور سچائی اور ہر نیکی کو حاصل کر لیا اور

زندہ نبی کے ہاتھوں زندہ ہو گیا

دنیا کے تمام مذاہب کی حقیقی روح اب کہاں ہے؟ کیا زندہ نبی کے زندہ اور عالمگیر مذہب کے سوا اور بھی کہیں ہے؟ آؤ، اس کی تلاش کریں!

مہاتما بدھ کو گیا کے جنگل میں ایک درخت کے نیچے نور ازل و ابد کا جو عرفان نصیب ہوا چند صدیوں کے بعد پھر اس کا سراغ اس دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا جس میں "مہاتما بدھ" کی روحانی تعلیم پھیلی تھی۔ اور یہ اس لئے کہ اس راستہ کی دشواریاں ناقابل عبور ہو گئی تھیں۔ کیونکہ دلوں کی گرمی جاتی رہی تھی۔ جس سے یہ منزل آسان ہو سکتی۔ مگر آج اسلام میں وہ پوری تعلیم موجود ہے۔ جس نے اس راہ کی دشواریاں آسان کر دی ہیں اور "تیاگ" کی انتہائی صعوبتوں کی بجائے سادہ معاشرت میں "گیان کے درخت" کو پیدا کر دیا ہے اور دکھا اور بتلا دیا ہے کہ شاہد حقیقی کا چہرہ کس طرح ہزاروں کے روبرو بے نقاب ہوا اور ہوتا رہے گا!

دنیا کو ایک اور نہایت ہی دلکش روحانی تعلیم نصیب ہوئی اور وہ "ویدانت" کا فلسفہ ہے مگر چند صدیوں کے بعد کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ جو چیزیں صرف مقصد کا ذریعہ تھیں۔ وہ رہ گئیں اور مقصد نظر سے غائب ہو گیا ؎

مٹا داغ دل آرزو رہ گئی ؛ چمن اڑ گیا اور بو رہ گئی

اور اب نہ تو بودھسٹ دیپنگی تلاش مقصود میں کامیاب ہے نہ سادھو اور جوگی۔

مگر اسلام نے سادہ معاشرت میں "تیاگ" کی صرف اتنی باتوں کو چن لیا ہے جو "حصول مقصد" کے لئے کم سے کم اور ضروری ہیں، اور "زندہ نبی" کی طاقتوں نے "ہما" کے پاؤں دکھا کر تلاش مقصود کو آسان کر دیا ہے کہ ناتوان چیونٹی "ہما" کے قدموں سے لپٹ جائے اور اس کے قدموں سے لگی ہوئی وہیں پہونچ جائے جہاں اڑ کر وہ پہونچے۔

اب ایک پنڈت اور ایک سادھو اور یوگی سب کچھ چھوڑ کر ہی مہاتما بدھ کے پیچھے چل سکتا ہے، اور ان کے یا فلسفہ ویدانت کے راستہ پر چل کر ہی گذرنے والوں کے سفر منزل مقصود کی بلندی حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ ناممکن ہو چکا ہے مگر

"زندہ نبی" کے نسخہ آب بقا

کے استعمال کرنے والے "بہت کچھ" باقی رکھتے ہوئے اور آبادیوں میں رہتے ہوئے اور سادہ انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے "تلاش مقصود" میں کامیاب ہوئے ہیں، اور ہوتے رہیں گے اس لئے کہ وہ چلتے نہیں چلائے جاتے ہیں اٹھتے نہیں اڑائے جاتے ہیں۔ زندہ نبی کے سوا آج کون ہے، جو اڑائے اور اپنی بلندیوں میں سے جس بلندی پر جس کو چاہے کھینچ لے۔

اس پرواز ہما کے ساتھ اڑنے میں نہ تو ترک (تیاگ) کے انتہائی مجاہدے ہیں، اور نہ اس راہ دشوار کی انتہائی زحمتیں۔

"پاور ہاؤس" سے بس "کنکشن" ملانے کی دیر ہے

کہ "کرنٹ" آجاتا ہے اور برسوں کی منزل دنوں میں طے ہو جاتی ہے۔

بہرحال یہ مقصود حقیقی کی باتیں ہیں، اور زندہ نبی کے زندہ اور "عالمگیر مذہب" کی اصلی غرض و غایت کی ایک تشریح ہے۔ اور "زندہ نبی" کی ان حیات بخشیوں کا مفاد اور مآل کا یکساں ہے کہ انسان "ایک" بنے۔ اور ایک کے سوا وہ کچھ نہ جانے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ انتہائی مقصود ہر انسان کی منزل نہیں ہو سکتا۔ اس کے اہل تو ہر صدی میں چند سو افراد عالیہ ہی ہو سکتے ہیں، اور "بدھ ازم" اور "فلسفہ ویدانت" نے اپنی طاقت اور زندگی کے دور میں اتنا ہی تو کیا ہے کہ کروڑوں میں سے صرف چند نفوس کو کامیاب مقصود بنا دیا اور بس لیکن "راہ عام" اور شاہراہ اعظم کہ جس پر انسان کی عام رفتار جاری ہے اس کا مآل و مقصود کیا ہے؟ یہ ہے کہ انسان اگر "ایک" نہیں ہو سکتا۔ تو "نیک" بن جائے!

آہ! زندہ نبی نے کیا نہیں سکھایا! یہ بھی سکھایا ہے کہ انسان کیونکر "ایک" ہو سکتا ہے، اور یہ بھی دکھا دیا ہے کہ وہ کس طرح "نیک" بن سکتا ہے!۔

جس کو طلب ہو کہ "ایک" بنے۔ اس کا مقصود بھی "زندہ نبی" کے پاس موجود ہے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ "نیک" بن جائے۔ اس کے لئے بھی "زندہ نبی" کی فیض بخشیوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ آئے

اور "نیک" بن جائے!!

"یہودازم" اور "ویدانت" اپنے زمانہ میں دُنیا کے سب سے بڑے روحانی مذہب تھے۔ مگر آج ان کی زندگی اور طاقت کہاں ہے؟ ہزار دو ہزار برس کے سفر اور انقلاب نے اُن کی طاقت اور زندگی کو ختم کر دیا ہے۔ یہ ذرہ وہ زندگی باقی ہے کہ وہ ایک صداقت تھی لیکن بقا کے لئے تھی نہ کہ فنا کے لئے۔ اور ہو نہیں سکتا کہ کوئی صداقت ہی دنیا سے معدوم ہو جائے۔ اس لئے "زندہ نبی" کی پاک تعلیم نے اس کے بقائے دوام کا بھی سامان کر دیا۔

"زندہ نبی" اسی لئے بھیجے گئے کہ اس زمین پر قدرت کاملہ کی آسمانی اور روحانی طاقتیں اور حق و صداقت کی تمام راہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔ اور وہ محفوظ ہو گئیں۔ نہ صرف تھوڑی مدت کے لئے بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

دُنیا کے ان دو روحانی فلسفوں کے علاوہ ایک اور مقام ہے جہاں خدا نے بار بار اپنے جلوے بے نقاب کئے اور انسان کو اتنا پیار کیا کہ اس سے پہلے اور کسی کو نہیں کیا۔ "شرع موسوی" جس امت کے لئے نازل ہوئی تھی۔ اُس اُمت کو خدا نے تمام عالم سے افضل بنا دیا مگر انسانی بدبختیوں اور نامرادیوں کا ایک دردناک باب شروع ہوا۔ راستباز جھٹلائے جانے اور قتل ہونے لگے۔ اور "یہود" نے "ذریعہ" کو "مقصد" سمجھ کر "شریعت موسوی" کی روحانیت کو کھو دیا۔ یہاں بھی جسم رہ گیا۔ اور روح پرواز کر گئی۔ اور اس "بہتر و اصلح" کی بقا کے لئے ایک دفعہ پھر قدرت کاملہ نے اپنے ایک پیارے اور برگزیدہ بندہ کو بھیجا جس نے اس قالب میں نئی روح پھونک دی' صلواۃ اللہ (وسلامہ علیہ)۔

حضرت مسیح نے فرمایا: "میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ اور "کلوری" کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر پکارا۔

"تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تو زنا نہ کر مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ جو غیر عورت کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اس کے ساتھ زنا کر چکا"!

اس طرح شریعت کے تمام گوشوں میں نئی روح پھونک دی اور "ذریعہ" کو مقصد کے لئے استعمال کرنے کا راستہ صاف کر دیا۔ اور شریعت موسوی کی روحانیت زندہ کر دی۔

لیکن انسانی بدنصیبی اور سرکشی اور نامرادی نے چند صدیوں کے بعد پھر وہی کروٹ بدلی جو ہمیشہ کے لئے بدلی ہے جبکہ معلم کی حقیقی عظمت کے کعبہ میں انسانی گمراہی اپنے ذاتی بُت خانے پرستش کے لئے قائم کر دیا کرتی ہے اور اس "عظیم الشان" "روحانیت" نے رسم کی شکل اختیار کر لی' شریعت جلا دی گئی' اور "روحانیت" کی بوئے خوش گوار بوئے گل کی طرح اڑ گئی' اور تلاش مقصود حقیقی کے ہیکل میں کفارہ اور رہبانیت کے بتوں کی پوجا ہونے لگی۔

پس خدا جس کا قانون ارتقا ہمیشہ بلندی اور ترقی اور تکمیل کے لئے برابر جاری ہے' اس نے انسانی بدبختی اور گمراہی کی جڑوں کو دُور کرنے' اور ہمیشہ کے لئے "اپنی راہ" کو محفوظ بنا دینے کے لئے اُس آخری اور اکمل نبی کو بھیجا' اور ایسا سامان کر دیا کہ وہ' اور اس کی روحانیت قیامت تک زندہ رہے' اُس "زندہ نبی" میں شان موسوی بھی تھی اور اعجاز عیسوی بھی تھا' حسن یوسفی بھی تھا' اور محبت ابراہیمی بھی تھی' اور حقیقی طور پر وہ ایک ہی ہستی تھی جو مشرق و مغرب کی تمام صداقتوں اور خوبیوں اور دلربائیوں کی جامع تھی' کوئی شان نہیں جو اُس کی نہ تھی اور کوئی ادا نہ تھی جو اُس میں نہ تھی ؎

حُسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور یہ اس لئے کہ اپنی مخلوق پر اُس کا یہ احسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تھا!

یہ وہی زندہ نبی ہیں جن سے کہا گیا کہ وہ اللہ کا آخری پیام لوگوں تک پہونچا دیں۔ اور انہوں نے میدان عرفات کی بلندی پر کھڑے ہو کر پکارا' کہ خدا کا آخری پیغام پہونچا کر ہم رخصت ہوتے ہیں۔ زبانِ وحی سے کہا گیا:۔ "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" (آج کے دن تمہارا دین کامل و اکمل کر دیا گیا۔ اور تمام آسمانی بخششوں کی نعمتیں بقائے دوام کے ساتھ پوری کر دی گئیں۔

یہ ہے وہ خدا کا آخری پیغام' جو ہمیشہ کے لئے اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے ہے' اور دُنیا کے ہر شخص کے لئے ہے۔ یہ کبھی فنا نہیں ہوگا' اس لئے ارشاد ہوا:۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" (یہ قرآن اپنا آخری اور جامع اور کامل پیام ہم نے نازل کیا' اور ہم ہی ہیں جو اس کے حافظ و محافظ ہیں' کہ بہترین کی بقا ہمارا دستور ہے' اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں' اور اس شریعت کے پیچھے ہمارا کوئی دوسرا قانون نہیں)۔

پس کیا یہ حقیقت جو آج دنیا کے روبرو ہے' عجائبات میں سے نہیں کہ اس الٰہی پیغام کا ایک شوشہ اور ایک نقطہ بھی اِدھر سے اُدھر نہیں ہوا۔ اور قرآن کے سوا کوئی آسمانی پیام نہیں ہے جو اس طرح جوں کا توں موجود و برقرار ہو۔ اور دنیا کے تمام مقتدایانِ مذاہب میں کوئی دوسرا نہیں ہے کہ وہ "زندہ نبی" کی طرح زندہ ہو' اور اُس کی پوری زندگی کی ہر بات ہر ادا اور ہر شان اس طرح محفوظ تاباں اور درخشاں ہو گویا آج ہی اس کا ظہور ہوا ہے!!

قرآن محفوظ اور ذاتِ پاک محمد مصطفےٰ صلعم زندہ!

ہے اور زندہ کتاب اور زندہ نبی یہ سب قدرت کاملہ الٰہیہ کے عجائبات آج ہم سب کے اندر موجود ہیں اور اس لئے موجود ہیں کہ انسان "ایک" ہو جائے۔ یا "نیک" بن جائے۔ کیونکہ وہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہم سب اس کے بندے ہیں اور اس کا پیار اس کی محبت اس کے ہر بندہ کے لئے ہے۔ پس اس نے چاہا اور پسند فرمایا کہ وہ ایک ہے تو اس کے سب بندوں کے لئے مذہب بھی ایک ہو تاکہ وہ ایک اور نیک بنا کہیں

خدا ایک ہے اس کی بادشاہی ایک ہے اس کے لئے سیدھی اور سچی راہ ایک ہے اور زندہ مذہب اور زندہ نبی ایک ہے اور وہ اسلام ہے اور دنیا کے اعظم مقتدا

خدا کے محبوب زندہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔ اس زندہ نبیؐ کے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اس شریعت کاملہ کے بعد ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے۔ اس کا انکار نظام قدرت الٰہیہ پر ایک حملہ اور زندہ نبی کے ایک عظیم الشان مجد و شرف کا اور اسلام کی بنیادی غرض و غایت کا انحراف و انکار ہے۔

اس پر افسوس جس نے زندہ نبیؐ کو پایا۔ اور اپنی زندگی کی فرصتوں کو ضائع کر دیا اور اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان نہ کیا۔ اس کو مبارک باد۔ جس نے زندہ نبی کو پہچانا اور اسے پہچان کر خدا کی ابدی بادشاہی میں داخل ہوا۔ اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی۔

آہ! زندگی مادی دنیا سے مفقود ہو چکی۔ عالمگیر مصیبتیں اور بربادیاں ہیں اور انسان ہے مگر اس آسمان کے نیچے اس کا چارہ کار یہی ہے اور وہ زندہ نبی کا زندہ اور عالمگیر مذہب ہی ہے جو انسانی آبادیوں کے دکھوں اور مصیبتوں کو دور کر سکتا ہے۔

اسلام کے سوا کسی مذہب کی نہ یہ رفتار ہے نہ یہ اس کا دعویٰ ہے نہ اس میں یہ طاقت و قدرت ہے کہ وہ دنیا کا عالمگیر مذہب ہو سکے۔

درود اور سلام حیات النبی زندہ رسول پر جو عالمگیر مذہب کی بنیاد ہیں جو ہر غریب کا سہارا ہیں اور اس آسمان کے نیچے جن کے سوا غریبوں کا کوئی آسرا اور سہارا اور ٹھکانا نہیں ہے

ایک سمندر جس میں تمام دریا آکر مل گئے!

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "عالمگیر مذہب" وہی ہوگا کہ ایک سمندر ہو جس میں تمام دریا آکر مل گئے ہوں۔ جس میں سب آسمانی مذاہب کی صداقت اور روح زندہ طور پر موجود ہو یعنی وہ مذاہب صادقہ کی خوبیوں کا جامع ہو۔ اور اس نے مقتدایان مذہب اور برگزیدگان حق کے ادب و احترام کے ساتھ قلوب وابستہ کر دیئے ہوں۔

آج روئے زمین پر یہ کس مذہب کی شان ہے؟ ظاہر ہے کہ صرف اس مذہب کی شان ہے۔ جو زندہ نبیؐ کی بدولت ہمیں نصیب ہوا ہے!

ایشیا کی وہ روحانیت اب کہاں ہے؟ جس کے لئے بدھ ازم اور ویدانت کی شہرتیں ہنگامہ آرا تھیں۔ اب تو اسلام ہی وہ تنہا مذہب ہے جس نے حقیقی روحانیت کو کامل و اکمل ارفع و اعلیٰ شکل میں بقائے دوام کے درجہ پر پہنچا یا اور ایسا کر دیا کہ اب وہ نہایت صاف سادہ اور عملی ہے۔ اور تخیلات کے دائرہ کے باہر ایک زمانہ کے روبرو موجود ہے۔ اور لاکھوں کو منزل مقصود پر اور بے شمار بندگان حق کو فلاح دین و دنیا کے درجہ پر پہنچاتے ہیں کامیاب ہے۔ اسلام ایسا ہے جس نے غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ دہلوی (رحمہم اللہ) اور دیگر ایسے اکابرین پیدا کئے کہ نبوت کے سوا قربت خدا وندی کے انتہائی منازل پر فائز ہوئے۔ اور لاکھوں کو کامیاب بنا گئے اور دکھا گئے کہ جو دوسروں کو کامیاب مقصود کر سکیں وہ ایسے ہوتے ہیں! اور بارگاہ رسالتِ مجاز کے ساتھ ان کی بکسر زندگی ادب و تعظیم کا ایسا عالم ہوتی ہے!

پھر شریعت موسوی اور روحانیت مسیحی کی خوبیاں اور رعنائیاں اور روح پرور طاقتیں اب کہاں تلاش کی جائیں کہ صدیوں سے ہیکلیں ویران اور خانقاہیں سنسان پڑی ہیں۔ جس مذہب کی طاقت اور زندگی نے انہیں زندہ کر دیا اور اس کھنڈر پر نئی دنیا آباد کر دی۔ یہ اسی اسلام کا کرشمہ ہے جو "زندہ نبیؐ" کے ساتھ نازل ہوا۔

اسلام ان دونوں آسمانی مذاہب کی جامعیت اور دونوں کے تکمیل مقاصد کی اپنے اندر نرالی شان رکھتا ہے۔ وہ سلسلۂ مذاہب آسمانی کا آخری حلقہ اور کل مذاہب حقہ کی وہ آخری منزل ہے جس نے اس پر پوری عمارت کو مکمل کر دیا ہے۔ خود آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ

"میں آخری اینٹ ہوں"!

یہی مذہب اگر عالمگیر نہیں تو پھر وہ کہاں ہے؟ اور یہ زندگی یہ جامعیت اور یہ ہمہ گیری اسلام کے سوا اور کس میں ہے؟

جو مذہب کہ تمام عالم کے لئے ہو اس کی پہچان یہی ہوگی کہ اس کا قبول کسی آسمانی صداقت کا انکار نہ ہو اس کی یہ تعریف ہرگز درست نہ ہوگی کہ وہ صرف ایک فلسفہ ہے۔ یا محض ایک شریعت ہے یا فقط ایک طریقت ہے۔ یہ سب مل کر ہی مذہب عالمگیر ہونگے۔ نہ کہ علیحدہ علیحدہ۔ اور ان کا قوام و امتزاج ہمیشہ کے لئے اسی طرح قائم رہ سکتا ہے کہ اس کا داعی زندہ جاوید ہو اور اس کی روحانی طاقتیں غیر فانی ہوں۔ پس اگر کوئی یہ چال چلے کہ فلسفہ اخلاق

طریق تزکیۂ باطن اور قوانین مدنیت کے چند اصول اور قوانین چن لئے اور ادہر ادہر کے ٹکڑوں سے بھری ہوئی اس کشکول کے لئے کہے کہ بس یہی وہ مذہب ہے جس سے دنیا کی نجات ہوگی تو ظاہر ہے کہ خواہ اس فریب میں کوئی مبتلا ہو یا نہ ہو مگر اس دھوکہ اور فریب کا وہ خود شکار ہوگا۔ اور ٹھکرا دیا جائے گا۔ عالمگیر مذہب تو وہی ہوسکتا ہے جس میں مذاہب آسمانی کی معنویت اور روحانیت کے ساتھ خود زندگی اور طاقت ہو۔ اس قدر کہ انسان کو انسان بن کر رہنا سکھائے اور انسان کو خدا سے ملائے!۔

ایسے مذہب کی بقا "زندہ نبی" کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ایسے زندہ نبی کے بغیر جس کی حیات کا دامن قیامت کے دامن سے وابستہ ہو۔ اور وہ ایسا

"روشن چراغ"

ہو جس چراغ سے چراغ قیامت تک روشن ہوتے چلے جائیں۔ یہ

"سراج منیر" یہ مقدسین کا پیشوا کائنات میں صرف ایک ہے۔ وہ صرف ذات پاک حضور سرور کائنات فخر موجودات ہی کی یہ شان ہے کہ مُردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اور آسمانی بخشش و رحمت کے دروازے ہر ایک کے لئے کھول دیئے۔ اور تمام قوموں کے نام خدا کا آخری زندگی بخش اور عالمگیر پیغام دنیا کے کناروں تک پہونچا دیا۔

وہی ہیں وہی ہیں کہ ہر غریب کا سہارا اور دنیا کے ہر درد کی دوا اور آسمان رشد و سعادت کا وہ آفتاب ہیں جس آفتاب سے عالم غیب اور شہادت دونوں کو صبح سعادت ہمیشہ نصیب ہوتی رہیگی۔

چشمم آن دم کہ زشوق تو نہد سر بہ لحد
تادم صبح قیامت نگران خواہد بود

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جاتیں انہوں نے مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔ تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادت پر بُرا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں تدریجی طور پر ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں یہ طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کرلیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے یہ ابتدائی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کرلیا گیا ہے برہما۔ بنگال۔ یوپی۔ پنجاب اور گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کا بنگالی برمی۔ اردو اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے۔ بعض اہل خیر حضرات کا خیال یہ بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ قبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہوچکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے طہارت نماز۔ روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ رسالت معجزات۔ صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامت۔ قیامت۔ تقدیر اعمال صالحہ۔ شرک و کفر وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد ۱۲؍ محصول علاوہ۔ **ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے۔ اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے ہی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک بے اثر رہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے دستور کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہوجائیں گے اگر مفلس ہیں تو زردار ہوجائیں گے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہوجائیں گے اور آپ کی ہر پریشانی رفع ہوجائے گی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعائیں مانگنے اور مرادیں پانے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں قیمت ۸؍ محصول ۱؍

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

نخلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل

(از جناب مولانا عبدالحمید صاحب سکرٹری تبلیغی انجمن مدینہ دہلی)

محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں وحشیوں میں دین کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کام
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ معنی رازِ نبوت ہے اسی میں آشکار
نور لائے آسمان سے خود بھی وہ اک نور تھے قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار
روشنی میں مہر تاباں کی بھلا کیا فرق ہے گر چہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگبار

حضور سرورِ کائنات صلعم کی پاکیزہ زندگی اور قوت قدسیہ کا اثر مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک پہلو یہ بھی ہے۔ جو کہ مذکورہ بالا آیت میں ذات باری تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ محمد اللہ تعالےٰ کے رسول برحق ہیں آگے اس دعویٰ کا ثبوت یوں دیا کہ ان لوگوں کو دیکھو جو آپ کے اخلاق اور محاسن کے مظہر، آپ کی تعلیم و تربیت کے مثالی ہیں۔ آپکی ہدایت و ارشادات کے مخاطب اول اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے فیض صحبت سے بہرہ یاب تھے۔ اول اول جب دنیا کے اس سب سے بڑے انسان نے دنیا کو عقائد و اعمال کی اصلاح کی دعوت دی۔ تو ریگستان عرب کے ایک ذرے نے بھی اس کا جواب نہ دیا۔ لیکن صداقت کے اثر و تربیت پذیری کے جوہر نے چند ہی دنوں میں اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں غرض ہر طرف ان جاں نثاروں کی قطاریں کھڑی کر دیں جن کے وجود سے دیگر انبیاء علیہم السلام کی تاریخ یکسر خالی ہے۔ عرب کے مقابلے میں عرب کے طبائع کے مقابلے میں عرب کی قدامت پسندی کے مقابلے میں۔ عرب کی بت پرستی اور شرک و بدعت کے مقابلے میں۔ عرب کے ادیان کے مقابلے میں۔ اور دنیا کے کل دیگر مذاہب کے مقابلے میں آپ نے جس طرح اپنے مقدس فرض کو سرانجام دے کر دنیا کی سب سے گری ہوئی وحشی قوم کو جو سانپوں کی عار اور بھیڑیوں کے لئے موجب ننگ تھی وحشیانہ حالت سے انسان اور انسان سے مہذب انسان۔ اور مہذب انسان سے بااخلاق۔ اور بااخلاق سے باخدا انسان بنایا اس کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے اگر یہ خدا کے تصرف اور آپ کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جو ان درندوں کو اسلام کی طرف کھینچ لائی تھی جن میں سے اکثر بحالت کفر آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے۔ لیکن پھر اس مقدس انسان کے آستانے پر آ کر گرے جو بے کسی اور مسکینی اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں تنہا اور اکیلا پھرتا تھا۔ یہ یقیناً حضرت سرور دو عالم کی ذات بابرکات ہی تھی جس نے ایک آن میں ان کی کایا پلٹ کر انہیں کندن بنا دیا اور ان کو ایسا خدا دکھا دیا کہ باوجود آفتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے کے وہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

ذیل کی باتوں سے یہ بآسانی معلوم ہو سکے گا کہ کس طرح رسول خدا صلعم نے نفوس بشریہ کو تہذیب اخلاق کے کمال تک پہنچا کر۔ مذہب۔ علم۔ سیاست۔ اخلاق۔ غرض ہر پہلو سے دنیا کا استاد بنا دیا۔

توحید صحابہ کرام توحید کے کلمے کو راس الاعمال سمجھتے تھے حضرت عمرو بن العاص رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو رونے لگے۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضؓ نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں۔ کیا موت کے ڈر سے، بولے خدا کی قسم نہیں صرف واقعات بعد الموت کا خوف ہے۔ بیٹے نے تسکین دی۔ اور کہا آپ عمر بھر نیک کام کرتے رہے۔ رسول اللہ صلعم کا فیض صحبت پایا اور آپ نے مصر و شام میں فتوحات کیں۔ بولے تم نے سب سے بہتر چیز شہادت لا الہ الا اللہ کو تو چھوڑ ہی دیا۔

حضرت ابو فکیہہ مبتلائے عذاب کفار تھے لیکن اس حالت میں بھی جب ان کے آقا صفوان نے ایک گبریلے کی طرف اشارہ کر کے حقارت آمیز لہجہ میں کہا کہ تیرا خدا یہی تو نہیں۔ تو بولے کہ میرا اور تیرا دونوں کا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

شرک سے بیزاری زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک گنڈے وغیرہ کا عام رواج تھا۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے دیکھا کہ بی بی نے گلے میں گنڈہ ڈال رکھا ہے توڑ کر پھینک دیا اور کہا آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہے۔

حضرت ہندہ بن عتبہ رضؓ جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت تھا اس کو توڑ کر پھینک دیا اور کہا ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے۔

عبادت صحابہ کرام عبادت میں خاص لذت محسوس کرتے

تھے ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک آیا تو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ اس مہینے میں عبادت میں خاص لطف آیا دوسرے مہینوں میں بھی ایسی عبادت بتائیے خود قرآن مجید گواہی دیتا ہے کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ کہ صحابہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کو تجارت کے کاروبار عبادت سے نہیں روکتے۔ حضرت عمرؓ کو جس دن زخم لگا اسی رات کی صبح کو لوگوں نے نماز فجر کے لئے جگایا تو بولے ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں چنانچہ اس حالت میں کہ زخم سے خون جاری تھا نماز پڑھی۔

اکل حرام سے اجتناب صحابہ کرام اگرچہ تنگدست اور فاقہ مست تھے لیکن حلال طیب کے سوا اکل حرام سے آلودہ نہیں ہو سکے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بہت کچھ مال دینا چاہا تاکہ وہ یزید کی بیعت پر آمادہ کرنا چاہا اور اس غرض سے حضرت عمرو بن العاصؓ کو ان کی خدمت میں بھیجا لیکن انہوں نے کہا میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر کبھی نہ آؤ۔ میرا دین تمہارے درہم و دینار کے معاوضہ میں بک نہیں سکتا۔ میری صرف یہ خواہش ہے کہ دنیا سے جاؤں تو میرا ہاتھ پاک و صاف ہو۔

شراب نوشی سے اجتناب شراب کی حرمت کے ساتھ ہی ان دیرینہ عادت کو اس طرح ترک کر دیا گویا انہوں نے جام و ساغر کو کبھی منہ ہی نہیں لگایا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے حرمت شراب کی منادی کرائی۔ ابوطلحہ نے مجھ سے کہا کہ نکل کر دیکھو کیسی آواز ہے۔ میں گھر سے نکلا اور پلٹ کر کہا کہ شراب حرام ہو گئی۔ ابوطلحہؓ نے مجھ سے کہا تو شراب کو گرا دو اور لوگوں نے اس کثرت سے شراب گرائی کہ مدینے کی گلیوں میں بہنے لگیں۔

بدکاری سے اجتناب صحابہ کرام میں عفت و عصمت کا ایسا احساس پیدا ہو گیا تھا کہ سخت سے سخت نازک موقعوں پر بھی ان کا دامن اس معصیت سے آلودہ نہیں ہونے پاتا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک بدبو سے بھر جائے لیکن یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی اجنبی عورت کی خوشبو آئے۔ حضرت عائشہؓ کے کانوں میں جب راگ کی بھنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

شرم و حیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آپ حمام کیوں نہیں کرتے یہ بولے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میری شرمگاہ پر کسی کی نظر پڑے اس نے کہا تو تہبند باندھ لیجئے بولے میں کسی دوسرے کی شرمگاہ کو بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

دیانت حضرت عقیلؓ غزوہ حنین سے واپس ہوئے تو بی بی کو سوئی لا کر دی کہ اس سے کپڑا سینا۔ اتنے میں رسول اللہؐ نے منادی کرا دی کہ سب مال غنیمت لاکر اکٹھا کریں۔ انہوں نے فوراً بی بی سے سوئی لے کر مال غنیمت میں داخل کر دی۔

استغنا ایک بار عبدالعزیز بن مروان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لکھا کہ میرے دربار میں اپنی ضرورتیں پیش کیجئے انہوں نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ خیرات اس ہاتھ سے شروع کرو جس کے تم کفیل ہو۔ نہ میں تم سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اس رزق کو واپس کرتا ہوں جو خدا مجھ کو تمہارے ذریعے سے دیتا ہے۔

جانوروں پر شفقت ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک چرواہا ایک جگہ بکریاں چرا رہا ہے ان کو دوسری جگہ اس سے بہتر نظر آئی تو کہا کہ وہاں لے جاؤ کیونکہ قیامت کے دن ہر راعی سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

صبر و ثبات کفار نے جب حضرت حبیبؓ کو شہید کرنا چاہا تو انہوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اگر تم کو یہ خیال نہ پیدا ہوتا کہ میں مرنے سے ڈرتا ہوں تو ان رکعات کو اور زیادہ طویل کرتا۔

حفظ عزت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جس روز شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ انہیں دیکھ کر بولیں بیٹا قتل کے خوف سے کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس میں تجھ کو ذلت برداشت کرنی پڑے۔ خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مر جانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کی جائے۔

مسکین نوازی حضرت حارثؓ اندھے ہو گئے تھے اس لئے دروازے سے ایک دھاگا باندھ رکھا تھا جب کوئی مسکین آتا تو ٹوکری سے کھجوریں لیتے اور دھاگے کے سہارے سے دروازے تک آکر دیتے۔ گھر والوں نے کہا ہم آپ کا یہ کام کر سکتے ہیں بولے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسکین کو دینا بُری جگہ پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایثار ایک غزوہ میں حضرت عکرمہؓ، حضرت حارثؓ، حضرت سہیلؓ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے نزع کا وقت تھا ایک شخص پانی لایا اور حضرت عکرمہؓ کو پلانا چاہا بولے پہلے سہیلؓ کو پلاؤ۔ ان کے پاس پانی آیا تو بولے حارث کے پاس لے جاؤ۔ بالآخر کسی کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گیا اور سب نے تشنہ کامی کی حالت میں جان دے دی۔

عفو و درگذر صحابہ کرام والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کے مصداق تھے ایک دفعہ حضرت صفوان مسجد میں چادر بچھا کر سو رہے تھے ایک شخص آیا اور چادر کو چرا کر لے جانا چاہا۔ انہوں نے اس کو پکڑا اور نبی کریم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو بولے کیا ۳۰ درہم کے لئے آپ اس کا ہاتھ کاٹتے ہیں میں یہ چادر اس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں قیمت بعد کو ادا کر دیگا فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے ہی کیوں نہ معاف کر دیا۔

محبت اولاد اور انکی پرورش حضرت جابر بن عبداللہ کے والد نے متعدد صغیر سن لڑکیوں کو چھوڑ کر انتقال کیا تو حضرت جابرؓ نے ان کی پرورش کی غرض سے ایک ثیبہ عورت سے شادی کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ وہ تم سے کھیلتی۔ تم اس سے کھیلتے۔ بولے باپ شہید ہوا صغیر سن لڑکیاں چھوڑیں اس لئے ایسی عورت سے نکاح کرنا پسند کیا جو انکی خبر گیری کرے ان کے بالوں میں کنگھی کرے اور ان کے تمام کام انجام دے۔

ہمسایوں کے ساتھ سلوک صحابہ کرام نہ صرف اپنے عزیزوں و اقارب بلکہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمیرؓ نے ایک بکری ذبح کی پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا گھر والوں سے پوچھا تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کے گھر گوشت بھیجا یا نہیں؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ کو ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس شدت سے وصیت کی کہ میں سمجھا کہ اس کو شریک وراثت بنا دیں گے۔

غلاموں کے ساتھ سلوک صحابہ کرام غلاموں تک کی آسائش کا خیال رکھتے تھے اور کبھی سخت کام نہیں لیتے تھے ایک بار ایک شخص حضرت سلیمان فارسیؓ کے پاس آیا دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں اس نے کہا غلام کہاں ہے؟ بولے ہم نے اس کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے اس لئے یہ پسند نہیں کیا کہ اس سے دو دو کام لیں۔

حسن معاملت صحابہ کرام کے لین دین کے تعلقات بھی نہایت اعلیٰ تھے وہ ادائیگی قرض کا خیال رکھتے تھے قرضداروں کو مہلت دیتے اور بسا اوقات قرض معاف کر دیتے دوسروں کی جانب سے قرض ادا کرتے اور وصیتوں کو پورا کرتے بیبیوں کے درمیان عدل رکھنے کا یہاں تک خیال رکھتے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ جب ایک کی باری ہوتی تو اس دن نہ دوسری کے گھر کا پانی پیتے تھے اور نہ اس کے گھر کے پانی سے وضو کرتے تھے۔

طرز معاشرت صحابہ تکلفات اور آرائش کے سامان سے پرہیز کرتے تھے۔ تجارت اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ دست سوال دراز کرنے سے نفرت کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ زہد و قناعت کی وجہ سے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے تھے ایک بار ان کو کسی نے جوارش دی اور کہا یہ کھانا ہضم کرتی ہے بولے میں تو مہینوں پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتا مجھے اس کی کیا ضرورت ہے۔

ان تمام حالات پر نظر ڈالنے سے ہر عقلمند انسان آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ یہ حضرت سرور کائنات صلعم کی قوت قدسیہ اور روحانی توجہ کا نتیجہ تھا کہ درندے باخلاق با وفا باخدا انسان بن گئے اگر آسمانی کتابوں کا یہ بیان صحیح ہے کہ "اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے اچھا درخت برا پھل نہیں لاتا اور نہ برا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں"۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کے لگائے ہوئے درخت سے ایسے اعلیٰ پھل نکلے کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ جو پاک انسان اپنے روحانی قوت سے دوسروں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ اسکی اپنی زندگی کیسی پاک اور مطہر ہوگی صلی اللہ علیہ وسلم ؎

کر دوں گا خاک ہستی مٹ کر تری گلی میں

(از جناب منشی پیارے لال صاحب رونق دہلوی)

چمکا جو نور وحدت محراب بیخودی میں ۔۔۔ سجدوں نے گھر بنایا آغوش بندگی میں
جو مدعا ہے دل کا کہدوں اسی ہنسی میں ۔۔۔ سُن لے وہ کاش میری حسرت یہی ہے جی میں
تاثیر عشق لائی یہ رنگ بیخودی میں ۔۔۔ جس سے الگ الگ تو مل گیا اسی میں
دل اپنا آئینہ ہے اسکی تجلیوں کا ۔۔۔ صورت گر جہاں کی ہے روشنی مجھی میں
گلشن میں تو نے ہنسکر سب کو ہنسا دیا ہے ۔۔۔ انداز دیکھتا ہوں تیرے کلی کلی میں
رنگین وہ چمن ہے جو ہیر من سے تیرا ۔۔۔ گل کھل رہے ہیں لاکھوں حسن کی ہر کلی میں
مجھ کو تو نے بھر دیا ہے ایسا طلسم قدرت ۔۔۔ ہیں گلشن جہاں کی رنگینیاں مجھی میں
مایوسیاں ہیں دل کی عبرت کا اک مرقع ۔۔۔ حسرت برس رہی ہے دنیائے بیکسی میں
اک پرتو اسی کے یہ نور ذات کا ہے ۔۔۔ ہے آشکار و نہاں جو حسن آدمی میں
ہو کر غبار منزل ذروں میں مل ہونگا ۔۔۔ کر دوں گا خاک ہستی مٹ کر تری گلی میں
دلبر کھینچی ہوئی ہے تصویر حسن نہاں ۔۔۔ نقش و نگار فطرت ہیں جلوہ گر مجھی میں
غنچہ صفت جہاں میں لب بند اسلئے ہوں ۔۔۔ پنہاں ہیں راز لاکھوں اک اپنی خامشی میں
غفلت میں عمر گذری کی کچھ نہ فکر عقبیٰ ۔۔۔ آیا نہ ہوش ہم کو اک دن بھی زندگی میں
کس شے پہ ہے جہاں میں انسان کو ناز ہستی ۔۔۔ دم کے سوا دھرا ہے کیا اور آدمی میں
تعبیر جس کی رونق تھی اک سراب گویا ۔۔۔ وہ خواب تھا فقط دیکھا جو زندگی میں

کامل و مکمل انسان

(از جناب مولانا سید قریش صاحب شمسی)

دنیا کے تمام بانیان مذہب و معلمین اخلاق میں باامتیاز شرف صرف حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کہ آپ کی زندگی کے تمام اجزا پیدائش سے لیکر وفات تک کا ہر لمحہ آپ کے زمانہ کے لوگوں کے سامنے اور آپ کی وفات کے بعد تاریخ عالم کے سامنے ہے۔ آپ کے صحیفہ حیات کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اہل وطن کی آنکھوں سے اوجھل یا تاریخ وسیر کی کتابوں سے مخفی ہوگیا ہو۔ دنیا نے خدا کے اس مقدس اور برگزیدہ انسان کی زندگی کا مطالعہ اب تک نہیں کیا ہے؟ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت گھر گھر پہونچ چکی ہے شاید ہی کسی دوسرے انسان کی زندگی اور سوانح حیات اتنے عام ہوئے ہوں جس قدر کہ اب تک سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی ہر متنفس کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔

آپ کا خلق عظیم آپ کا صبر و تحمل آپ کا عزم و استقلال آپ کا لطف و کرم آپ کی سادہ معاشرت و معیشت آپ کی روحانیت و عبادت آپ کی امانت و صداقت اور اسی قسم کے ہزارہا اوصاف جنہوں نے صرف کفار مکہ ہی کو عاجز و متحیر نہیں کر دیا تھا بلکہ کفار امریکہ ولندن اور فرنگستان پیرس و جاپان بلکہ کفار ہند بھی آج اسی طرح حیران ہیں جس طرح کسی زمانہ میں ابوجہل و ابولہب اور ولید بن مغیرہ جیسے متمرد و سرکش متحیر تھے، اگر تعصب و عناد کے ناپاک جذبہ سے قطع نظر کر لیا جائے تو آج کونسا دل ہے جو کمالات محمدیہ کا معترف نہیں کونسی گردن ہے جس پر سید ولد آدم صلعم کے احسان و کرم کا بوجھ نہیں، کائنات میں وہ تنہا اور خدا کی خدائی میں وہ اکیلا انسان تھا جسکو قدرت نے اپنے گوناگوں صفات کا کامل آئینہ اور مکمل مظہر بنا کر بھیجا تھا اس کی تعلیم ایک طرف حقوق اللہ کی ضامن تھی تو دوسری طرف اسی آب و تاب سے حقوق العباد کی بھی کفیل تھی اس کی تلقین ایک طرف مخانۂ عشق الٰہی سے سرشار کرتی تو دوسری طرف عبودیت اور آداب و احترام کی منزل سے ہلنے نہیں دیتی اس کا دین نہ تو خالص رہبانیت تھا اور نہ محض مادیت کا حامی بلکہ اس نے جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کیا وہ افراط و تفریط سے پرے اور دنیا و دین کا مجموعہ تھا۔

رزم و بزم، سفر و حضر، خلوت و جلوت، مجمع و تنہائی ہر حال میں عام حکم تھا

"بلغوا عنی ولو کلمۃ جو کچھ دیکھو منظر عام پر لے آؤ" اور یہ اس لئے کہ وہ خود اپنی حیات طیبہ کا ایک مجسمہ اور اپنی تعلیم کا آپ مکمل نمونہ تھا انسانوں کے مجمع عام میں وہ جو کچھ کہتا تھا گھر کے خلوت کدۂ نیاز میں بھی اسی طرح نظر آتا تھا انسان کے حالات سے واقف کار اور اس کے اخلاق کا راز دار بیوی بھائی اور بچپن کے ساتھ کھیلے ہوئے رفیق سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔

ابوطالبؓ جو حضورؐ کے مربی اور چچا تھے جن کی نگاہوں میں آپ کے بچپن اور عنفوان شباب کا دفتر کھلا ہوا تھا وہ آپ کے متعلق کہتے ہیں۔

لم ارمنہ کذبۃ ولا ضحکا ولا جاھلیۃ ولا وقفا مع الصبیان۔	میں نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ کبھی جاہلیت کے کام کرتے ہوئے اور نہ کبھی بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہوئے پایا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ جو نبوت سے پیشتر اور نبوت کے بعد پچیس[۲۵] سال تک آپ کی خدمت زوجیت میں رہی تھیں زمانہ آغاز وحی میں آپ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں:۔

کلا! واللہ ما یحزنک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔	ہرگز نہیں، خدا کی قسم آپکو خدا کبھی غمگین نہ کرے گا آپ صلہ رحم کرتے ہیں مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔

ہند بن ابی ہالہ جو گویا آنحضرتؐ کے آغوش پروردہ تھے وہ بیان کرتے ہیں "آپ خندہ رو اور نرم مزاج تھے، تنگ دل اور درشت مزاج نہ تھے کسی کی توہین روا نہ رکھتے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی اظہار شکر فرماتے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی پر خفا نہیں ہوئے اور نہ کبھی انسانی خون کا ایک قطرہ ہی بہایا بجز اس کے کہ اس نے احکام الٰہی کی تفضیح کی ہو۔

یہ تو ان صاحبوں میں سے چند حضرات کے اجمالی بیانات ہیں جنہوں نے آپکی خدمت میں سالہا سال اور مدت ہائے دراز بسر کی تھیں اب میں صرف ان شہادتوں میں سے دو چار کو قلمبند کرتا ہوں جو دشمنوں کے اعتراف کے ہاتھ سے آسکی ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف اپنے عقیدتمندوں ہی کے ہجوم میں نہیں رہے بلکہ مکہ میں نبوت سے پہلے چالیس سالہ زندگی قریش کے ساتھ گذاری اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ معاملات اور تاجرانہ لین دین کے تعلقات بھی ان کے ساتھ رکھے جس کے قدم قدم پر خیانت و بدنیتی ہوتی ہے مگر انہوں نے ہمیشہ آپکی

دیانت اور حسن معاملہ کا اعتراف کیا حتیٰ کہ قریش نے متفقاً آپ کو امین کا خطاب دیا تھا، نبوت کے بعد ہی اگرچہ قریش بغض و کینہ کے جوش سے لبریز تھے لیکن پھر بھی ان کی دولت کے لئے مامون مقام آپ ہی کا کاشانۂ اقدس تھا۔

جب آنحضرتؐ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا کہ اپنے اہل خاندان کو اسلام کی دعوت دو تو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا یا معشر قریش! جب سب لوگ جمع ہوگئے تو فرمایا "اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کی پشت سے ایک لشکر آرہا ہے تو تم کو یقین آئے گا؟" سب نے کہا "نعم ما جربنا علیک کذبا۔ ہاں! کیونکہ ہم نے تم کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا"۔

سب سے بڑھ کر نازک شہادت وہ ہے جبکہ قاصد نبوی قیصر روم کے دربار میں پہونچا تھا اور قیصر نے اپنے دربار میں آپ کے متعلق آپ کے سب سے بڑے دشمن و مخالف ابوسفیان سے تصدیق حال کے لئے جو چند سوالات کئے تھے ان میں سے دو سوال یہ تھے "دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی تم نے اس کو دروغگو بھی پایا؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں" دوسرا سوال یہ تھا "کیا محمدؐ نے کبھی بدعہدی بھی کی ہے؟" ابوسفیان کو یہ جواب دینا پڑا کہ "نہیں" حالانکہ یہ شہادت ایک ایسے دشمن کے حق میں ہوتی ہے جسے ابوسفیان صفحۂ ارض سے مٹا دینا اپنا نصب العین سمجھتے تھے، اور وہ بھی ایک ایسے باسر و سامان بادشاہ کے دربار میں جس کی اعانت سے یہ بظاہر کامیاب بھی ہو سکتے تھے، اس سے بڑھ کر کاملیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟

یہی نہیں کہ عرب کے وحشی کفار ہی آپ کے کمالات کے معترف تھے عیسائیوں نے مذہبی تعصب کی بنا پر اسلام کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، اور ان کے پادریوں نے طرح طرح کے ناپاک الزامات بھی داعیٔ اسلام پر لگائے، لیکن پھر بھی کمالات محمدیؐ کا یہ معجزہ ہے کہ انہیں بھی شہادت دینا پڑی۔

مشہور فرانسیسی پروفیسر سیدیو لکھتا ہے کہ "آپ (محمدؐ) خنداں پیشانی، خلیق، بہ کثرت خدا کا ذکر کرنے والے، بیہودہ اور فضول باتوں سے نفرت کرنے والے اور بہترین عقل اور بہترین رائے رکھنے والے انسان تھے"۔

ٹامس کارلائل جیسے متعصب شخص کا قلم بھی اس ذات پاک کے متعلق یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ "ہم لوگوں (عیسائیوں) میں جو یہ مشہور ہے کہ محمدؐ ایک فریبی اور مطلبی شخص تھے اور گویا نعوذ باللہ جھوٹ کے دیوتا تھے، اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا مجموعہ ہے اب یہ باتیں غلط ثابت ہوتی جارہی ہیں، متعصب عیسائیوں نے جتنے الزام لگائے تھے اب وہ سب ہماری روسیاہی کا باعث ہیں" آگے چل کر پھر رقمطراز ہے کہ "اس میں شک نہیں کہ بت پرستی کو مٹانا اور خدائے واحد کی عبادت ایک ایسی قوم میں رائج کردینا جو انتہا درجہ کی بت پرست ہو اور خدا کو بھول گئی ہو فی الحقیقت ایک ایسے ہی شخص کا کام تھا جسے خود خدا نے مقرر کیا ہو"

خویش و بیگانے، دوست و دشمن کے خیالات تو آپ نے سن لئے اور گو یہ ہزاروں مختلف شہادتوں میں سے صرف دو چار ہی ہیں مگر ان سے یہ اندازہ ضرور ہوگا کہ آپ کی ذات کامل جو دوستوں کی نظروں میں مہبط ہستی تھی دشمنوں کی نگاہ میں بھی ایسی کاملیت کی دلیل سیرت محمدیؐ کے سوا اور کہاں مل سکتی ہے؟

آپ نے اپنی بعثت کے بعد جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی وہ ایسی کامل اور مقدس تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہو کر وحشی سے وحشی انسان بھی دنیا کا قائد اعظم بنا۔

مذہب کے اہم اجزا دو ہیں عقائد و اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تصحیح عقائد تھا عقائد میں بدترین چیز شرک ہے اور شرک کا پھیلاؤ زیادہ تر انبیا و صلحا کی مبالغہ آمیز تعریف سے ہے آنحضرت صلعم اس نکتہ کا بڑا لحاظ فرماتے تھے حضرت عیسیٰؑ کی مثال پیش نظر تھی اس لئے جس قدر اہتمام کے ساتھ آپ نے توحید خالص کو پیش کیا کسی نبی نے نہیں کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ "میری اس قدر مبالغہ آمیز مدح نہ کیا کرو جس قدر نصاریٰ ابن مریم کی کیا کرتے تھے میں تو خدا کا بندہ اور اس کا فرستادہ ہوں"

قرآن کریم کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں توحید کو واضح اور روشن دلائل سے ثابت نہ کیا گیا ہو یہ اسلام ہی کی برکت ہے کہ آج بت پرست قومیں بھی بت پرستی سے بیزار ہو کر توحید کی کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہو رہی ہیں آپ نے اپنی بشریت اور خدا کی الوہیت کو تشبیہات و تمثیلات سے علیحدہ کرکے اتنا صاف و نمایاں طور پر پیش کیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس خلط بحث کا اندیشہ ہی جاتا رہا، آج ساڑھے تیرہ صدیاں گذر چکیں لیکن ایک وجود بھی ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے رسالت کو الوہیت کی سرحد سے ٹکرا کر خدا کی وحدانیت کو شرک سے آلودہ کیا ہو۔

اسی طرح اعمال میں اعتدال و تعدیل قائم کیا، اخلاق و عمل کے جو زریں اصول دوسروں کو سکھائے خود ان کے عامل و پیکر تھے، غیظ و غضب رحم و کرم، جود و سخا، فقر و فاقہ، شجاعت و بہادری، خانہ داری اور خداداری غرض دنیا اور دین دونوں کے لئے ہم کو اپنی زندگی میں عملی درس دیئے۔

آج بے درد نکتہ چیں آپ کو جو جی چاہے کہیں لیکن قرآن مجید لاکھوں مخالفین اور اہل عناد کی بھیڑ میں اس کی شہادت دے رہا تھا

انک لعلی خلق عظیم محمدؐ! بیشک تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

عام متعصب مصنفین یورپ کا خیال ہے کہ آنحضرتؐ جب تک مکہ میں رہے پیغمبر تھے، مدینہ پہونچکر یہ نبوت بادشاہت سے بدل جاتی ہے اور یہ حلم و عفو کے واقعات اس وقت تک کے ہیں جب تک اسلام ضعیف تھا اور لطف و تلطف کے سوا چارہ نہ تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ تمام عرب کے زیر نگیں ہو جانے پر بھی آپ فاقہ کش ہی رہے، فتوحات کی کثرت گو ہر روز بیت المال کو معمور کر دیتی تھی لیکن دست کرم کو اسی وقت قرار نہ ملتا جب سارا خزانہ ارباب حاجت اور فقرا میں بانٹ چکا ہوتا

عدی بن حاتم نے جو مذہباً عیسائی تھے حضور سرورِ عالم کے حالات جب سنے تو تحقیقِ حال کے لئے حاضرِ دربار ہوئے، صحابہ کے جوشِ عقیدت کا سیلاب، جہاد کا ساز و سامان، اموال فتوحات کی کثرت دیکھ کر انہیں اشتباہ ہوا کہ محمدؐ بادشاہ ہیں یا پیغمبر؟ دفعتہً مدینہ کی ایک غریب لونڈی آکر عرض کرتی ہے کہ مجھے حضورؐ سے کچھ کہنا ہے، آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے ہیں کہ "مدینہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری بات سننے اور تمہارا کام انجام دینے کو تیار ہوں" اور اس کے پاس جاکر اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں، اس ظاہری جاہ و جلال کے پردہ میں یہ عجز و انکسار دیکھ کر عدی بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں یقیناً یہ پیغمبر ہیں اور ایمان لے آتے ہیں، اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔

تمام واقعات شاہد ہیں کہ ہزاروں پُر جوش جاں نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود دشمنانِ جان کے فردِ جرم کو ہمیشہ آپ رحمت دھوتا ہی رہا۔

ابوسفیان اسلام سے پہلے جیسے کچھ تھے، بدر سے لیکر فتح مکہ تک کے غزوات اس کے شاہد ہیں کہ آنحضرتؐ کو جتنی لڑائیاں لڑنا پڑیں اُن میں سے اکثر میں ان ہی کا ہاتھ تھا، لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب گرفتار کرکے لائے گئے تو آپ ان کے ساتھ بھی لطف و محبت ہی سے پیش آئے۔ حضرت عمرؓ نے جرائم کی پاداش میں ان کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ نے سختی سے منع فرمایا اور نہ صرف یہ بلکہ ان کے گھر کو امن و امان کا حرم بنا دیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس سے بھی بازپرس نہ کی جائے گی، کیا دنیا کے کسی فاتح نے اپنے دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر دشمنوں سے انتقام کا موقع فتح حرم کا دن تھا، جہاں آپ کے چپ و راست جلو میں ہزاروں غرقِ آہن فوجیں ایک اشارہ کی منتظر تھیں، تاہم رحمتِ عالم نے اپنے دشمنانِ جان و ایمان کے ساتھ کیا کیا؟ سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہکر اذھبوا انتم الطلقاءُ کے فرمودہ سے پابندِ منت و احسان بنایا۔

جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ تمام عمر کسی کے سوال پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔ لوگوں کو عام حکم تھا جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو میں ادا کر دوں گا، اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں، اگرچہ فتوحات کی کثرت سے صحنِ مسجد میں سیم و زر کا سیلاب بہتا رہتا لیکن جب تک صرف نہ ہو جائے فیاضِ عالم کو چین نہ آتا تھا، بیقراری ہی رہتی تھی۔

شجاعت و استقلال کا وصف بھی خصوصیت کے ساتھ آپ کی ذاتِ اقدس میں خدا نے بدرجہ اتم عطا کیا تھا، ابتدا سے انتہا تک آنحضرتؐ کا ایک ایک کارنامہ عزم و استقلال کا مظہر ہے، کفرستانِ عرب میں ایک شخص بے یار و مددگار تنہا کھڑا ہو کر دعوتِ حق کی صدائیں بلند کرتا ہے، ریگستانِ عرب کا ذرہ ذرہ مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آتا ہے لیکن شجاعت و عزمِ نبوت سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفوں کی تمام قوت پامال ہو جاتی ہے، آخر ایک دن وہ بھی آتا ہے جب ایک تنہا انسان ایک لاکھ جاں نثاروں کو چھوڑ کر دنیائے فانی کو الوداع کہتا ہے، تیرہ برس کی متواتر ناکامیوں پر بھی آپ کے دل پر مجبوری (بزدلی) کا بادل نہیں چھایا، سینکڑوں مصائب اور بیسیوں معرکے پیش آئے لیکن پامردی اور ثبات کے قدم نے لغزش نہیں کھائی۔ اس آسمان کے نیچے نوعِ انسان کے کسی فرد کو جتنی کامیابیاں بھی میسر ہو سکتی ہیں وہ سب آپ کو اپنی زندگی میں حاصل ہوئیں، لیکن تواضع و خاکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے آئینہ دل پر کبھی فخر و غرور نے اپنا عکس نہیں ڈالا، ایک دفعہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا لیکن رعبِ نبوت اس قدر طاری ہوا کہ کانپنے لگا، آپؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، میں فرشتہ نہیں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔"

عیش پرستی بظاہر تمدن کا زیور ہے لیکن درحقیقت اس کے اندرونی نظام کا اصلی گھن یہی چیز ہے، چونکہ آپ کی تعلیم رہبانیت اور سنیاس کی سخت مخالف تھی اس لئے ہر قسم کے جائز حظوظ سے متمتع ہونا جائز رکھتے تھے اور خود بھی کبھی کبھی ان چیزوں سے تمتع اٹھاتے تھے، تاہم ناز و نعمت اور عیش پرستی کو ناپسند فرماتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے تھے، چنانچہ جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تو آپ نہایت سختی سے اس کا انکار فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ راستہ سے گذرے تو ایک بلند عمارت نظر آئی، آپ نے فرمایا یہ کس کا مکان ہے، لوگوں نے ایک انصاری کا نام لیا، آپ خاموش ہو گئے، جب وہ انصاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا، انہوں نے اپنے دوستوں سے جب ناراضی کا سبب معلوم کر لیا تو جاکر اس مکان کو منہدم کرا دیا، آپ پھر اس طرف گذرے تو فرمایا وہ عمارت کیا ہوئی؟ لوگوں نے واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا وہ گھر جو ضرورت سے زیادہ ہو صاحبِ خانہ پر وبال ہے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے گھر میں ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، آپ کی نظر پڑی تو فرمایا، پردہ ہٹا لو! مجھے پتھر و مٹی کے کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا گیا، دوسری روایت یں ہے کہ "میں جب اسے دیکھتا ہوں تو دنیا کی آرائش یاد آتی ہے" آپ اپنی زندگی نہایت سادہ بسر فرماتے تھے پہننے کو موٹا جھوٹا جو مل جاتا تھا پہن لیتے، زمین پر چٹائی پر فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے، جسمِ مبارک کے لئے ایک کے سوا کپڑے کا کوئی دوسرا جوڑا نہیں ہوتا تھا، یہ عسرت اس لئے گوارا تھی کہ آپ کو سادگی کی لذت الوانِ نعمت کی خوشگواری اور لباس ہائے فاخرہ کی مسرت سے کہیں زیادہ تھی، غرض حضورؐ میں وہ تمام قوتیں موجود تھیں جو ایک مکمل انسان میں ہو سکتی ہیں، اور آپ نے ان سب قوتوں کا برمحل استعمال کرکے عالمِ انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کر دیا۔

دنیا میں تہذیب و شائستگی کے زرین اصول قائم ہوئے پھر بگڑ گئے، تمدن و اخلاق کے قوانین مرتب ہوئے پھر بدل گئے، لیکن ایک انسان کے نظامِ سوسائٹی کے لئے کبھی کافی نہ ہو سکے، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تمدن ہمیشہ یکساں ہی رہا، آپ نے جو مکمل قوانین دنیا کے سامنے پیش کئے بڑے بڑے فلاسفروں نے بھی اپنے عجز کا اعتراف کر لیا، لارڈ میکالے کی تعزیرات نے ہزاروں ترمیمات قبول کر لیں لیکن محمد رسول اللہ (فداہ ابی و امی) کے تیرہ سو برس کا قانون آج بھی ویسا ہی

مکمل ہے گویا آج ہی بنا ہے اور نسل آدم کا ہر فرزند ارض خاکی کا ہر باشندہ اپنی ضروریات زندگی میں سیرت محمدی سے ہدایت پاسکتا ہے۔

اور یہ لطف یہ کہ ظاہری وسائل اور محسوس قوتوں میں سے ایک بھی حاصل نہیں۔ امی ہیں پڑھے لکھے نہیں کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہ نہیں کیا۔ یہ صرف یہ بلکہ آپ آئے تو اس شان یتیمی سے کہ ننھے بچے کی تربیت و پرورش کے لئے سب سے بڑا سہارا جسے باپ کہتے ہیں وہ مدینہ کے ایک میدان میں سو رہا تھا عہد طفولیت ہی میں تھے کہ سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا اس کے دو برس کے بعد دادا نے جن کی نگاہ مہر زخم یتیمی کا مرہم تھی وفات پائی ہوش سنبھالا تو اس بے کسی میں چچا ابو طالب کا سہارا تھا لیکن انہوں نے بھی مفارقت کی جس ملک میں آپ پیدا ہوئے اس کے باشندوں کے پاس بھی کوئی ایسا وسیلہ نہیں جس پہ قوموں کی تعمیر کھڑی ہوسکتی ہو وہ ہر ایک سے خالی تھے ان کے پاس جو جسمانی طاقت تھی بھی تو اس کا مصرف بجز گلا کاٹنے کے اور کچھ نہ تھا ان تمام وسائل ترقی کے فقدان کے باوجود کوئی ہستی اس ذات پاک کا [illegible] تو کیا برابری میں بھی پیش نہیں کی جاسکتی جس نے عرب کے چرواہوں کو حکمرانی کے اعلیٰ مرتبہ تک پہونچا دیا خونخوار وحشیوں کو اخلاق و تمدن کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیا علم و حکمت جس کا جنازہ مسیحیوں کی جہالت سے اٹھ چکا تھا اس معلم حکمت کی تعلیم سے پھر دنیا اس سے روشناس ہوگئی کیا تاریخ کے صفحات میں اس شان کمال اور علوئے مرتبت کا کوئی دوسرا انسان بھی تم کو مل سکتا ہے!۔

اس سے بڑھ کر اس کی کاملیت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے خدا کے اس مقدس اور برگزیدہ نبی نے ریگستان حجاز کی سنگلاخ زمین میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جو صدا بلند کی تھی آج ہر ایک ملک ہر ایک شہر ہر ایک قریہ میں گونج رہی ہے ساڑھے تیرہ سو برس میں بھی اس بے مثل کا مثل اور اس بے نظیر کا نظیر تمہاری تجسس نگاہیں تلاش کرنے سے قاصر ہیں تو یقین کرو وہ ایک کامل اور مکمل انسان تھا خدا کی خدائی میں وہ یکہ و تنہا تھا اس کا کوئی مثیل نہیں اسی کا صدقہ ہے جو تم زمین پر چلتے ہو ہوا میں سانس لیتے ہو اسی کی رحمت کا صدقہ ہے جو تمہیں ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی مل رہی ہے اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا زیادہ ہوتا لیکن عالم کے لئے رحمت نہ ہوتا تو آج کسی کافر کو اطمینان کا سانس بھی میسر نہ ہوتا آہ! اگر تم نے اسے ابھی سمجھا ہی نہیں کہ وہ کیا تھا

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

تماشائے اہل کرم

دلی شکر گزاری کے ساتھ حسب ذیل بھائیوں کے نام پیش کرتا ہوں جنہوں نے پیشوا کے لئے جدید خریدار فراہم کئے۔ جزاک اللہ خیرالجزا۔

ابھی بہت سے نام باقی ہیں، جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت کم نام شائع کئے جارہے ہیں۔ خدمت گذار: عزیز حسن بقائی

جناب شیخ غلام صاحب نظامی	۸ خریدار	جناب محمد ذکریا صاحب جمعدار	۱ خریدار
جناب ابوسعید صاحب ٹونکی	۶	جناب محمد عبدالکریم صاحب نعمان	۳
جناب عبدالسلام صاحب کبلی گڑھ	۵	جناب ملا ابراہیم حسین صاحب	۱
جناب محمد نجم الدین صاحب نقل نویس	۴	جناب محمد طبیع الرحمن صاحب	۲
جناب محمد حسن صاحب مختار	۳	جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر	۳
جناب اللہ دتا اصغر صاحب	۳	جناب شیخ فضل الدین شرف الدین صاحبان	۲
جناب ابو محمد الدین صاحب ٹیکس افسر	۲	جناب محمد اکبر صاحب محرر وکیل	۳
جناب سید حامد حسین صاحب مکہ مسجد	۱	جناب سید بابو میاں ننھن میاں صاحبان	۱
جناب سید عزیز مصری شاہ صاحب	۱	جناب ڈاکٹر محمد سلیمان صاحب میجا	۲
جناب سید محمد الیاس ابوالعلائی صاحب	۱	جناب سالار جنگ صاحب منگلور	۱
جناب خلیل طاہر صاحب	۱	جناب ابو محمد حسین صاحب	۱
جناب کنیز نادان صاحب	۱	جناب عبداللہ صاحب	۱
جناب محمد مقبول عالم صاحب	۱	جناب سید بادل شاہ صاحب قادری	۲
جناب نذر محمد خاں صاحب اسٹیشن ماسٹر	۲	جناب سید احمد شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر	۲
جناب عبدالشکور صاحب انصاری	۱	جناب جمال محمد خاں صاحب کلرک	۱
جناب محمد عبدالحکیم صاحب ہیڈ مولوی	۱	جناب محمد حسین صاحب تاجر کتب	۱
جناب فتح محمد صاحب مالیدس	۲	جناب مرزا اسداللہ بیگ صاحب	۱
جناب خواجہ حبیب اللہ صاحب ہیڈ [illegible]	۲	جناب قاضی یعقوب محمد صاحب	۱
جناب بابو عبدالمجید خاں صاحب بجلی والے	۱	جناب محمد عبدالحق صاحب گارڈ	۱
جناب جیو لٹو بھائی ناتھو بھائی صاحبان	۱	جناب نور احمد صاحب پٹواری	۱
جناب محمد یونس بے نواز نظامی صاحب	۲	جناب نور الحسن صاحب ہیڈ ماسٹر	۱
جناب پیرزادہ محمد صدیق صاحب	۳	جناب فتح علی صاحب ہیڈ ماسٹر	۱
جناب مولوی ارشاد الحق صاحب	۱	جناب سید جلال الدین صاحب بنگلور	۱
جناب نیاز محمد خاں صاحب سب انجینئر	۲	جناب ہدایت اللہ صاحب عاصی	۱
جناب حکیم جمیل صاحب سونپید	۲	جناب حاجی غلام نبی صادق صاحب	۱
جناب عبدالغفور صاحب ویلور	۳	جناب محمد عبدالکریم صاحب ادلیور	۱
جناب محمد الدین صاحب	۱	جناب عبدالعزیز صاحب ایجنٹ اخبار	۱
جناب عبیداللہ صاحب	۱	جناب ولی محمد صاحب ہیڈ ماسٹر	۱
جناب ظہور احمد خاں صاحب لودی	۱	جناب شیخ غنی میاں صاحب چاند [illegible]	۱
جناب صدرالدین احمد صاحب جمادار	۲	جناب سید رکن الدین صاحب کوتوال	۱

جناب عبدالرشاد محمد خاں صاحب	۱ خریدار	جناب شیخ ننھے میاں صاحب جمعدار	۲ خریدار
جناب محمد امیر بخش صاحب	۲	جناب حافظ عبدالحمید صاحب	۱
جناب اکبر علی خاں صاحب اورنگ آباد	۱	جناب محمد شفیع صاحب ٹھیکیدار	۳
جناب محمد عبدالقیوم صاحب جمعدار پولیس	۱		

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

محشرستان الور

مہاراجہ الور اس مخصوص شہرت کے علاوہ جس کی وجہ سے ان کو تندرست اور خوبصورت اے ڈی سی کی تلاش رہتی ہے بہت اچھا پولیٹیکل دماغ رکھتے ہیں۔ والیان ریاست میں وہ نفسیات کے بہت بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں، جس وقت تقریر کرنے کھڑے ہوتے ہیں، تو بلا تکان اور بغیر نوٹ لیئے مسئلہ زیر بحث پر نہایت عالمانہ اور مدبرانہ تقریر کرتے ہیں، اور اب سے پہلے وہ ایک غیر متعصب والی ریاست مشہور تھے۔ لاریب انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کنووکیشن پر ایک معقول رقم کا اعلان کیا۔ اور الور میں عیدگاہ بنانے کے لیئے بھی ایک کثیر رقم خرچ کرنے کے لیئے آمادگی ظاہر کی۔ اور ان کی یہ تمام خوبیاں قابل تعریف ہیں۔ مگر کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ متعدد مساجد پر عرصہ سے حکومت الور کا قبضہ ہے۔ جن میں سے کئی مندر کی مورتیں اور سرکاری گوداموں کی حالت میں مسلمانوں کی بزدلی پر لعنت ملامت کر رہی ہیں۔ نیز کیا اس سے بھی انکار کیا جائے گا کہ وہ الور جس میں مسلمانوں کی ستر فیصدی آبادی ہے قرآن حکیم کی تعلیم کی ممانعت ہے۔ مذہبی مدارس پر پابندیاں ہیں۔ نظام حکومت میں مسلمانوں کا کچھ بھی حصہ نہیں۔ اور اسمیں بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی جان اور مال اور عزت الور کی سنگھٹنی فوج کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ فوج کا اس قدر بے قابو ہو جانا اسکی دلیل ہے کہ ریاست میں آئین کی مٹی کیسی پلید ہو رہی ہے۔ اور اس لیئے حکومت ہند کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ الور کی بدنظمی کا خاتمہ کرنے کے لیئے فوراً ایک آزاد کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کرا کر مسلمانوں کو ان کا حق دے۔

الور سے جو اطلاعات مسلمانوں پر مظالم کی آ رہی ہیں، وہ نہایت روح فرسا ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ راجستان میں ایک منظم سازش مسلمانوں کو مٹانے کے لیئے اور ان کے وجود سے راجستان کو پاک کرنے کے لیئے کام کر رہی ہے۔ میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ ہز ہائی نس جے پور کی شادی میں مہاراجگان راجستان نے کشمیر کا انتقام لینے کے لیئے کیا تجاویز کیں، اور ہز ہائی نس الور کی تقریر کیا تھی۔ اور راجستان میں مسلمانوں کیلیئے مستقبل میں کیا مشکلات پیدا کی جا رہی تھیں اور ان اطلاعات پر مجھے کوئی تعجب نہیں اگر یہ سچ ہوں۔

مگر مجھے تعجب ہے تو مسلمانان ہندوستان کے جمود اور ان کی غفلت پر کہ ابتک جس بیداری کی ضرورت تھی، وہ پیدا نہیں ہوئی۔ اور حکومت ہند نے بھی جو بقول لارڈ ریڈنگ ایک بالادست طاقت ہے، الور کے مظلوم مسلمانوں کی دستگیری اور انصاف کے لیئے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا۔

الور کے مسلمانوں کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اگر انہوں نے ایثار و قربانی کا راستہ اختیار کیا اور منظم اور پرامن ایجی ٹیشن اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیئے استقلال سے جاری رکھا تو الور کی مطلق العنان حکومت ان کے مطالبات کے آگے بہت جلد سر تسلیم خم کریگی۔ الور کے مسلمانوں کو بیرون ریاست کے مسلمانوں کے بل بوتہ پر کسی ایجی ٹیشن کی بنیاد نہیں رکھنی چاہیے۔ بلکہ باشندگان ریاست میں اتنی بیداری پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ اس ظلم کا مقابلہ صبر سے کریں کہ فتح اور شکست کا میدان الور ہی میں ہے۔

لاریب کشمیر کے مسلمانوں کی امداد ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں نے کی۔ مگر کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ کشمیر کا بزدل مسلمان جب دلیری سے حکومت کشمیر کے ظلم کا مقابلہ کر رہا ہے، اس نے حکومت کشمیر کے گھٹنے توڑ دیئے اور اگر ضرورت ہوئی تو انشاءاللہ ہندوستان کے مسلمان الور کے مظلوم مسلمانوں کی اعانت کے لیئے میدان عمل میں آئیں گے۔ مگر الور کے مسلمانوں کو اپنے پیروں پر خود کھڑا ہونا چاہیئے اور پرامن اور منظم ایجی ٹیشن کر کے حکومت الور کو مجبور کر دینا چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرے۔

افسوس ہے کہ مجلس احرار نے ابھی تک مسئلہ الور کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا اور چند رزولیوشنوں پر اکتفا کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ مسئلہ کشمیر صرف رزولیوشنوں سے اس منزل تک نہیں پہنچا اور دنیا میں کسی محکوم قوم کو رزولیوشن بازی سے حقوق ملے ہیں۔ پس اگر حقیقتاً الور کے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور الور میں شعائر اسلامی خطرے میں ہیں تو الور کے مسلمانوں کو حقوق طلبی کے لیئے آئینی ایجی ٹیشن کرنا چاہیئے۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ اور حکومت ہند کو الور کے مسلمانوں کے حق انصاف کرنے کیلیئے حکومت الور کو مجبور کرنا چاہیئے کہ یہ ناممکن ہے کہ الور کے لاکھوں مسلمانوں پر سفاکانہ اور وحشیانہ مظالم ہوں اور مسلمانان ہند خاموش رہیں۔ تازہ اطلاعات کے مطابق ہزارہا مسلمان مظالم کی تاب نہ لا کر الور سے ہجرت کر رہے ہیں۔ حکومت کا پولیٹکل ڈپارٹمنٹ کب مظلوموں کی دستگیری کریگا۔

پیشوا کے رسول نمبر سے مقابلہ

ایک ایسے بھائی نے جو پیشوا کے اندراں ایڈیشن کے خریدار ہیں، اور مولوی کے بھی خریدار ہیں۔ پیشوا اور مولوی کے رسول نمبروں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے استدلال ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) مولوی کے رسول نمبر کی ضخامت ۱۶۸ صفحے ہے۔ اور پیشوا کے رسول نمبر کی ضخامت ۱۶۰ صفحے ہے۔

لاریب مذکورہ پرچہ میں ۸ صفحے پیشوا سے زائد ہیں۔ مگر کیا یہ واقعہ

نہیں ہے کہ پیشوا کا رسول نمبر صرف ایک مہینے کا ہے ۔ اور مولوی کا دو مہینے کا اور کیا اس طرح میں نے قارئین کرام کے لیئے مولوی سے بہتر اور مولوی سے بہت زیادہ ضخیم رسول نمبر نہیں پیش کیا ۔ کاش ان مقابلہ کرنے والے بھائی کو معلوم ہوتا کہ مذکورہ رسول نمبر صرف دو اہل قلم کی کاوشوں سے مرتب ہوا ہے ۔ جس میں متعدد مضمون نگاروں کے نام فرضی درج کیئے گئے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مشہور اہل قلم کا نام فریبی مولوی کو استعمال کرنے کی جرأت نہیں ہوئی ۔ خصوصاً ہندوؤں کے نام سے جتنے مضامین ہیں انہیں سے اکثر مولانا عارف صاحب ہسوی کے لکھے ہوئے ہیں ۔ یہ ممکن ہے کہ عارف صاحب نے اپنے دوستوں سے اجازت لے لی ہو ۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ اگر جناب مولانا مراد صاحب اور جناب مولانا عارف صاحب فرضی ناموں سے مضامین نہ لکھتے تو اس قینچی کے ایڈیٹر کے لیئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ہمیشہ کی طرح پیشوا ۔ الفضل قادیان ، نظام المشائخ وغیرہ کے پرانے مضامین کو قینچی کی مدد سے ہمیشہ کی طرح نئے عنوانات سے شائع کر دیتا ۔ پھر کیا تم مجھ سے بھی ایسی ہی جعل سازی کی توقع رکھتے ہو کہ فرضی ناموں سے مضامین شائع کروں ۔ اور جیسا کہ مولوی کے جہل مرکب ایڈیٹر نے دوسروں سے مضامین لکھوا کر اپنے نام سے شائع کیئے ہیں ۔ میں بھی ایسی ہی فرضی کارروائیاں کروں ۔ اگر یہ نام نہاد مدیر مسئول میرے اس دعوے کی تردید کی جرأت رکھتا ہے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس رسالہ کے خوشنویس اپنے بچّے کے سر پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ بیان دیں کہ ایڈیٹر مولوی ، اور ہندوؤں کے نام کے مضامین عارف صاحب اور مراد صاحب کے لکھے ہوئے نہیں تھے ۔ اس حلفیہ بیان کے بعد مجھے اپنی غلطی فوراً تسلیم کرنے میں کچھ بھی تامل نہ ہوگا ۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ میری اطلاعات کو صحیح نہ سمجھا جائے ۔ پھر اگر آپ نے میری درخواست پر توجہ کی ہوتی ۔ اور ارزاں ایڈیشن کی اشاعت دس ہزار تک پہنچا دی ہوتی ۔ تو آج پیشوا کے ارزاں ایڈیشن میں بھی فوٹو بلاک ہوتے آپ خود تو توسیع اشاعت کے لیئے کام نہ کریں ۔ پیشوا کی اشاعت پر توجہ نہ فرمائیں ۔ میری درخواست کو قبول نہ کریں ، اور مجھ سے فرمائیں کہ تم نے یہ وعدہ کیا تھا ۔ بے شک میں نے وعدہ کیا تھا ۔ مگر کیا یہ نہیں لکھا تھا کہ اگر آپ نے رسول نمبر کے ارزاں ایڈیشن کی اشاعت دس ہزار پہنچا دی تو پھر ارزاں ایڈیشن میں بھی فوٹو بلاک دیئے جائیں گے ۔ میں اپنے وعدہ پر اب بھی قائم ہوں ۔ مگر ذرا اپنی جدوجہد کی رفتار بھی دیکھ لیجئے کہ ارزاں ایڈیشن کے ابھی تک دو ہزار خریدار بھی نہیں ہوئے ۔ جب آپ کی سرد مہری اور قدردانی کا یہ عالم ہو تو آپ ہی فرمایئے کہ میری اولوالعزمی سے کہاں تک کام چل سکتا ہے ۔

حاشا وکلا اس سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں تمام خریدار حضرات کی شکایت کر رہا ہوں ۔ کیونکہ اگر سب بھائی ایسے ہی فرض شناس ہوتے تو پیشوا اب سے پہلے حریفوں کی سازشوں کا شکار ہو کر قبرستان میں دفن ہو گیا ہوتا ۔ ان ہی خریداروں میں وہ بھی ہیں ، جن کو پیشوا حقیقتاً جان سے زیادہ عزیز ہے ۔ اور ان کو پیشوا کی ترقی کا مجھ سے کچھ زیادہ ہی خیال رہتا ہے ۔ اور وہ بھی ہیں جن کے لیئے میری صدائے درد صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے ۔ اور ان ہی سے مجھ کو حقیقتاً شکایت بھی ہے ۔ اگر اس طبقہ کا جمود حرکت میں آ جائے تو آج پیشوا ترقی کی انتہائی منزلیں طے کرلے ۔ اور آپ کے وہم و گمان سے زیادہ بہتر صورت میں شائع ہو ۔

بہرحال پیشوا کے رسول نمبر سے مقابلہ کرنے والے بھائی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں پیشوا کا رسول نمبر شائع کر کے ہمیشہ قرضدار ہوتا ہوں ۔ اور میرے حریف کے کاسہ گدائی کا ہر رسول نمبر پر یہ انجام ہوتا ہے کہ سات آٹھ ہزار روپے کی حویلی خرید لی جاتی ہے ۔ میں ابھی تک ہزارہا روپئے کا مقروض ہوں ۔ اور ایک حقیر کرایہ کے مکان میں رہتا ہوں ۔ اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے دامن پر غداری ، محسن کشی ، نمک حرامی کے گھناؤنے دھبے نہیں ہیں ۔ میں نہ اسلامی احکام کی تبلیغ کے نام سے روپیہ حاصل کر کے شراب خواری کرتا ہوں ۔ اور نہ خانگی عیاشی ، بلکہ میرے قرضدار ہونے کی وجہ ہر مہینے دو سو ڈھائی سو روپے ماہوار کا نقصان ، اور رسول نمبر پر ہزارہا روپے کا قرضہ ہے ، جو ہر سال بڑھتا ہی جاتا ہے اور اس قرضہ کی ذمہ داری اگر میرے جذبہ حب رسالت مآبؐ پر ہے ، تو اسکی ذمہ داری سے وہ خریدار بھی نہیں بچ سکتے ، جنہوں نے پیشوا کے لیئے جدید خریدار فراہم کرنے سے پہلو تہی کی ۔ کیونکہ اگر آج پیشوا کی بھی اشاعت دس ہزار ہو جاتی تو اگرچہ میں ہر سال کوئی نئی حویلی نہ بنوا تا ۔ مگر مجھ کو قرضدار بھی نہ ہونا پڑتا ۔ اور آج مجھے یہ داستان درد سنانے کی ضرورت نہ ہوتی ۔ وکفیٰ باللہ شہیدا ۔

پس خوب یاد رکھیئے کہ میں پیشوا کی اشاعت میں ترقی کی درخواست اس لیئے نہیں کرتا کہ مجھے شراب خواری اور خانگی عیاشی اور محلات کی تعمیر کے لیئے روپے کی ضرورت ہے ۔ کہ میں اپنی موجودہ حالت پر قانع ہوں اور میری قناعت پسند طبیعت

ترکردہ آب میخورد سیکندرد

سے زیادہ کی طرف کبھی مائل ہی نہیں ہوئی ۔ واللہ یعلم جانتے کہ حصول زر کے مواقع میری زندگی میں بارہا آئے اور خدائے قدوس کے فضل سے میں نے اپنے ضمیر کی روشنی میں ان پر ایک نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالی ۔ خلافت اور کانگریس کے ورکرز کے لیئے سونے اور چاندی کے دریا بہے ۔ میری آنکھوں کے سامنے آجکل کے لیڈروں نے یتیموں بیواؤں کے نام سے جمع کی ہوئی تھیلیوں کو غرق مئے ناب اولا کیا مگر

میرے دامن دیانت پر ایک چھینٹ بھی نہ آئی۔ اور میرے دل میں ایک لمحہ کے لیئے بھی انتہائی افلاس کی حالت میں نہ حسد پیدا ہوا۔ اور نہ لالچ۔ چنانچہ بھی کالی تو خدا کے فضل سے کانگریس اور خلافت کی سو روپے ماہوار کی پیش کش کو باوان طریقت کے اصرار کے باوجود ٹھکرا دیا۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ جو لوگ دس روپے ماہوار بھی اپنے قوت بازو سے نہیں کما سکتے ان کو صدہا روپے ماہوار الاؤنس خلافت اور کانگریس فنڈ سے مل رہا تھا۔ مگر شکر ہے اس مولا بے نیاز کا جس نے مجھے ضمیر فروشی اور لالچ کے طوق لعنت سے اسوقت بچایا۔ جبکہ بڑے بڑے مہنت کبیر کئی چند سکوں کے لیئے ضمیر فروشی کر رہے تھے۔ اور میری مالی حالت بہت ہی سقیم تھی اور آج جبکہ اُسوقت سے بہت زیادہ میری حالت درست ہے۔ میرے لیئے یہ ممکن ہے کہ میں فریبی مولوی کی طرح خریداروں کو دھوکا دینے کے لیئے کاسہ گدائی ہاتھ میں لوں۔ میں تو اس کے لیئے تیار ہوں کہ جس بھائی کا جی چاہے پیشوا کا آمد و خرچ دیکھ لے۔ اس کو خود معلوم ہو جائے گا کہ کے سو روپے ماہوار کے نقصان پر پیشوا چل رہا ہے۔ اور کتابوں کی فروخت کے نفع کو پیشوا پر صرف کرنے کے بعد پیشوا کا دفتر کتنے ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی رجسٹروں سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں پچاس روپے ماہوار سے زیادہ اپنے ذاتی اور خانگی مصارف کے لیئے دفتر سے نہیں لیتا۔

امید ہے کہ میری اور پیشوا کی صحیح حالت کو معلوم کرنے کے بعد یقیناً آپ یہ محسوس کریں گے کہ پیشوا کے جدید خریدار فراہم کر کے پیشوا کی مالی مشکلات کو ہمیشہ کے لیئے ختم کر دینا چاہیئے۔ اور میرے خیال میں پیشوا کی مالی مشکلات دس ہزار کی اشاعت ہونے پر ختم ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ تخمینہ لگالیا گیا ہے کہ دس ہزار اشاعت ہونے کے بعد پیشوا کو ہرگز نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ دس بیس روپے ماہوار کی بچت ہی ہو جائیگی۔ البتہ شراب خواریوں اور عیاشیوں اور حصول زر کی سرمایہ دارانہ ہوس کیلئے تو ستر ہزار بھی ناکافی ہے۔

افسوس کے ساتھ یہ بھی گزارش گذار کر دوں کہ اسوقت سات سو ارزاں ایڈیشن کے رسول نمبر اور چار سو اعلیٰ ایڈیشن کے رسول نمبر دفتر میں وی پیوں کی واپسی سے بچے ہوئے رکھے ہیں۔ اور جس وقت تک یہ سب رسول نمبر ختم نہ ہونگے نئے خریدار صاحبان کی مدت خریداری جولائی سے شروع ہوگی۔

کیا میری داستان درد سننے کے بعد آپ کے لیئے گیارہ سو جدید خریدار فراہم کرنے کچھ مشکل ہیں؟ اور ایسی حالت میں کہ نصف چندہ کا تو صرف ایک ہی رسول نمبر ہے اور اس کے بعد گیارہ پرچے پوری شان کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہونگے۔ جنکی بہتری کا آپ کو خود اعتراف ہے خوب یاد رکھیئے کہ اگر یہ گیارہ سو پرچے آپ نے اس درخواست پر توجہ فرما کر جدید گیارہ سو نئے خریداروں تک پہونچا دیئے تو دفتر

پیشوا کو تقریباً پندرہ سو روپے کی آمدنی ہو جائے گی۔ جس سے دفتر کی مالی حالت بڑی حد تک درست ہو جائے گی۔ دفتر کی مالی حالت کا اندازہ آپ کو صرف اس سے ہو سکے گا کہ رسول نمبر کی روانگی کے لیئے ٹکٹ خریدنے کے لیئے واللہ العظیم جب میرے پاس ایک پائی بھی نہ رہی اور قرض بھی نہ ملا تو میں نے اپنے بیٹے کے دو سونے کے بٹن جو ایک دوست نے اس کو میرے انکار کے باوجود بیحد اصرار سے تحفتہً دیدئے تھے۔ میں نے فروخت کر کے پیشوا کے رسول نمبر کو وقت سے پہلے روانہ کر دیا۔ اور یہ بٹن میں نے اس معصوم سے ابتک اس لیئے نہیں لیئے تھے کہ وہ ان کو بہت ہی عزیز رکھتا تھا اور میں اپنے اکلوتے اور پیارے بچہ سے بٹن چھین کر اس کو رنج نہیں پہونچانا چاہتا تھا۔ مگر پیشوا کی ضروریات سے مجبور ہو کر مجھے ان سنہری بٹنوں کو بھی خیرباد کہنا پڑا۔ اور اچھا ہوا کہ زکوٰۃ کے حساب سے نجات مل گئی۔

بہرحال اس ساری داستان درد کو سن کر مجھے یقین ہے کہ آپ فوراً ان گیارہ سو پرچوں کے لیئے گیارہ سو نئے خریدار فراہم کر کے دفتر کی مالی مشکلات کو ختم کرانے میں میری امداد فرمائیں گے۔

طبیہ کالج کا دور جدید

خدا کا شکر ہے کہ پورے ڈیڑھ سال کے صبر آزما تعاون اور رواداری کے تجربہ کے بعد آنریری سکرٹری صاحب طبیہ کالج کی آنکھیں کھلیں۔ اور انہوں نے اس "سنہری ٹولی" کی سازشوں سے کالج اور دواخانہ کو بچانے کا تہیہ کر لیا، جس نے اپنی ذاتی اغراض کے لیئے کالج کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اور جسکی خود سری اور نمک حرامی اور غداری کی انتہا ہو گئی تھی۔ کالج کے آنریری سکرٹری صاحب کی بروقت ہوش مندی سے معاملات سلجھ رہے ہیں، نمک حراموں کی گرفت کی جا رہی ہے۔ غداروں کی گردن ناپی جا رہی ہے، سازشوں کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔ دفعہ بانوے کے ماتحت مقدموں، دواخانہ اور کالج کی ہڑتال، اور نوابوں اور سرداروں اور رفقاء بہادروں کی دھمکیوں کے بعد اب یہ اسٹیج آگیا ہے کہ ہندوستانی دواخانہ کے مقابلہ میں دوسرا دواخانہ کھولا جائے۔ اور اس کے دواساز بھی میرا نور احمد ہوں۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو ممکن ہے کہ حالات سے بے خبر حضرات کو تعجب ہو۔ مگر جو لوگ اس گروہ مسکین بھالو سے واقف ہیں، وہ میری رائے سے ضرور متفق ہونگے۔ کہ یہ برخود غلط انسان اپنے تئیں شریف خاندان کا پروردہ ہونے کی بجائے یہ چاہتا ہے کہ محمود خان اعظم کا جانشین اس کی چوکھٹ کو سلام کرے۔

حاذق الملک کے خلف اکبر اور مسیح الملک کے جانشین حکیم محمد احمد خاں صاحب نے دیکھا ہوگا جب سے انہوں نے قواعد پر سختی سے عمل کیا ہے۔ مشکلات کے بادل ہٹ رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ حق پرست

رشتیوں کی اعانت سے کامیاب ہو وہ اخانہ تباہی کے بھنور سے نکل جائیگا

بہاولپور میں شرع اسلام کو چیلنج

قارئین کرام جانتے ہیں کہ پیشوا کا یہ مسلک نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں میں خانہ جنگی کی اعانت کرے یہی وجہ ہے کہ باوجود انتہائی قدامت پسند ہونے کے آج تک حنفی، وہابی، قادیانی، چکڑالوی وغیرہ عقائد کے خلاف ایک لفظ پیشوا میں شائع نہیں ہوا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب کبھی ملت اسلام کے مفاد کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے تعلقات کی زنجیروں کو توڑنے میں کبھی تامل نہیں کیا کہ میرے خیال میں پیشوا کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے۔

بہاولپور ایک اسلامی ریاست ہے، جس کا تاجدار راسخ العقیدہ حنفی المذہب مسلمان ہے۔ اور وہاں پینل کوڈ کی بجائے فقہ اسلامی کے ذریعہ مسلمانوں کے نکاح و طلاق کے تصفیے فیصل کئے جاتے ہیں۔ گذشتہ مہینے ایک قادیانی مرد سے فسخ نکاح کی درخواست ایک غیر قادیانی خاتون نے کی، جس کا کیس وزیراعظم بہاولپور کی خدمت میں آخری فیصلہ کے لیے پیش ہوا وزیراعظم بہادر نے حسب رواج قدیم غیر قادیانی عورت کی درخواست کو شرع اسلام کی روشنی میں طے کرنے کا حکم دیا۔ اور وزیر صاحب کا یہ مبنی برانصاف حکم قادیان کے سرکاری اخبار الفضل کے نزدیک ایک ایسا ناقابل معافی جرم تھا کہ پے در پے ۲ لیڈنگ ارٹیکل خان بہادر مشرنبی بخش وزیراعظم بہاولپور کے خلاف لکھ کر یہ خواہش کی کہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی اور فقہ اسلامی کے بجائے انڈین پینل کوڈ کی رو سے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے۔

میں نہیں سمجھ سکتا کہ الفضل کے اس نامعقول مطالبہ کی تائید سوائے پیغام صلح کے کون کرسکتا ہے۔ لاریب خلع کا حق اسلامی شریعت کی رو سے عورت کو حاصل ہے۔ اور تعزیرات الٰہیہ کی موجودگی میں انڈین پینل کوڈ کو کوئی مسلمان کسی قسم کی اہمیت نہیں دے سکتا۔

کیونکہ یہ مقدمہ ابھی عدالت میں زیر تجویز ہے۔ اس لئے میں کسی قسم کی رائے قایم کئے بغیر قادیانی دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسلامی ریاستوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ اور کوئی غلط قدم ایسا نہ اٹھائیں۔ جس سے حکومت ہند کو ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا موقع ملے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں

مسلم کانفرنس کے جو دہریوں نے اپنی غلامانہ ذہنیت کا مظاہرہ ایسے بدترین الفاظ میں کیا کہ علامہ سر اقبال اور سر آغا خاں نے بھی اس سے اپنی برءت کا اظہار ضروری سمجھا۔ حالانکہ سر آغا خان اس کے بانی اور سر اقبال صدر ہیں، اور جہاں تک حکومت کے مفاد کا تعلق ہے، دونوں خوجہ تاش حکومت ہیں۔ مگر مسلم کانفرنس کی اس ذلیل ذہنیت سے یہ بھی

عاجز آگئے ہیں کہ ان بدبختوں نے وطن عزیز سے غداری عین اسلام بتا کر اسلام کے نام پر دریوزہ گری کی ہے۔

اس اعلان میں جو شملہ کی برفانی چوٹیوں سے حاجی شفیع داؤد مگری اینڈ کمپنی نے شائع کیا ہے۔ اسلام کو ایسی ذلیل غلامانہ اور گداگرانہ صورت میں پیش کیا ہے کہ فرزندان توحید کو اس ذہنیت پر شرم آتی ہے۔ اس اعلان سے متاثر ہو کر ایک غیر مسلم معاصر نے لکھا ہے کہ "خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں"۔

نہیں کہہ سکتا کہ اس فقرہ کو پڑھنے کے بعد مجھے کتنی تکلیف ہوئی۔ آہ آج شومی قسمت سے اسلام اس قابل ہو گیا کہ کفار اس کو قبول نہ کرنے پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں؟ حالانکہ کل تک غیر مسلم قومیں اسلام قبول کر کے خدا کا شکر ادا کرتی تھیں۔ ایک وہ مسلمان تھے، جن کے اعمال سے تبلیغ اسلام ہوتی تھی۔ اور ثم آہ ایک ہم بدبخت مسلمان رہ گئے ہیں، جنکے غلامانہ اور نامردانہ اعلانات اور مکروہ صورتوں، اور ذلیل ترین غداریوں نے غیر مسلم مسلمانوں سے نہیں بلکہ اسلام سے پناہ مانگ کر اسپر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔

اللہ اللہ کیا انقلاب ہے کہ جس قوم نے دنیا کی مظلوم آبادی کو آزادی کا میگنا چارٹ عطا کیا ہو۔ اور اس آزادی کے پروانہ کو اسلام کی تعلیم کا اصول اساسی بتایا ہو۔ آج وہ نہ صرف یہ کہ تحریک آزادی کی علمبردار نہیں رہی جاتی۔ بلکہ اس کے چند نام نہاد پیرو وطن عزیز کی آزادی میں ذاتی اغراض کے لئے اسلام کے نام پر روڑے اٹکاتے ہیں۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس

جی چاہتا ہے کہ اسلام اور آزادی پر لکھتا چلا جاؤں۔ اور قرآن حکیم اور اقوال رسول کریم سے ثابت کروں کہ اسلام عین آزادی ہے اسلام کا دوسرا نام آزادی ہے۔ اور اسلام کے پیغمبر اعظم کی دعوت صرف آزادی کی دعوت تھی۔ اور اسلام سے غلامی کو دور کا بھی واسطہ نہیں، اور آج جو کچھ اس غلام ہندوستان میں اسلام کے نام سے مسلم کانفرنس کے یہ لال بجھکڑ کر رہے ہیں وہ اسلام کے لئے باعث صد ننگ و عار ہے۔ اور اسلام کی تعلیم کے بالکل منافی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ شذرات کے صفحات محدود ہیں اور پریس آرڈیننس کا پھندا گلے میں پڑا ہوا ہے۔

بہر حال میں اپنے ذاتی مطالعہ اور حقیر معلومات کی بنا پر بھائی بھائی غلامی کے جیتھڑے اخبار کے جواب میں لکھتا ہوں کہ **"خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں"۔ اور اسلام سے بڑھ کر دین اور دنیا میں نسل انسانی کے لیے کوئی شرف نہیں**۔ اور جس طرح کسی نام نہاد مسلمان کے شراب پینے سے شریعت اسلامیہ پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور شراب کی حرمت نہیں ٹوٹ سکتی۔ اسی طرح داؤد مگری کیمپ سے اگر غلامی کا ناقوس بجتا ہے تو اس سے بھی اسلام کی تعلیم نہیں بدل سکتی۔ کیا حضور سرور

کائنات روحی فداہ کے اقوال جو آزادی کی حمایت میں حدیث کی کتابوں سے سنائے جا سکتے ہیں؟ اور کیا آقائے نامدار کے اقوال مقدس کی موجودگی میں مسلم کانفرنس کے رزولیوشن یا زلیڈروں کے اقوال کوئی اہمیت رکھتے ہیں؟ ان سوالات کے جواب اگر نفی میں دینے کی جرأت مسلم کانفرنس کے رہنماؤں میں ہیں، تو وہ میدان میں آئیں۔

اکیلے پھرتے ہو یوسف نے کارواں ہوکر

وزیر ہند نے جب سے گول میز کانفرنس کو توڑ کر مجلس مشاورت کی حیثیت دینے کا اعلان کیا ہے ہوقت سیاسیات ہند میں ایک زبردست انقلاب ہوگیا ہے۔ قوم پرست طبقہ تو ابتدا ہی سے گول میز کانفرنس کو ایک ڈھونگ سمجھتا تھا مگر اب ڈاکٹر سپرو۔ اور مسٹر جیکر جیسے عافیت پسندان ازلی نے بھی عدم تعاون کا راستہ اختیار کیا۔ اگرچہ مجھے مانچسٹر گارڈین کے اس مقولہ کے تسلیم کرنے میں تامل ہے "ہندوستان میں برطانیہ کو اچھا کہنے والا کوئی نہیں رہا" کیونکہ ابھی بھائی پرمانند اور حاجی شوکت علی سر اقبال اور سر غزنوی اور ڈاکٹر مونجے جیسے کاسہ لیسان ازلی آستانہ عالیہ برطانیہ جبیں سائی کو اپنے لیئے باعث عزت سمجھتے ہیں۔ اور جب تک اس قسم کی نیکرٹی کے کھلونے ہندوستان کے بازار وفاداری میں ملتے رہیں گے صاحب وزیر ہند یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مسٹر سپرو۔ جیکر۔ جناح کے علاوہ ایک نمائندہ جماعت اور بھی ہے، جو موجودہ پالیسی میں حکومت کو حق بجانب سمجھ کر اس کا ساتھ دینے کے لیئے تیار ہے۔

اس اعلان کے باوجود بھی وفاکیشان ازلی کے ترک تعاون

اور مسٹر ہور کے بیسترے بدلنے کے باوجود

ایک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

کیونکہ شملہ اور وائٹ ہال کی سرگوشیوں سے ایک منجم کی طرح پیشین گوئی کی جا سکتی ہے کہ ہندوستان کا مستقبل شاندار ہے۔ اور بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ اسی ہزار محبان وطن جیل خانوں سے باعزت رہا ہونگے۔ اور گاندھی جی ہندوستان کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے تیسری گول میز کانفرنس میں شریک ہونگے اور ہندوستان کی غلامی کا خاتمہ ہوگا۔ کیونکہ بقول سر پرشوتم داس کوئی کانسٹی ٹیوشن ہندوستان میں اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک گاندھی جی کا تعاون حاصل نہ ہو۔

میرے خیال میں اسوقت انگلستان سے ہندوستان کا صرف ایک ہی مطالبہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ جو وعدے ہندوستان سے کیئے گئے ہیں ان کو بلا تاخیر اور حرف بحرف پورا کرو۔ اسی ایک مطالبہ میں وہ سب کچھ ہے۔ جس کے لیئے آج تقریباً اسی ہزار محبان وطن اسیر فرنگ ہیں۔ نیز کانگریس کے لئے یہ بھی مناسب ہوگا کہ وہ فضا کو بہتر کرنے کے لئے سول نافرمانی فوراً بند کردے کہ جس طرح آرڈیننسوں کا انفاذ ملک کے لئے ناقابل برداشت ہے اسی طرح سول نافرمانی سے بھی ملک تنگ آگیا ہے۔

قوم پرور مسلمانوں کا اعلان

مسلم کانفرنس کے ڈرپوکانہ اور بزدلانہ اعلان سے ہر سچا مسلمان شرمندہ ہوتا تھا۔ کیونکہ اس میں غلامی اور غداری کو عین اسلام بتایا گیا تھا۔ اور اسی کے طفیل میں حقوق کے بھکاریوں نے آواز لگائی تھی کہ

اللہ کے نام دیدو۔ مولا کے نام دیدو

مگر خدا کا شکر ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کے اسیر فرنگ ہونے کے باوجود صدہا قوم پرور زعماء اور علماء نے ان خود غرضوں اور ملت فروشوں کی اس نام نہاد اسلام دوستی کی حقیقت کھولدی۔ جس سے اسلام نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں بدنام ہو رہا تھا۔ اور بدلائل یہ ثابت کر دیا کہ اسلام آزادی اور حب وطن کے جذبات سے نہ صرف یہ کہ خالی نہیں ہے۔ بلکہ غلامی کا جوا اتارنے کا حکم دیتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنی فطری بزدلی کی وجہ سے وہ غلامانہ اعلان مسلمان قوم کے نام سے شائع کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اسلامی تعلیم سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور اسی لیئے ان کو جمہور اسلام کا اعتماد حاصل نہیں۔

اس اعلان کی قوم پرور مسلمانوں کو ہرگز ضرورت نہ ہوتی۔ اگر مسلم کانفرنس کے کارکن اس کو اپنی ذاتی حیثیت سے شائع کرتے۔ اور غلامی کو اسلام کی تعلیم نہ بتاتے۔ اور اپنی غلامانہ اور خود غرضانہ جدوجہد کو وہ مسلمان قوم کی طرف منسوب نہ کرتے۔ کہ ہر شخص کو آزادی رائے کا حق ہے۔ اور ہر قوم میں انتہا پسند، اعتدال پسند، اور حکومت پسند ہوا کرتے ہیں۔ مگر یہ اندھیر ہمیں نہیں دیکھا گیا کہ چند مٹھی بھر مسلمان جن کو عام مسلمانوں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ساٹ کروڑ مسلمانوں اور اسلام کی عزت کا نیلام اپنی ذاتی اغراض کے لیئے کریں۔

بہرحال میں ان باقیات الصالحات قوم پرور مسلمانوں کے بروقت اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کو اس بہادرانہ اعلان پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے مدبرانہ اعلان کے ذریعہ حکومت اور ہمسایہ اقوام کو مسلمان قوم کے اصلی جذبات سے باخبر کردیا۔

سیالکوٹ میں دو حادثے

نہیں معلوم سیالکوٹ کے حکام اس قدر ناعاقبت اندیش کیوں واقع ہوئے ہیں کہ وہ پتہ کی کھڑکھڑاہٹ سے چونکنے ہوکر دفعہ ایک سو چوالیس نافذ کر دیتے ہیں۔ اور بدامنی کے واہمہ کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔

سیالکوٹ میں شیعوں نے چہلم کے روز دلدل کا جلوس حسب معمول نکالنا چاہا۔ اس کو حکام نے مشتبہ نگاہوں سے دیکھا اور اس نے ایک ہنگامہ کی صورت اختیار کی۔ اس کے بعد عید میلاد کے

لیا جاوے۔ اس پر بھی پابندیاں عائد کی گئیں جس سے مسلمانوں میں بےچینی پیدا ہوئی۔

میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر ان دونوں جلسوں سے مراسیؔ کا کیا مطلب تھا۔ کیا یہ کہ گورنمنٹ کے ہم سرکاری کمیشن کے ذریعہ مذکورہ دونا کا فیصلہ کرا دیں گی کہ آخر مالانا ظفر علی وفادار رہا یا ان کو انکے مذہبی مراسم سے، دیکھنے کے لئے مقامی حکومت کے پاس کیا وجوہات نہیں؟

پنجاب کا پہلا ہندوستانی گورنر

ملک میں اس خبر پر تہنیت کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ سر جیفری ڈی مانٹ مورنسی گورنر پنجاب کے رخصت لینے پر سردار سکندر حیات خاں ۴ مہینے کے لیے گورنر بنائے گئے۔ جو برٹش عہد حکومت میں پہلے پنجابی، پہلے ہندوستانی، اور پہلے مسلمان گورنر رہیں۔

سردار سکندر حیات صاحب چوتھے ہندوستانی ہیں، جن کو عارضی طور سے گورنری کا چارج دیا گیا ہے۔ اور دوسرے مسلمان ہیں، جو گورنر بنائے گئے ہیں۔ اور اگر بنگال میں سر عبدالرحیم کی حق تلفی نہ کی جاتی، تو یقیناً آپ تیسرے مسلمان گورنر ہوتے۔

سردار صاحب کا تقرر یہ ثابت کر رہا ہے کہ مسلمان جن کے متعلق مہا سبھا میوں اور دوسرے انتشاری اقتدار کے حامی عرصہ سے یہ مکروہ پروپیگنڈا کیا کرتے ہیں کہ وہ قابل نہیں ہوتے۔ اور اسی لیے زر پرستی کو حقوق طلبی کے لیے آڑ بناتے ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ اگر مسلمان ایسے ہی نالائق ہوتے تو ایک ہفتہ کے لیے سر علی امام گورنر جنرل نہ بنائے جاتے اور چھ مہینے کے لیے نواب سر احمد سعید خاں صاحب صوبہ کے گورنر نہ ہوتے۔ اور اب ۴ مہینے کے لیے سردار سکندر حیات خاں صاحب گورنر نہ بنائے جاتے۔

بہرحال اگر حکومت لائق مسلمانوں کو ذمہ دارانہ عہدے دے تو خدا کا فضل ہے کہ مسلمان اپنی قابلیت اور مستعدی سے اہم سے اہم عہدہ کے اہل ثابت ہو سکتے ہیں۔

بنگال مسلم کانفرنس کا اجلاس

بنگال میں نامیان حقوق مسلمین نے آل بنگال مسلم کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ زیر صدارت سر غزنوی منعقد کرنے کا اعلان کیا جس میں بدقسمتی سے ایک حق پرست مسلمان بھی پہونچ گیا جس پر اس جرم میں قاتلانہ حملہ کیا گیا کہ وہ اس بنگال میں جس میں مسلمانوں کی چھپن فیصدی آبادی ہو رہا تھا کہ مسلم کانفرنس والے کیا دس فیصدی مانگتے ہیں۔ جو یقیناً مسلم حقوق کے ساتھ غداری ہے۔ اور یہ سب کچھ ان مولانا شفیع داؤدی کے سامنے ہوتا ہے۔ جو گاندھی جی سے اس لیے سمجھوتہ کے خلاف تھے کہ وہ مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے حقوق نہیں دیتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلم حقوق اور مسلمان قوم کے ساتھ یہ غداری نہیں تو اور کیا ہے کہ اس کی آبادی تو ہو چھپن فیصدی اور پانچ فیصدی کن وجوہات پر بھینٹ کر کے آیا دس فیصدی کا مطالبہ کیا جائے۔ پھر جو مسلمان اپنی اکثریت کو اپنی ہندو ہمسایہ قوم کے لیے نہیں چھوڑنا چاہتے جیسا کہ ان کو نہ چھوڑنا چاہیے آخر معلوم تو ہو کہ وہ کلکتہ کے تجارت پیشہ انگریزوں کے لیے کن وجوہات پر اپنی پانچ فیصدی کی اکثریت کی قربانی کر رہے ہیں۔

ایک حقوقی رہنما کا شاہکار

صوبہ متحدہ کی کونسل میں مسلمانوں کے دو ووٹ سے ایک مسلمان نما ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔ جو مسلم کانفرنس کے حقوقی ماتم گساروں کی صف اول میں ہیں۔ اور جو حکومت کی غلطی سے مسلمانوں کے رہنما کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں بھی تشریف لے جا چکے ہیں۔ ان کی قومی خدمت کا تازہ شاہکار یہ ہے کہ جس وقت صوبہ متحدہ کی کونسل میں ایک عیسائی ممبر نے انسداد زناکاری کی تحریک پیش کی، تو مسلمانوں کے اس پر خود غلط رہنما نے حسب ذیل الفاظ میں اس مفید اور اہم اور یقیناً اسلامی تعلیم کی روشنی میں پیش ہونے والی تحریک کی مخالفت کی۔

"ہندوستانی طوائفیں فن رقص کی ماہر ہوتی ہیں، اور رقص ایک فنی حیثیت سے مذہب سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے، اگر یہ تجویز منظور ہوگئی اور وہ قانونی شکل میں آ گئی تو بجائے اس کے کہ کوئی فائدہ پہنچائے اُن عورتوں کے لیے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہوگی جو رقاصی کا کام بطور پیشہ کے کرتی ہیں اور یہ پناہ گاہیں ان لڑکیوں کے لیے جو آزادانہ زندگی بسر کر رہی ہیں، اور ایک آزاد پیشہ کی خوگر ہیں قید خانوں سے بدتر ثابت ہونگی، دیگر ممالک میں اعلیٰ درجہ کی رقاصاؤں کی سوسائٹی میں قدر و منزلت کی جاتی ہے، اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں فن رقص کی ہر امکانی ہمت افزائی کیوں نہ کی جائے۔ امریکہ میں عصمت فروشی کی محرک بیچارگی، فریب خوردگی، کس مپرسی، والدین کی بدسلوکی، شوہر کی بے التفاتی، یا آسائش کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہندوستان میں ایسا کوئی سبب موجود نہیں بلکہ یہاں یہ ایک موروثی پیشہ ہے جس کے ساتھ بہت سی مذہبی و فنی روایات وابستہ ہیں، یہ چیز ہمارے ملک میں ایک غیر معلوم مدت سے چلی آ رہی ہے اور اس کے برباد کرنے کی کوشش نہایت درجہ قابل ملامت ہے۔"

(منقول از کانفرنس گزٹ ۶ جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۲ کالم ۱)

میں نہیں سمجھ سکتا کہ کن الفاظ میں اس تقریر پر ملامت کروں، جو اسلام اور انسانیت اور اخلاق کے لیے باعث ننگ ہے۔ البتہ کانپور کے ان مسلمانوں کا یہ گناہ انسانوں اور خدا اور اس کے مقدس رسول کے نزدیک ناقابل معافی ہے، جنہوں نے ایسے شخص کو اپنا نمائندہ بنایا

کونسل میں بھیجا جس نے مسلمانوں کے حقوق کی بجائے طوائفوں کے حقوق کی حفاظت کا ناقابل تلافی اور ناقابل معافی جرم کیا۔ اگر مسلمان کوئی زندہ قوم ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس کا نمائندہ ایسی مذہب اخلاق تقریر کرنے کے بعد کونسل کا ممبر رہ سکتا۔ کہ زندہ قومیں ایسے ممبروں کو عزت کی کرسی سے نیچے اتار دیا کرتی ہیں۔

کیا کانپور کے مسلمان، رائے دہندے اور یوپی کے سچے اخبار کے ایڈیٹرس رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر آج صوبہ متحدہ کی کونسل میں کیا ڈرامہ دکھایا گیا ہے؟ اور کیا ان میں حق گوئی کی جرأت ہے؟۔

نئے دروں نئے پردل

بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار کی اطلاع کے بموجب حکومت نے مسلمانوں کے ۱۴ مطالبات میں سے سات منظور کرلیے۔ یعنی بنگال کی چھپن فیصدی آبادی کو ۴۹ فیصدی حق نیابت ہوگا اور پنجاب کی ستاون فیصدی کو اکیاون فیصدی حق حاصل ہوگا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلم اکثریت کا ان دونوں صوبوں میں خاتمہ ہو۔ مشترکہ انتخاب کی زندگی ۱۰ سال کے لیے اور بڑھادی گئی۔ مرکز میں ⅓ نیابت کے مطالبہ کو تسلیم کرلیا گیا۔ تمام ہندوستان میں یکساں اصلاحات کے نفاذ کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ صوبوں کی کامل خودمختاری کو مسترد کیا گیا۔ پرسنل لا اور وزارتوں کے مطالبہ کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا۔

اگر نامہ نگار مذکور کی یہ اطلاع صحیح ہے، تو بیحد مایوس کن ہے۔ اور حکومت کے آسرے پر جس مسلم کانفرنس نے مسلمانوں کو ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جانے کا بزدلانہ مشورہ دیا تھا، اس نے مسلم قوم کے ساتھ انتہائی غداری کی اور اس کے لیڈروں نے ذاتی عزتوں کے حصول کے لیے مسلم قوم کا بیڑا غرق کردیا۔ لاریب مسلمانوں کو مسلم کانفرنس کے خودساختہ لیڈروں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال کر یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ایسی حالت میں کہ جہاتما گاندھی نے چودہ مطالبات میں سے تیرہ مطالبات تسلیم کرلیے تھے۔ اور چودھویں مطالبہ یعنی جداگانہ انتخاب کے لیے بھی وہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے مشورے سے راضی ہو جاتے۔ مسلم کانفرنس والوں نے گاندھی جی سے اچھوتوں کی حمایت میں فیصلہ نہیں کیا۔ اور مسلم قوم کو اقلیتوں کے معاہد سے طفلانہ تسلیاں دیتے رہے۔ اور اب جبکہ تمام غداریوں کے باوجود حکومت نے ان کے منہ پر تھوکا بھی نہیں تو یہ کیوں خاموش ہیں؟ کیا یہ ساری شورا شوری محض کانگریس کے خلاف مسلمانوں کو صف آرا کرکے حکومت اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے تھی؟ آخر معلوم تو ہو پنجاب کے وہ چھپن فیصدی والے سورما کس کونے میں دبکے بیٹھے ہیں؟ جو ہندو سے ایک سیٹ کم لینے پر بھی رضامند نہیں تھے۔ مگر حکومت کے اکیاون فیصدی کو شیر مادر کی طرح ہضم کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اگر اسی سالہ ضیغم برطانیہ کو ۱۶ سالہ یورپین لڑکی سے ہنی مون منانے سے

فرصت ہو تو وہ بتائیں کہ کیا انہوں نے حالات سے باخبر ہو کر محض ذاتی اغراض کے لیے مسلم قوم کے حقوق کا نیلام نہیں کیا۔؟

بہرحال ضرورت ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان آنے والے وقت کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور اگر بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار کی اطلاع صحیح ثابت ہو تو اس وقت کے واسطے کوئی ایسا مؤثر پروگرام تیار کریں جس سے حکومت مسلمانوں کے مطالبات کو جو کم سے کم ہیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو سکے۔ ورنہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھنے کا انجام یقیناً دوہری غلامی ہوگا، جس کے ذمہ دار ہر حالت میں مسلم کانفرنس کے ارکان ہونگے۔

سیرت حضور غوث پاکؒ

اس پرچہ میں شائع نہیں ہو سکی کہ حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب کو بعض فارسی اور عربی کتابوں کا انتظار ہے۔ جو سمیر بغداد سے ممدوح نے اس کتاب کی تالیف کے لیے طلب فرمائی ہیں کیونکہ سیرت حضور غوثؒ پاک نہایت ہی بلند اور اہم تبلیغی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر تالیف کی جا رہی ہے۔ اس لیے قارئین کرام کو تاخیر سے ناراض نہ ہونا چاہیے۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ اشاعت تک مطلوبہ کتابیں ہندوستان پہنچ جائیں۔ اور ۱۹۳۲ء کی یہ بہترین یادگار تصنیف ستمبر کے پیشوا میں شائع ہونی شروع ہو جائے۔

پیشوا کے رسول نمبر کی مقبولیت

کا اندازہ ان خطوط سے ہو رہا ہے، جو روزانہ دفتر پیشوا میں خریداران حضرات کے موصول ہو رہے ہیں، اور جن میں نہایت کارآمد اور مفید مشورے بھی سال آئندہ کے رسول نمبر کے لیے دیے گئے ہیں۔

میں ان تمام بھائیوں کا شکرگذار ہوں، جنھوں نے اپنی قیمتی رائے سے مجھے مستفید فرمایا۔ مگر اپنی تعریف سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا جدید خریداروں کی فراہمی سے کیونکہ پیشوا کے رسول نمبر کی اصلی تعریف یہی ہے کہ اس کے لیے نئے خریدار فراہم کیے جائیں۔

تتمہ رسول نمبر کی ضخامت

میں صرف اس لیے کمی ہو گئی ہے کہ میں جولائی کے آخری ہفتہ میں قولنج کے جان گسل دورے میں مبتلا ہوا۔ اور اس کے بعد انفلوئنزا کا حملہ ہوا۔ صحت کا انتظار کرنے کی بجائے یہ بہتر سمجھا گیا کہ جو کچھ تیار ہو فوراً وقت پر روانہ کردیا جائے۔

مجھے افسوس ہے کہ مجبور کن علالت کی وجہ سے اس تتمہ پیشوا میں ضخامت میں چند صفحے کم کیے گئے۔ جو یقیناً خریدار صاحبان کی حق تلفی ہے۔ انشاء اللہ ستمبر کا پرچہ پوری ۷۲ صفحے کی ضخامت کا شائع ہوگا۔

معراج نمبر کی تیاری

میں انشاء اللہ طاقت بحال ہوتے ہی معراج نمبر کی تیاری

معروف ہو جاؤنگا۔ جو انشاء اللہ رجب کے مہینہ میں شائع ہوگا مضمون نگار حضرات کو ابھی سے توجہ فرمانی چاہیئے۔

مولانا حسرت موہانی کی نئی پارٹی

حضرت مولانا حسرت موہانی صاحب نے مسلم کانفرنس کے غلام کدہ سے نکل کر ایک نئی پارٹی مسلم انڈی پینڈنٹ پارٹی کے نام سے قائم کی ہے۔ جس کے بہتے وہ اور مولانا آزاد سبحانی صاحب آجکل ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جمعیتہ علماء ہند اور مسلم نیشلسٹ پارٹی کی موجودگی میں کسی نئی قوم پرست جماعت بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ مسلمانوں نے آل انڈیا جماعتوں کی ساکھ برباد کر دی ہے ہر شخص ان میں لیڈر رہتا ہے۔ اور لیڈر بھی آل انڈیا سے کم نہیں ہونا چاہتا پھر حسرت صاحب جس جماعت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں، وہ صرف قوم پروروں کی جماعت ہے۔ اور اس سے وہ عرصہ سے روٹھے ہوئے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے فرقہ وارانہ مفاد کے لیئے کسی جداگانہ مگر آزاد جماعت کا ہونا ضروری ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ جمعیتہ علماء ہند اور مسلم نیشلسٹ پارٹی کے سر فروش کارکنوں سے ملکر مولانا کو مسلمانوں میں عملی روح پیدا کرنی چاہیئے جسکے فقدان نے آج مسلمانوں کو کہیں کا نہیں رکھا۔

بہر حال میں مولانا حسرت کی نئی پارٹی کا خیر مقدم نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ پارٹی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکے گی۔ مگر مولانا کی جد و جہد کو ضرور قابل تعریف سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی علیحدگی کے باعث ہی مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ مسلم کانفرنس کس جماعت کا نام ہے۔

الامان کے رسول نمبر میں پیشوا کے مضامین

قارئین کرام اس تکلیف اور پریشانی اور خرچ کا اندازہ نہیں کر سکتے جو رسول نمبر کو مرتب کرنے میں ہوتا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہوتا ہے کہ الامان کے "حضرت مولانا" فاضل دیو بند، حال رئیس الاحرار مسلم کانفرنس کے آل انڈیا لیڈر۔ صوبہ خلافت کمیٹی کے . . . . . سکریٹری نے اپنے رسول نمبر میں پیشوا کے رسول نمبر کے وہ مضامین جو صرف پیشوا کے لئے لکھے گئے تھے۔ میری بغیر اجازت اور بغیر پیشوا کے حوالے کے اس طرح نقل کر لیئے جیسے ان مضمون نگاروں نے الامان کے میلاد نمبر کے لیئے مضامین لکھے ہیں۔ سرقہ کی بدترین مثال شاید تلاش کیئے سے بھی کسی دوسرے اخبار میں نہ ملے۔ مولانا کی شہرت تو ایک مخصوص مرض کے متعلق تھی ہی۔ مگر یہ چوری اور سینہ زوری بھی مبارک ہو۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین و زعماء ملت بیچ اس مسئلہ کے؟

پردہ اور تہذیب نسواں

ہندوستان میں مسلمان خواتین کو پردہ ترک کرنا چاہیئے۔ یا مروجہ پردہ میں کسی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ یہ دونوں جداگانہ بحثیں ہیں جن پر عرصہ دراز سے بحث ہو رہی ہے۔ اور چونکہ مخالفانہ بحث زیادہ تر اس فرقہ کی طرف سے ہوتی ہے، جو شریعت حقہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا۔ اس لیئے سوائے "چند روشن خیال" مسلمان نوجوانوں کے رس کردر مسلمانان ہندوستان پردہ کے حامی ہیں۔ اور یہی پیشوا کا مسلک ہے مگر افسوس ہے کہ مغرب کے اس سیلاب الحاد میں بڑے بڑے مدعیان قدامت پسندی بھی بہے چلے جا رہے ہیں۔

مولوی ممتاز علی صاحب اخبار تہذیب نسواں کے بانی ہیں، جو ایک عرصہ سے مسلم خواتین کی خدمت کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ مولانا کی حیثیت ایک مفتی کی نہیں ہے۔ مگر پردہ پر تہذیب میں تازہ خیالات ملاحظہ ہوں:

"مولانا کفایت اللہ زاد مجدہم کب اجازت دیں گے کہ عورتیں گھر سے نکلیں"

پردہ پر بحث کرنے میں دلائل سے ہار کر اگر مولانا مجبوراً مان بھی گئے تو پھر خوف فتنہ کی ڈھال انہیں ہر حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔

(تہذیب نسواں ۴ جون ۱۹۳۲ء صفحہ ۵۲۵ کالم ۲)

مجھے نہیں معلوم کہ مولانا ممتاز علی صاحب اس سوقیانہ طرز تحریر کے لیئے کس حد تک ذمہ دار ہیں، جو مفتی اعظم کے لیئے اس جرم میں روا رکھا گیا ہے کہ وہ پردہ شکنی کی اجازت کیوں نہیں دیتا۔ اور کیوں نہیں شریعت اسلامیہ کو تہذیب کی ضرورت کے مطابق ڈھال دیتا۔ اور اگر یہ حقیقت ہے کہ مولانا پردہ کی قیود سے آزادی حاصل کرنے کے لیئے بہت بے چین ہیں۔ اور وہ پردہ اڑا دینے پر تلے ہوئے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ پہلے خود میدان میں آئیں۔ اور اسلامی پردہ کی دھجیاں اڑانے والیاں تہذیب نو کے ثمرات لے کر جب ان کے سامنے آئیں گی، تب ان کو حضرت علامہ کفایت اللہ مفتی اعظم کی "فتنہ کی ڈھال کی مصلحت معلوم ہو جائیگی"۔

سکھا شاہی اعلان

۲۴ رجولائی کو مہاراجہ رنجیت سنگھ آنجہانی کی سمادہ پر سکھوں کے ہر طبقہ کا اجتماع ہوا۔ اور بڑے بڑے مدعیان قوم پرستی نے ایسی بہکی بہکی باتیں کیں کہ ان کو پڑھ کر سوائے قہقہہ لگانے کے اور کوئی سمجھدار انسان کیا کر سکتا ہے۔

پنجاب کے ۱۳ فیصدی سکھ مطالبات پیش کر کے ۳۰ فیصدی حق مانگتے ہیں اور "خون کی ندیاں" بہانے کی دھمکیاں پنجاب کے ساٹھ فیصدی مسلمانوں کو دیتے ہوئے نہیں شرماتے۔ آخر ان برخود غلط سورماؤں نے مسلمانوں کو بزدل کیوں سمجھ لیا ہے؟

پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت کو دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی سکھ تیرہ فیصدی ہو کر مسلمانوں اور حکومت کو دھمکیاں دیتے وقت یہ بھول [illegible]

جاتے ہو کہ ان کے مدمقابل مسلمان بھی ہیں۔ جو اگر نڈر ہوتے تو عرب سے آکر ہندوستان میں اپنی حکومت نہ قائم کر سکتے۔ نہیں معلوم نیشلسٹ سکھ کیا سمجھ [illegible]

فارسی زبان کے بیس ہزار الفاظ

کے لغات کی سستی کتاب

ذخیرۃ اللغات دفتر رسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے، دہاں سے جدید الطبع تصحیح شدہ نو نرسیم سستی ملتی ہے ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲ ار
کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں، اور بعض مرتبہ ان کا صحیح استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں سب اسکی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے، اتنی بڑی بات کے لئے ذراسی تکلیف گوارا کیجئے۔ جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے در کار ہیئے، آپکی بول چال آپ کی تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور برمحل الفاظ آجائیں گے، آپکی تحریر مستند اور دلکش ہو جائیگی، اور بڑی بات تو یہ ہے کہ کبھی آپ کو اس قسم کی شرمندگی اٹھانی نہ پڑے گی جو ایک جاہل پڑھے لکھے آدمی کو الفاظ کے بے محل استعمال سے اٹھانی پڑتی ہے۔
لغت کی کتابوں میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے اور سب سے سستی کتاب ہے، ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت اصلی ۱۲؍ رعایتی ۱۲ ار محصولڈاک ۷ ر

ملنے کا پتہ:- مینجر رسالہ پیشوا دہلی

تلاش حق

مہاتما گاندھی کی خود نوشت سوانح حیات My Expriment with Truth Auto-biography کا سلیس و شگفتہ اردو ترجمہ از ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جسکے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیوں وہن کے پکے گاندھی کی ایک آواز نے تمام دنیا میں ہلچل مچا دی ہے۔ مال و دولت چھوڑ کر عیش و آرام ترک کر کے کیوں لاکھوں انسان جیل کی سختیاں، اٹھانے اور لاٹھیوں کی مار کھانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ یہ وہ خود نوشت حالات ہیں جو خود مہاتما گاندھی نے اپنے گجراتی اخبار نوجیون میں لکھے تھے اور جس کے انگریزی ترجمہ کی قیمت گیارہ روپے تھی۔ اب اس کا اردو ترجمہ شائع کر کے دونوں جلدوں کی قیمت صرف دو روپے رکھی ہے۔ کتاب کی ضخامت ۷۰۰ صفحات سے زائد ہے اور زمانہ طالب علمی سے کر اب تک کی متعدد تصاویر دی گئی ہیں۔ جلد طلب کیجئے۔ قیمت دو روپے ۲ ؍
ملنے کا پتہ:- **مینجر رسالہ پیشوا دہلی**

دنیائے اسلام کا سب سے بڑی شان والا

خلیفہ۔ سپہ سالار۔ مقنن۔ بادشاہ۔ فلاسفر۔ عادل۔ کون تھا

حضرت عمر بن الخطابؓ

رسول کریم صلعم کے بعد اتنی جامع ہستی دنیائے اسلام میں اور کسی بزرگ کی نہیں تھی وہ اسلام کا وہ عظیم فاتح جسکی جرات سے اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا علی الاعلان بیت الحرام میں پہلی دفعہ بجا، جس کے دور خلافت میں بادشاہ بھی تھا۔ اور انہیں تہا نے والا مزدور بھی، جس کے وضع قوانین نے ایک حبشی کو بڑے بڑے قریشی کے برابر جگہ دی جسکی بادشاہت میں ہر امیر غریب کی خدمت فخر سمجھ کر کرتا تھا۔ جسکے فلسفہ سے پولٹیکل کے مشکل مسائل حل کئے۔ جسکے عدل نے اپنے نوجوان بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے درے لگوائے۔ لوگو آؤ ایسے مقتدر انسان کے حالات پڑھو، اسکے پڑھنے سے دلوں کے زنگ دور ہونگے۔ افتراق بین المسلمین سے تمکن آنے لگیگی۔ جوش اسلامی سے خون کی روانی بڑھ جائیگی، یہ سب حالات آپکو بہترین مستند تاریخی کتاب

الفاروق

میں ملیں گے جو حضرت علامہ شبلی مرحوم سب سے نادر تالیف ہے۔ دفتر پیشوا دہلی میں اسکا بہت ہی سستا اڈیشن طبع ہوا ہے۔ اصل کتاب کی قیمت عام طور پر تین روپے ہے، کیونکہ اسکی ضخامت پانچ سو صفحات ہیں، مگر دفتر پیشوا دہلی سے اس ماہ مبارک میں دس آنے میں ملتی ہے، محصولڈاک میں خرچ ہوتے ہیں ۱۲؍ ہیں جہاں چاہے منگا لیجئے۔ مختصر فہرست مضامین پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ حضرت عمرؓ کا نام و نسب قبول اسلام، ہجرت حالات تا وفات رسولؐ، حضرت ابوبکرؓ کی خلافت، حضرت عمرؓ کی استمداد، حضرت عمرؓ کی خلافت از فتوحات فتوحات عراق۔ واقعہ بویب۔ فتح قادسیہ جلولا۔ فتوحات شام، فتح دمشق، فحل و فتح حمص، فتح یرموک، فتح بیت المقدس، حمص کی دوبارہ مدافعت حضرت خالدؓ کا اعتزال، قیساریہ کی فتح، جزیرہ۔ خوزستان کی فتح، عراق عجم کی فتح ایران پر عام لشکر کشی، فتح آذربائیجان، فتح طبرستان، فتح آرمینیا، فتح فارس، فتح کرمان، فتح سیستان فتح مکران، خراسان کی فتح اور یزدگرد کی ہزیمت مصر کی فتح، اسکندریہ کی فتح حضرت عمرؓ کی شہادت، حصہ دوم نظام حکومت ملک کی تقسیم، صوبجات اور اضلاع عہدہ دار ملکی، صیغہ محاصل، اور قسم کی آمدنیاں صیغہ عدالت و افتا۔ فوجداری اور پولیس۔ بیت المال، پبلک ورکس، صیغہ فوج، صیغہ تعلیم، صیغہ مذہبی، متفرق انتظامات ذمی رعایا کے حقوق۔ غلامی کا رواج کم ہونا۔ آقاؤں کیلئے قوانین، سیاست و تدبیر عدل و انصاف امامت و اجتہاد، ذاتی حالات و عادات، ازدواج و اولاد ضخامت ۲۶۰

قیمت دس آنے محصولڈاک ۸ ر کل ۱۲؍ مینجر رسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپکی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپکا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض بحسن و خوبی پورے کرنے لگیں دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں نرالا قانون ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو سارا راج کی علمبردار ہر بات میں دخیل اور بیزار ہیں۔ یہ تفریق جانے والی چیز ہے یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مدنظر رکھ کر کتاب میاں بیوی کے فرائض شائع کی گئی ہے اور آپ [illegible]
[illegible]



لذتِ شباب



شباب جاودانی کی جھلک ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجیے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو زمانہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے شباب کی روشنی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں ہندوستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لیے تاجدار ان بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول مدعی مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ کتاب کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے :-

ملنے کا پتہ :- مینیجر اورنٹیل بک ڈپو دہلی



عورت



پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے جسم ... کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ **شب عروسی کا دوسرا حصہ عورت** پڑھ لیں
اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت ... نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی نوشت ...
عورت کی زندگی کے متعلق دل پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی ... یہ کتاب **حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا** ہے۔ اس کتاب کو چھپ کر ... ختم ہو جائیگا
اس کتاب میں ... مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں ۱۰۰ کے قریب رنگین اور فوٹو بلاک کی تصویریں ہیں کاغذ اعلیٰ چھپائی آپ اپنی نظیر ضخامت ... صفحات ... قیمت ...

فہرست تصاویر فوٹو بلاک

اس میں حسب ذیل رنگین تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں

(۱) فرانس کی حسین ترین دوشیزہ
(۲) دوشیزۂ کشمیر
(۳) عراق کی عورت
(۴) برما کی عورت
(۵) نیوزی لینڈ کی عورت
(۶) ہانگ کانگ کی عورت
(۷) حبشی عورت
(۸) بنگالی عورت
(۹) ایستونیا کی عورت
(۱۰) منچوریا کی عورت
(۱۱) مناسکو کی عورت
(۱۲) منگولیا کی عورت
(۱۳) تیونس کی عورت
(۱۴) [illegible] کی عورت
(۱۵) سیام کی عورت
(۱۶) فارس کی عورت
(۱۷) البیریا کی عورت
(۱۸) نیوگنی کی عورت
(۱۹) گرین لینڈ کی عورت
(۲۰) روما کی عورت
(۲۱) جزائر غرب الہند کی عورت
(۲۲) ہوائی کی عورت
(۲۳) پولینیشیا کی عورت
(۲۴) سوئیڈن کی عورت
(۲۵) چین کی عورت
(۲۶) ملایا کی عورت
(۲۷) پرتگال کی عورت
(۲۸) [illegible] کی عورت
(۲۹) [illegible] کی عورت
(۳۰) عرب کی عورت
(۳۱) اسپین کی عورت
(۳۲) ہنگری کی عورت
(۳۳) شام کی عورت
(۳۴) پیک تن شین کی عورت
(۳۵) مارواڑ کی عورت
(۳۶) دمشق کی عورت
(۳۷) نیپال کی عورت
(۳۸) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۹) سی شیل کی عورت
(۴۰) [illegible] کی عورت
(۴۱) یوگنڈا کی عورت
(۴۲) فرانس کی رقاصہ
(۴۳) انگریز خواتین ساحل سمندر پر
(۴۴) ترکی رقاصہ
(۴۵) بجلی کی شعاعوں سے غسل
(۴۶) لندن میں مقابلہ حسن
(۴۷) روس کی رقاصہ
(۴۸) مصری رقص
(۴۹) ہندوستانی رقص
(۵۰) [illegible]
(۵۱) سالومی
(۵۲) برف کے [illegible] رقص
(۵۳) دوشیزۂ کوہستان
(۵۴) ریاست سکم کی عورت
(۵۵) ترکی عورت عہد جمہوریت میں
(۵۶) کوہستانی عورت
(۵۷) لمبے بالوں والی عورت
(۵۸) محو خیال
(۵۹) عالم انتظار
(۶۰) مسرت شباب
(۶۱) [illegible] بے پناہ

فہرست قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ تصویریں
عورت کے ساتھ لباس ۱۲ تصویریں
ہندوستانی ورزش ۱۲ تصویریں
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ تصویریں
عورت کی ذہنیت ۱۲ تصویریں
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ تصویریں
مغربی ورزش ۱۲ تصویریں

فہرست مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
اداری تبصرہ و دیباچہ
عورت کیا ہے؟
عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کوکشاستر میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کا کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی، عورت کی زینت
طاقت، عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی ساز کو چھیڑنے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت زار ہے
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا مکمل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولیں
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بادہ شفقت کا خمار
عورت کی پیشانی کا جھومر
محبت شادی کا نقش اولیں
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ صورت
تلخ تعلیم میں فرحت و انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیائی نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے [illegible]

دوسرا باب

انسانی زندگی کا ساتھی
موہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی خواہش پوری کر سکتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوکشاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدم [illegible] کا تاج
عورت دنیا کی بہترین دوزخ ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانے کی گھاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت ہے
جذبۂ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور موہنی کے چلتے نسخے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبت میں چار چاند
ایک مشہور فلاسفر کا زاویۂ نگاہ
سچی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از وقت اخلاقی نشو و نما
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں سے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم و رساں کے لئے مرہم کافوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
[illegible] کی بے فکری

تیسرا باب

مجسمۂ دوشیزگیت بوستان شباب میں
حسن شباب کی کارفرمائیاں منزل شباب
میں [illegible] حرم حسن سے [illegible]
خارجی [illegible] سے لطف اندوزی
[illegible] کا فرض شمع حسن کے
فانوس کامیاب زندگی

چوتھا باب

جرم کشی میں مصلحت کا مقصد
اظہار محبت و حفظ نفسانی
عضو تناسل سے ناواقفیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی

اس کتاب میں اسی قسم کے دس باب ہیں [illegible] مضامین کے ہیں اور عورت سے [illegible]
[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر اورینٹل بک ڈپو دہلی


پیشوا
اڈیٹر عزیز حسن بقائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معراج نمبر

پیشوا دہلی

جو ہر انگریزی مہینہ کی ۸ تاریخ کو نہایت پابندی سے شائع ہوتا ہے

دہلی کا ماہوار مذہبی اصلاحی ادبی رسالہ

رسالہ پیشوا اشاعت دہلی کا ماہوار مذہبی اصلاحی ادبی رسالہ

چندہ سالانہ ہندوستان سے:- اعلیٰ ایڈیشن دو روپے، ارزاں ایک روپیہ

چندہ سالانہ ممالک غیر سے:- اعلیٰ ایڈیشن ۴ شلنگ، ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۹	۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۱ھ ۸ نومبر سنہ ۱۹۳۲ء	نمبر ۱۱

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

بڈہ لاڈہ میں سفاکانہ قتل

بڈہ لاڈہ ضلع حصار میں ایک غیر معروف مقام ہے جہاں سکھ اور مسلمانوں کے تعلقات بہت خوشگوار تھے۔ مگر فرقہ پرست سکھوں کے اشتعال انگیز پروپیگنڈا سے جو آگ پنجاب کے شہروں میں لگی تھی وہ دیہات میں بھی پھیل گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۲ بے گناہ مسلمان چند سفاک مذہبی دیوانے سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اور متعدد زخمی ہوگئے جس کی ذمہ داری سے وہ ناعاقبت اندیش ہندو اور سکھ کسی طرح نہیں بچ سکتے جنہوں نے قوم پرستی کی آڑ میں پنجاب میں وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ فیصلہ کے خلاف ایک شیطانی ایجی ٹیشن پھیلا رکھا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی ہندو سکھ سازش کر رکھی ہے۔

نہیں معلوم اس ملک کا کیا انجام ہوگا جس میں ایسے جنگلی انسان نما حیوان بستے ہوں جو ایک گائے کے انتقام میں ۱۲ بے جرم انسانوں کا بے دریغ خون بہادیں جن میں بچے اور بوڑھے اور عورتیں بھی شامل ہوں۔

حکومت اگر ان شرمناک سازشوں کا قلع قمع کرنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ پنجاب کے ان سکھ اور ہندو اخبارات اور لیڈروں کو اس خونی سازش کا ممبر قرار دے جنہوں نے نہایت ناعاقبت اندیشی سے پنجاب کے امن پر بجلی گرائی۔

پنجاب کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس چنگیز خانی اور اس سکھا شاہی کے خلاف موثر اور پرامن احتجاج کرکے اپنے صوبہ کے امن کی حفاظت کریں۔ اور اغیار کی سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ اور خواہ کیسا ہی اشتعال دلایا جائے۔ مگر قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔ بلکہ مظلوموں کے لئے انصاف حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور ظالموں کو گرفتار کرانے کے لئے حکام سے پوری طرح تعاون کریں۔

تعجب ہے کہ نام نہاد "قوم پرست" سکھ اور ہندو جماعتیں اور اخبارات اس سکھا شاہی بربریت پر یا تو خاموش ہیں اور یا طفلانہ تاویلات کرکے اس انتہائی وحشیانہ اور سفاکانہ حرکت پر اظہار پسندیدگی کرکے مجرموں کی ہمت افزائی کر رہے ہیں۔ جب تک ظالموں اور قاتلوں کی ہمت افزائی کرنے والے موجود ہیں اس وقت تک نہ ہندوستان میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہندوستان آزاد ہو سکتا ہے۔

ایڈیٹروں کے دورے

روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات میں پڑھا کرتا تھا کہ ایڈیٹر صاحبان دورے پر تشریف لے گئے۔ اتنے خریدار بنا کر لائے۔ اتنے دنوں مرغن دعوتیں اڑائیں۔ مگر اب یہ وبا ماہوار رسائل کے اصلی اور فرضی ایڈیٹروں تک بھی پہونچ گئی ہے جس سے متاثر ہوکر اکثر خوش فہم حضرات نے مجھے لکھا ہے کہ "آپ بھی دورہ کیجئے"

جانتا ہوں کہ اگر دہلی سے ہفتہ دو ہفتہ کے لئے نکل ہی گیا تو ہزار پانسو خریدار، مکلف دعوتوں اور اسٹیشن پر خیر مقدم کے ساتھ مل جانے کچھ بڑی بات نہیں۔ مگر کیا کروں بقول غالب ؎

طبیعت ادھر نہیں آتی

اگر دورہ بازی کو ذریعہ معاش بنانا چاہتا تو پانسو برس سے زائد کی درگاہ دہلی میں (آستانہ حضور خواجہ باقی باللہ بخاری) موجود ہے حضور خواجہؒ کی فرزندی کی نسبت مانگ کھانے کے لئے کافی ہے۔ پھر خدائے قدوس کے فضل سے پانچ ہزار پیشوا سے محبت کرنے والے خریدار ہیں جو نہیں معلوم مجھ سیاہ کار سے کیسی کچھ عقیدت رکھتے ہوں گے۔ مگر میں اپنی طبیعت کی رفتار سے مجبور ہوں اس لئے نہ اپنی پیرزادگی کو ذریعہ معاش بناکر مکر و فریب کی دوکان لگائی۔ اور نہ آج تک

(عزیز حسن بقائی پرنٹر و پبلشر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپواکر دفتر رسالہ پیشوا کوچہ چیلاں دہلی سے شائع کیا)

ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں جن نامردوں اور بزدلوں نے چار سال تک مسلم قوم کے نام کو ڈھنگ کا ٹیکہ لگایا تھا، وہ نہایت مایوسانہ انداز سے دیکھ رہے تھے کہ ۱۶ اکتوبر کو ان کی ملوکہ قوم ان سے ساحرانہ جال کو توڑ کر آزاد ہو گئی اور اب ان بے غیرتوں کا منہ نہیں ہے جو پھر اپنے سیاہ اعمالناموں کو لے کر اس مسلم قوم کے سامنے آئیں جسکو سالہا سال اس دھوکہ میں رکھا کہ حکومت کے پاس تمہارے درد کا علاج ہے۔ اور جب تک وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ فیصلہ صادر نہیں کیا تھا، اسوقت تک ان گیدڑوں نے خیر کی کھال اوڑھ کر کانگریس اور حکومت کو مرعوب کرنے کے لئے اور مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے واسطے جنگ کی دھمکی بھی دی تھی۔ مگر جونہی وزیر اعظم کا اعلان شائع ہوا، یہ براہ راست کاروائی کرنے والے لومڑیوں کی طرح میدان عمل سے فرار ہو گئے۔ اور لگے اپنے سادہ ڈنڈوں سے پیر مسلمان قوم کو مرض النوم میں مبتلا کرنے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ مسلمان اب ان صفت نماؤں کو اچھی طرح پہچان گئے ہیں۔ اس لئے یہ حکومت پرست مسلمانوں کے اتحاد پر اسی طرح واویلا مچا رہے ہیں، جس طرح فرشتوں کے اتحاد پر شیطان روتا ہے۔

مسلمانوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جو قوم اپنے قوت بازو پر اعتماد نہیں کرتی، اس کا یہی حشر ہوا کرتا ہے، جو اس وقت تک مسلمانوں کا ہوا۔ مگر اب جبکہ وہ ایک آہنی عزم اور کوہ وقار استقلال کے ساتھ متحد ہو کر اپنے ملی شرف کے تحفظ کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں، تو یقیناً وہ کامیاب ہونگے۔ اور جو قوم کامیابی کا تہیہ کر لیتی ہے، وہ اپنے راستہ میں چند روڑوں کو ٹھکراتی ہوئی منزل مقصود پر پہونچ جاتی ہے۔ اس لئے مضبوطی کے ساتھ اس فیصلہ پر جمے رہو جو ۱۶ اکتوبر کو لکھنؤ میں کیا گیا ہے۔ اور ہندو قوم سے صاف صاف کہہ دو کہ یہ کم سے کم مطالبات ہیں جن پر سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ اور ہندو قوم کی منظوری کے بعد وزیر اعظم کے لئے ناممکن ہے کہ وہ ہندوستان کے متفقہ فیصلہ کو ٹھکرا سکیں۔ خوب یاد رکھو کہ تمہارے حقوق کا اصلی میدان ہندوستان ہے نہ کہ انگلستان۔ تم کو جو کچھ ملے گا وہ ہندوستان میں ملے گا۔ اور وہ اس سے یقیناً بہت زیادہ ہوگا، جس کی انگلستان سے تم چار سال سے توقع کر رہے تھے۔ کیونکہ باہمی فیصلہ بہر حال حکومت کے فیصلہ سے بہتر ہوتا ہے۔

"سمجھوتہ ضرور ہوگا"

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ مالوی جی کو مہاتما جی سے زیادہ ہندو قوم میں رسوخ حاصل ہے۔ اور اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ مالوی جی کی آواز پوری ہندو قوم کی آواز ہے۔ شاید ہی کوئی کام ایسا ہو جس کے لئے مالوی جی نے کوشش کی ہو اور وہ ناکام ہوئی ہو۔

انہوں نے اس تحریک میں سب سے پہلے اعلان کیا کہ "دہلی میں کانگریس کا اجلاس وقت مقررہ پر ہوگا۔" چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ دن کی روشنی میں سر راہ طاقتور حکومت کی انتہائی مخالفانہ کوشش کے باوجود کانگریس کا اجلاس ہوا۔

اس کے بعد وہ الہ آباد سے اس عزم کے ساتھ چلے کہ اچھوتوں کے ساتھ سمجھوتہ کر کے مہاتما جی کی جان کو بچائیں۔ چنانچہ ایک ہفتہ میں ہندوستان میں وہ زبردست انقلاب ہوا کہ اس کی نظیر صدیوں میں نہیں ملتی۔ مہاتما جی کا برت پورا ہوا، اچھوتوں کو پونا کے سمجھوتہ نے وہ حقوق دیئے جو انگلستان سے نہیں ملے تھے۔ اور اب کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق مالوی جی باوجود شدید ترین علالت اور بے حد مشکلات کے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ اور پورے استقلال کے ساتھ مشکلات پر حاوی ہو کر اعلان کر رہے ہیں کہ "ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ ضرور ہوگا" تو خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں کہ ہندوستان میں ایک دوسرا انقلاب بھی ہو جائے۔ اور ہندو مسلمانوں کا ناممکن اتحاد ممکن ہو جائے۔

اگر اس اتحاد میں کوئی روڑا ہے تو وہ پنجاب کی عجیب و غریب اور برخود غلط سکھ قوم ہے۔ جو اپنے سکھا شاہی مطالبات کو دلائل کی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے کرپانوں کی دھمکیوں سے پورا کرانا چاہتی ہے۔ ورنہ مسلم کانفرنس کے مطالبات کی سب سے پہلے تائید اس طبقہ کے رہنما نے کی جو مسلم قوم کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔ یعنی آریہ سماج کے بہت بڑے اور سرگرم کارکن پنڈت اندر جو ایڈیٹر ارجن نے حق پرستانہ نعرہ بلند کیا ہے کہ "مسلم کانفرنس لکھنؤ کے مطالبات ہندو قوم کو تسلیم کر لینے چاہئیں۔" پنڈت جی کے اس حق پسندانہ اعلان کے بعد ہوا کا رخ پہچانا جا سکتا ہے۔ لہذا سکھوں میں اگر کسی رہنما کو عقل سلیم سے دور کا بھی واسطہ ہے تو وہ اس وقت ہندوستان کی مشکلات کو ختم کرنے کے لئے بعید از عقل مطالبات سے پرہیز کر کے ہندوستان کی غلامی کا پہاڑ اپنی قوم کے سر پر نہ رکھنا چاہیئے . . . . .
. . . . . مگر مجھے امید نہیں ہے کہ سکھ کسی ذمہ داری کا ثبوت دیں گے۔

پرتاب اینڈ کمپنی کی شرارت

آل مسلم پارٹیز کانفرنس لکھنؤ میں فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے متعلق جو تجاویز متفقہ طور سے مسلمانوں نے منظور کی ہیں، ان کی مخالفت میں سب سے پہلے پنجاب کا "برخود غلط قوم پرست" مگر اول درجہ کا فرقہ پرست اور انتہائی درجہ کا ذلیل ترین تھوڑی اخبار پرتاب ہے جو نہیں چاہتا کہ ہندو مسلمانوں میں کوئی باعزت سمجھوتہ ہو سکے۔ اور جس کی روٹی ہی اس پر ہے کہ ہندو مسلمانوں میں اتفاق نہ ہو۔ یہ لگے بندھے مہا سبھائی جن کے رہنما مونجے، پرمانند وغیرہ ہیں، ایک لمحہ کے لئے یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ مسلمان جو دس کروڑ کی تعداد میں اس ملک میں آباد ہیں اور جنہوں نے اپنے ایک ہزار سالہ عہد حکومت میں ہندوستان کے تمدن کی ایسی مسلمہ خدمت کی ہے کہ اس کی نظیر فاتح اقوام میں تلاش کرنے سے نہیں مل سکتی۔ اور جو یقیناً اس ملک میں ایک ایسی اقلیت ہیں کہ جو سیاسیات ملکی کے لئے اہم پاسنگ ہیں، اور جن کا مرنا اور جینا، ذلت اور عزت، افلاس اور خوشحالی سب اسی مادر وطن سے وابستہ ہیں، وہ ایک شریف اور خوددار قوم کی طرح ملک میں عزت کی زندگی بسر نہ کر سکیں۔ اس غلام فیکٹری کا بھاٹ پرتاب ہے، جو اپنی اسی ہزار سالہ ذلیل ذہنیت کو تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں جس میں اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کو انسانیت کے

ابتدائی حقوق بھی نہیں دیئے گئے۔

میں شریف ہندو قوم پرستوں اور ہندو اخبار نویسوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ملک کی آزادی اور ہندوستان کی بھلائی کے لئے اپنے قومی شرف کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آ کر اس فتنہ ساز ٹوڈی جماعت کا قلع قمع کر دیں۔ جو ملک کی ترقی کی راہ میں روڑے کی طرح حائل ہونا چاہتی ہے اور اس برعظم کو تاریک ترین گڑھے میں ہمیشہ کے لئے گرا دینے کے لئے مصروف عمل ہو گئی ہے۔ اور پوری ہندو قوم کے ماتھے پر اپنے ذاتی اغراض کے لئے بدعہدی کا سیاہ داغ لگانے کی ابلیسانہ سعی میں مصروف ہے۔

یہ وقت ہندو قوم پرستوں کے لئے بےحد نازک ہے۔ اگر ابتداہی میں انہوں نے اس فتنہ ساز جماعت کو کچل نہ دیا تو بہت ممکن ہے کہ یہ اپنی شرارتوں سے امن اور اتحاد کی اس فضا کو مسموم کر دیں۔ جو مہاتما گاندھی کے بےمثل ایثار اور پنڈت مدن موہن کے غیر معمولی تدبر اور مولانا آزاد اور ڈاکٹر محمود کی جد وجہد سے پیدا ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں کا وہ طبقہ جو پہلے ہی ہندوؤں کی قوم سے بدظن ہے وہ اس جماعت کے پروپیگنڈا سے مسلمان قوم پرستوں کی مشکلات میں اضافہ کر رہا ہے کیا یہ ٹوڈی منہ دینا چاہتے ہیں کہ اپنے ذلیل پراپیگنڈا سے ہندوستان کی اس عظیم الشان شخصیت کو جھوٹا کریں جس نے مسلمانوں سے بارہا کہا ہے کہ متفقہ مطالبہ لاؤ اور مجھ سے منظوری لے لو۔

تیسری گول میز کانفرنس کے سرکاری نمایندے

بالآخر انتہائی انتظار کے بعد افق شملہ سے ٹوڈیت کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور ہندوستان کی تیسری گول میز کانفرنس کے لئے سرکار دولت مدار نے نمایندوں کا اعلان کر دیا جس میں کانگریس، سوشلسٹ، مزدوروں اور عورتوں کو نہایت لاپروائی کے ساتھ نظر انداز کیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں مسٹر جناح جیسے مدبر کو فراموش کر کے ڈاکٹر شفاعت احمد خاں جیسے بےمغز ٹوڈی اور ناقص کو مسلمانوں کے حقوق کے ذبح کرانے کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ جو اگر یوپی کونسل کے بھی امیدوار ہوں تو کسی گمنام قوم پرور کے مقابلہ میں الہ آباد سے بھی منتخب نہ ہو سکیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے ان تمام رہنماؤں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جن پر جمہور مسلمین کو کسی حد تک اعتماد ہو سکتا ہے۔ یا جن میں اتنی اخلاقی جرأت تھی کہ وہ کسی موقع پر بھی مسلم حقوق کے لئے کوئی کلمہ خیر نکال سکتے۔ اور جن جن کران تمام ذلیل خوشامدیوں کو نامزد کیا گیا ہے، جو بلا چون و چرا میور ڈکرنیک حکومت کے بوٹ کو اسلام کے نام پر چاٹنے لگیں گے۔

کیا حکومت کو یہ غلط فہمی ہے کہ جن کاسہ لیسوں کو اس نے نامزد کیا ہے ان کا یہ اثر ہے کہ وہ لندن کے فیصلوں کو ہندوستان میں منوا سکتے ہیں۔ اگر لارڈ ولنگڈن کی حکومت اس غلطی میں مبتلا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ گول میز کانفرنس کا ڈرامہ شروع ہونے سے پہلے ان لیڈروں میں سے ایک کو کلکتہ، بمبئی، دہلی، الہ آباد وغیرہ مرکزی مقامات سے کسی ایک جگہ جلسہ کر کے آزادانہ طور سے اپنے نامزد ممبر کے متعلق عوام کی رائے معلوم کرے۔ اگر دس فی صدی رائیں بھی سرکاری نمایندے کے حق میں آئیں تو حکومت اپنے نظریہ کو صحیح سمجھے۔ ورنہ پھر اپنی غلطی کو محسوس کرے۔

یا پھر جن لوگوں کو وہ منتخب کر رہی ہے، ان میں سے کسی ایک کو عوام کے جلسہ میں اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بھیج دے۔ اگر وہ سرکاری نمایندہ جمہور کو پانچ فیصدی بھی اپنا ہم خیال بنا سکے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس میں یہ قابلیت ہے کہ وہ انگلستان کے فیصلے کو ہندوستانیوں سے منوا سکے گا۔ ورنہ اس ڈھونگ سے نتیجہ۔ بجز تضیع اوقات کے فائدہ؟

انگلستان کی نوری حکومت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جس گول میز کانفرنس میں مہاتما گاندھی، ڈاکٹر انصاری، پنڈت مدن موہن مالوی، علامہ کفایت اللہ، پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا آزاد، مولانا حسین احمد، سردار سردول سنگھ کوشیر، سردار عبد الغفار خاں، مسٹر جناح جیسے آزاد خیال مفکر اور صحیح معنوں میں ہندوستانیوں کے دلوں کے بادشاہ شریک نہ ہوں گے وہ گول میز کانفرنس قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے فیصلے ساحل ٹیمز سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ اور اس غلطی کا انجام یہ ہوگا کہ ایک چوتھی گول میز کانفرنس لندن کی بجائے دہلی میں حکومت طلب کرنے پر مجبور ہو گی۔ لیکن خرابی بسیار کے بعد۔

طبیہ کالج کا تحقیقاتی کمیشن

طبیہ کالج دہلی میں بہت تھوڑے عرصہ میں دو مرتبہ ہڑتال ہوئی۔ اسٹرائکرز کا مطالبہ تھا کہ تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے چنانچہ کالج کی تعلیمی سب کمیٹی نے ایک کمیشن زیر سرکردگی مسٹر ولکر پرنسپل عربک کالج دہلی مسٹر شیو نرائن سینیئر ایڈوکیٹ، پروفیسر سعید مرزا صاحب ایم اے سابق انڈر سکرٹری گورنمنٹ ہند مقرر کیا جس نے متعدد اجلاس منعقد کر کے یہ رپورٹ کی کہ اسٹرائک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ بلکہ ایک سازشی جماعت نے طلباء کو آلۂ کار بنایا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رپورٹ میں یہ سفارش بھی تھی کہ جتنے جلدی ہو سکے ایک معلم اور پانچ پروفیسروں اور ۲۱ طلباء کو کالج کے مفاد کے لئے خارج کر دیا جائے۔ اور طالبات اسٹرائکرز کو معاف دیدی۔ ایک طالب علم کو جس نے سازش کا بھانڈا پھوڑ کر اقبال جرم کر لیا تھا معافی دیکر ایک سال کے لئے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی تھی۔ اس کے علاوہ پرنسپل کے اختیارات اور اس کی قابلیت اور تنخواہ اور زنانہ کالج کے لئے لیڈی پرنسپل کی سفارش کی تھی جس کو تعلیمی کمیٹی نے فوراً منظور کر کے اسی روز کمیشن کے فیصلہ کے مطابق ۲۱ طلباء اور پانچ پروفیسروں کو زنانہ اور مردانہ طبیہ کالج سے خارج کر دیا۔ اور اس طرح کالج کے جسم سے سڑا ہوا گوشت علیحدہ کر کے کالج کے باغی عنصر کا قلع قمع کر دیا۔

اراکین کمیشن نے جس دیانت اور مستعدی اور ہوشمندی سے کام کیا ہے وہ قوم کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک اور ایسے ہی آزادانہ کمیشن کی ضرورت ہے، جو اس کی تحقیقات کرے کہ وہ کون کون سے بہی خواہان کالج ہیں جو ہندوستانی دواخانہ کی چوریوں میں شریک تھے اور جن کے حصے کالج اور دواخانہ کے ملازم ان کے گھروں پر پہونچا دیا کرتے تھے۔ اور وہ کون خود غرض

ٹرسٹی ہیں جو اپنے مفاد کے لئے دواخانہ اور کالج میں بدنظمی پیدا کرکے کالج کی موجودہ ایڈمنسٹریشن کو مفلوج کرنا چاہتے تھے۔ اور وہ کونسے سفید پوش ٹرسٹی ہیں جو میرانورا حمد دوا ساز کے ہزاروں روپے کے مقروض ہیں اور جن میں سے کثر اس کے دسترخوان کے ٹکڑوں پر گذارا کرتے ہیں اور دہلی سے جاتے ہیں تو ان سے کرایہ لیتے ہیں اور وہ کونسے ٹرسٹی ہیں جن کو صد ہا روپے کی مقوی معجونیں اور طلائیں ولسار کم پرپیچاروبازی ہاتہ دیکر معلوم ہوجائے کہ اس مقدس ٹرسٹ کے حوامیں تھے ان پر بڑی گتیا اور جلیبیوں کی رکھوالی کی ضرب المثل کیسی صادق آتی ہے۔

رمضان المبارک کا پیشوا قرآن نمبر ہوگا

قرآن حکیم میں بار بار حکم دیا گیا ہے کہ اس پر غور کرو۔ اس کو سمجھو مگر حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں کو کلام اللہ سے انتہائی بے تعلقی ہوگئی ہے جس کی ذمہ داری سے کسی طرح بھی علماء کرام نہیں بچ سکتے جنہوں نے کلام الٰہی پر نہ خود غور و فکر کیا۔ اور نہ ملت کو اس کے لئے آمادہ کیا کہ وہ خدائے فاطر السموات والارض کے حکم کی تعمیل میں قرآن حکیم پر غور و فکر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کلام اللہ کی تعلیم سے ناواقف ہوگئے اور اپنی بدبختی سے احکام الٰہی سے یکسر غافل۔ اور اس غفلت اور بے عملی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کے وہ نام لیوا جو کل تک خلیفۃ الارض تھے۔ اور دنیا کی عزتیں ان کے قدموں پر قرآن نازل کرنے والے خدانے ڈالدی تھیں افسوس آج وہی مسلمان دنیا کی ایک بدترین قوم تسلیم کئے جاتے ہیں جو دنیوی حیثیت سے کسی عزت کے مستحق نہیں اور جن کو دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ اور کیہ یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ جس قوم کو خلافت الٰہیہ کا تاج پہنایا گیا تھا وہی قوم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام کے لئے ننگ ہے۔

اس بدبختی کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو قرآن حکیم کی تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔ اور جس قرآن کو لیکر عالم کے مالک تہائی حصہ زمین کے مالک بن گئے تھے پھر اسی قرآن کی دعوت کے لئے تیار ہوجائیں کہ جس کے ہاتھ میں قرآن ہوگا۔ اس کے پیر میں غلامی کی لعنتی بیڑی نہیں پڑسکتی۔

میں ایک عرصہ سے ملت کی اس سب سے بڑی ضرورت کو محسوس کر رہا تھا۔ اور جب اپنی کم مائیگی، اور علم و عمل سے تہی دستی پر غور کرتا تو اس عظیم الشان کام کی ہمت نہیں پڑتی تھی مگر بالآخر خدائے قدوس کا غیبی ہاتھ بڑھا۔ اور محض اسکی تائید سے اب میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ پیشوا کا

اگلا پرچہ قرآن نمبر ہوگا

کیونکہ قرآن حکیم رمضان المبارک میں نازل ہوا۔ اور رمضان المبارک کی مزید فضیلت و بزرگی کا باعث بھی نزول قرآن ہی ہوا ہے۔ اسی لئے میں بھی اس خدائے کارساز پر بھروسہ کرکے رمضان المبارک میں پیشوا کا قرآن نمبر پیش کروں گا۔

قرآن نمبر کیسا ہوگا؟ جو بھائی پیشوا کے حج نمبر اور شہید نمبر پڑھ چکے ہیں ان کو تو اندازہ ہوگا کہ پیشوا کے ان خاص نمبروں میں کتنے بلند پایہ مضامین ہوتے ہیں۔ اور جو بھائی رسول نمبر سے پیشوا کے خریدار ہیں وہ اس معراج نمبر کو پڑھکر اندازہ کرسکیں گے۔

مگر میرا جی چاہتا ہے کہ پیشوا کا یہ قرآن نمبر باعتبار ضخامت اور ترتیب اور مضامین کسی طرح بھی رسول نمبر سے کم نہ ہو۔ اگرچہ میری یہ خواہش خودکشی سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی گذشتہ قرضوں سے نجات نہیں ملی ہے۔ **پھر قرآن نمبر کے یہ مزید مصارف کہاں سے پورے ہونگے۔؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ میرے پیشوا کے تمام خریداروں کو غور کرنا چاہیئے اور اس کا جواب خود ہی اپنے عمل سے دینا چاہیئے۔** کیونکہ میری حیثیت ایک مزدور کی ہے اور ایک مزدور جتنی محنت کرسکتا ہے اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ میں نے پیشوا کے لئے سولہ سولہ اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے نہ صرف تحریری کام کیا ہے۔ بلکہ قلیوں کے کام سے بھی گریز نہیں کیا۔ اور اگر پیشوا کو اب بھی ضرورت ہوگی تو میں قلیوں کا کام کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ مالی اعتبار سے پیشوا کی پوزیشن کبھی مضبوط نہیں رہی۔ میرے پاس جو کچھ تھا وہ سب پیشوا کی نذر کرچکا بیوی بچوں کے زیورات تک کی بازی لگا دی دوستوں کے اور سود خوار مہاجنوں کے ہزار ہا روپے کے قرضے کے ناقابل برداشت بوجھ سے کمر دوہری ہوگئی ہے ہمت بھی اتنی شدید محنت سے جواب دے چکی ہے۔ مگر دل امید و یقین سے بھرا ہوا ہے جس کو خدائے بے نیاز نے توکل اور احباب پر اعتمادگی دولت سے مالامال کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالات کی نامساعدت اور کاروبار کی خرابی اور کساد بازاری کے باوجود بھی جی چاہتا ہے کہ پیشوا کا معیار بلند ہو۔ اور اس کی ارزانی میں بھی فرق نہ آنے پائے۔ تاکہ پیشوا کے اجرا کا جو مقصد ہے وہ فوت نہ ہو۔ اور خدا کا شکر ہے کہ قارئین کرام کے اخلاص سے آج پیشوا ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اور یہ سب محض تائید ایزدی اور پیشوا کے خریداروں کا جذبہ اخلاص اور عملی سرگرمی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ مجھ بے نوا کے پاس کیا رکھا تھا جو دین کی اتنی بڑی خدمت کی جرأت کرتا۔ اور یہ سب اس کارساز حقیقی کا فضل ہے کہ پیشوا کا جو پہلا پرچہ صرف ۲۰ صفحے کا شائع ہوا تھا وہ آج اسی چندہ میں ۲۷ صفحے کا اس سے بہتر مضامین کا شائع ہورہا ہے۔ اور جس پیشوا کے ایک ہزار خریداروں کو میں معراج سمجھ رہا تھا اس کے ... آج پانچ ہزار خریدار ہیں اور ان کو بھی میں کافی نہیں سمجھتا ہوں۔ لاریب اس دینی خدمت کے لئے اگر وہ مقلب القلوب پیشوا کے خریداروں کے دلوں کا پھاٹک نہ کھولتا۔ اور وہ خرید کتب اور جدید خریداروں کی فراہمی سے میری اعانت نہ کرتے تو میرا جیسا بے وسیلہ انسان ایک سال بھی پیشوا کو پابندی سے جاری نہ رکھ سکتا۔ پھر یہ اس عاجز نواز قدوس کی غیبی نصرت فرمائی نہیں تو کیا ہے کہ آج سات سال کے عرصہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پیشوا وقت سے بے وقت شائع ہوا ہو۔ اور قارئین کرام کو دوسرے سرمایہ دار رسائل کی طرح یہ شکایت ہو کہ مجھ مزدور ایڈیٹر کا پرچہ ایک دفعہ بھی ناغہ ہوا ہو یا ایک پرچہ بناکر کئی اشاعتیں پوری کی ہوں۔

بہرحال میں یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ قرآن حکیم کے معارف اور حکیمانہ اسلوب بیان کو اردو میں ایسے طریقہ سے منتقل کیا جائے کہ اس کے مطالعہ سے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہو۔ بلکہ مسلم غیرمسلم کے لئے نئی راہیں کھلیں۔ اور جدید معلومات کے ساتھ نجات اخروی کا باعث بھی ہو۔ فی الحال حسب ذیل عنوانات تجویز کئے ہیں جن پر پیشوا کے قلمی معاونین سے خامہ فرسائی کی درخواست کرتا ہوں۔

(۱) علوم قرآنی (۲) اعجاز قرآنی (۳) ماثر القرآن (۴) قصص القرآن۔

(۵) قرآن کا علم التفسیر (۶) مفسرین قرآن (۷) سرزمین قرآن (۸) فضائل القرآن (۹) آداب قرآن (۱۰) صحف سماوی اور قرآن (۱۱) قرآن حکیم غیر مسلم محققین کی نظر میں۔

ان گیارہ عنوانات میں سے ماثر القرآن سرزمین قرآن تعلیم القرآن علم التفسیر اور مفسرین قرآن پر حضرت علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی نے لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور قرآن نمبر کی تجویز کی ہمت افزائی تا ئید صاحب موصوف نے ہی کی ہے۔ لہذا قلمی معاونین سے درخواست ہے کہ وہ مذکورہ عنوانات کو چھوڑ کر دوسرے عنوانات پر خامہ فرسائی کریں۔ اور مضامین ۱۵ نومبر تک دفتر پیشوا میں پہونچ جانے چاہئیں۔ تاکہ میں حسب منشا قرآن نمبر مرتب کرسکوں۔

قرآن نمبر اردو میں پہلا پرچہ ہوگا۔ اس لئے قلمی معاونین کو خصوصیت سے پرچہ کے بلند معیار پر مضامین لکھنے چاہئیں۔ نظم و نثر، مضامین مختصر مدلل اور دلچسپ ہوں۔ مبتدی حضرات کو اپنی ذات پر اور مجھ پر رحم کرنا چاہئے۔ اور اپنے رشحات عالیہ دفتر پیشوا میں نہیں بھیجنے چاہئیں کہ نہ میرے پاس اتنا وقت ہے کہ میں ان کے مرسلہ مضامین کو پڑھوں۔ اور نہ مجھ میں اتنی لیاقت ہے کہ ان کے مضامین کی اصلاح کروں۔ اور نہ پیشوا کا ایسا پست معیار ہے کہ اس میں ہر رطب و یابس کو چھاپا جاسکے۔ اور نہ میں کسی کی خاطر سے پیشوا کو ٹریننگ اسکول بنا سکتا ہوں۔

اگر قارئین کرام حقیقتاً دل سے یہ چاہتے ہوں کہ پیشوا کا قرآن نمبر ڈیڑھ سو صفحے کی ضخامت ہو اور مضامین بھی اجرت پر بلند پایہ لکھوائے جائیں۔ اور اس طرح قرآن حکیم کی اشاعت کا ثواب ان کو مل جائے۔ تو پھر کوشش کیجئے کہ قرآن نمبر پانچ ہزار چھپے۔ اگر آپ نے پانچ ہزار جدید خریدار یکم دسمبر تک فراہم کر دیئے۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ قرآن نمبر کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحات کی ہوگی۔ اور اس کے ایڈیشن میں بھی ہمیشہ کے لئے فوٹو بلاک سالانہ چندہ میں ایک پائی کا اضافہ کئے بغیر دیئے جائیں گے۔ اور یہ پیشوا کے معاونین کا اتنا بڑا کارنامہ ہوگا کہ جب احکام اسلام کی تبلیغ کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو بے لاگ مؤرخ کا قلم ان معاونین کے اسمائے گرامی کو سجدہ کرے گا۔ جنہوں نے پیشوا کی اشاعت میں حیرت انگیز ترقی کی۔ اور قرآن حکیم کے علوم و معارف کو عوام تک آسان طریقہ سے پہونچانے کا بہر پہنچانے کا ثواب حاصل کیا۔

رمضان المبارک میں ابھی دو مہینہ باقی ہیں۔ اس عرصہ میں مطلوبہ پانچ ہزار نئے خریدار فراہم کرنے کچھ بھی مشکل نہیں ہیں صرف ہمت اور مستعدی کی ضرورت ہے۔ اگر موجودہ پانچ ہزار خریدار چاہیں تو پانچ منٹ میں ایک نئے خریدار سے پیشوا کا چندہ وصول کیا جاسکتا ہے اور اس طرح مطلوبہ پانچ ہزار خریدار پانچ منٹ میں فراہم ہوسکتے ہیں جس کے بعد یقیناً پیشوا کا قرآن نمبر ایسا لاجواب شائع ہوگا کہ آپ خود حیرت کریں گے۔

آل کشمیر مسلم کانفرنس

۲۵ اکتوبر کو سابق شیر کشمیر مسٹر عبداللہ کی صدارت میں کشمیر کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع ہوا خطبہ صدارت نہایت بزدلانہ تھا جس میں حسب عادت گلینسی کمیشن کی سفارشات کو تسلیم کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ مگر جو نجات دہندگی کشمیر کے استبداد شکن رہنماؤں نے پاس کرائیں، وہ کسی حد تک کشمیری مسلمانوں کے دلوں کی آواز کہی جاسکتی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اس آل کشمیر مسلم کانفرنس نے مسلمانوں کی سب سے زیادہ ایثار پیشہ جماعت (مجلس احرار) کی قربانیوں کا تذکرہ اور اس کے رہنماؤں کی آزادی کے لئے کوئی تجویز پاس نہیں کی۔ جو احسان فراموشی اور بزدلی کی ایسی گھناؤنی تصویر ہے کہ اس پر کشمیری رہنماؤں کو شرم آنی چاہئے۔ سچ ہے جس کانفرنس کے کرتا دھرتا مسٹر عبداللہ ہونگے اس میں مجلس احرار کا تذکرہ کیوں ہونے لگا مگر شاید کشمیر کے رہنما اس کو بھول گئے کہ اگر مجلس احرار کے سرفروش رہنما میدان عمل میں نہ آتے تو وہ سب کے سب کشمیر کے جیل خانوں میں پڑے ہوئے موت کے انتظار میں ایڑیاں رگڑ رہے ہوتے۔

کپورتھلہ کے مسلمانوں میں بے چینی

یہ واقعہ ہے کہ ریاست کپورتھلہ میں چالیس فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ مگر باوجود یکہ ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر ایک غیر متعصب اور شریف ہندو والی ریاست ہیں۔ مگر ریاست سے سالہا سال باہر رہنے کی وجہ سے وہ اپنی مسلمان رعایا کی شکایات کا انسداد نہ کرسکے۔ کپورتھلہ کے مسلمانوں کی شکایات اس حد تک پہونچ گئی ہیں کہ ریاستی افواج کے سپہ سالار نے جو مسلمان ہیں استعفےٰ دیدیا ہے۔

گرچہ پیشوا کے نامہ نگار نے بہت ہی افسوسناک حالات لکھے ہیں۔ مگر مجھے توقع ہے کہ ہز ہائی نس کی عدم موجودگی میں کپورتھلہ کے بیدار مغز دیوان جناب خان بہادر میاں عبدالحمید صاحب اپنے تدبر سے حالات کو سلجھانے کی کوشش کریں گے۔

نواب سر مزمل اللہ خاں کا جرم

ایک مقامی نوڈی جیجھڑے نے نواب سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب کے جرائم کی جو فہرست شائع کی ہے وہ حسب ذیل ہے:-

(۱) بنارس ہندو یونیورسٹی کو دس ہزار روپے کا عطیہ۔

(۲) دھرم سماج کالج علی گڈھ کو پانچ ہزار روپے کا عطیہ۔

پیشوا سرمایہ داروں کا پرچہ نہیں ہے۔ اور نہ مجھکو ذاتی طور سے نواب صاحب کے نیاز حاصل ہے۔ اور نہ اپنی بقیہ زندگی میں اسکی توقع۔ اور نہ میں نواب صاحب کی نوڈیانہ روش کو پسند کرتا ہوں۔ مگر یہ کیا ظلم ہے کہ ایک مخیر در اعتدال پسند مسلمان جس نے تمام عمر مسلمانوں کی خدمت کی جو مسلم یونیورسٹی کا سالہا سال اعزازی پرو وائس چانسلر رہا۔ اور جس نے کروڑہا روپے مسلمانوں کی تعلیم پر خرچ کئے۔ وہ اگر اپنے آقا، اور مولا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رواداری کے ساتھ اپنے ملکی بھائیوں کے تعلیمی اداروں کی اعانت کرے تو اس اخبار کے نزدیک مورد الزام ہے۔ میرے نزدیک یہ اعتراض نواب صاحب پر نہیں ہے۔ بلکہ اسوہ رسول پاک پر ہے جس کے اتباع میں سر مزمل اللہ خاں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا سلوک کرتے ہیں۔ اور میں باوجود شدید ترین سیاسی اختلاف کے نواب صاحب کے اس فیاضانہ طرز عمل کی تعریف کرتا ہوں جنہوں نے اپنے شاہانہ عطیات سے ان ہندوؤں کے سامنے مسلمانوں کا سر بلند کر دیا جو اسلامی درسگاہوں کو تعلیمی عطیات دیکر اپنی رواداری سے مسلمان قوم کا دل موہ لیا کرتے ہیں۔

آستانہ عالیہ کا عرس

جدی حضور خواجہ باقی باللہ بخاری کا عرس مبارک آستانہ عالیہ میں ۲۶ جمادی الثانی کو شروع ہوکر ۲ کو ختم ہوا حسب دستور میرے عم زاد بھائی پیر جی سید صفدر علی صاحب سجادہ نشین

آستانہ کی جانب سے تبرکات تقسیم ہوئے۔ دہلی اور بیرون دہلی کے زائرین کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ بیٹھنے کے لئے جگہ نہ تھی۔ اور صدہا مشتاق زیارت خوش عقیدہ مسلمان جگہ کی قلت کی وجہ سے شرکت عرس سے محروم رہے۔

عباسی شہریار کی سالگرہ

۱۰ اکتوبر کو عباسی شہریار کی سالگرہ کا جشن بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ اور سرداران سلطنت کو عطائے خطابات سے نوازا گیا۔ جن میں خصوصیت کے ساتھ لفٹننٹ کرنل مولوی مقبول حسین صاحب قریشی ایم اے وزیر دربار کو "افتخار الملک" کا معزز ترین خطاب عطا ہوا۔

سنا ہے کہ اس موقع پر بہت سے گداگر اخبار نویس بھی بے بلائے بہاولپور گئے تھے۔ جن میں سے کئی ایسے تھے کہ جن کا کسی اخبار سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور چند ایسے تھے جو ایک پرچہ شروع سال میں چھاپ لیتے ہیں۔ اور سال بھر تک اس کو بغل میں دبا کر ہر ریاست میں پہونچ کر دولت حاصل کرتے ہیں۔ اکثروں کو سفر خرچ ملا۔ اور بعض ناخواندہ مہمان اس سے بھی مایوس ہوئے۔

ان بیرنگی اخبار والوں میں ایک قادیانی اخبار بھی ہے جسکو توقع کے خلاف مایوسی ہوئی تھی۔ اس اخبار کے دیندار ایڈیٹر سے دکشنا نہ ملنے میں بڑی ہمدردی ہے۔ کاش ان کو غیرت اور حمیت اور فرض شناسی اور خودداری سے کچھ حصہ ملا ہوتا۔

جاورہ میں جشن معراج

ریاست جاورہ میں جس شان سے رجبی شریف کا جشن منایا جاتا ہے اس کا عشر عشیر بھی ہندوستان کے کسی حصہ میں نہیں سنا گیا۔

ریاست کے متقی تاجدار کے حسن عقیدت کی یہ حالت ہے کہ شاہی محل کو جشن معراج کے لئے کھول دیتے ہیں اور رعایا کا ہر فرد خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو شاہی محل میں جا کر شریک مجلس میلاد مبارک ہوتا ہے۔ اور تمام رعایا کے لئے جشن معراج کی خوشی میں عاشق رسول والی کی جانب سے نہ صرف لذیذ اور مرغن غذاؤں کا شاہی دسترخوان کئی ہفتہ کے لئے وسیع ہوتا ہے۔ بعد فاتحہ محفل پاک میں صوفی مشرب تاجدار تمام شرکاء مجلس سے بغلگیر ہو کر حقیقی اسلامی اخوت اور مساوات کا ایسا روح پرور نظارہ پیش کرتا ہے کہ ایک مسلمان کی آنکھ تاریخ کے تخیل میں آج تیرہ سو سال پہلے کا فاروق اعظم کا دربار دیکھ لیتی ہے جس میں شاہ و گدا کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اور جس کے متعلق خیر القرون قرنی کا فرمان آقائے نامدار کا ہے۔

جاورہ کا درویش نشین اپنی رعایا کے ہر فرد کے مکان پر بلا تکلف اور بغیر شاہی اعزاز کے جشن معراج میں ایک عام مسلمان کی طرح نہ صرف شرکت کرتا ہے۔ بلکہ شہنشاہ کی مجلس میں شرکت کے وقت اپنے شاہی مرتبہ کو فراموش کر کے رعایا کو حکم دیتا ہے کہ وہ اسکی تعظیم کے لئے کھڑی نہ ہو۔ اور اس طرح رعایا کے قلوب پر ایک غیر فانی نقش چھوڑ دیتا ہے۔

کیا ہندوستان کے وہ والیان ریاست جنکی ریاستوں میں کسی عورت کا خوبصورت ہونا سب سے بڑا جرم ہے اور جو رعایا کی جان کو کتوں کے برابر بھی نہیں سمجھتے اور جن کا رات دن کا مشغلہ شراب نوشی اور طوائف نوازی ہے وہ جاورہ کے صوفی منش اور متقی عاشق رسول تاجدار کی پاکیزہ زندگی سے سبق لیں گے جس کے دربار میں کوئی طوائف ملازم نہیں جسکی رعایا میں ادنی ترین عورت کی آبرو اس طرح محفوظ ہے جس طرح شاہی محلات میں بیگمات کی جس کے دربار میں شراب نوشی کی بجائے صرف اللہ اور اللہ کے رسول کا ذکر رہتا ہے اور جو اپنی پیاری رعایا سے اسطرح محبت کرتا ہے جس طرح ایک باپ اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ ریاست کا ہر ہندو مسلمان اپنے بادشاہ کو ظل اللہ سمجھتا ہے۔

ہز ہائی نس کی یہ ہر دلعزیزی انکے اخلاص اور محبت طالع کا نتیجہ ہے جو یقیناً دوسرے والیان ریاست کیلئے باعث تقلید ہے۔

معراج نمبر پر ایک نظر

معراج نمبر کا اعلان کرنے کے بعد کہہ نہیں سکتا کہ کس قدر پریشانیوں کا سامنا ہوا۔ اردو رسائل میں اس سے پہلے کوئی شاہراہ نہ تھی۔ اور خاص مسئلہ معراج پر بہت کم علما متقدمین نے توجہ فرمائی تھی اس لئے محققانہ مضامین حاصل کرنے میں بے حد مشکلات کا سامنا ہوا۔

تاہم میں شکرگزار ہوں حضرت مولانا ماہر القادری صاحب اور حضرت مولانا شہید صاحب اور حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب اور حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب اور حضرت مولانا ذبیح صاحب وغیرہ بزرگوں اور دوستوں کا جن کی محنت سے یہ معراج نمبر شائع ہو رہا ہے۔

میں کوئی رائے قائم کرنے کی بجائے مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کرام خود غور فرمائیں کہ اس قدر قلیل چندہ میں اتنے جلدی جلدی خاص نمبر شائع کرنے کی توفیق محض تائید ایزدی سے ہو رہی ہے ورنہ کساد بازاری اور کاغذ اور سامان طباعت کی گرانی نے کچومر نکال دیا ہے۔ میری اس محنت اور خرچ کو اگر آپ سراہنا چاہتے ہیں تو پیشوا کے نئے خریدار فراہم کیجئے۔ اور دفتر پیشوا کو خریداری کتب اور کلام اللہ کے وقت ہرگز نہ فراموش کیجئے کہ پیشوا کی گرانی کا راز کثرت خریداران اور خرید کتب میں مضمر ہے۔ جو حضرات جدید خریدار فراہم کرتے ہیں وہ دفتر کو خط لکھتے وقت خریدار صاحب سے پختہ وعدہ لیا کریں کہ اکثر حضرات کو جب وی پی بھیجا جاتا ہے تو وہ انکار کرتے ہیں جس سے دفتر کو مالی نقصان ہوتا ہے۔

پتے درکار ہیں

پیشوا کے ارزاں ایڈیشن کو دس ہزار شائع کرنے کے لئے ایسے مسلمان بھائیوں کے پتے درکار ہیں جو رسالہ پیشوا کو پڑھ کر خریدار ہو سکیں۔ اس لئے میں پیشوا کے پانچ ہزار خریداروں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت اپنے مخصوص حلقہ احباب کے پتوں سے ذریعہ کارڈ دفتر پیشوا کو مطلع فرمائیں تاکہ پیشوا انکی خدمت میں بطور نمونہ پیش کیا جا سکے۔ پتے صحیح خوشخط انگریزی یا اردو میں ہونے چاہئیں۔ بدخط اور نامکمل پتوں کے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

بے مثل مدبر اور اعلیٰ مقنن کی وفات

نہایت افسوسناک خبر آئی ہے کہ سر علی امام بیرسٹر پٹنہ نے ۳۰ اکتوبر کی رات کو قلب کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سر علی امام اس قوم کے ایک نامور فرد تھے جو کبھی مردم خیز تھی۔ مگر اب بانجھ ہے۔ سر علی امام ایک بے مثل مدبر اور اعلیٰ مقنن اور عدیم النظیر مفکر تھے کہ باوجود حکومت کے معتمد ہونے کے گذشتہ گول میز کانفرنس میں قوم پرست مسلمانوں نے ان کو اپنا ترجمان مقرر کیا تھا۔ وہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جن پر لارڈ ہارڈنگ نے اتنا اعتماد کیا تھا کہ ایک ہفتہ کے لئے ان کو وائسرائے بنایا تھا۔ افسوس ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان اور انگلستان کو ان کی ضرورت تھی وہ داغ مفارقت دے گئے۔ خدائے عزوجل ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جامعہ ملیہ کا یوم تاسیس

۲۹ اکتوبر کو جامعہ ملیہ دہلی کا یوم تاسیس نہایت شاندار مگر نہایت سادگی سے منایا گیا۔ جامعہ ملیہ کے پرنسپل جناب محترم ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے گیارہ سالہ حالات پر تبصرہ کیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ جامعہ کے ایثار پیشہ اساتذہ نے کئی مہینہ کی تنخواہیں روک کر اوکھلہ کے پاس ایک قطعہ زمین جامعہ کے لئے خرید لیا ہے۔ اور دو ہزار روپئے ماہوار کی ضرورت ہونے پر پانچسو روپئے ماہوار کی امداد ہز ہائی نس نظام نے جامعہ کو عطا فرمانے کا وعدہ کر لیا ہے جس سے توقع ہے کہ بہت جلد جامعہ اپنی ذاتی عمارات میں منتقل ہو جائے گا۔

جامعہ ملیہ کی تحریک ایک ایسا تعمیری پروگرام ہے کہ جس پر افسوس ہے کہ تعلیم یافتہ اور سرمایہ دار مسلمانوں نے بالکل توجہ نہ کی۔ اور جامعہ کو افلاس اور غفلت کی بھینٹ چڑھا کر اپنے عزیز ٹکڑے کو مرنے کے لئے چھوڑ دیا مگر خوش قسمتی سے جامعہ کو ڈاکٹر ذاکر حسین جیسا مفکر اور ایثار پیشہ اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنے والا اور حالات کی خرابی کے باوجود ہمت نہ ہارنے والا پرنسپل مل گیا تھا۔ جو جامعہ کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لے گیا۔ ورنہ غفلت شعار مسلمانوں نے جامعہ کا گلا گھونٹنے میں کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ حالانکہ مسلمانوں کی بیس سالہ جد و جہد میں اگر کوئی کام ہوا ہے تو وہ صرف جامعہ ملیہ کا قیام ہے۔ جو اپنے اصولوں کی خاطر حکومت سے مدد نہیں لے سکتی۔ اور جسکے کام کو پسند کرنے کے باوجود مسلمان والیان ریاست مدد نہیں دے سکتے۔ اور جسکو قومیت کے اعتبار سے مسلمانوں نے تقریباً فراموش کر دیا ہے۔ بہرحال ۱۲ سال کا جامعہ کا کام ملک اور قوم کے سامنے ہے۔ اور کارکنان جامعہ نے اپنے اخلاص اور ایثار سے مجبور کر دیا ہے کہ مسلمان اس حالت [illegible] کی طرف توجہ [illegible] اور ہر شہر اور ہر قصبہ میں اپنی حیثیت کے مطابق ماہوار چندہ دینے والے ہمدردان جامعہ بنا کر لے ہوں میں ذاتی طور سے مشکور ہوں گا اگر قارئین کرام جامعہ ملیہ کی ہمدردی کے لئے عملی کام کریں۔

رجب کا تبلیغی خطبہ

(از حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔

اما بعد۔ مبارک ہو اے مسلمانو کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو وہ رات میسر فرمائی کہ جس رات تمہارے آقائے نامدار سید الموجودات' سرور کائنات فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معراج ہوئی' اور اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آن کی آن میں آنحضرت صلعم کو ساتوں آسمان' عرش و کرسی اور دوزخ جنت کی سیر کرائی اور خود اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور یہ ایسا بڑا انعام و اکرام تھا جس کو انتہائی عروج و کمال کہنا چاہیے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس عروج و کمال کو مذہبی اصطلاح میں معراج کہا جاتا ہے۔

تیرہ سو برس سے آج تک سب مسلمان معراج کے واقعہ کو سچ اور برحق مانتے آئے ہیں۔ سوائے ان چند آدمیوں کے جن کو اپنے عقلی خلجان کے سبب معراج کا یقین نہیں آتا۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ معراج کا واقعہ سراسر عقل کے خلاف ہے۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ ایک انسان چند سکنڈ کے اندر زمین سے آسمان پر جائے' ساتوں آسمانوں میں پھرے' عرش و کرسی کو دیکھے۔ جنت و دوزخ کی سیر کرے' خدا سے ملے اور پھر زمین پر اپنے گھر میں واپس آجائے۔ اور اس واپسی میں اتنی دیر بھی خرچ نہ ہو کہ بچھونے کی گرمی ٹھنڈی ہوجائے اور دروازہ کی ہلتی ہوئی کنڈی ٹھہر جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ جب حضرت معراج کو گئے اور وہاں سے واپس آئے تو اتنی جلدی واپس آگئے کہ آپ کے بچھونے گرم تھے' اور کواڑوں کی کنڈی ہل رہی تھی۔

بعض لوگ اس عقلی خلجان کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے خواب میں یہ سب باتیں دیکھی تھیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے ان باتوں کا محض خیال اور تصور کیا تھا۔

مگر اے بھائیو ذرا غور کرو کہ بمبئی اور کلکتہ میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے۔ مگر جب بمبئی کے تار گھر میں انگلی کے اشارہ سے ایک کھٹکا کرتا ہے تو اس کھٹکے کی آواز ایک سکنڈ سے کم عرصہ میں کلکتہ پہنچ جاتی ہے۔ اور جب دہلی کے ہوائی برقی آلہ میں لندن کو پکارا جاتا ہے تو باوجود ہزارہا میل کا فاصلہ ہونے کے آن کی آن میں دہلی کی بات لندن پہنچ جاتی ہے' اور دہلی میں بیٹھے بیٹھے ٹیلیفون کے ذریعہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر کلکتہ اور بمبئی کے آدمیوں سے ہم باتیں کر لیتے ہیں' اور گراموفون کے ریکارڈوں میں ہماری باتیں اور ہمارے گانے بند ہوجاتے ہیں' اور جب اور جہاں ہم چاہتے ہیں ان کو سنتے ہیں تو کیا یہ سب باتیں عقل کے خلاف نہیں؟ اور جب تک یہ سب ایجادیں عام نہیں ہوئی تھیں تو کسی شخص کی عقل ان باتوں کا یقین کر سکتی تھی؟ اور کیا کوئی شخص یہ تسلیم کر سکتا تھا کہ ٹیلیفون میں بات کرتے وقت بات کرنے والا چاہے کتنے ہی ہزار میل دور ہو مگر اس کی صورت سامنے آجاتی ہے۔ اب سوچو کہ انسان اپنی حکمت اور ہنر کے زور سے یہ کمالات دکھا سکتا ہے مگر کیا خدا میں یہ قدرت نہیں ہے!

وہ خدا جس نے انسانوں کو پیدا کیا اور وہ خدا جس نے اپنے پیدا کئے ہوئے انسانوں کو یہ عقل دی کہ انہوں نے تار برقی ایجاد کی' موٹریں ایجاد کیں۔ ریلیں ایجاد کیں۔ بائسکوپ ایجاد کی۔ ہوائی خبر رسانی ایجاد کی۔ ہوائی جہاز ایجاد کئے۔ ٹیلیفون ایجاد کئے۔ جو سب کے سب خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں تو کیا اس خدا میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنے مقبول و محبوب بندے کو آن کی آن میں ساتوں آسمانوں پر لے گیا' عرش و کرسی پر لے گیا۔ دوزخ جنت کی سیر کرائی' خود اپنے دیدار سے سیراب کیا اور پھر اتنی جلدی واپس بھیجدیا کہ اس بندہ کی خوابگاہ گرم تھی' اور اس بندے کے کواڑوں کی کنڈی ہل رہی تھی بے شک بے شک اس خدا میں اس سے زیادہ قدرت ہے اور وہ خدا اس سے بڑھ بڑھ کر کرشمے دکھا سکتا ہے۔

پڑھو تکبیر اور درود۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اللھم صل علی سیدنا محمد صاحب المعراج والبراق وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

بھائیو! ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں رجب کی ستائیسویں رات کو جگہ جگہ بیان میلاد کی مجلسیں ہوتی ہیں' اور ان مجلسوں کو رجبی شریف کہا جاتا ہے۔ یہ مجلسیں بہت ضروری ہیں اور بہت مفید ہیں لیکن اسی وقت ضروری اور مفید ہیں کہ ان میں ایسی روایتیں بیان نہ کی جائیں جو غیر معتبر اور جھوٹی ہوں' اور جن کا بیان کرنا اور سننا مسلمانوں کے لئے مفید نہ ہو۔ معراج کی مجلسوں اور مولود شریف کی محفلوں میں ہندوستانی مسلمانوں کی اصلاحات اور معلومات مذہبی

کے بہانات ہونے ضروری ہیں۔ مسلمانوں کو فرقہ بندی سے بچانا چاہیئے مسلمانوں کو بیکاری سے بچنے اور محنت کی طرف راغب ہونے کی تاکید کرنی چاہیئے مسلمانوں کو شادی غمی کی رسموں میں فضول خرچی سے روکنا چاہیئے مسلمانوں کو سودی قرض لینے سے باز رہنا چاہیئے مسلمانوں کو ہر قسم کی تعلیم خصوصاً تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے مسلمانوں کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ اپنی ضرورت کی سب چیزیں مسلمان دوکانداروں سے خریدیں۔

الغرض رجبی شریف کی مجلسوں سے مسلمانوں کے تمام دینی و دنیاوی امور میں فائدہ اٹھانا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کی ہر مجلس اور ہر مجمع کا مفید فائدہ اور نتیجہ حاصل ہو۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد دوسرا خطبہ

الحمد للہ الذی جعلنا من المومنین وارسل الینا رسولہ سید المرسلین۔

درود و سلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے چاروں خلفا حضرت ابو بکر صدیق رض وحضرت عمر فاروق رض وحضرت عثمان غنی رض وحضرت علی مرتضے رض پر اور ان کی تمام ازواج خصوصاً خدیجۃ الکبریٰ رض وعائشہ صدیقہ پر اور ان کی پیاری بیٹی فاطمۃ زہرا رض پر اور ان کے نواسوں حضرت امام حسن رض وحضرت امام حسین رض پر اور ان کی آل حضرت زین العابدین رض ومحمد باقر رض وجعفر صادق رض وموسیٰ کاظم رض وعلی رضا رض ومحمد تقی رض وعلی نقی رض وحسن عسکری رض پر اور ان کے چچاؤں حضرت حمزہ رض وحضرت عباس رض پر اور ان کے عشاق بلال حبشی رض وسلمان فارسی رض وصہیب رض رومی وابو ہریرہ رض وابوذر غفاری رض واویس قرنی رض پر اور ان کے اصحاب طلحہ رض وزبیر رض وسعد رض وسعید رض وعبد الرحمٰن رض وابو عبیدہ رض وخالد ابن ولید رض وعمار ابن یاسر رض پر اور شریعت کے ائمہ ابو حنیفہ رض ومالک رض وشافعی رض اور احمد حنبل رض پر اور مشائخ طریقت غوث الاعظم رض اور خواجہ اجمیری رض اور حضرت خواجہ باقی باللہ رض دہلوی پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رحمت نازل ہو اللہ کی مولانا رومی رح ومولانا جامی رح ومولانا سعدی رح ومولانا امیر خسرو رح ومولانا حافظ رح پر اور سلطان محمود غزنوی رح اور سلطان صلاح الدین ایوبی رح اور سلطان شہاب الدین محمد غوری رح اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر رح اور احمد شاہ ابدالی رح اور ٹیپو سلطان شہید رح پر

اور سلامتی نصیب ہو آزاد اسلامی حکومتوں کو اور حفاظت کر یا اللہ سلطان العلوم میر عثمان علی خاں تاجدار دکن کی اور بحر العلوم عباسی شہریار آف بہاولپور کی۔ آمین۔

بارک اللہ لنا ولکم بالقرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر الرؤف الرحیم۔

درس القرآن

جملہ حقوق محفوظ ہیں

(تذکرہ انبیاء)

(از جناب مولانا مفتی محمد انتظام اللہ صاحب الشہابی مدیر دائرہ معارف قرآنیہ)

(مسلمان بچوں کی قرآنی معلومات کے لئے ایک سلسل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھوائی جا رہی ہے)

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ پ ۱۲ س ہود ع ۴

کہا گیا اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ (کشتی سے) اتر اور تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں سے جو گروہ پیدا ہونگے ان پر برکتوں کے ساتھ اور کچھ گروہ ایسے بھی پیدا ہوں گے جن کو ہم مزہ لینے دیں گے اور پھر ان کو ہماری طرف سے تکلیف کا عذاب پہونچے گا۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی) قرآن میں ادریسؑ کا حال پڑھو وہ تو سچے نبی تھے اور اللہ نے ان کو اونچی جگہ دی۔

حضرت ہود علیہ السلام

تذکرہ قوم عاد

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ

پھر ان کے بعد (یعنی قوم نوحؑ کے بعد) ہم نے دوسرا زمانہ شروع کیا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۔ (الاعراف)

اور (اے قوم عاد) تم یاد کرو جب نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو (ان کا) جانشین کیا اور بدن کا پھیلاؤ بھی تم کو زیادہ دیا (یعنی بناوٹ میں تم کو زیادہ قوی ہیکل کیا)

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۙ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۚ

(اور) چارپایوں (یعنی مویشیوں) سے اور باغات اور چشموں سے تمہاری امداد کی۔

اَلَآ اِنَّ عَادًا[1] كَفَرُوْا رَبَّهُمْ (ہود)

(ان عنایات الٰہی پر بھی) سن لو عاد نے اپنے مالک کو نہ مانا۔

(نوٹ) [1] قوم عاد اپنے مورث عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ[2] کے نام سے مشہور تھی مسکن احقاف[3] تھا جہاں عظیم الشان عمارتیں تعمیر کی تھیں

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ[4] (الاحقاف)

اور عاد کے بھائی کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا۔

[5] علامہ ابو محمد حسین ابن مسعود الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ھ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں کہتے ہیں

عاد بن عوص بن ارم بن سام وهم عاد الاولى كانت منازل قوم عاد بالاحقاف وهي رمال بين عمان وحضرموت ۔

اور علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اپنی تفسیر درمنثور میں تحریر کیا ہے کہ

قوم عاد نہایت زبردست اور زور آور تھی۔ عاد کے ایک بت کا نام صمود (صدا) دوسرے کا نام ہب (ہبا) تھا اور تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ تیسرے بت کا نام ہمد تھا۔ ان کی اصنام پرستی و عام بداخلاقی کی اصلاح کے لئے عابر (حضرت ہودؑ) بن شالخ بن ارفخشد بن سام مامور ہوئے[1] مگر یہ قوم عاد حضرت ہود علیہ السلام کے مواعظ حسنہ سے باطل پرستی سے کنارہ کش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط ڈالا[2] اس کے بعد ریگستانی آندھی کے بگولوں سے تباہ ہوئے۔ بقیہ عاد متبعین ہودؑ کی اولاد کی بابل میں ڈیڑھ سو سال تک حکومت رہی اور مصر میں بھی ہیک سوس (شاہان بادیہ) کے نام سے پانچسو سال تک فرمانروا رہے جن کی یادگار آج بھی ابوالہول موجود ہے۔ انہی کی اولاد نے عاد ثانی کے نام سے دوبارہ یمن میں حکومت قائم کی جن کو قوم تبع بھی کہتے ہیں انہی میں سے حضرت لقمان اور حضرت ذوالقرنین و ملکہ سبا تھی[3]

عاد کے متعلق قدیم معلومات بطلیموس جغرافیہ نویس متوفی ۱۶۸ء کی ہے کہ وہ عاد ارم کو Adramata اور عاد کو Adite جنوبی عرب کے قبائل کے ذکر میں بیان کرتا ہے[4]

قدیم شعرائے عرب کے کلام میں بھی قوم عاد کا ذکر ہے[5] ابی الطیب عرب کا مشہور شاعر کہتا ہے۔ (باقی نوٹ صفحہ ۲ پر دیکھئے)

[1] کتاب المرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیہ صفحہ ۲۵ [2] عرائس البیان فی حقائق القرآن
[3] جغرافیہ قرآن [4] ارض القرآن - [5] صفۃ جزیرۃ العرب صفحہ ۲۱۲ ۔

[1] تکوین ۱۰: ۲۲ و ۲۴
[2] تاریخ ابی الفدا صفحہ ۱۳ ۔

جابرؓ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ تہ بند اوڑھے ہوئے لوگوں کے ساتھ کعبہ کے پتھر اٹھا رہے تھے آپ کے چچا عباسؓ بولے اگر تم اپنا تہ بند کھول کر مونڈھے پر پتھروں کے نیچے رکھ لو تو اچھا ہے) آپؐ نے تہ بند کھول کر مونڈھوں پر رکھ لیا فوراً آپ بے ہوش ہو گئے مگر اس کے بعد آپ کو برہنہ نہیں دیکھا گیا۔

ابو سعیدؓ خدری کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اس طرح کپڑا لپیٹنے سے منع فرمایا ہے جس سے (ہاتھ پاؤں نکالنے کو راستہ نہ رہے یا انسان ایک کپڑا پہنکر اس طرح گوٹ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ کا پردہ نہ ہو۔

ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے دو قسم کی فروخت سے منع فرمایا ہے بیع لماس اور بیع نباذ (بیع لماس یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو چھوئے تو اس پر قبول کرنا لازم ہو جائے۔ بیع نباذ یہ ہے کہ بائع مشتری کی مطلوبہ چیز اس کی طرف پھینکدے اور قبول کرنا لازم ہو جائے) اور اس طرح کپڑا لپیٹنے سے (منع فرمایا ہے) جس سے ہاتھ پاؤں نکالنے کو راستہ نہ رہے اور اس سے بھی (منع فرمایا ہے) کہ آدمی ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حج کے زمانہ میں مجھے منادی کرنے والوں کے ساتھ ملا کر بھیجا جو یہ اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ خانۂ کعبہ کا طواف کرے اس کے بعد رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو سوار کر کے پیچھے بھیجا اور حکم دیا کہ سورۂ برأت کا اعلان کریں ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو حضرت علیؓ نے منیٰ میں اعلان کیا کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی برہنہ خانۂ کعبہ کا طواف کرے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ غزوۂ خیبر میں تھے اور ہم نے موقع جنگ کے قریب ہی اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد رسول اللہؐ سوار ہوئے میں آپ کے پیچھے بیٹھا تھا حضورؐ خیبر کے کوچوں میں (اپنی سواری) چلاتے جاتے تھے اور میرا زانو آپ کی ران میں لگتا جاتا تھا آپ نے اپنا تہ بند کھول دیا اور میں آپ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ جب آپ گاؤں میں داخل ہوئے تو فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا ہم جب کسی قوم کے صحن میں داخل ہوتے ہیں تو ڈرائے ہوؤں (خوفزدہ لوگ) کی صبح بری ہو جاتی ہے (یعنی کفار تباہ ہو جاتے ہیں) یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ راوی کہتا ہے کہ لوگ اپنے کاموں کو جا رہے تھے (دیکھکر) کہنے لگے محمدؐ اور (ان کا) لشکر ہے اس طرح ہم نے خیبر کو زبردستی حاصل کیا اس کے بعد قیدی اکٹھے کئے گئے دحیہ نے آکر کہا یا رسول اللہؐ قیدیوں میں سے ایک لونڈی مجھے عنایت فرمائے آپ نے فرمایا جا ایک لونڈی لے لے انہوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا اس پر ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے صفیہ بنت حیی مرحمت کر دی وہ تو قریظہ اور نضیر کی سردار ہے اور صرف آپ کے لئے مناسب ہے فرمایا دحیہ کو بلاؤ (جب دحیہ حاضر ہوئے) اور آپ نے صفیہ کو دیکھا تو فرمایا اس کے سوا اور لونڈی لے لے اس کے بعد حضورؐ نے صفیہ کو آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو مہر قرار دیا حضورؐ راستہ ہی میں تھے کہ ام سلیم نے حضرت صفیہ کو بنا سنوار کر شب کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا صبح ہوئی تو حضورؐ نوشہ تھے آپؐ نے فرمایا اگر کسی کے پاس کچھ ہو تو لے کر آ جائے اور دستر خوان بچھوا دیا لوگ کھجوریں اور گھی لانے لگے میرا خیال ہے کہ راوی نے ستو کا بھی ذکر کیا ہے خیر لوگوں نے حیس (ایک طرح کا کھانا ہوتا ہے) تیار کیا بس رسول اللہؐ کا یہی ولیمہ ہوا۔

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور ایماندار عورتیں وہاں چادروں میں چھپی ڈھکی آتی تھیں اور (نماز سے فارغ ہو کر) گھروں کو لوٹ جاتی تھیں کہ ان کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ نے ایک نقشین چادر اوڑھ کر نماز پڑھی اور (نماز میں) نقوش کو ایک دفعہ دیکھا جب فارغ ہوئے تو فرمایا اس چادر کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور ایک بے نقش چادر لے آؤ ان نقوش نے مجھے اس وقت نماز سے غافل کر دیا۔

انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس ایک پردہ تھا جس کو آپ نے اپنے مکان کے ایک طرف لگا دیا تھا حضورؐ نے فرمایا اپنا یہ پردہ میرے سامنے سے ہٹا لو نماز میں اس کی تصویر میرے سامنے آتی ہے۔

عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ایک ریشم کا چوغہ بطور ہدیہ کے حضورؐ کی خدمت میں آیا آپ نے اس کو پہنکر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس کو اس سختی کے ساتھ اتار پھینکا جس سے اس کا ناگوار ہونا معلوم ہوتا تھا اور فرمایا پرہیزگاروں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔

ابو جحیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو چمڑے کے سرخ قبہ میں دیکھا بلالؓ آپ کے وضو کا پانی لئے ہوئے اور لوگ اس پانی کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے جس شخص کے ہاتھ کچھ پانی لگ جاتا تھا وہ اس کو بدن پر مل لیتا تھا اور جس کے ہاتھ کچھ نہ آتا تھا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں کی تری لے لیتا تھا بلالؓ کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک بیساکھی دار لکڑی لے کر (زمین میں) گاڑ دی اور حضورؐ سرخ لباس پہنے ہوئے دامن اٹھائے ہوئے نکلے لکڑی کی طرف منہ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی

(اس وقت) میں دیکھ رہا تھا کہ آدمی اور چوپائے لکڑی کے آگے سے گذر رہے تھے

سہل بن سعدؓ سے دریافت کیا گیا کہ (حضورؐ کا) ممبر کس چیز کا تھا کہنے لگے کہ اب لوگوں میں اس بات کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا ممبر مقام غابہ کے جھاؤ کا بنا ہوا تھا جس کو فلاں شخص نے جو فلاں عورت کا غلام تھا حضورؐ کے لئے تیار کیا تھا جب تیار ہو گیا تو اس وقت اس پر آپ قبلہ رُخ کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہا لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے قرأت پڑھی رکوع کیا لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا پیچھے کو لوٹے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا. ممبر کا یہ قصہ ہے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ میری دادی مُلیکہ نے رسول اللہؐ کی دعوت کی کھانا تیار کیا آپ نے نوش فرمایا اس کے بعد ارشاد فرمایا اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں انس رضؓ کہتے ہیں ایک چٹائی تھی جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی میں نے اس پر پانی چھڑکا اور کھڑا ہو گیا رسول اللہؐ (آگے) کھڑے ہوئے میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے صف باندھی اور ہمارے پیچھے بوڑھی عورتیں تھیں حضورؐ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہ رضؓ زوجہ نبیؐ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے سامنے سو جاتی تھی میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے اشارہ فرماتے میں پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پھر پھیلا دیتی۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ ان دنوں میں گھر کے اندر چراغ نہ تھے۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نماز پڑھتے ہوتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے بیچ میں جنازہ کی طرح چوڑان میں آپ کے گھر والوں کے بستر پر پڑی ہوتی تھی۔

انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو بعض لوگ سخت گرمی کی وجہ سے کپڑے کا دامن سجدہ کی جگہ رکھ لیتے تھے۔

انس رضؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضورؐ جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیتے تھے تو بولے ہاں۔

جریر بن عبداللہ رضؓ نے پیشاب کرکے وضو کیا موزوں پر مسح کیا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی دریافت کیا گیا تو کہنے لگے میں نے رسول اللہؐ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کیونکہ جریر متاخرین مسلمانوں میں سے ہیں۔

عبداللہ بن بُحَینہ کہتے ہیں کہ حضورؐ جب نماز پڑھتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی معلوم ہونے لگتی تھی۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جو شخص ہماری سی نماز پڑھے ہمارے قبلہ کو رخ کرے اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے وہ مسلمان ہے اس کے لئے خدا و رسولؐ کا ذمہ ہے لہٰذا تم خدا کے ذمہ کو نہ توڑو۔

ابن عمر رضؓ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے طواف عمرہ کر لیا لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی کیا وہ اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ (ایک بار) تشریف لائے سات بار طواف کعبہ کیا مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ تمہارے لئے رسول اللہؐ (کے اتباع) میں ایک بہترین طریقہ ہے۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اس کے ہر گوشہ میں دعا کی مگر نماز نہیں پڑھی جب باہر نکل آئے تو کعبہ کی طرف (منہ کرکے) دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا یہی قبلہ ہے۔

برار رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے سولہ سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھی یہ روایت پہلے ہی گذر چکی ہے دونوں میں صرف لفظی اختلاف ہے۔

جابر رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے خواہ سواری کا کسی طرف رخ ہو لیکن جب فرض نماز کا ارادہ کرتے تو اتر آتے اور قبلہ کی طرف رُخ کرتے تھے۔

عبداللہ رضؓ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضورؐ نے (ایک مرتبہ) نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے فرمایا وہ کیا عرض کیا آپ نے اتنی رکعات پڑھی ہیں (یعنی زیادہ یا کم) آپ نے فوراً اپنے دونوں پاؤں موڑے قبلہ کی طرف منہ کیا دو سجدے کئے اور سلام پھیر دیا جب ہماری طرف منہ کیا تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا لیکن میں تمہاری طرح انسان ہوں جس طرح تمہیں بھول ہو جاتی ہے مجھے بھی ہو جاتی ہے اگر میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اگر تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جایا کرے تو چاہیئے کہ امر حق کو سوچے اور اسی کے مطابق (نماز) پوری کرے پھر سلام پھیر دے اور دو سجدے کرے۔

حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار کی تین باتوں میں موافقت کی ہے (اول یہ) کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کاش ہم مقام ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ مقرر کر لیتے اسی وقت آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی نازل ہوئی (دوسری یہ) کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کاش حضور اپنی بیویوں کو

پردہ کر لینے کا حکم دیتے کیونکہ ان سے اچھے برے (ہر قسم کے آدمی) کلام کرتے ہیں اس وقت آیت حجاب نازل ہوئی (تیسرے یہ) کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام بیویوں نے آپ سے اعراض کر لیا میں نے ان سے کہا اگر حضور ﷺ تم کو طلاق دیدیں تو امید ہے کہ خدا ان سے آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے اس وقت یہی آیت نازل ہوئی۔

انس رضہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قبلہ کی طرف تھوک پڑا دیکھا تو آپ کو یہ بات شاق گذری اور یہ ناگواری آپ کے چہرہ سے معلوم ہونے لگی پھر آپ نے اٹھ کر دست مبارک سے اس کو کھرچا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے اپنے پروردگار سے مخاطب ہوتا ہے اور یہ پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے لہذا تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھوکے ہاں دائیں بائیں یا قدموں کے نیچے تھوک لے پھر آپ نے اپنی چادر کا کونہ لے کر اس میں تھوکا اور وہیں مل دیا اور فرمایا ایسا کر لیا کرے۔

ابو ہریرہؓ اور ابو سعید رضہ (خدری) سے یہ تھوک والی حدیث مروی ہے مگر اس میں اتنی زیادتی ہے کہ دائیں جانب بھی نہ تھوکے۔

انس رضہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری توجہ ادھر ہے خدا کی قسم مجھ سے تمہارا خشوع اور رکوع پوشیدہ نہیں ہے میں تمکو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھ لیتا ہوں۔

ابن عمر رضہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان گھوڑوں کو شرطیہ دوڑایا جنکو دبلا کیا جانا ضروری تھا دوڑ کی ابتدا مقام حفیا سے ہوئی اور انتہا مقام ثنیۃ الوداع پر اور جن گھوڑوں کو دبلا کرنا مقصود نہ تھا انکو مقام ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا اور آگے نکل جانے والے لوگوں میں سے عبد اللہ (ابن عمر) بھی تھا۔

انس رضہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہر دفعہ سے زیادہ مال بحرین سے حضور کے پاس آیا فرمایا اس کو مسجد میں بکھیر دو جب آپ نماز کو نکلے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کی نماز ادا کر چکے تو تشریف لا کر پاس بیٹھ گئے اور جس شخص کو دیکھتے اس کو عطا فرماتے تھے اتنے میں حضرت عباس رضہ آئے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا ہے اور عقیل کا بھی آپ نے فرمایا لو اور لپ بھر کر ان کے کپڑے میں ڈال دیا مگر ان کی نظر میں یہ کم تھا اس لئے رک نہ سکے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ (اپنا حصہ) اٹھا کر لائے فرمایا نہیں عباس رضہ نے عرض کیا پھر آپ ہی اٹھا کر لا دیجئے فرمایا نہیں اس کے بعد آپ نے ان کو کچھ اور دیا مگر ان کی نظر میں کم ہی تھا اس لئے کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ (اپنا حصہ) میرے پاس اٹھا کر لائے آپ نے فرمایا نہیں،

عباس رضہ نے عرض کیا پھر آپ ہی اٹھا کر لا دیجئے فرمایا نہیں اس کے بعد آپ نے ان کو کچھ اور دیا مگر ان کی نظر میں کم ہی تھا اس لئے کہنے لگے یارسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ (اپنا حصہ) میرے پاس اٹھا کر لائے آپ نے فرمایا نہیں، عباس رضہ بولے پھر آپ ہی اٹھا کر لا دیجئے آپ نے فرمایا نہیں، اس کے بعد آپ نے عباس رضہ کو اتنا دیا کہ ان پر لادو یا اور ان کے کندھے پر ڈال دیا عباس رضہ چل دیئے۔ حضور ﷺ ان کی حرص کی وجہ سے تعجب کے ساتھ ان کو دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے اس وقت اٹھے جب ایک درم باقی نہیں رہا۔

محمود بن ربیع انصاری رضہ کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک (یہ بدری صحابی ہیں) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نابینا ہو گیا ہوں اور اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب بارش ہونے لگتی ہے تو وہ نالہ بہنے لگتا ہے جو میرے ان کے درمیان ہے اس لئے ان کو نماز پڑھانے میں ان کی مسجد میں نہیں جا سکتا میں چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ میرے گھر تشریف لا کر نماز ادا کریں تا کہ میں حضور ﷺ کے مصلی کو مصلی قرار دوں آپ نے فرمایا میں عنقریب (ایسا) کروں گا انشاء اللہ۔ عتبان کہتے ہیں کہ صبح کو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ میرے ہاں تشریف لائے آفتاب اونچا ہو گیا تھا آکر اجازت طلب کی میں نے اجازت دی آپ گھر میں داخل ہوئے مگر بیٹھے نہیں اور فرمایا تم مجھ سے کہاں نماز پڑھوانا چاہتے ہو میں نے مکان کا ایک گوشہ بتا دیا آپ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی ہم نے بھی کھڑے ہو کر صف بنالی آپ نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا میں نے آپ کو خزیرہ (ایک قسم کا کھانا) کھانے کے لے روک لیا جو آپ کے لئے تیار کیا تھا اس کے بعد چند اور گھر والے آگئے اور سب اکٹھے ہو گئے ان میں سے کسی نے کہا مالک بن دخیشن یا دخشن کہاں ہے دوسرا بولا وہ منافق ہے خدا اور رسول ﷺ سے اس کو محبت نہیں ہے آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہدیا ہے اور اس سے خدا کی ذات کے سوا کچھ اور مقصود نہیں ہے وہ بولے خدا اور رسول خوب واقف ہیں پھر انہوں نے عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا رخ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف ہے آپ نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اس سے رضا الہی کے سوا کچھ اور مطلوب نہ ہو اسکو خدا نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔ (باقی آئندہ)

یہ سلسلہ جناب ... نے پیشوا کے لئے لکھوایا ہے جس کی ... کتاب کے جملہ حقوق بحق پیشوا محفوظ ہیں

اسلامی معاشرت

باب دوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

آداب سلام و کلام

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی)

تمسخر کرنا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (حجرات)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھر دھر کر پکارو ایمان لا کے پیچھے بد تہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں

لاتمار اخاہ نہ (اپنے بھائی سے) ہنسی کرو

فحش گوئی حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فاسق کا کام ہے[۱] اور فرمایا کہ "جو دو شخص باہم ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا وبال (گناہ) اسی پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے[۲]

جناب سعید بن زید حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کی ناحق آبروریزی میں زبان درازی کرنا ربوا کی سب قسموں سے بڑھ کر ربوا ہے[۳]

منافقت اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا۔

کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور (اے پیغمبر وہاں) تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

حضرت عمار رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص دنیا میں فحش گوئی کرتا رہا ہوگا قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی[۴]۔

لعن و طعن وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (انعام)

(مسلمانو) مشرک خدا کے سوا جن (معبودوں کی) پرستش کرتے ہیں انکو برا نہ کہو کہ یہ لوگ (بھی) براہ نادانی ناحق (ازراہ) خدا کو برا کہہ بیٹھیں گے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فحش کام کرنے والے اور فحش گو سے محبت نہیں رکھتا اور نہ اس سے محبت رکھتا ہے جو بازاروں میں چلاتا پھرتا ہے[۱] آپ نے فرمایا کہ صدیق کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ لعان ہو[۲]

جو قوم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرتی ہے وہ مستحق لعنت ہو جاتی ہے[۳]۔

مسلمانوں کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مومن کو کفر سے متہم کرے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے[۴]

قسمیں کھانا وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (بقرہ)

اور (مسلمانو) اپنی (بیہودہ) قسموں کے حیلے سے خدا کو (یعنی اس کے نام کو لوگوں کے ساتھ) سلوک کرنے اور پرہیزگاری رہنے اور لوگوں کے ملاپ کرانے میں مانع و مزاحم نہ ٹھیراؤ اور اللہ سنتا (اور) جانتا ہے تمہاری قسموں میں جو لغو (یعنی قسمیں) ہیں ان پر تو خدا تم سے کچھ مواخذہ کرتا نہیں لیکن ان (قسموں) پر تم سے (ضرور) مواخذہ کریگا جو تمہارے دلی ارادے سے ہوں اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ (لوگو) تم اپنے ماں باپ کی قسمیں نہ کھاؤ اور نہ بتوں کی قسمیں کھاؤ اور نہ خدا کی ہاں (اس وقت کھا سکتے ہیں) جب کہ تم سچے ہو"[۵]۔

---

[۱] بخاری و مسلم (عن عبد اللہ بن مسعودؓ) [۲] (عن انسؓ) مسلم [۳] مشکوٰۃ [۴] دارمی۔

[۱] عن جابر بن عبد اللہ رضی [۲] عن حذیفہ رضی [۳] کنز العمال۔ [۵] ابو داؤد و نسائی۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماں-باپ کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کی قسم کھائے۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ سے میں نے سنا ہے کہ قسم مال کو رواں بہو چکاتی ہے اور برکت محو کر دیتی ہے۔

حضرت امامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال تلف کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام اور دوزخ لازم کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر بہت تھوڑی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔

کفارہ قسم لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ)

(مسلمانو) تمہاری قسموں میں جو لغو ہیں ان پر خدا تم سے کچھ مواخذہ کرتا نہیں ہاں پکی قسم کھا لو اور پھر اس کے خلاف کرو) تو خدا تم سے (اس کا) مواخذہ کرے گا تو اس (کی قسم کے توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جیسا تم اپنے اہل عیال کو کھلایا کرتے ہو یا ان (ہی دس مسکینوں) کو کپڑے بنا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا جس کو (غلام) میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم (تو) کھا لو (اور اس میں پورے نہ اترو) اور اپنی قسموں (کے پورا کرنے) کی احتیاط رکھو اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم (اس کی) شکرگزاری کرو۔

باب سوم
آدابِ نشست و برخاست

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠

سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا ان کو اور اگر تو ہوتا تند خو اور سخت دل تو تیرے گرد سے منتشر ہو جاتے۔

نشست رسول اللہؐ بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نہ بیٹھتے تھے اور نہ کھڑے ہوتے تھے کبھی اپنے لئے کوئی مقام مخصوص نہ فرماتے تھے۔ اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ اور جب آپ کچھ لوگوں کے پاس جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے[۲] اور اسی کا آپ حکم دیا کرتے تھے اور آپ اپنے ہمنشینوں سے اس کے موافق برتاؤ فرماتے ایسا کہ آپ کے ہمنشینوں میں سے کوئی شخص یہ نہ سمجھتا تھا کہ اس سے زیادہ رسول خدا صلعم کے یہاں کسی کی عزت ہے۔[۳]

اور آپ کی اکثر نشست یہ تھی کہ دونوں ساقوں کو کھڑی کر کے انکے گرد سے دونوں ہاتھ گوٹ مارنے کی طرح پکڑ لیتے تھے[۴] آپ کی نشست آپ کے اصحاب کی نشست سے متمیز نہ تھی[۵]۔ کبھی کسی نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے (مجمع) اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوں جس سے ان پر جگہ تنگ ہو گئی ہو۔ ہاں اگر مکان وسیع ہوتا اور پاؤں پھیلانے سے تنگی نہ ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔[۶]

قبلہ رخ رسول اللہؐ کی نشست قبلہ رخ ہوتی تھی[۷] اور اگر آپ کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی آ بیٹھتا تو آپ اپنی نماز مختصر کر دیتے اور اس سے پوچھتے کہ تم کو کچھ کام ہے اور جب اس کے کام سے فارغ ہوتے تو پھر نماز پڑھنے لگتے[۸]۔ اور جو آپ کے پاس آتا تھا اس کی خاطر اور تعظیم فرماتے حتیٰ کہ ان میں اور آپ میں کسی طرح کی قرابت اور دودھ پینے کا علاقہ نہ تھا ان کے لئے اپنی چادر (مبارک) بچھا کر اس پر ان کو بٹھاتے تھے[۹] اور جو تکیہ آپ کے نیچے رہتا تھا آنے والے کے لئے اس کو نکال کر حوالے فرماتے اور اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ قسم دیتے کہ اسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے[۱۰]

حضور صلعم جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو جب تک سورج خوب نہ نکل آتا آپ اسی جگہ چار زانو بیٹھے رہتے[۱۱]

صحبت و مجالست آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ مومن کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا کھانا بھی سوائے متقی کے کوئی کھائے۔[۱۲]

"برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے اور ہمنشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات کہنے سے بہتر ہے۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ انسان اپنے احباب کے طریقہ پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک کو یہ اول خیال کر لینا چاہیئے کہ وہ کسی سے دوستی و محبت پیدا کرتا ہے[۱۳] (باقی آئندہ)

[۱] مشکوٰۃ۔

[۲] ترمذی (عن حضرت علی مرتضیٰؓ) [۳] ترجمہ اسد الغابہ حصہ اول صفحہ ۳۳ [۴] ابوداؤد (عن ابو سعیدؓ) [۵] احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۸۴ [۶] دارقطنی عن انسؓ [۷] دارقطنی [۸] حاکم (عن انسؓ) [۹] [۱۰] احیاء العلوم ج ۲ صفحہ ۳۴۴ [۱۱] ابوداؤد عن جابرؓ [۱۲] الاخلاق المحمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۹۔

مقالات حضرت غوث الاعظم

(مترجمہ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب قادری)

پھر اس وقت تجھے وعدہ دیا جائے گا اور جب تو اس وعدہ پر مطمئن ہوگا اور تجھ میں کسی ارادہ کی علامت پائے جانے گی تو تو اس وعدہ سے ایسے وعدہ کی طرف پھیرا جائے گا جو اس (موجودہ) وعدہ سے بھی اعلیٰ ہے اور اس موجودہ وعدہ سے مستغنی ہونے کے سبب اس سے اشرف وعدہ کا بدلہ تجھے دیا جائے گا اور تجھ پر ابواب معارف و علوم کا فتح باب کیا جائے گا۔ اور غوامض امور اور حقائق حکمت اور وعدۂ اول سے وعدہ ثانی کی طرف تیرے منتقل ہونے میں جو مدفون مصلحتیں ہیں ان (سب) پر تجھے آگاہی دی جائے گی اور تیرے حال کے اس مرتبہ کی حفاظت میں زیادتی کی جائے گی اور پھر (اس حال کے ساتھ ساتھ) تیرے مقال کی حفاظت بھی (زیادہ) کی جائے گی) اور اس مقام میں تیرے لئے "حفظ اسرار کی امانت" اور "زیادتی شرح صدر" اور "تنویر قلب" اور "فصاحت کلام" اور "حکمت بالغہ" اور "القائے محبت" میں زیادتی کی جائے گی پھر تجھے تمام مخلوق جن اور انس اور ان کے سوا (سب) کا دنیا و آخرت میں محبوب بنایا جائے گا۔ اس لئے کہ تو خدا کا محبوب ہوا اور مخلوقات خدا کی تابع ہیں۔ اور مخلوق کی محبت خدا کی محبت میں داخل ہے جیسے کہ اُن کا بغض خدا کے بغض میں داخل ہے۔ اسی طرح جب تو اُس مقام پر پہنچا یا جائے گا جس (مقام) میں تیرے لئے کسی شے کا ارادہ قطعی نہیں ہے۔ تو تجھ میں ارادۂ اشیا میں سے کسی شے کا ارادہ پیدا کیا جائے گا۔ اور جب تیرا ارادہ اس میں ثابت ہو جائے گا تو پھر وہ شے دور اور معدوم کردی جائے گی اور تو اس چیز سے واپس کیا جائے گا پھر وہ شے تجھے دنیا میں نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس کا عوض آخرت میں تجھے (ایسا) دیا جائے گا۔ جو حضرت باری میں تیرے قرب کو زیادہ کر دے اور جس سے جنت الماویٰ اور فردوس اعلیٰ میں تیری آنکھیں روشن ہوں۔ اور اگر تو نے اس "دنیا" "دار فنا" اور "دار تکلیف" میں اس چیز کی طلب نہ کی اُمید نہ رکھی اور اس کی طرف مائل نہ ہوا۔ بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے تیری اُمید (صرف) وہ ذات پاک رہی جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ظاہر کیا اور کسی کو دیا اور کسی کو نہ دیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان کو بلندی دی اور (بیشک) یہ ہی (ذات پاک) مراد و مطلوب اور آرزو ہے۔ تو اکثر اوقات (یہ ہوگا کہ) کہ تیرے دل شکستہ ہونے کے بعد (اور) اپنے مراد و مطلوب اور آرزو سے (تیرے) باز رہنے (اور دنیا میں ان کی خواہش نہ کرنے) کے سبب ان کا بدلہ آخرت میں (تیرے لئے ثابت (و برقرار) رکھتے ہوئے ان کی مثل یا اُن سے کم دنیا میں (بھی تجھے) دیا جائے گا جیسا ہم نے ذکر کیا اور بیان کیا۔

مقالہ بیسواں

(بیان حدیث کہ مشکوک چیز کو چھوڑ دو)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے اور جو چیز تجھے (حلال و حرام) کے شک میں نہ ڈالے اسے اختیار کر" فرمایا کہ اس حدیث میں (اگر) حسنہ اور مشتبہ غیر مشتبہ کے ساتھ مخلوط ہو جائے۔ تو اس عزیمت کو اختیار کر جس میں شک و شبہ نہ ہو اور اس چیز کو چھوڑ دے جو شک میں ڈالنے والی ہو۔ اور جب محض مشکوک چیز ہو اور شے مشکوک وہ ہے کہ اس کے خلجان اور خلش سے دل صاف نہ ہو جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ "گناہ دلوں کا خلجان اور سوزش ہے" تو ایسی حالت میں توقف کر اور اس میں امر باطنی کا منتظر رہ اگر تجھے اس کے حاصل کرنے کا حکم دیا جائے۔ تو تو اُسے لے لے اور اگر منع کیا جائے۔ تو باز رہ یہ سمجھ کر کہ وہ مشتبہ چیز تیرے نزدیک ایسی ہو گئی۔ گویا کہ وہ موجود ہی نہ تھی اور خدا کے دروازہ کی طرف رجوع کر اور اپنے پروردگار سے رزق مانگ اگر صبر یا موافقت یا رضا یا فنا سے تو ضعیف اور بے صبر ہو جائے۔ تو تو (یاد رکھ کہ) اللہ عزوجل اس کا محتاج نہیں ہے کہ اسے یاد دلایا جائے۔ اور وہ تجھ سے اور تیرے غیر سے (کبھی) غافل نہیں ہے اور وہی (پروردگار عالم) کفار اور منافقین اور اپنی طاعت سے برگشتہ لوگوں کو (بھی) رزق دیتا ہے پھر اے مومن موحد! (اسے) اس کی اطاعت پر جمے رہنے والے اور شب و روز اُس کے حکم کی پابندی کرنے والے!! (وہ) تجھے کس طرح بھول جائے گا! اور دوسرے معنی (حدیث) دع ما یریبک الخ کے یہ ہیں:۔ "اس چیز کو جو مخلوق کے پاس ہے چھوڑ دے اس کو طلب نہ کر اس سے دل نہ لگا مخلوق سے اُمید نہ رکھ اور ان سے خوف نہ کر اور خدا کے فضل سے لے۔ اور وہ فضل ایسی شے ہے کہ تجھے شک میں نہ ڈالے گی۔ اور اس کا پہنچنا یقینی ہے۔" (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولنا روم رح

مشاہدۂ حق

(از جوائنٹ ایڈیٹر)

ہر کرا ہست از ہوس ہا جان پاک   زود بیند حضرت و ایوان پاک

(مطلب) جس شخص کی زندگی حرص و ہوا سے پاک ہو وہ جلد خداوند کریم کی بارگاہ میں باریاب ہوتا ہے۔

تشریح۔ خداوند کریم کے دربار میں تقرب حاصل کرنے کے لئے اولین شرط تزکیہ روح ہے۔ روح اس وقت جب تک زنجیر علائق میں جکڑی رہے گی اس وقت تک اسے بالیدگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ نفس امارہ انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ضرورت ہے کہ طالب حق سب سے پہلے اس کا سر کچلے۔

چوں محمدؐ پاک شد از نار و دود   ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

(مطلب) جب حضور سرور کائنات نور مجرد بن گئے تو جس طرف وہ منہ کرتے تھے اسی طرف خدا کا ہاتھ ہوتا تھا۔

(تشریح) نور نار کی ضد ہے۔ جب تک نار ہے نور نہیں ہو سکتا۔ مقربان حق اور انبیائے عظام جب نار نفس کو بجھا کر عالم نور میں داخل ہوتے ہیں تو ان کو ہر جانب خدا ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

چوں رفیق وسوسہ بدخواہ را   کے بہ بینی ثم وجہ اللہ را

(مطلب) جب تک تو وساوس میں گرفتار ہے، آیہ ثم وجہ اللہ کے معنی سمجھ نہیں سکتا۔

(تشریح) آیہ شریف "وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" کی جانب اشارہ ہے یعنی مشرق کا مالک بھی خدا ہے اور مغرب کا مالک بھی ہے، تم جس طرف متوجہ ہوگے خدا کا منہ اسی طرف ہوگا۔

خداوند کریم قید مکانی سے منزا ہے، عالم میں ہر طرف اسی کا نور ہے۔ جب کوئی شخص قید وساوس و زنجیر مادیات سے نجات حاصل کر کے راہ طلب میں قدم رکھتا ہے تو اس کو ہر طرف خدا ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب   او ز ہر ذرہ ببیند آفتاب

(مطلب) جس شخص کا سینہ فتح سے کھل جاتا ہے۔ اسے ہر ذرہ میں آفتاب نظر آتا ہے۔

(تشریح) مشاہدۂ حق کے لئے انشراح صدر بہت ضروری ہے جو شخص اپنے وساوس و اوہام فاسدہ میں مبتلا رہے وہ مشاہدۂ حق سے محروم رہتا ہے لیکن جس نے مکروہات دنیاوی سے نجات حاصل کر کے انشراح صدر حاصل کر لیا وہ ہر چیز میں جلوۂ ذات کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

حق پدید ست از میان دیگراں   ہمچو ماہ اندر میان اختراں

(مطلب) خداوند کریم دوسری چیزوں کے درمیان اسی طرح ظاہر اور ممتاز ہے جس طرح ستاروں کے درمیان چاند۔

(تشریح) جلوۂ خداوندی متعینات میں اسی طرح پوری تابش کے ساتھ نور پاش ہے جس طرح ستاروں کے درمیان چاند۔ اس کے لئے ضرورت ہے چشم بینا کی اور وہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان اپنی آنکھوں سے خیالات فاسدہ کی پٹی دور نہ کرے۔

دو سر انگشت بر دو چشم نہ   ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ

(مطلب) تو اپنی آنکھوں پر دو انگلیاں رکھ لے۔ اس کے بعد سچ بتا کہ تجھے کیا نظر آئے گا

(تشریح) حضرت مولانائے رومؒ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کا جلوہ تو ہر جگہ ہے اور دنیا کے تمام دوسرے جلوؤں سے بدرجہ غایت ممتاز تر اور روشن تر ہے لیکن اس کے باوجود تجھ کو جلوۂ حق جو نظر نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ تو اپنی آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہے۔

ورنہ بینی ایں جہاں معدوم نیست   عیب جز انگشت نفس شوم نیست

(مطلب) اگر آنکھوں پر انگلیاں رکھ لینے سے تجھ کو نظر نہیں آتا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز موجود نہیں بلکہ یہ تو تیری انگلیوں کی خطا ہے۔

(تشریح) اگر غافل انسان کو جلوۂ خداوندی نظر نہ آئے تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ جلوۂ حق ہر جگہ موجود نہیں ہے بلکہ یہ خطا اس کے نفس امارہ کی انگلیوں کی ہے جو اسکی آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔

تو ز چشم انگشت را بردار ہیں   وانگہانے ہر چہ می خواہی بہ بیں

(مطلب) اے شخص اپنی آنکھوں پر سے انگلیوں کو ہٹا لے۔ پھر تجھ کو ہر چیز نظر آئے گی۔

(تشریح) حضرت مولانائے رومؒ سالکان معرفت کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر تجھ کو مشاہدۂ حق مطلوب ہے تو آنکھوں پر سے نفس امارہ کی وہ انگلیاں ہٹا لو جن کی وجہ سے تمہاری آنکھیں بند ہیں اور تم کچھ دیکھ نہیں سکتے۔

شرح دیوان حافظ رح

اتباع مرشد

(از جوائنٹ ایڈیٹر)

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

(مطلب) کل ہمارا پیر مسجد سے میخانہ کی طرف آیا۔ اے یاران طریقت بتاؤ اب میرے لیے کیا چارۂ کار ہے۔

(تشریح) مراد یہ ہے کہ مرشد نے زہد و عبادت کی منزل سے نکال کر اب رہ و رسم عاشقی کی تعلیم دی ہے۔ مصرعۂ ثانی سے مطلب یہ ہے کہ چونکہ مرشد اپنے کشف باطنی سے تمام مصلحتوں کو سمجھتا ہے اس لیے مجھے اس کا اتباع ضروری ہے۔

در خرابات مغاں با پیر ہم منزل شویم کاینچنیں رفت ست در عہد ازل تقدیر ما

(مطلب) روز ازل سے ہماری قسمت میں لکھا گیا تھا کہ ہم میخانوں میں پیرمغاں کی صحبت کا شرف حاصل کریں۔

ما مریداں روبسوئے کعبہ چوں آریم چوں روئے بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

(مطلب) ہم مرید کعبہ کی طرف کس طرح منہ کریں جب ہمارا مرشد شراب خانہ کی طرف منہ کئے ہوئے ہے۔

(تشریح) مرشد کامل کا اتباع بہرحال ضروری ہے جب مرشد رہ و رسم پارسائی کی بجائے منزل عشق سے آشنا کر رہا ہے تو مریدان باصفا اہل شریعت اور علمائے ظاہر کے فتوؤں پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔

عقل اگر داند کہ دل در بند زلفش چوں خوش است عاقلاں دیوانہ گردند از پئے زنجیر ما

(مطلب) اگر عقل اس راز کو سمجھ لے کہ ہمارا دل اس کی قید زلف میں کس قدر خوش ہے تو اہل خرد ہماری زنجیر کے لئے دیوانے بن جائیں۔

(تشریح) آج تو اہل ظاہر ہماری رندی و مستی پر زبان اعتراض کشادہ کر رہے ہیں لیکن اگر انہیں کل معلوم ہو جائے کہ راہ عشق کس قدر پرکیف ہے تو وہ سب ہماری طرح دیوانے بن جائیں۔

روئے خوبت آیتے از لطف بر ما کشف کرد زاں سبب جز لطف و خوبی نیست در تفسیر ما

(مطلب) تیرے روئے دلفریب نے ہم پر لطف و کرم کی ایک آیت منکشف کر دی ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے بیان میں جز لطف و خوبی کے اور کچھ نہیں ہے۔

(تشریح) ہم نے اپنے مرشد سے مہر و وفا کی جو تعلیم حاصل کی ہے اسی پر کاربند ہیں اور ہمارے پاس سوائے عشق و محبت کے اور کچھ نہیں ہے۔

بادل سنگینت آیا ہیچ درگیرد شبے آہ آتشبار و سوز نالۂ شبگیر ما

(مطلب) اے محبوب تیرے سخت دل پر ہماری آہ آتشبار اور نالۂ شبگیر کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے؟

(تشریح) نالۂ شبگیر یعنی پچھلی رات کی آہ و زاری۔

مرغ دل را صید جمعیت بدام افتادہ بود زلف بکشادی و شست از شست ما نخچیر ما

(مطلب) ہمارا دل اطمینان و جمعیت کے دام میں پڑا ہوا تھا لیکن تو نے اپنی زلف کھول دی اور شکار ہمارے دام سے نکل گیا۔

(تشریح) جب تک عشق کے نام سے واقف نہ تھا ہمارے دل کو اطمینان نصیب تھا لیکن اب منزل عشق میں قدم رکھنے کے بعد یہ پریشان و آوارہ خاطر ہے۔

باد بر زلف تو آمد شد جہاں بر من سیاہ نیست از سودائے زلفت بیش ازیں توفیر ما

(مطلب) تیری زلفوں سے ہوا نے اٹکھیلیاں کیں اور دنیا میری نظروں میں سیاہ ہو گئی۔ تیری زلف کے سودے میں اس سے زیادہ ہماری توفیر نہیں ہو سکتی۔

(تشریح) عشق میں اضطراب و خاطر پریشاں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہی پونجی جان عاشقی ہے۔

تیر آہ ما ز گردوں بگزرد جان عزیز رحم کن بر جان خود پرہیز کن از تیر ما

(مطلب) ہماری آہ کا تیر آسمان سے بھی پار نکل جاتا ہے۔ اے عزیز تو اپنی جان پر رحم کر اور ہماری آہ کے تیر سے بچ۔

(تشریح) اس شعر میں حضرت حافظ اہل ظلم کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ مظلوموں کو نہ ستائیں اور ان کی آہ کے تیر سے بچیں۔ کیونکہ یہ تیر ایسے ہیں کہ وہ آسمان تک کا کلیجہ توڑ کر پار نکل جاتے ہیں۔

بر در میخانہ خواہم گشت چوں حافظ مقیم
چوں خراباتی شد اے یار طریقت پیر ما

(مطلب) جب اے یار طریقت میرا مرشد رند خراباتی بن گیا تو میں بھی حافظ کی طرح میخانہ میں مقیم ہوں گا۔

(تشریح) پیر سے مراد مرشد کامل اور حافظ سے مراد مرید باصفا ہے۔ یعنی جو لوگ راہ معرفت میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو لازم ہے کہ مرید باصفا کی طرح اپنے پیر کا اتباع کریں۔

بادۂ خیام کا ایک جام

(از علامہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب آئی ایم ڈی)

بازلفِ تو گر دست درازی کردم
از روئے حقیقت نہ مجازی کردم
در زلفِ تو دیدم دلِ دیوانۂ خویش
من با دلِ خویش دست بازی کردم

کہتا ہے کہ تیری زلفوں کے ساتھ اگر میں نے دست درازی کی اور انہیں چھو لیا تو حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی مجازی یا فرضی بات نہ تھی بلکہ تیری زلفوں میں مجھے اپنا دیوانہ دل پھنسا ہوا نظر آیا تھا اور میں اپنے اسی دل کے ساتھ دست بازی میں مصروف تھا۔

صبح است دمے برمے گلرنگ زنیم
ویں شیشۂ نام و ننگ برسنگ زنیم
دست از املِ دراز خود باز کشیم
در زلفِ دراز و دامنِ چنگ زنیم

ذاتِ باری کی معرفت کی شراب سے مست ہو کر خیام کہتا ہے کہ دوستو آؤ صبح کا سہانا سماں ہے دو دو چار چار گھونٹ شراب کے پی لیں اور ننگ و ناموس کے اس نازک شیشے کو اٹھا کے پتھر پہ توڑ دیں۔ اپنی لمبی لمبی امیدوں سے اور تمناؤں سے تو یکسر ہاتھ اٹھا لیں اور پھر کسی کی زلفِ دراز میں ہاتھ ڈالیں یا چنگ و رباب کے تاروں پر۔ مطلب یہ کہ امیدوں کے سہارے پر جینے سے یہ بہتر ہے کہ جو عیش بھی آج میسر ہو سکے اس سے فائدہ اٹھالیں۔

آں بہ کہ زجام و بادہ دل شاد کنیم
وز نامدہ و گذشتہ کم یاد کنیم
ایں عاریتی رواقِ زندانی را
یک لحظہ زبندِ عقل آزاد کنیم

کہتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اب دنیا کے تمام دھندوں کو چھوڑ کر اور ہر قسم کے فکر و اندیشہ سے منہ موڑ کر ہم خوب شراب پئیں نہ آئندہ کی کچھ فکر ہو اور نہ گذشتہ کا غم، جو کچھ ہو چکا وہ تو ہو ہی چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر ان کے خیال سے اپنے دل کو کیوں تکلیف دی جائے۔ اور آئندہ و گذشتہ ہی پر کیا منحصر ہے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے اس عارضی قید خانے کو کہ جس کا نام دنیا ہے یکسر اپنی عقل اور اپنی فکر سے باہر نکال دیں اور اس کے کسی خیال کو اپنی عقل کے قید خانہ میں قید نہ رکھیں۔

آں لحظہ کہ از اجل گریزاں گردم
چوں برگ زشاخِ عمر ریزاں گردم
عالم زنشاطِ دل بہ غربال کنم
زاں پیش کہ خاک خاک بیزاں گردم

کہتا ہے کہ اس وقت کہ جب میں موت سے بھاگتا پھروں اور ٹوٹے ہوئے پتے کی طرح عمر کی شاخ سے ٹوٹ کر اڑتا پھروں یہی بہتر ہے کہ اپنے دل کی مسرت کی خاطر تمام دنیا کو چھان ڈالوں قبل اس کے کہ وہ وقت آئے کہ خاک ہو کر مجھے خاک چھاننی پڑے۔

یک روز زبندِ عالم آزاد نیم
یک دم زدن از وجودِ خود شاد نیم
شاگردیٔ روزگار کردم بسیار
در دورِ جہاں ہنوز استاد نیم

کہتا ہے کہ دنیا کے غم و الم سے میرا ایک دن بھی خالی نہیں گذرتا اور ایک لحظہ بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب مجھے اپنی زندگی اور اپنا وجود اچھا معلوم ہوا اور اس سے مجھے خوشی حاصل ہو۔ میں نے مدتوں زمانے کی شاگردی کی یعنی جس طرح اس نے مجھے چلانا چاہا اسی طرح چلا اور جیسی زندگی بسر کرنے کا اس نے حکم دیا میں نے بسر کی لیکن افسوس کہ اتنی مدت دراز کی شاگردی کے بعد بھی میں آج تک کبھی استاد نہ بن سکا اور یہ نوبت نہ آئی کہ اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق زندگی بسر کر سکتا۔

گر در گیری چگونہ پرواز کنم
با عشقِ توئے چگونہ آغاز کنم
یک لحظہ سرشک دیدہ می نگذارد
تا چشم بروئے دیگرے باز کنم

کہتا ہے کہ بار الٰہا جب کہ تو نے مجھے اپنی محبت کے قفس میں قید کر رکھا ہے تو اب میں کیسے کہیں اور جا سکتا ہوں اور تیر

دل میں یہ کھٹکا ہے کیسے ممکن ہے کہ میں کسی اور کے ساتھ سلسلۂ محبت شروع کر دوں۔ تیرے غم میں جو آنسو میری آنکھوں سے نکل رہے ہیں ان کا ایسا تار بندھا ہے کہ ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ٹوٹتا اور ہر وقت آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی چلمن پڑی رہتی ہے اور اتنا موقع ہی نہیں دیتی کہ کسی دوسرے پر نگاہ پڑے۔

آں آہ کہ پیش ہیچ محرم نہ زنم
واں دم کہ پیش ہیچ ہمدم نہ زنم
گر دریابم کہ جز تو کس می شنود
حقا کہ بمیرم از دم و دم نہ زنم

کہتا ہے کہ تیری یاد میں جو آہیں میں تنہائی میں بھرتا ہوں اور کسی محرم راز کو بھی ان کی خبر نہیں ہونے دیتا اور وہ سانس کہ جو تیری یاد میں لیتا ہوں اور کسی ہمدم اور ہم نشین پر بھی ظاہر نہیں ہونے دیتا ان کے متعلق اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تیرے سوا کسی اور کے کانوں تک بھی وہ آواز پہونچ جاتی ہے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں دم بند کرکے مر جاؤں گا اور پھر ہرگز ہرگز سانس نہ لوں گا۔

من گوہر خود بہ قیمت کم نہ دہم
درد تو بصد ہزار مرہم نہ دہم
خاک در تو بہ مملکت جم نہ دہم
یک موئے ترا بہر دو عالم نہ دہم

کہتا ہے کہ میری ذات میں جو جوہر ہے یعنی تیرا عشق اسے میں کبھی کم قیمت پر فروخت نہیں کر سکتا اور تیرا درد جو میرے دل میں ہے اسے میں ہزار مرہموں کے بدلے میں بھی علیحدہ نہیں کر سکتا۔ تیرے دروازے کی ذرا سی خاک اگر مجھے مل جائے تو جمشید کی سلطنت سے بھی اسے بدلنا پسند نہیں کر سکتا اور تیرا ایک بال اگر کہیں میسر آجائے تو دونوں جہان کے بدلے میں بھی اسے الگ نہیں کر سکتا۔

دشمن بہ غلط گفت کہ من فلسفیم
ایزد داند کہ انچہ او گفت نیم
لیکن چو دریں غم آشیاں آمدہ ام
آخر کم ازاں ؟ کہ من ندانم کہ کیم

کہتا ہے کہ میرے دشمنوں نے یہ افواہ اڑا دی ہے کہ میں فلسفی ہوں، خدا گواہ ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں ہرگز ویسا نہیں ہوں گو یا میں کبھی اس فکر میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا کرتا کہ یہ دنیا کیا ہے اور کس طرح عالم وجود میں آئی۔ لیکن فلسفی نہ ہونے کے باوجود بھی آخر جبکہ میں اس دار المحن میں آ ہی گیا ہوں تو اب اس سے کم اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں یہ بھی نہ جانوں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں اور دنیا اسی حیرانی اور نا واقفیت کو فلسفہ کہتی ہے۔ اسی بنا پر مجھے بدنام کیا جاتا ہے کہ میں فلسفی ہوں۔

اسرار حقیقت کی تلاش میں فلسفہ کی ناکامی کا مضحکہ اس سے زیادہ اچھے طریقہ پر اور کسی طرح نہیں اڑایا جا سکتا تھا۔ کس قدر خوبصورتی کے ساتھ خیام نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک انسان کی انتہائی جہالت اور نا واقفیت یہی ہو سکتی ہے کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں اور بڑے سے بڑا فلسفی بھی تمام عمر کے غور و خوض کے بعد زیادہ سے زیادہ اسی نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ اپنے عجز کا اعتراف کرے اور کہہ دے کہ جہاں تک اشیائے عالم کی حقیقتوں کا تعلق ہے میں کچھ بھی معلوم نہ کر سکا۔ اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ فلسفہ کی انتہا وہ ہے کہ جہاں سے انسان کی جہالت اور نا واقفیت شروع ہوتی ہے اور عقل کی انتہائی رسائی اور انتہائی نارسائی

اسریٰ

(از جناب مولانا انتظام اللہ صاحب صدیقی مدیر دائرہ معارف قرآنیہ)

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو شباشب مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ تک لے گیا۔ وہ مسجد جس کے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی ہے۔ اس لئے کہ اپنے بندے کو ہم اپنی قدرت کے نمونے دکھلائیں وہی ہے سنتا دیکھتا۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ۝

قسم ہے تارے کی جب گرے بہکا نہیں ہمارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنی چاؤ سے۔ یہ تو حکم ہے جو بھیجا ہے اس کو سکھایا سخت قوتوں والے نے اور زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا۔

وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ۝ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی ۝ عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی ۝ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۝ (النجم)

اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔ جھوٹ نہیں کہا دل نے جو دیکھا اب تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے ایک دوسرے اتارے میں پرلے حد کی بیری پاس اس پاس ہے جنت ماوی۔ جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہیں نگاہ حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے!

اسریٰ رات میں سیر کرنے کو کہتے ہیں[1]

یہ واقعہ اسریٰ سورہ بنی اسرائیل اور سورہ النجم میں ہے۔ ترتیب عثمانی میں بنی اسرائیل کا سلسلہ کا نمبر ۱۷ اور النجم کا ۵۳ ہے دونوں سورتیں مکی ہیں اور نجم سے پہلے الطور سورۃ ہے جیسے حضرت قتادہؓ۔ حضرت انسؓ حضرت ابن شہابؓ وغیرہ سے معراج کی بابت کئی حدیثیں لکھی ہیں۔ تفسیر جلالین وغیرہ میں [ان کا] خلاصہ مذکورہ آیات کے تحت میں درج ہے۔

معراج کا لفظ قرآن مجید میں نہیں آیا ہے[2] اور اس واقعہ کے متعلق دو گروہ ہیں ایک گروہ معراج جسمانی کا قائل ہے دوسرا روحانی معراج کا قائل ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ "رویا عین الٰہی جو نبی صلعم کو دکھائی گئی"۔

محمد بن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ سے جب کوئی سوال نبی صلعم کی معراج کی نسبت کرتا تو کہتے

کَانَتْ رُؤْیَا مِّنَ اللّٰہِ صَادِقَۃً

مجھ سے بعض آل ابی بکرؓ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی تھیں۔

مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَلٰکِنْ اُسْرِیَ بِرُوْحِہٖ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس قول حضرت عائشہؓ کا انکار نہیں کیا گیا[3]

قرآن مجید کی ایک آیت میں رویا کا اشارہ ہی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ — اور وہ دکھاوا جو تجھ کو دکھایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے۔

(بنی اسرائیل)

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی الخ کے متعلق قدماء مفسرین کی ... تفسیر یوں ہے کہ ضمائر دنیٰ اور کان کے راجع بسوی پیغمبر صلعم ہوں یعنی جب جبرئیل نے اسرار قرآنی کا پیغام پہونچایا محمد صلعم کو یہ مرتبہ ملا کہ شب معراج میں اپنے پروردگار کے قریب ہوئے ادہر سے نزول کی تجلی اور تقرب تدلی ظاہر ہوئی طرفین میں اتنا اقبال ہوا کہ دو کمانوں کا بلکہ کم فاصلہ رہ گیا اس وقت اللہ نے اپنے رسول محمد صلعم سے سرگوشی ، اسرار مخفیہ فرمائے اور جو چاہا کہا سنا محمد صلعم نے جو دل سے دیکھا اس میں ذرہ بھر بھی کذب کو دخل نہیں ملا

[1] تفسیر جلالین صفحہ ۵۷۶

[2] النبی والاسلام۔

[3] تفسیر عباسی صفحہ ۱۰۴۲

انقلاب آجائے گا

اگر آپ فضول فرچی کی زندگی سے پریشان ہیں۔
اگر آپ کے گھر میں بچوں کی صحیح تربیت کا انتظام نہیں ہے۔
اگر آپ مبادیات معاشرت سے ناواقف ہیں۔
اگر آپ حقوق ہمسائیگان کو بھول گئے ہیں
اگر آپ انسانی ہمدردی کا نمونہ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں۔
اگر آپ حقیقی اسلامی بہادری کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

تو جناب عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر پیشوا کے لکھے ہوئے گیارہ افسانے آج ہی منگا لیجئے جن کو پڑھتے ہی آپ کی معاشرتی زندگی میں انقلاب آجائیگا اسی لئے اس کتاب کا نام بھی درس معاشرت رکھا گیا ہے جس میں دل ہلانے والے سچے واقعات لکھے گئے ہیں پیشوا کے پڑھنے والے جناب بقائی صاحب کی [illegible] اور شگفتہ طرز تحریر سے خوب واقف ہیں یہ بھی کہانی چھپی چھپائی مجلد چکنا کاغذ [illegible] صفحات قیمت [illegible] کل [illegible]

ملنے کا پتہ:- **منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

جب چاروں طرف مایوسی نظر آئے

اور تمہاری تمت بار وجواب دیدے
اور تم پر حصول معاش کے تمام دروازے بند ہوجائیں
اور بڑے بڑے مشرقی اور مغربی اطبا علاج میں ناکام ہوجائیں
اور دوست اور اعزہ صرف منہ تکنے کے سوا کسی کام نہ آئیں
اور تم کو ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آئے۔

تو اس نازک وقت میں خاصان خدا کا توسل ڈھونڈیئے

اور سب سے بڑے غریب نواز حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی [illegible] کی [illegible] لطف پڑھ [illegible] خداوندی کا تماشا دیکھئے جو کہ سب عملیات باقی میں درج کردیئے گئے ہیں عملیات باقی میں اوراد و وظائف کا ایسا بیش بہا اور مجرب ذخیرہ جمع کردیا گیا ہے [illegible] سے تمام [illegible] سو برس سے [illegible] کے اندر [illegible] تھا کتاب **عملیات باقی**

کے عملیات اور [illegible] کا مسئلہ [illegible] کے لئے [illegible] کے لئے حفاظت [illegible] کے واسطے [illegible] اولاد [illegible] کے لئے [illegible] کامیابی [illegible] کے واسطے [illegible] مجرب آزمودہ اور وظائف [illegible] گئے ہیں [illegible] روحانی ریاضت [illegible] مشقت [illegible] کرنے [illegible] دین اور دنیا کی کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جس کا حل [illegible]

عملیات باقی میں کوئی نہ کوئی وظیفہ [illegible]

کاغذ صفحات ۱۲۰ قیمت [illegible] محصول [illegible] کل ۱۲

ملنے کا پتہ:- **منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

رسول عربی کی پیاری زبان

اگر آپ کو گھر بیٹھے عربی زبان سیکھنے کے لئے کسی اتالیق کی ضرورت ہے تو آپ آج ہی دفتر پیشوا میں خط لکھئے اور رسالہ **معلم عربی** طلب فرمائیے جس کی تالیف میں مصر و حجاز و فلسطین و شام کے مشہور علما کے تعلیمی کورسوں سے امداد لی گئی ہے اور عربی کے جدید طریقہ کو پیش نظر رکھ کر معلم عربی کے [illegible] مرتب کئے گئے ہیں [illegible] کتاب کے مطالعہ سے آپ کو **ایک** مہینہ میں **عربی آجائیگی** اور آپ مفخر کائنات کی پیاری زبان عربی کے تمام محاورات کو [illegible] میں از بر کرلیں گے معلم عربی **دو ہزار عربی الفاظ کی ڈکشنری** ہے [illegible] اسلامی ہندوستان کے عربی مدارس کے کورس میں داخل ہونے کے قابل ہے معلم عربی کی تالیف میں یورپ اور مصر کے تمام ترقی یافتہ تعلیمی [illegible] سے فائدہ اٹھایا گیا ہے معلم عربی سے **قرآن شریف سمجھنا آسان ہوگیا** کیونکہ جب ایک مرتبہ معلم عربی کو بغیر استاد کے سمجھ لیا جائیگا تو قرآن شریف آسانی سے سمجھ سکے گا لکھائی چھپائی اعلیٰ [illegible] سو صفحات قیمت صرف [illegible] پتہ:- **منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

زیارت رسول

[illegible] کی صورت دیکھنے کا کون اشتیاق ہے [illegible] بہت ہی کم لوگ ہیں جو زیارت حبیب [illegible] دل کے خوش نصیب [illegible]

حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کردیا [illegible] درود شریف ہے اور وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب الله نصیب ہوتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و حالات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی ان کا حال ہے حضرت ممدوح کا بہت ہی بڑا احسان ہے یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اس کی مرضی قیمت [illegible] محصول [illegible] کل ۱۲ ملنے کا پتہ:- **منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

پنجسورہ دو ترجمہ والا مع اوراد و نقوش بارہ سورہ

ترجمہ اول زیر آن حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دوم ترجمہ حضرت شاہ اشرف علی صاحب [illegible] مصروف کاروباری آدمیوں کے لئے بہت ہی دقت طلب تھے یہ بارہ سورہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:-

(۱) سورہ یاسین (۲) سورہ فتح (۳) سورہ رحمٰن (۴) سورہ واقعہ (۵) سورہ ملک (۶) سورہ مزمل (۷) سورہ نوح (۸) سورہ [illegible] (۹) سورہ قیامہ (۱۰) سورہ کہف (۱۱) سورہ فلق (۱۲) والناس اور ہفت ہیکل معہ اسناد [illegible] مع فضائل دعائے گنج العرش [illegible] اسمائے باری تعالیٰ [illegible] دعائے حبیب درود تاج صلوٰۃ منجینا شجرہ چشتیہ نظامیہ مع تاریخی حالات [illegible] شجرہ سلسلہ قادریہ ہر سورہ کا نقش قیمت فی جلد مجلد پارچہ صرف سات آنے محصول [illegible] کل ۱۲

ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

اکسیر مرواریدی

دماغی اور جسمانی کمزوری کے لئے اکسیری دوا ہے

(سونا اور یاقوت وغیرہ جواہرات اور مروارید صادق اور مشک عنبر وغیرہ کا کیمیادی)

یہ دوا نہیں بلکہ صحیح کرشمہ اور جادو ہے۔ جابر بن حیان جو آٹھویں صدی ہجری میں فن کیمیکا امام گزرے ہیں یہ ان کی ترکیب سے بنایا ہوا جواہرات اور قیمتی ادویات کا مرکب ہے یورپ کے لوگ جس کیمسٹری کو جانتے ہیں وہ بجلی اور تیزاب کی طاقتوں تک محدود ہے۔ یورپ کے سائنٹفک عمل کیمیاوی میں بھی موتیوں کی خاکستر ہوسکتی ہے مگر وہ خاک ہوتی ہے موتیوں کی روح نہیں ہوتی مگر جابر بن حیان کے اصول و قواعد کیمیا سے کبوتر موتیوں کی روح حاصل کی جاسکتی ہے اور پھر وہ خاک نہیں ہوتی ایک بجلی ہوتی ہے جو بجلی کی طرح خون میں دوڑ جاتی ہے اور ایک دفعہ تو گویا مردہ کو زندہ کر دیتی ہے۔

اکسیر مرواریدی میں اصلی روح مروارید ہے اور جبکہ دیگر قیمتی جواہرات اور قیمتی ادویا کے اجزائے مؤثرہ سے اسکی طاقتوں کو بڑھایا گیا ہے تو پھر یہ واقعی ایک اکسیر ہوگئی ہے۔

اکسیر مرواریدی چند روز میں جسم کی کایا پلٹ دیتی ہے اور عورت اور مرد سب کو اپنے معجز نما فوائد سے مسخر کر لیتی ہے

اکسیر مرواریدی روح حیوانی کی مقدار کو جو بقائے زیست کے لئے لازمی ہے پورا کر دیتی ہے۔ جگر اور معدہ کی قدرتی طاقتوں کو بحال کرتی اور جوان کو کامل جوان مرد اور بوڑھے کو جوان کر دیتی ہے۔

اکسیر مرواریدی تازہ اور صاف خون پیدا کرتی ہے اور چہرہ کا رنگ گلاب کی طرح سرخ و سفید کر دیتی ہے۔

اکسیر مرواریدی اعصاب اور دماغ کے لئے بجلی کی طاقتوں کا ایک خزانہ ہے۔

اکسیر مرواریدی مرغن اور قوی غذاؤں کو جزو بدن بنا دیتی ہے اور قلب کو ایک عجیب فرحت و سرور سے سرشار رکھتی ہے۔

اکسیر مرواریدی میں کوئی زہریلا یا نشہ آور جزو نہیں مگر وہ بے نشہ کی شراب ہے اور بڑھاپے کے مادہ کو فنا کر دیتی ہے۔

اکسیر مرواریدی بادشاہوں کے استعمال کی دوا ہے

کمزور اور بیمار لوگ اسے دو تولہ تک استعمال کریں، مگر جو لوگ زیادہ کمزور نہیں انکے لئے صرف ایک تولہ کافی ہے۔ قیمت ایک تولہ کی صرف پانچ روپے ہے (ﷲ) (ماشہ سے کم روانہ ہوگی)

طلائے نایاب

جب کسی قوم کا تمدن انتہا پر پہونچ جاتا ہے تو عیش کے سامان بڑھتے ہیں اور جوانی کی قوتوں کو قائم رکھنے والی چیزیں ایجاد کی جاتی ہیں چنانچہ دہلی اور لکھنؤ کے شاہی دربار میں طب کے اس مخصوص شعبہ یعنی فن عیش کے ایسے بے مثل ماہر جمع ہوگئے تھے جن کے کارناموں نے حیرت میں ڈالدیا ہے۔ طلائے نایاب ان ہی شاہی طبیبوں کی یادگار ہے۔ **طلائے نایاب** انہیں شاہی اطبا کی محنتوں کا نتیجہ ہے مجھے ایک قلمی کتاب کے ابتدائی صفحوں پر چند قلمی نسخے چونکہ فن طب سے کسی قدر تعلق رکھتا ہوں لہذا ان نسخوں کے مفید اجزا کو اور ان کی ترکیب کو دیکھکر خیال ہوا کہ انہیں بنواؤں اور لوگوں کو بطور تجربہ دوں طلائے نایاب تجربہ سے واقعی بے مثل ثابت ہوا۔ اس قدر قوت پیدا کرتا ہے کہ ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس کی تشریح اس مختصر اشتہار میں دشوار ہے جوانی کی غلط کاریوں اور بے عنوانیوں سے جو اندوہناک نتائج پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کرکے جوان کامل کی طاقت و خوبی مہیا کر دیتا ہے (پرچہ ترکیب استعمال ساتھ ہوگا۔ قیمت فی شیشی جو ایک مریض کے لئے کافی ہے ںدر دیجے۔

بواسیر کے مسوں پر لگانے کی دوا

ریڈیکا

جرمنی کے ایک مشہور طبی کارخانہ کی بنائی ہوئی

میسرز ایس۔ ایم مرتضےٰ اینڈ سنز امپیریز اس دوا کے ایجنٹ ہیں۔ اسے اکثر آدمیوں کو دے کر تجربہ کیا گیا سب نے تعریف کی۔ یہ مرہم سا ہے جس میں بڑی عمدہ خوشبو ہے اور جو نہایت خوبصورت ٹیوب میں بھرا ہوا ہے اسکے ساتھ کسی سفید دھات کی نوزل ہے جسے ٹیوب کے منہ پر چڑھا دیا جاتا ہے اور اس نوزل کے ذریعہ بالکل آسانی اور آرام سے مرہم تمام مسوں تک پہنچ جاتا ہے۔ مرہم بھی قطعی صاف ستھرا رہتا ہے اور ہاتھ بھی مطلق نہیں بھرتا۔ اس دوا کے لگانے سے مسوں کی تکلیف فوراً جاتی رہتی ہے اور دورہ یقیناً رک جاتا ہے اور موجد کا یہ دعویٰ ہے کہ مسوں کی تکلیف پھر عود نہیں کرے گی۔ اور دورہ کبھی نہیں پڑے گا۔ قیمت ایک ٹیوب کی پونے دو روپے۔ (علاوہ محصول)

جب ماہواری ایام شروع ہوں

ماہواری ایام کی خرابی جوان اور تندرست عورت کے لئے پیام موت ہے۔ اور ہندوستان میں کروڑوں بے زبان عورتیں جہالت، جھوٹی شرم اور غفلت شعار خاوندوں کی بدولت زندہ درگور ہو رہی ہیں۔ بے اولادی، جوان عورتوں کا قبل از وقت بڑھاپا۔ کمزور بچوں کی پیدائش سب ہی خرابیاں ایام کی وجہ سے ہیں، جن میں ۹۹ فی صدی عورتیں مبتلا ہیں۔

منتھلی کورس ماہواری ایام کی ہر قسم کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے مجرب دوا ہے۔

منتھلی کورس ایام کی بے قاعدگی کے لئے ایک سپیشل دوا ہے۔

منتھلی کورس کا نسخہ مشرقی طب کے سب سے بڑے زندہ طبیب کا خاص عطیہ ہے۔ جو پچاس سال سے ان کے مطب میں لاکھوں مریضوں پر آزمایا جا چکا ہے اور تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔

منتھلی کورس ایام کی بے قاعدگی کو روکنے کا بیمہ ہے۔ منتھلی کورس کی ایک شیشی لیڈی ڈاکٹر کا کام دیتی ہے۔ منتھلی کورس قیمتی اجزا سے ایڈیٹر صاحب پیشوا کی نگرانی میں بنائی جاتی ہے۔ غرضکہ عورتوں کی مخصوص جملہ شکایات کے لئے منتھلی کورس اکسیر ہے۔ قیمت ایک درجن گولیوں کی دو روپے (عمار) (ایک درجن سے کم نہیں بھیجی جاتیں)

تمام ادویات منگانے کا پتہ:۔ **مینیجر رسالہ پیشوا دہلی**

تار کا پتہ ہیڈری سنز دہلی

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۷

اکسیر نایاب

دنیا کی مقوی باہ اور ممسک دواؤں کی سرتاج ہے

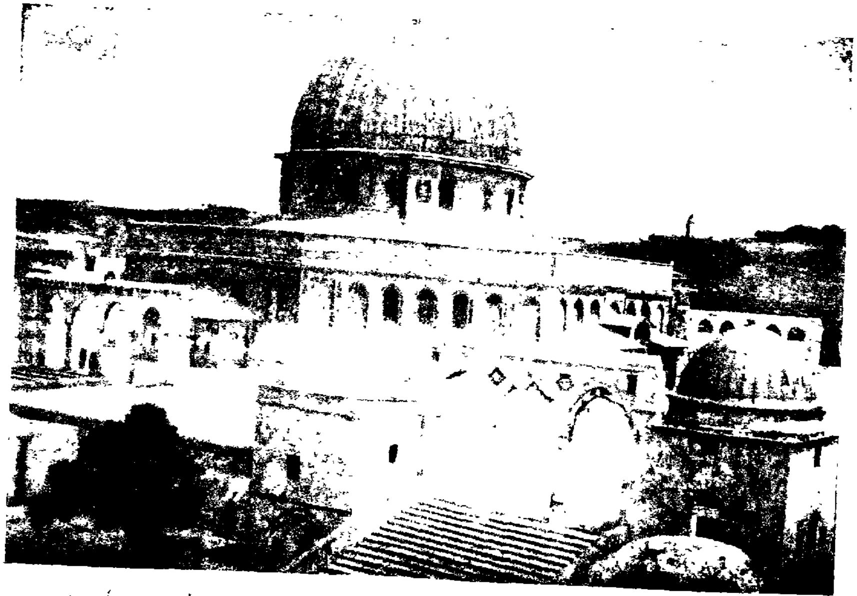
سینکڑوں مریض جنمیں ہر طبقہ کے لوگ حتیٰ کہ والیان ریاست بھی شامل ہیں اس کے فوائد کی تصدیق کر چکے ہیں اکسیر نایاب اعلیٰ درجہ کی مقوی باہ اور ممسک ہونے کے علاوہ عام مقوی جسم (جنرل ٹانک) بھی ہے تمام جسمانی قوتوں کو بحال کرتی ہے ضعف اعصاب اور ضعف دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رو پیدا کرتی ہے دماغی کام کرنے والوں کے لئے اکسیر ہے دماغی تکان کو دور کر کے دماغ کو فوراً کام کے لئے مستعد کر دیتی اور فرحت و تازگی پیدا کرتی ہے **مرض سرعت کے لئے لاثانی دوا ثابت ہو چکی ہے** چند روز کے استعمال سے قدرتی امساک پیدا ہو جاتا ہے وقتی طور پر استعمال کرنے سے بھی حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے ان فوائد کے علاوہ دائمی نزلہ و زکام اور نزلہ کی کھانسی کے لئے بے حد مفید ہے قیمت چوبیس گولی صرف چار روپے (للعہ) جو فوائد کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

ماء اللحم خاص الخاص

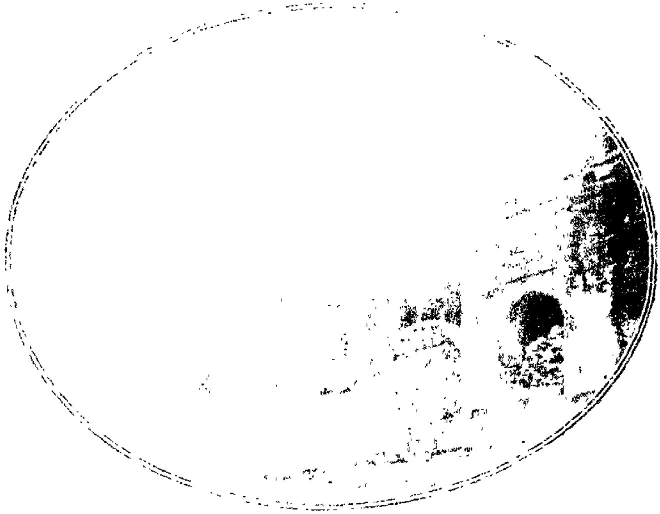
یہ ہندوستانی دواخانہ کی خاص دوا ہے کسی دوسرے دواخانہ سے اصلی ملنا ناممکن ہے

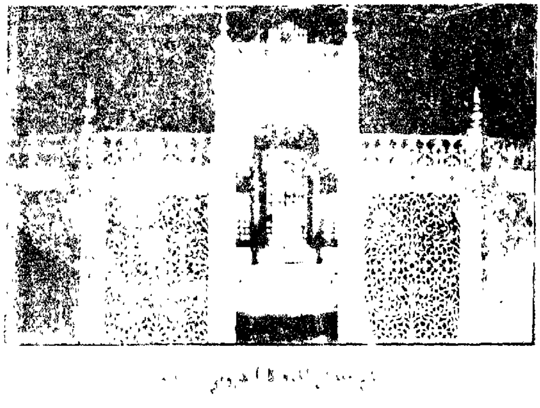
جدید سائنٹفک طریقہ سے تیار کیا جاتا ہے اور کیمیاوی امتحان سے بھی اس کے فوائد کی تصدیق ہو چکی ہے۔ یہ بہترین مقوی جسم (ٹانک) ہے اور نہایت زود ہضم غذائے دوائی ہے جسمانی قوتوں کو قوی کرنا اعضائے رئیسہ اور ارواح کو قوت دینا حرارت غریزی کو برانگیختہ کرنا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے صالح اور جدید خون بکثرت پیدا کرتا ہے لہٰذا جسم میں بہت جلد نمایاں ترقی محسوس ہونے لگتی ہے۔ طبیعت میں فرحت و انبساط اور دل میں حوصلے اور ولولے پیدا کرتا ہے **تقویت باہ اور امساک کے لئے بھی حیرت انگیز اثر رکھتا ہے** جو صاحب ایک بار استعمال کر لیتے ہیں وہ اس کو بار بار طلب کرتے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو طلب کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ قیمت بوتل پانچ روپے ؎

ملنے کا پتہ:- **منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (پوسٹ بکس نمبر ۲۲)** (قائم شدہ ۱۹۰۳ء)



مسجد اقصیٰ جہاں حضور سرور کائنات کی امامت میں تمام انبیا نے شب معراج میں نماز پڑھی





کثیر گروہ اسے جسم عنصری کے ساتھ مانتا ہے اور قلیل گروہ جس میں جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ اور آپ کے موید حضرت امام حسنؒ ہیں۔ ابن کثیر نے اس پر بحث کرتے ہوئے ابن اسحاق کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ معراج جسم عنصری سے تھا یا بغیر اس کے ہاں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور گئے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دیکھنا تھا وہ دیکھا خواہ کسی حالت میں ہوں یعنی سوتے یا جاگتے یہ سب حق و صدق ہے اور بات اقرب الی الصواب ہے۔

بیان القرآن صفحہ ۱۱

عرش کے مسند نشیں

(جناب مولانا مرزا احمد صاحب عاجز)

فلک پر غل ہوا محبوب رب العلمیں آئے — بلایا ہے خدا نے لیکے جبریل امیں آئے
کہیں سے تھے منتظر اہل فلک سب تکی آمد کے — بصد جاہ و تجمل کروفر شاہ زمیں آئے
زمیں پر بیٹھنے والے سر عرش بریں پہنچے — تو قدسی کہہ اٹھے یہ عرش کے مسند نشیں آئے
نوید آمد احمد سنی جس وقت نبیوں نے — لہا اللہ کے مطلوب ختم المرسلیں آئے
کہا مالک نے اہل نار سے اے عاصیو خوش ہو — تمہارے بخشوانے کو شفیع المذنبیں آئے
مقام خاص خلوت کا بیاں اصطرح کرتے تھے — صدا بشرے سے آتی تھی کوئی آئے قریں آئے

بہاروں پر تنائے گلشن احمد ہے اے عاجز
خوشی سے غنچہ مضموں چنے ہر خوشہ چیں آئے

معراج نبوی

(از فردوسی اسلام جناب مولانا منظور حسین صاحب ماہر القادری)

جمہور اسلام کو اس پر کلی اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم روحی فداک کو قادر مطلق نے معراج جسمانی سے سرفراز فرمایا۔ بعض متکلمین نے معراج روحانی کی طرف میلان اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ لیکن سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ کا حرف حرف سرکار دو عالم کی جسمانی معراج کا آفتاب سے روشن تر ثبوت اور کف دست سے زیادہ واضح دلیل ہے۔ قرآن کریم کے محاسن لفظی و معنوی کا اگر بنگاہ امعان تعمق مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ایک ایسا صحیفۂ قدس نازل فرمایا جس کی صحیح ترجمانی "نور مبین" سے ہی ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم کوئی چیستاں نہیں ہے کہ تاویلات اور ذہنی اختراعات کی بنیادوں پر دور از قیاس معانی اور بعید از فہم مطالب کی عمارتیں تعمیر کی جائیں جن حضرات نے اس آیہ مبارک سے معراج روحانی مراد لیا ہے انہوں نے غالباً اس چیز کو پیش نظر نہیں رکھا کہ خواب کی حالت میں انسان پر ایسی کیفیات طاری ہوتی ہیں جن کا احاطہ کیف و کم نہیں کر سکتے۔ بوریا نشین فقیر عالی شان ایوانوں میں اپنے تئیں فرش مخمل پر گلگشت کرتا ہوا دیکھتا ہے ایسے ایسے مہیب اور مسرت بخش مناظر کا مشاہدہ انسان کرتا ہے جو اس کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتے۔ اگر بالفرض حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم رویا میں تمام مقامات کی سیر کرائی گئی تھی تو اس میں بظاہر کوئی ایسی ندرت اور اہتمام بالشان خصوصیت نہیں ہے کہ خداوند قدوس اس قدر اہتمام کے ساتھ اس کا ذکر فرمائے۔ چونکہ عالم خواب میں عام انسان بھی محیر العقول سیاحتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور سوتے میں عرب کے کسی بدوی کا خود کو سوئٹزرلینڈ کے مرغزاروں میں دیکھنا کچھ مستبعد نہیں ہے۔ لیکن

سیاق عبارت، ترتیب الفاظ، نہج کلام، جزالت معانی، اس چیز کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ خداوند قدوس کا اپنے بندہ کو لے جانا اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ جب یہ خصوصیت مسلم ہو چکی تو پھر "معراج روحانی" کے براہین و دلائل خود بخود اعترافِ بطلان کر لیتے ہیں۔ "معراج روحانی" کے ماننے والوں نے آیۂ مبارک کی تخصیص کو عمومیت کی نگاہ سے دیکھا اور اُن کی اسی فرض کردہ تعمیم نے تاویلات کے لیے اُن کو مجبور کر دیا اور اُن کی نگاہیں مشاہدہ حقائق سے محروم رہ گئیں، جو خدا طور کی پست چوٹی پر حضرت کلیم کو شرف ہمکلامی بخش سکتا ہے، عرش کی بلندی پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر شرف دید و کلام سے نوازنا کیا ناممکن ہے؟ جس قادر مطلق کی قدرت حضرت ابراہیمؑ کے لیے بھڑکتے ہوئے شعلوں، اور دہکتے ہوئے انگاروں کو چمنستان بنا سکتی ہے۔ حضرت نوحؑ کی کشتی کو طوفان کے اُن خوفناک تھپیڑوں سے بچا سکتی ہے جن کے زور نے بلند پہاڑوں کی مضبوط چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ کے لیے دریا کی لرزتی ہوئی موجوں پر راستہ بنا سکتی ہے۔ کیا اُس کے لیے (معاذ اللہ) یہ محال ہے اپنے محبوبؐ معزز بندہ کو فضائے آسمانی کے بلند سے بلند کرہ میں لے جائے۔ احادیث صحیحہ سے حضرت جبریل علیہ السلام کا زمین و آسمان میں ہبوط و صعود ثابت ہے۔ جس قادر مطلق کے حکم سے حضرت جبریلؑ آسمانوں کی بلندیوں سے زمین پر آ جا سکتے ہیں وہ اپنے اُس مقدس بندہ کو عرش پر لے گیا تو کونسی تعجب کی بات ہے جس کے غلاموں کی قسمت پر حضرت جبریلؑ بھی رشک کرتے تھے۔ اور آگے بڑھیے قرآن کو قرآن کی روشنی ہی میں سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا "صعود" یعنی آسمان پر چلا جانا قرآن سے ثابت ہے۔ اس پر تو ہر فرد اسلام کا اتفاق ہے کہ

بخشش کا خدا سے لیا وعدہ شب معراج

(از جناب مولوی احتشام احمد صاحب اسرائیلی وکیل)

معراج نے معراج کو پایا شب معراج
ظاہر ہوئی شان شہ بطحیٰ شب معراج

سرکارؐ نے کیں منزلیں طے مع جسد پاک
سرکارؐ نے ہر چیز کو دیکھا شب معراج

جس جائے فرشتوں کے تخلی سے جلیں "پر"
آگے گئے اُس سے سرِ سدرہ آقا شب معراج

جسکی کسی انسان نے پائی نہ ہوا بھی
وہ مرتبہ سرکارؐ نے پایا شب معراج

بھولی گئی اُمت نہ کسی وقت نبیؐ کو
بخشش کا خدا سے لیا وعدہ شب معراج

جو "طالب مطلوب" میں تھے اٹھ گئے پردے
جو راز تھے سب ہو گئے افشا شب معراج

کیوں حور و ملائک اسدؔ آنکھیں نہ بچھاتے
قدرت نے دکھایا نہیں جلوہ شب معراج

حضرت مسیحؑ کو خدا نے بصورت جسدی اُٹھا لیا ، جب ایک مثال اس سے پہلے قائم ہو چکی ہے تو دوسری نظیر کے تسلیم کرنے میں کیوں تامل ہے معراجِ محمدی اور صعودِ مسیح کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ لیکن اس حد تک تو بہرحال تسلیم ہے کہ انسان جسمانی طور پر فضائے عالم بالا میں پرواز کر سکتا ہے ، موجودہ زمانہ میں تو عقل بھی اسکو ماننے میں کوئی تامل نہیں کرتی جبکہ سائنس کی ترقیوں نے دنیا کی نگاہوں سے جہل و لاعلمی کے بہت سے پردے اٹھا دیے ہیں۔ فضائے آسمانی میں سڑکیں بن چکی ہیں ، ہوائی موجوں پر پورا قابو حاصل ہو چکا ہے۔ چاند تک پہنچنے کی کوشش میں بہادر ہوا باز زمین سے ہزاروں کوس اونچی فضا میں پہنچ چکے ہیں ، مادہ پرستوں کے لئے جب فضائے آسمانی میں راستہ بن سکتا ہے تو خدا کے اُس مقدس محبوب کا جو روحانیت و تقدیس کا سب سے بڑا پیغامبر تھا فضائے سماوی سے گذر جانا قطعاً قرین قیاس ہے۔ اگر اس دور میں کسی کو رسالت کو اس سے انکار ہے تو وہ اُس کی فہم و ادراک کی غلطی نہیں بلکہ توہین ہے میں کہتا ہوں آسمان کو حدِ نظر اور نگاہ کی پرواز کی آخری منزل نہ ماننے بلکہ ایک مادی کرہ تسلیم کیجئے اُسکے بعد لطافت و کثافت کی اس حقیقت پر غور کیجئے کہ جو شے جس قدر لطیف ہوگی اُسی قدر کثیف جسم سے وہ گذر سکتی ہے۔ سائنس کی ایجاد لاشعاعی (x-rays) کا نام آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ یعنی انسان نے جسم کا معائنہ اس طریقہ پر کیا جاتا ہے کہ اندرون جسم کی ایک ایک رگ اپنی خفیف ترین جنبش کے ساتھ نظر آتی ہے۔ خون کی گردش ، عروق کا تناسب ، ہڈیوں کی حالت صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے ؟ کثافت جسمانی میں لطیف شعاعوں کا گذر ، شعاعوں کے گذرنے کے لئے تنشر جسد کی شکست و ریخت کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی۔

دوسری مثال لیجئے موٹے سے موٹے شیشہ کے ٹکڑے میں آپ کی نگاہ گذر جاتی ہے۔ کیا شیشہ نگاہ کے گذرنے کے بعد کہیں سے ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے ؟ نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ آپ کی قوت نظر غیر معمولی لطیف ہے اور لطافت کی گذرگاہ کسی خلا کی رہین منت نہیں ہوتی۔ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جس طرح سراپا لطیف تھے اسی طرح جسداً بھی لطیف تھے ، دنیا کی مادیت و کثافت کو لطیف و لطیف بنانے کے لئے حضورؐ مبعوث ہوئے تھے۔ آفتاب کی آنکھ گواہ ہے ، تاریخ کے صفحات ان واقعات سے لبریز ہیں کہ کفر و شرک کی کثافت کو حضورؐ نے لطافت سراپا بنا دیا۔ جو مقدس ہستی اسقدر لطیف ہو اُس کا مادی کرۂ آسمان سے گذر جانا بالکل مستبعد نہیں ہے۔ جب لطافت کی یہ حقیقت واضح ہو چکی تو اتنا اور سمجھ لیجئے کہ لطافت اپنے اندر غیر معمولی سرعت بھی رکھتی ہے ، برقی رو کی رفتار ایک لمحہ میں کئی ہزار میل ہے۔ لہٰذا سرور دو عالم کا جو لطافت مجسم تھے فضائے اعلیٰ کے ہر کرہ حتیٰ کہ عرش تک کی سیر کر کے ایک

شب میں واپس تشریف لے آنا عقل سے سر مو متخالف و متجاوز نہیں ہے احادیث میں وارد ہے کہ حضورؐ جب واپس تشریف لے آئے تو بستر مبارک بدستور گرم تھا۔ اس کے ثبوت کے لئے تھرماس کا تجربہ کیجئے کہ بارہ گھنٹہ تک گرم چائے حرارت پذیر رہتی ہے اور برودت کا اثر قبول نہیں کرتی۔ تھرماس کی قوت جب ثابت ہے تو روحانی طاقت کا انکار بڑا ظلم ہوگا۔ لہٰذا بات بہر حضورؐ کے بستر کا گرم رہنا عقل کے عین مطابق ہے۔ ان تمام حقائق کے اعتراف کے بعد دل میں بعض خدشات و شبہات پیدا ہوتے ہیں شبہات کی تخلیق معصیت نہیں ہے۔ لیکن اُن کو تغیر کی آواز سمجھنا ضلالت اور گمراہی ہے۔ لہٰذا اسی قبیل کے اشخاص نے معراج نبوی کو بعض دلی شبہات و شکوک کی روشنی میں سمجھنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ وہ یہ کہ خداوند تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ وہ حضرت پیغمبر اسلام کو عرش پر بلاتا ، آسمانوں کی سیر کراتا۔ گھر بیٹھے ہی سرفرازی دی جا سکتی تھی۔ وغیرہ وغیرہ ،

اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ انسان کو آزوقۂ حیات کی تلاش کے لئے مجبور کر دیا ، جس لئے اُس نے زمین میں کاشت شروع کی ، اور خدا نے فصل کے پکنے کے لئے آفتاب کی گرمی کو لازم کر دیا ، موسم بدل گئے۔ بادلوں کو خلق فرمایا۔ اس قدر جھمیلے سے تو یہی بہتر تھا کہ خود بخود ہر شے آدمی کی حسب خواہش اُس کے لئے مہیا ہو جاتی۔ یا پھر اس نظام کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ کیا اس سوال کا جواب یہی ہے اور میں قطعیت سے کہہ سکتا ہوں کہ ہاں صرف یہی ہے کہ اسرار خداوندی ہمارے فہم سے بالاتر ہیں اور ہم کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہے ؟ ایسا کیوں نہیں ہے ؟ تو معراج نبوی کے متعلق بھی یہ جواب ہے کہ خداوند برتر و توانا کی یہی مشیت تھی۔

فلسفۂ معراج

۰۰ وہم ایک برق قاطف تھا جس نے شرک و اوہام پرستی کے ہر خرمن کو جلا ڈالا۔ عرب کیا ساری دُنیا اسی مرض میں مبتلا تھی۔ منجموں اور کاہنوں کی مردود جماعت نے انسانی گروہ کو اور زیادہ مشاہدے فریب بنا دیا تھا۔ اسی ذوق کا یہ نتیجہ ہوا کہ اجرام فلکی کی پرستش شروع ہو گئی یہ دیکھ کر کہ رات کی تاریکی کے بعد سورج کی کرنیں دنیا کو یکایک مطلع انوار بنا دیتی ہیں یقیناً اپنے اندر بڑی قوت رکھتی ہیں۔ سورج کی پرستش شروع کر دی اور اُس ہستی کو بھلا دیا جو سورج کی خالق ہے۔ غرض اسی طرح چاند اور دیگر ستاروں کی خدائی کے بھی نعمات بلند کئے گئے۔ لہٰذا انسانوں کے اس طلسم غلط فہمی کے توڑنے کے لئے قادر مطلق نے اپنے مقدس محبوب کو معراجِ جسمانی سے سرفراز فرمایا تاکہ دنیا سمجھ لے کہ چاند ، سورج ، آسمان ، ستاروں کی روشنی اور رفعت

خدائے برتر کی قدرت کے مظاہر ہیں اور وہی اپنے بندہ کو اُس بلند اور ارفع مقام پر لے گیا جہاں سورج کا عنقائے خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اُس مقدس و متبرک رسولؐ کے جسم کو سدرۃ لطافت بخشی کہ آسمانوں میں سے ہوتا ہوا وہ گذر گیا۔ پس لائق پرستش تو وہی معبود ہے جس نے کونین کی سربلندی اور لطافت کا تاج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر رکھدیا۔

تا نبی و رسول کا تخیل انسانوں کے دماغوں میں عجیب طرح کا تھا۔ نبی کو وہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق سمجھتے تھے خدا نے دکھا دیا کہ آنحضرت محمدؐ (روحی فداک) تم ہی میں سے ایک انسان ہیں جو اس کے باوجود کہ عرش بریں اُن کا پا انداز بن چکا ہے، لیکن مدینہ کی گلیوں میں بیوہ و غریب عورتوں کا سودا سلف لاتے ہوئے وہ نظر آتے ہیں۔ حدیبیہ میں صلحنامہ بھی مرتب فرما رہے ہیں۔ بدر کے میدان میں عساکر اسلامیہ کے قاید بھی ہیں۔ غزوۂ خندق میں کدال لیئے ہوئے زمین بھی کھود رہے ہیں۔ اور سلاطین سے مراسلت بھی فرما رہے ہیں۔ لطافت جسمانی اور روحانی ترقی کے بعد ترک دنیا خدا کے نزدیک مبغوض ہے کیونکہ ایسا عمل سرور دو عالمؐ (روحی فداک) اختیار فرما سکتے تھے۔ جن کو ایسی معراج نصیب ہوئی جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ لیکن شب اسریٰ کے دولہا نے اس عزت و مرتبت کے باوجود جو کچھ طرز عمل اختیار فرمایا وہ تاریخ کے زریں اوراق میں محفوظ ہے۔ اور ضرورت ہے کہ دنیا اس کو اپنا نصب العین بنالے۔

صلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

معراج کے فوائد و برکات

(از حضرت مولانا شہید صاحب انصاری فرنگی محلی)

حضور سرور کائنات صاحب تاج و معراج (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور پھر اُس قربت خصوصی پر سرفراز ہونے کے فوائد و برکات جو کسی ملک و رسول مقرب کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھے قرآن نے ایک بلیغ اور وسیع المعلومات جملہ میں یوں بیان فرمائے ہیں لنریہ من آیاتنا انہ ھو السمیع البصیر یعنی اس شب کی سیر اور دار ام ہانی سے اٹھ کر کعبہ اور وہاں سے بیت المقدس اور پھر آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے جانے کا اصلی مقصد یہ تھا کہ اس صاحب بصارت و بصیرت پیغمبر کو اللہ وہ نشانیاں دکھائے جو اس وقت تک خاکی آنکھوں سے پنہاں اور سورج کے نیچے بسنے والے انسانوں کے لیے وہم و خیال یا زیادہ سے زیادہ بے دیکھے مانی ہوئی تھیں۔

اس آیت شریف پر اگر زیادہ گہری نظر ڈالیے تو چند حقائق عالیہ اور مطالب فاضلہ کے رُخ روشن کا ایک گوشہ بے نقاب دکھائی دینے لگے گا۔ اور آج کی صحبت میں فقیر راقم الحروف اسی کی ایک سرسری سیر محترم قارئین پیشوا کو بھی کرا دینا چاہتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے کہ اس طویل سفر کا مقصد یہ تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج کی شب میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دکھائی جائیں قارئین کرام جانتے ہیں کہ دکھائی کون چیزیں گئیں۔ حضرات رسل و انبیا کی اطاعت کے لیے جھکنے والی گردنیں، آسمان کے کھلنے والے دروازے خدمت کے لیے بندھی ہوئی فرشتوں کی کمریں، تعمیل ارشاد کے لیے چشم براہ کروبیان اولو العزم، نام نامی پر وقف ہو جانے والی جنت، ہر مخلوق سے پوشیدہ رہنے والے عالم، اور عالم برزخ کے وہ عجائب و بصائر جن کو سُن کر ہمارے ایسے سخت دل بھی نیکی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اس لیے اُن فوائد و برکات کے علاوہ جو خود صاحب معراج کے حصے میں آئے اگر زیادہ غور کیا جائے تو جس طرح حضور سرور عالم کے ہر فائدے سے آپ کے وابستگان دامن دولت بھی مستفید ہوتے تھے، حد یہ ہے کہ وہ صلوٰۃ جو حضرت اور حضرت کے لخت ہائے جگر کے لیے تھی آپ کی کفش برداری کی بدولت ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ (وہ خدا وہ ہے جو تم پر اور اُس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ و درود بھیجتے ہیں) سے ہمارے حصہ میں بھی آئی۔ اسی طرح اس شب اسریٰ میں بھی کچھ برکات تھے جو دوسروں کو بھی ملے۔ اسمیں سے چار آپ کے سامنے بھی دہرائے جاتے ہیں۔

انبیا کے فوائد

یاد ہوگا کہ "یوم الست" میں پروردگار عالم نے حضرات انبیاء کرام کی ارواح طیبات سے پوچھا تھا کہ اگر حضور سرور کائنات تمہارے پاس تشریف لائیں گے تو کیا تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی خدمت و نصرت کرو گے؟ ان حضرات نے متفقہ صورت میں عرض کیا تھا کہ ہم ضرور ایسا کریں گے۔ اُس دن سے آج (۲۶ رجب دو سال قبل ہجرت شریف) تک اس وعدہ کی تکمیل نہیں ہوا تھا اور ہوتا کیسے۔ تمام انبیاء حضرت کی تشریف آوری سے پہلے ہی اپنا فرض تبلیغ ادا کر کے جوار رحمت الٰہی میں پہنچ چکے تھے اور کسی نے بھی حضرت کا زمانہ نہیں پایا تھا کہ ایمان و اعانت کا وعدہ پورا کیتے بس آج کا دن پروردگار عالم نے ان انبیاء کے اس میثاق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے رکھا تھا، چنانچہ انبیا نے اپنے ایک بہترین عمل سے اپنی نیازمندی، اتباع اور ایمان کا ثبوت کامل دیدیا اور وہ اس طرح کہ بارکنا حولہٗ والی مقدس زمین کی مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں کی روحوں نے جمع ہو کر پہلے حضرت کی خدمت میں ہدیۂ نیازمندی و اخلاص پیش کیا اور پھر آپ کو اپنا امام بنا کر آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، ظاہر ہے کہ تقلید و اتباع کا کامل ترین ثبوت اسی نماز میں اس طرح دیا جاتا ہے کہ انسان پروردگار کی حضور میں ایک شخص کو اپنا پیشرو اور مقتدیٰ اس انداز سے تسلیم کرتا ہے کہ اس کی قرأت کو اپنی قرأت یقین کرتا ہے۔ اسکے اشارے پر جھکتا اس کے امر پر سر بسجود ہوتا، اس کے کہنے سے دست بستہ ایستادہ ہوتا اور وہی عرض کرتا ہے جو اُس کا امام عرض کرتا ہے تو حضرت کو امام تسلیم کرنے کے معنے یہ تھے کہ ہم جب دینی معاملہ میں ان کو اپنا مقتدیٰ مان رہے ہیں تو دنیاوی معاملات میں بس بدرجہ اولیٰ ہے۔ اس موقعہ پر یاد کرو نفس نبی و برادر رسولؐ حضرت امیرؑ کا وہ ارشاد جو یار غار نبی و رفیق رسولؐ حضرت صدیقؓ کے متعلق ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنے مرض موت میں نماز کا امام بنا کر ابوبکرؓ کو ہمارا دینی پیشوا بنا دیا تو ہم نے اپنے دنیوی معاملات کا بھی ان کو مختار تسلیم کر لیا تو حضرات انبیا نے بھی حضرت کو آج اپنا امام منتخب کر کے اپنے

اس وعدہ کا پوری طرح ایفا کر لیا جو کل آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کا کیا تھا کہ روح ایمان و عماد دین زمانہ میں آپ کے مقتدی اور تابع بن گئے۔

فرشتوں کا فائدہ

اور یاد ہوگا کہ کل آدم کی تخلیق کے بعد حضور فخر آدم، عالم کے نور کی ہلکی جھلک جب فرشتوں نے حضرت آدم کی پیشانی میں دیکھی تو ؎

سجدہ کیا ہم نے در جاناں سمجھ کر
کافر ہے جو سجدہ کرے بتخانہ سمجھ کر

کہہ کر بے اختیار حضرت آدمؑ کے سجدہ میں گر پڑے تھے مگر جس طرح بارش کا ایک ہلکا چھینٹا تپتی ہوئی زمین کی تپش بڑھا دیا کرتا ہے اسی طرح اس ہلکی سی تجلی اور زیر نقاب دیدار نے فرشتوں کو بھی آتش کے چاند کا اور زیادہ مشتاق بنا دیا تھا ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

وہ دن تھا اور آج کا دن کہ فرشتوں کے قلب مشتاق کا ہر ہر حصہ زبان حال سے عرض کرتا تھا کہ اے جامع المتفرقین یہ ہجر کب ختم ہوگا۔ یہ جدائی وصال سے کب بدلے گی۔ اور کب اس جمال کو بے نقاب دیکھیں گے۔ جس کی ایک ہلکی تجلی جو پیشانی آدم میں تھی ہم کو بیخود و شیدا بنا چکی ہے آخر یہ کیا قیامت ہے ؎

برہمن ہاتھ دیکھے پھر دیکھے آپ کا جلوہ
ہم ہی کمبخت ہیں جو پاؤں پڑنے کو ترستے ہیں

خدایا کیا یہ کہ ان کو بے نقاب دیکھیں، ابوبکرؓ و علیؓ انکے قدم چومیں بلالؓ و انسؓ ان کی کفش برداریاں کریں، عثمانؓ و عمرؓ اپنی آنکھیں انکے جلوے سے ٹھنڈی کریں، اور جبریلؑ اور ایسے چند خوش نصیبوں کو مستثنیٰ کر کے ہماری کل جماعت تیرے اس نور سے دور رہے جس نے محمدی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ رحمٰن و رحیم نے ان کی زاریوں اور درخواستوں پر توجہ فرمائی اور آج کی شب اس ہجراں زدہ جماعت کے لئے سبیل وصال بن کامرانی و شادکامی کی دولتیں لٹانے لگی تو اس معراج میں تبلیغ کے فرشتے ہی تھے جن کو اظہار اخلاص و نیاز کے بعد دیدار عام کی برکت حاصل ہوئی۔

آسمان کا فائدہ

یاد ہوگا کہ جب آدم پیدا کئے گئے اور اس خاک کی خنکی کو امانت الٰہی اور نور محمدی کا حامل بنایا گیا تھا تو وہ آسمان جن کو اپنی مضبوطی رفعت اور وسعت پر گھمنڈ تھا حیرت زدہ ہوئے، پھر زمین کے سب سے زیادہ بنجر اور بے برگ و بار حصے کو جب یہ شرف دیا گیا کہ حضورؐ کے نعلین مبارک اس کو سرافراز فرمانے لگے تو آسمان نے پروردگار عالم سے عرض کیا، ہم اونچی ذات والوں سے تو یہ نیچ ذات ہی اچھی کہ تیرا محبوب وہاں براج رہا ہے اور ہم ایک اچھوت کی طرح دور کھڑے ترس رہے ہیں۔ پروردگار یہ محرومی تا کے۔ اور یہ جدائی کب تک؟ خدایا ہم زمین کا یہ طعنہ کب تک برداشت کریں کہ تیرے پاس چاند اور سورج ہیں تو ہوا کریں، میرے پاس تو وہ ہے جس کے تلووں سے ان روشن طباقوں کو کوئی نسبت نہیں ہے" خدا کو فلک کی اس بیچارگی پر اور محرومی پر ترس آیا اور آج کی رات اس لئے رکھی گئی تھی کہ آسمان کو حضرت کے نقش مبارک کا تاج پہنایا جائے ؎

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نقش پائے حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ہماری بھلائی

اس مقدس رات میں قوم مسلمین کو جو برکات حاصل ہوئے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ حقیقت میں ان کا شمار و اندازہ ناممکن ہے سب سے بڑی برکت بلکہ تحفۂ جلیلہ وہ نماز ہے جو آج کی شب ہم پر فرض ہوئی اور جو ہمارے لئے تمام حسنات دنیا و آخرت کی ضامن اور بلیات و فواحش و مصائب سے نجات دلانے والی ہے۔ دوسری نعمت یہ تھی کہ جب آنحضرت، اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی تسلیمات **التحیات للہ والصلوات والطیبات** کے جواب میں آپ پر یوں سلام بھیج رہا تھا **السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ** تو آپ نے اس سلام میں حضرت امام الوقت مولانا محمد عبدالباری رضؓ کے ایسے عباد اللہ الصالحین سے بھی پہلے "الطالح لی" کے وعدہ کے مطابق **السلام علینا** میں صبغۃ اللہ لیسے سیاہ کار و بد اعمال میں شامل کر لیا تھا۔ بہر حال اس قسم کے ہزاروں منافع ہیں جو سینکڑوں بار ہماری محافل وعظ میں دہرائے گئے ہیں۔ ایک خاص فائدہ جس کو یہ فقیر نامہ سیاہ خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہے، یہ تھا کہ اسلام کی حقیقی روح کیا ہے اور ایک سچے مسلمان کی کیا شان ہونی چاہیے۔ آج سب سے پہلے ہم کو اسطرح بتائی گئی کہ ارباب دل اس کو قیامت تک فراموش نہ کر سکیں گے اور وہ یہ تھا کہ جو جماعت حضرت کے دست حق پرست پر ایمان لا چکی تھی اور اس کا اعلان کر چکی تھی کہ اس رسول صدوق و امین نے اس وقت تک جو کچھ ارشاد فرمایا یا آئندہ ارشاد فرمائیں گے اسمیں شک و تردد کی ادنیٰ گنجائش نہیں ہے۔ اس کے سامنے حضور سرور عالم نے ایک ایسا واقعہ بیان کیا جس سے عقل ابائی کلی کرتے اور عقل و فلسفہ جس کو غلط محض اور تجربہ و معمول جس کو ایک لمحہ کے لئے باور کرنے کو تیار نہ تھا۔ اسطرح تصدیق کرنے والی جماعت سب سے زیادہ سخت اعتقادی ورتصدیقی

آزمائش میں مبتلا کی گئی تھی لیکن کروڑوں رحمتیں ان قدوسی صفت مصدقین پر جنہوں نے ایک سکنڈ تامل کے بغیر دل کی آخری گہرائی سے **امنا و صدقنا** کہا۔ صحاح میں ہے کہ صبح کو جب حضرت نے یہ فرمایا کہ میں رات کے ایک مختصر ترین حصہ میں کعبہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ان بلندیوں پر پہنچا جہاں جبرئیلؑ کے عقل کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکے تو غیر مسلمین کی جماعت نے ایک طویل استہزاری قہقہہ لگایا۔ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکرؓ اس وقت حاضر محفل نہ تھے۔ غیر مسلمین حضورؐ کی اس خلاف عقل روایت پر آوازے کستے ہوئے واپس جا رہے تھے کہ ادھر سے مصدق ازلی ابوبکرؓ آ رہے تھے۔ طعنہ کرنے والوں نے ان کو دیکھتے ہی ان کو پکڑا اور کہنے لگے آج تمھارے دوست کا دماغ (خاک بدہن گستاخاں) بالکل خراب ہوگیا ہے۔ ابوبکرؓ تم ہی غور کرو کہ یہ کوئی عقل کی بات ہے کہ ایک شخص چند گھنٹے میں (زیادہ سے زیادہ) یہاں سے بیت المقدس اور وہاں سے ہفت فلک سے بھی پرے پہنچ جائے؟" ہر صحیح کتاب فرماتی ہے کہ اس خدا کے پیارے اور رسولؐ کے پیار کرنے والے نے عشر دقیقہ تامل کئے بغیر فرمایا کہ اگر حضرتؐ نے یہ بیان فرمایا ہے تو چاہے میری عقل قبول کرے یا نہ کرے میں اسکی

صداقت پر ایمان لاتا ہوں" اور استدلال کتنا معقول فرمایا کہ جب میں حضرتؐ کے فرمانے سے نہ دیکھے اور عقل میں نہ آنے والے خدا کو مان چکا اور آپ کے فرمانے سے دوزخ و جنت اور فرشتوں کو تسلیم کر چکا جس کو کوئی فلسفہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے تو ایسے واقعہ کے تسلیم کرنے میں مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سنو اے دشمنان رسولؐ دنیا کا اگر ایک انسان بھی اس کی تصدیق نہ کرے پھر بھی ابوبکرؓ اسکی تصدیق کرتا ہے اور مرتے دم تک کرتا رہے گا۔

بہر حال ابوبکر صدیقؓ کے اس اسوہ حسنہ کو یاد رکھنے والے ہر مسلم کے لیے اس واقعۂ معراج میں یہ ایک مستقل برکت ہے کہ اس کو اس طرح اس چیز کی بھی ہدایت مل گئی کہ اپنے جان و مال کے ساتھ وہ اپنے عقل و دماغ کو بھی تاجدار مدینہ کے حوالے کردیں اور وہ چیز جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ وہ فرمودۂ رسولؐ ہے خواہ اسکو عقل باور کرے یا نہ کرے اسکو ماننے اور قبول کرنے ہی میں نجات کی ایک صورت ہے

شعر

جامی رہِ ہدیٰ بخدا غیر عشق نیست
گفتیم والسلام علی تابع الہدیٰ

اسرار معراج

(از جناب مولانا ابو المکارم محمد عبد البصیر صاحب علیقی آزاد سیوہاروی "مولوی فاضل")

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کونسا ایسا وصف ہو کہ جسکے سبب سیرالی السما اور رفع الی السما سے آپکو مشرف فرمایا گیا

وصف نبوت و رسالت وخلافت کا اقتضا تو یہ ہے کہ رسول وخلیفہ زمین ہی پر رہے نہ کہ آسمان پر، کیونکہ آسمان بلاواسطہ قدرت کی کارفرمائیوں کے مظاہر ہیں، اور زمین بالواسطہ۔ نیز جہاں اصل کا ظہور ہو وہاں خلیفہ کا کیا کام۔ پس وصف رسالت ونبوت کا اقتضا تو سیرالی السما اور رفع الی السما کا مقتضی نہ تہا۔ البتہ آپ کا وصف عبدیت (خداوند عزاسمہٗ نے اپنی جانب سے سورہ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبد اللہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے **لما قام عبد الله**) اس امر کا مقتضی تہا کہ سیرالی السما اور رفع الی السما سے آپ کو مشرف فرمایا جائے۔ کیونکہ تمام غلاموں کی یہ رسم ہے کہ وہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے مولا وآقا کی طرف جاتے ہیں۔ البتہ فرق اسقدر ہے کہ بعض اپنے منہ سے اپنے عبد ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور بعض کے متعلق خود مولے وآقا اس کی انتہائی تابعداری، فرمانبرداری، فرزانگی کو دیکھ کر عبد کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ اور اس کو اپنے قریب تر کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند جل علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عبدیت کے کمال کو ملاحظہ فرماکر عبد اللہ کے لقب سے اپنی جانب سے یاد کیا۔ اور اپنی طرف بلایا۔ یعنی رفع الی السما اور سیرالی السما سے۔

معراج کیلئے رات کا وقت کیوں منتخب کیا گیا

حضرت شیخ اکبرؒ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ نور، نجم کا طلوع رات ہی کو ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں اور اسماء گرامی ہیں وہیں نور، نجم بھی آپ کے اسماء ہیں۔ جن کا اقتضا تہا کہ آپ کو رفع الی السما اور سیرالی السما سے شب کو مشرف فرمایا جائے۔

کیا معراج حالت بیداری میں ہوئی تھی

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً اس آیہ مبارکہ کا لفظ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ معراج کا واقعہ حالت بیداری میں وقوع پذیر ہوا ہے، نہ کہ عالم خواب یا عالم ارواح میں، جیسا کہ مندرجہ ذیل استنادات سے عیاں ہے۔

(۱) **سبحان** حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سورہ اسریٰ کے تحت تحریر فرمایا ہے۔

فالتسبيح انما يكون عند الامور العظام فلو كان مناما لم يكن فيه كبير شئ ولم يكن مستعظما (تفسیر ابن کثیر، جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۱۲)

تسبیح امور عظیم ہی کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اگر یہ واقعہ (معراج) خواب کا ہوتا تو کوئی بڑی بات نہ تھی جس کے لیے تسبیح (کا لفظ) استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) **اسریٰ** کا لفظ قرآن شریف میں جس جگہ بھی آیا ہے وہ بیداری ہی کے لیے آیا ہے۔ نہ کہ خواب اور مکاشفہ کے لیے۔

(۳) **عبدہٗ** کا لفظ بھی قرآن شریف میں جس جگہ آیا ہے وہاں روح مع الجسد مراد ہے نہ کہ محض روح۔

(۴) نیز معراج کا واقعہ سنکر کفار کا استعجاب واستبعاد سے پیش آنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ عالم بیداری میں وقوع پذیر ہوا تہا

کیا معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویت باری سے مشرف ہوتے تھے

(۱) امام ابن جریرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

(۲) مسند امام احمد بن حنبلؒ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا۔

(۳) امام بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵)

(۴) شریک نے حضرت ابوذرؓ سے **ما كذب الفؤاد** کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔ (شفاء قاضی عیاض۔)

(۵) مروان نے ابوہریرہؓ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عزاسمہٗ کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے

(۶) عبد الرزاق نے امام حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ قسم کھاکر فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا ہے

کیا رویت باری خلاف از عقل ہے

ملحدین و معاندین کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ رویت باری کا حصول خلاف عقل ہے۔ کیونکہ رویت کے لیئے یہ شرط ہے کہ جسکو دیکھا جائے (مرئی) وہ کسی مکان (آین) میں ہو اور اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ مکان اور جہت سے منزہ ہے لہذا حق تعالیٰ کی رویت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرف ہونا عقل میں نہیں آتا۔ کاش معاندین و سفہا ذرا بھی غور و تعمق سے کام لیتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ رویت کے لیئے یہ شرط نہیں ہے کہ جس کو دیکھا جائے (مرئی مبصر) وہ کسی مکان (این) میں ہو، کیونکہ وہ مکان جس میں کھڑے ہو کر کسی کو دیکھا جائے اس مکان کے لیئے کوئی دوسرا مکان اور جہت نہیں مگر پھر بھی یہ مکان موجود ہے اور اس کی رویت بلا کسی تخئیل کے ہو رہی ہے۔ بس اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عرش پر تھے مگر اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ جس کی ذات مکان و جہت سے منزہ ہے اگر آپ کو دکھلائی دی تو اس میں استبعاد ہے۔ نیز خالق کے لیئے اس کی مخلوق کسی حالت میں شرط واقع نہیں ہو سکتی اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کیف این کا خالق خداوند جل علیٰ ہے۔ بس اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کے لیئے کس طرح کیف اور این شرط واقع ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ امر مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ باوجود اس امر کے کہ جہت اور مکان سے منزہ ہے مگر پھر بھی بصیر ہے۔ پس جبکہ آپ کے بصیر ہونے میں کسی کو استبعاد نظر نہیں آتا۔ تو پھر آپ کے مبصر ہونے کے لیئے کیوں کیف اور این کی شرط لگائی جاتی ہے نیز آیت کلام اللہ شریف لا تدرکہ الابصار سے رویت باری کے معاملہ میں کسی قسم کا استبعاد نظر نہیں آتا، کیونکہ ادراک اس رویۃ کو کہتے ہیں جو کہ علی وجہ الاحاطہ ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر بھی احادیث رویت باری کے متعلق صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان فرمائی ہیں اُن میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس سے یہ پایا جاتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویت باری علی وجہ الاحاطہ ہوئی ہو بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رأیت ربی (مجھ کو دیدار خداوندی ہوا ہے)، فرماتے ہوئے انی اراہ (یعنی میں کیا احاطہ کر سکتا ہوں) کے ذریعہ صاف طور پر اُمت مرحومہ کو اس امر سے آگاہ فرما دیا کہ کسی کو دیدار خداوندی علی وجہ الاحاطہ نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ رویت باری کا ہونا خلاف از عقل نہیں ہے۔ نیز احادیث سے قطعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویت باری سے مشرف ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

کیفیت رویت باری

(۱) ثم دنیٰ فتدلّیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (قرآن شریف) ترجمہ: حق تعالیٰ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور اس قدر قریب ہوئے کہ آپ میں اور خداوند جل علیٰ میں قوسین بلکہ اس سے بھی کم فصل تھا)

(۲) حتی جاء سدرۃ المنتہیٰ ودنا الجبار رب العزۃ فتدلیٰ حتی کان منہ قاب قوسین او ادنیٰ (بخاری شریف) (ترجمہ: شریک نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ قریب ہوئے رب العزت اور اس قدر قریب ہوئے یہاں تک کہ آپ میں اور خداوند جل علیٰ میں قوسین بلکہ اس سے بھی کم فصل تھا)

(۳) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ قال دنا منہ ربہ وھذا اسناد حسن وھو شاھد قوی لروایۃ شریک (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۴۸۳) (ترجمہ: امام بیہقی نے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے دنا منہ ربہ یعنی خداوند جل علیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو[illegible]

مذکورہ بالا روایات سے یہ امر منکشف ہو گیا کہ دنیٰ اور فتدلیٰ کا فاعل باری عزاسمہٗ ہے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیز یہ واقعہ بھی اسی قسم کا تھا۔ کیونکہ سیر الی السماء اور رفع الی السماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں اضافہ فرماتا تھا، اور سب سے زیادہ تشریف و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہی امر میں تھی کہ ذات باری عزاسمہٗ آپ کے قریب ہوتے۔

خداوند عزاسمہٗ کا آنحضرت کو بنفس نفیس ہمکلامی سے مشرف فرمانا

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (قرآن شریف) (۲) فاوحی الیہ فیما اوحی (بخاری شریف) (۳) واخرج الطبرانی فی السنۃ والخطیب عن انس قال رسول اللہ صلعم رأیت النور الاعظم فاوحی الیہ لی ما شاء ان یوحی (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۳) بخاری شریف کی حدیث شریک اور دیگر احادیث اس امر کی شاہد ہیں کہ اوحیٰ کے فاعل حق تعالیٰ شانہٗ ہیں کیونکہ الیٰ عبدہٖ کا قرینہ خود اس امر پر دال ہے کہ جانب وحی کی نسبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔

اسرار معراج

(از جناب مولانا ابو المکارم محمد عبد البصیر صاحب عتیقی آزاد سیوہاروی "مولوی فاضل")

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کونسا ایسا وصف ہے کہ جسکے سبب سیر الی السما اور رفع الی السما سے آپکو مشرف فرمایا گیا

وصف نبوت و رسالت وخلافت کا اقتضا تو یہ ہے کہ رسول وخلیفہ زمین ہی پر رہے نہ کہ آسمان پر، کیونکہ آسمان بلاواسطہ قدرت کی کارفرمائیوں کے مظاہر ہیں، اور زمین بالواسطہ۔ نیز جہاں اصل کا ظہور ہو وہاں خلیفہ کا کیا کام۔ پس وصفِ رسالت ونبوت کا اقتضا تو سیر الی السماء اور رفع الی السماء کا مقتضی نہ تھا۔ البتہ آپ کا وصف عبدیت (خداوند عز اسمہٗ نے اپنی جانب سے سورہ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبد اللہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے **انہ لما قام عبد اللہ**) اس امر کا مقتضی تھا کہ سیر الی السما اور رفع الی السماء سے آپ کو مشرف فرمایا جائے۔ کیونکہ تمام غلاموں کی یہ رسم ہے کہ وہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے مولا و آقا کی طرف جاتے ہیں۔ البتہ فرق اسقدر ہے کہ بعض اپنے منھ سے اپنے عبد ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور بعض کے متعلق خود مولے و آقا اس کی انتہائی تابعداری، فرمانبرداری، فرزانگی کو دیکھ کر عبد کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ اور اُس کو اپنے قریب تر کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند جل علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عبدیت کے کمال کو ملاحظہ فرماکر **عبد اللہ** کے لقب سے اپنی جانب سے یاد کیا۔ اور اپنی طرف بلایا۔ یعنی رفع الی السماء اور سیر الی السماء سے۔

معراج کیلئے رات کا وقت کیوں منتخب کیا گیا

حضرت شیخ اکبرؒ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ نور، نجم کا طلوع رات ہی کو ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں اور اسمائے گرامی ہیں وہیں نور، نجم بھی آپ کے اسماء ہیں۔ جس کا اقتضاء تھا کہ آپ کو رفع الی السماء اور سیر الی السماء سے شب کو مشرف فرمایا جائے۔

کیا معراج حالتِ بیداری میں ہوئی تھی

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا اس آیۂ مبارکہ کا لفظ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ معراج کا واقعہ حالت بیداری میں وقوع پذیر ہوا ہے، نہ کہ عالم خواب یا عالم ارواح میں، جیسا کہ مندرجہ ذیل استنادات سے عیاں ہے۔

(۱) **سبحان** حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سورہ اسریٰ کے تحت تحریر فرمایا ہے۔

فالتسبیح انما یکون عند الامور العظام فلو کان مناماً لم یکن فیہ کبیر شئی ولم یکن مستعظماً (تفسیر ابن کثیر، جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲)

تسبیح امور عظیم ہی کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اگر یہ واقعہ (معراج) خواب کا ہوتا تو کوئی بڑی بات نہ تھی جس کے لئے تسبیح (کا لفظ) استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) **اسریٰ** کا لفظ قرآن شریف میں جس جگہ بھی آیا ہے وہ بیداری ہی کے لئے آیا ہے۔ نہ کہ خواب اور مکاشفہ کے لئے۔

(۳) **عبدہٗ** کا لفظ بھی قرآن شریف میں جس جگہ آیا ہے وہاں روح مع الجسد مراد ہے نہ کہ محض روح۔

(۴) نیز معراج کا واقعہ سُنکر کفار کا استعجاب و استبعاد سے پیش آنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ عالم بیداری میں وقوع پذیر ہوا تھا

کیا معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویت باری سے مشرف ہوئے تھے

(۱) امام ابن جریرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

(۲) مسند امام احمد بن حنبلؒ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا۔

(۳) امام بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

(۴) شریک نے حضرت ابوذرؓ سے **ما کذب الفؤاد** کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔ (شفا رقاضی عیاض)

(۵) مروان نے ابو ہریرہؓ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عز اسمہٗ کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے

(۶) عبد الرزاق نے امام حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ قسم کھاکر فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا ہے

کیا رویت باری خلاف از عقل ہے

ملحدین و معاندین کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ رویت باری کا حصول خلاف عقل ہے۔ کیونکہ رویت کے لیئے یہ شرط ہے کہ جسکو دیکھا جائے (مرئی) وہ کسی مکان (آین) میں ہو اور اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ مکان و جہت سے منزہ ہے لہذا حق تعالیٰ کی رویت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرف ہونا عقل میں نہیں آتا۔ کاش معاندین و سفہا ذرا بھی غور و تعمق سے کام لیتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ رویت کے لیئے یہ شرط نہیں ہے کہ جس کو دیکھا جائے (مرئی بصر) وہ کسی مکان (این) میں ہو، کیونکہ وہ مکان جس میں کھڑے ہو کر ہم کسی کو دیکھا جائے اس مکان کے لیئے کوئی دوسرا مکان اور جہت نہیں مگر پھر بھی یہ مکان موجود ہے اور اس کی رویت بلا کسی تخیل کے ہو رہی ہے۔ پس اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عرش پر تھے مگر اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ جس کی ذات مکان و جہت سے منزہ ہے اگر آپ کو دکھلائی دی تو اس میں استبعاد کیا ہے۔ نیز خالق کے لیئے اس کی مخلوق کی حالت میں شرط واقع نہیں ہو سکتی اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کیف اور این کا خالق خداوند جل علی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ کے لیئے کس طرح کیف اور این شرط قرار دیئے جاتے ہیں۔ نیز یہ امر مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ باوجود اس امر کے کہ جہت و مکان سے منزہ ہے مگر پھر بھی بصیر ہے۔ پس جبکہ آپ کے بصیر ہونے میں کسی کو استبعاد نظر نہیں آتا۔ تو پھر آپ کے مبصر ہونے کے لیئے کیوں کیف اور این کی شرط لگائی جاتی ہے۔ نیز آیت کلام اللہ شریف **لا تدرکہ الابصار** سے رویت باری کے معاملہ میں کسی قسم کا استبعاد نظر نہیں آتا، کیونکہ **ادراک** اس **رویۃ** کو کہتے ہیں جو کہ **علی وجہ الاحاطہ** ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر بھی احادیث رویت باری کے متعلق صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان فرمائی ہیں اُن میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس سے یہ پایا جاتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویت باری علی وجہ الاحاطہ ہوئی ہو بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **رأیت ربی** (مجھ کو دیدار خداوندی ہوا ہے) فرماتے ہوئے **انی اریٰ لا** (یعنی میں کیا احاطہ کر سکتا ہوں) کے ذریعہ صاف طور پر اُمت مرحومہ کو اس امر سے آگاہ فرما دیا کہ کسی کو رویت خداوندی علی وجہ الاحاطہ نہیں ہو سکتی۔ غرضیکہ رویت باری کا ہونا خلاف از عقل نہیں ہے۔ نیز احادیث سے قطعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویت باری سے مشرف ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

کیفیت رویت باری

(۱) **ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ** (قرآن شریف) ترجمہ:۔ حق تعالیٰ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور اس قدر قریب ہوئے کہ آپ میں اور خداوند جل علی میں قوسین بلکہ اس سے بھی کم فصل تھا۔

(۲) **حتیٰ جاء سدرۃ المنتہیٰ ودنا الجبار رب العزۃ فتدلیٰ حتیٰ کان منہ قاب قوسین او ادنیٰ** (بخاری شریف) (ترجمہ:۔ شریک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریب ہوئے رب العزت اور اس قدر قریب ہوئے یہاں تک کہ آپ میں اور خداوند جل علی میں قوسین بلکہ اس سے بھی کم فصل تھا)

(۳) **عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ قال دنا منہ ربہ وھذا اسناد حسن وھو شاھد قوی** لی روایۃ شریک (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۴۲۸) (ترجمہ:۔ امام بیہقی نے **ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ** کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے **دنا منہ ربہ** یعنی خداوند جل علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوئے)

مذکورہ بالا روایات سے یہ امر متحقق ہو گیا کہ **دنیٰ** اور **فتدلیٰ** کا فاعل باری عز اسمہٗ ہے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیز یہ موقعہ بھی اسی قسم کا تھا کیونکہ سیر الی السماء اور عروج الی السماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں ازدیاد فرماتا تھا اور سب سے زیادہ تشریف و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی امر میں تھی کہ خود باری عز اسمہٗ آپ کے قریب ہوئے۔

خداوند عز اسمہٗ کا آنحضرت کو بنفس نفیس کلام سے مشرف فرمانا

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (قرآن شریف) (۲) **فاوحیٰ الیہ فیما اوحیٰ** (بخاری شریف) (۳) **واخرج الطبرانی فی السنۃ والحکیم عن انس قال قال رسول اللہ صلعم رأیت النور الاعظم فاوحیٰ الیہ ما شاء ان یوحی** (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۴) بخاری شریف کی حدیث ربعیہ اور دیگر احادیث اس امر کی شاہد ہیں کہ اوحیٰ کے اندر حق تعالیٰ شانہٗ کے طرف ضمیر الی عبدہٖ کا قرینہ خود اس امر پر دال ہے کہ جملہ امور کی اسناد اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔

نور کی سیڑھی

رفعت رسالت پناہی کا آخری مقام

ملا گوید بر فلک شد احمد — سر مد گوید فلک بہ احمد رسید

(عزیز حسن بقائی)

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیٰتنا انہٗ ھو السمیع البصیر (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد) کو رات ہی رات کو رات کے مسجد حرام (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد ہم نے دین و دنیا کی برکتیں دے رکھی ہیں (مقصود یہ تھا کہ ہم ان کو اپنی (قدرت کے) چند عجائبات معائنہ کرائیں، بیشک اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اگرچہ اس آیت سے سرکار رسالت پناہ کا شب معراج بیت المقدس تک جانا ثابت ہوتا ہے مگر سورۂ نجم کی ایک اور آیت میں حضورؐ کے بلند مرتبہ کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے۔ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے بلایا گیا۔ اور سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جس کے آگے جانے کا جبرئیلؑ کو بھی حکم نہ تھا۔

بہرحال اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۱۲ نبوت میں جبکہ سرکار کی عمر اکیاون برس اور نو مہینے کی تھی اور پیر کا دن تھا اور رجب کی ستائیسویں تاریخ تھی اور آپ حطیم میں استراحت فرما رہے تھے کہ یکایک چھت شق ہو گئی اور حضرت جبرئیلؑ نے سرکار کے سینہ مبارک کو چاک کرکے زمزم کے پانی سے دھو کر علم و حکمت کا خزانہ بھر دیا اور اس کے بعد سینہ مقدس کو درست کر دیا اسکے بعد ایک دراز گوش خچر سے قدرے چھوٹا پاؤں میں پر لگے ہوئے سفید رنگ چوپایہ سواری کے لئے خدمت میں پیش کرکے معراج کی خوشخبری سنائی اس چوپایہ کو براق کہتے ہیں۔ سواری کے بعد جبرئیلؑ نے رکاب تھامی اور میکائیلؑ نے لگام پکڑی اور اس شان سے حضورؐ کی سواری روانہ ہوئی۔ پھر آپ کا گذر یثرب کی سرزمین پر ہوا جہاں آپ نے دو نفل پڑھے، پھر آپ وادی سینا سے گذرے یہاں بھی آپ نے دو نفل پڑھے۔ پھر آپ بیت اللحم سے گذرے یہاں بھی نماز پڑھی۔ پھر آپ کا گذر بہت سی ایسی قوموں پر ہوا جو اپنے اپنے اعمال کی جزا و سزا میں مصروف تھیں اسکے بعد سواری مبارک بیت المقدس میں پہنچی۔ آپ

تحیۃ المسجد میں مصروف تھے کہ اتنے میں اذان ہوئی، اور بہت سے لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے اور آپ کی امامت میں تمام انبیاء کی ارواح مقدسہ نے نماز پڑھی، اور سرکار کی تعریف کے گیت حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ نے گائے۔ اس کے بعد آپ بیت المقدس کے باہر تشریف لائے۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے متعدد پیالے (دودھ، پانی، شراب) پیش کئے حضورؐ نے دودھ نوش فرمایا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ اس کے بعد عروج الی السماء شروع ہوا۔

جب آپ کو جبرئیلؑ آسمان اول پر لیکر پہنچے تو حضرت آدمؑ آپکے خیر مقدم کیلئے موجود تھے آپنے حضرت آدمؑ کو سلام کیا، اور حضرت آدمؑ نے دعا دی۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے آپ تمام آسمانوں کو طے کرتے ہوئے اور حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ وغیرہ اکابرین انبیاء کا سلام اور خیر مقدم قبول کرتے ہوئے، عجائبات کا معائنہ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور یہاں حضرت جبرئیلؑ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ اس سے آگے کے لیے آپ ہی کو قوت برداشت عطا کی گئی ہے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

پھر آپ کی رہنمائی ایک نور نے کی جس نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور اسی نور نے آپ پر سے ستر ہزار حجابات پٹ اٹھا دیے۔ اور اسکے بعد آپ عالم سکوت میں تشریف فرما ہوئے جہاں فرشتوں کی آواز کی بھی رسائی نہ تھی اس عالم تنہائی کو آپ نے محسوس فرمایا تو رفیق غار (حضرت ابوبکرؓ) کی آواز کان میں آئی جب آپ کی طبیعت میں سکون ہوا تو نور کی ایک سبز مسند پر حضورؐ کو رونق افروز فرمایا گیا جس پر بیٹھتے ہی آپ عرش اعظم تک پہنچ گئے اور وہاں عبد و معبود میں جو راز و نیاز ہوئے ان کو انسانی زبان کیا بیان کر سکتی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ سے آگے کچھ نہیں بتایا گیا۔ سرکار کا ارشاد ہے کہ میں نے وہاں ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اسکو بیان نہیں کر سکتی۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کو رویت الٰہی سے مشرف فرمایا کہ لذت دیدار زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور آپ نے بخوشی منظور کر لی اور اسی "نور کی سیڑھی" کے ذریعہ واپس ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ کے فرمانے سے پھر آپ ملاء اعلیٰ کے قریب پہنچے

۲ اور پچاس وقت کے بجائے پانچ وقت کی نماز رہ گئی اور جس طرح سواری مبارک روانہ ہوئی تھی اور براق کے ذریعہ گئی تھی اسی طرح واپس ہوئی

اسرارِ نبوّت

(از جناب مولانا مولوی سید فریش حسین صاحب شمسی)

اگر تم نظامِ قدرت پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ فطرت، کائناتِ عالم میں ایک خاص ترتیب و تسلسل سے عمل پیرا ہے، اس کی ہر جنس ایک دوسری جنس سے، اور ہر نوع ایک دوسری نوع سے ترقی پذیر ہے۔ کائنات کی پہلی قسم "جمادات" کو لو، یہ ہر طرح کی نباتی و حیوانی خصائص سے یکسر خالی ہے اسمیں نہ تو حرکت و نمو کی قوت ہے، نہ احساس و ارادہ کی طاقت، نہ نطق و گویائی کی قدرت ہے، نہ علم و ادراک کی صلاحیت، اس سے اوپر "نباتات" کی دنیا ہے، لیکن اس عالم میں بھی سوائے حرکت و نمو کے بقیہ صفات سے محرومی ہی ہے۔ اس کے بعد "حیوانات" کا درجہ آتا ہے۔ انھیں حرکت و نمو کے ساتھ احساس و ارادہ بھی ہے، یہ ایک قطرۂ آب سے لیکر عالم شباب تک تدریجی دور سے نشو و نما پانے کے علاوہ اپنی خواہش و ارادہ سے چلتے پھرتے بھی ہیں اور سوتے جاگتے بھی، دوستوں، ہمجنسوں سے میل جول بھی رکھتے ہیں، اور دشمنوں سے نفرت و عداوت بھی، سب سے آخر انسان کا مرتبہ ہے جس میں ان تمام صفات و خصائص کے ساتھ نطق و ادراک کلیات کی قوت بھی ودیعت کی گئی ہے۔ غرض کائنات کی یہ سب کڑیاں اسفل سے افضل تک ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔

یہ تو انواع کا حال ہے، پھر ہر نوع کے تحت میں اصناف ہیں، اور جس طرح ہر نوع کی قابلیتیں الگ الگ ہیں، اسی طرح ہر صنف کی خصوصیات اور ادراکات بھی جداجدا ہیں۔ انسانوں ہی میں، پہاڑوں کے دامنوں اور کھوؤں میں بسنے والی وحشی اور غیر متمدن اقوام سے شروع کرو تو ان سے ترقی یافتہ وہ لوگ ملیں گے جو ہر قسم کی تہذیب و شائستگی ترقی سے محروم دیہاتوں اور گانوؤں کی جھونپڑیوں میں آباد ہیں، پھر ان سے اعلیٰ خوشنما عمارتوں میں، خوش قطع کوٹھڑیوں میں، نرم نرم گدیلوں پر سونے والے، شہری اور متمدن ملیں گے۔ اور ان سے بھی بلند تر وہ علمائے روزگار و عقلائے عالم ہیں، جو تجربہ و مشاہدہ سے نظر و فکر سے۔ قیاس و استدلال سے مجہول کو معلوم کر لیتے ہیں۔ آج دنیا میں جسقدر علوم و فنون صنائع و حرف، ایجادات و اختراعات پیدا ہو چکے ہیں، وہ سب اسی صنفِ انسانی کے رہینِ منت ہیں۔

صنفِ انسانی میں انبیاء کا رتبہ

لیکن انسانوں کی بلند ترین صنف وہ ہے، جس کی عقل و فہم کے سامنے تمام نظریات بھی بدیہیات ہوں، جس کی روح قدسی لپنے تمام معلومات کو تجربہ و مشاہدہ سے نہیں، نظر و فکر سے نہیں، قیاس و استدلال سے نہیں بلکہ براہ راست عالم ملکوت سے، مکالمۂ الٰہی سے، رویتِ ملائکہ و رویائے صادقہ سے حاصل کرتی ہے، جن کے حواس کی طاقت عام انسانوں سے اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ، وہ کچھ دیکھتے ہیں جو عام انسان نہیں دیکھ سکتے، وہ، وہ کچھ سنتے ہیں جو عام انسان نہیں سن سکتے، اُن سے وہ خارقِ فطرت افعال بھی صادر ہوتے ہیں جو عام انسانی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ غرض اُن کو مبدءِ فیاض کی طرف سے وہ تمام علوم و معارف، حقائق و اسرار، قدرت و خفیہ بطائف دیئے جاتے ہیں، جو دائرہ فہم انسانی کی سرحد سے باہر اور طاقتِ بشری سے بالاتر ہوتے ہیں، یہ قوتِ قدسیہ، یہ صفاتِ کمالیہ جس پیکرِ انسانی میں ہوتی ہے وہی انبیاء و رسل (علیہم السلام) ہیں۔

انبیاء کے حواس کی طاقت

انسان کے تمام مدرکات و محسوسات، اُسکے حواس ظاہری و باطنی سے ماخوذ ہیں۔ عام افراد نوعِ بشری کا یہ حال ہے کہ جب حواس ظاہری کام کرتے ہیں تو حواس باطنی بیکار ہو جاتے ہیں، اور جب حواس باطنی اپنا عمل کرتے ہیں تو حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں۔ غرض ایک کی مصروفیت دوسرے کو اپنے فرائض سے باز رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہم خواب کی حالت میں ہوتے ہیں اور ہمارے حواس ظاہری تھوڑی دیر کے لیے اپنا کام موقوف کر دیتے ہیں، تو ہمارے قوائے ذہنی عالم بالا کی سیر کرنے لگتے ہیں اور ہماری روحیں شہرستانِ ملکوت کی گلگشت کرتی ہیں۔ لیکن انبیاء (علیہم السلام) کے مقدس قالبوں میں جو ارواحِ طیبات ہوتی ہیں اُن کے لیئے عالم بیداری بھی اقلیم روح کی گلگشت اور ملکوت کی سیر سے مانع نہیں ہوتا، عام روحیں جو کچھ حالت خواب میں دیکھتی ہیں انبیاء (علیہم السلام) اس سے بڑھکر عالم بیداری میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کے لیے خواب و بیداری دونوں یکساں ہوتے ہیں ان کے جسم گو سوتے ہیں، لیکن ان کی روحیں ہمیشہ جاگتی رہتی ہیں۔

تنام اعینھم ولا ان کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن ان

تنام قلوبھم (بخاری) کے دل ہمیشہ بیدار رہتے ہیں۔

ہماری درماندگی صرف اتنی ہی نہیں کہ حواس ظاہری کی مصروفیت حواس باطنی کو اور حواس باطنی کی مشغولیت حواس ظاہری کو معطل کر دیتی

ہے، بلکہ خود ہمارے حواس ظاہری میں ایک حس کی مصروفیت دوسری حس کو بیکار کردیتی ہے۔ روزانہ کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ جس وقت ہم کسی چیز کو غور سے دیکھتے ہیں، تو اس وقت سنتے نہیں۔ جب کسی آواز پر ہمہ تن گوش بنجاتے ہیں تو ایسی حالت میں دیکھتے تک نہیں۔ لیکن حضرات انبیار (علیہم السلام) کی یہ حالت نہیں ہوتی، بلکہ ان کے حواس ظاہری ہوں یا باطنی دوش بدوش کام کرتے ہیں، اور ان کا کوئی ایک حاسہ بھی دوسرے حاسہ کی راہ میں مخل نہیں ہوتا۔ وہ ایک ہی وقت میں غرق سماعت بھی ہوتے ہیں، اور محو دید بھی، وہ ان ہی آنکھوں سے عالم ارضی کی گلکاریاں بھی دیکھتے ہیں اور فضائے روحانی کی تجلیاں بھی۔

انبیار کی قدرت تصرف

جس طرح ہماری روح یا ہمارے جسم کی پُراسرار مخفی قوت ہمارے جسم پر تصرف کرتی ہے، اور ہمارے تمام اعضا وجوارح اسکے ایک ایک اشارہ کے تابع و فرمانبردار رہتے ہیں، اسی طرح انبیار کی روح قدسی سارے عالم جسمانی پر حکمراں ہوتی ہے، روحانی دنیا کے آگے مادی دنیا کے تار و پود بکھر جاتے ہیں۔ نظام کائنات درہم برہم ہوکر روحانی دنیا کے سنن و اصول کے سامنے اپنی شکست کا اعتراف کرلیتا ہے۔ اسی بنا پر نبی کی روح قدسی سے عجیب عجیب خارق فطرت ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ آگ اس پر گلزار ہوجاتی ہے، زہر اس کے لئے تریاق بن جاتا ہے، سمندر اس کی ضرب سے تھم جاتا ہے، لکڑی کی بے جان چھڑی اس کے ہاتھوں اژدہا بن جاتی ہے، چاند اس کے اشارے سے پھٹ جاتا ہے وہ چشم زدن میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور پھر وہاں سے مقام لامکان تک عروج کرجاتا ہے۔ اُسکی انگلیوں سے تشنگانِ وادی حق کے لیئے آب شیریں کے چشمے اُبلتے ہیں، اس کی دعاؤں سے آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ بیمار تندرست ہوجاتے ہیں، مُردے جی اُٹھتے ہیں، آسمان اس کی اطاعت کو دوڑتا ہے۔ زمین اس کے قدم چومنے کو لپکتی ہے، دشت و جبل، انس و ملک خشکی و تری اس کی اطاعت میں سرنگوں ہوجاتے ہیں ؎

جوں پیمبر از بروں بانگے زند اجانِ اُمت در درون سجدہ کند

غرض صاحبِ حی نبوت، حامل اسرار شریعت اپنی پُراسرار زندگی کے اندر اس قسم کے حالات وکیفیات کی ایک دنیار کھتاہے۔ جن کی توجیہ سے انسانی عقل عاجز ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے اور ناقابل انکار حقیقت، ایک صداقت ہے اور تاریخی صداقت، جس کے آگے سر تسلیم خم کردینے کے سوا کوئی چارہ نہیں، عالم کی تاریخ تمھارے سامنے ہے۔ اگر تم روحانی دنیا کے فرزندوں کے کوائف و حالات پڑھو، تو تمکو ہر جگہ نظر آئے گا کہ پیغمبر وہ کچھ دیکھتا ہے جو ہم نہیں دیکھ سکتے، وہ وہ کچھ سنتا ہے جو ہم نہیں سُن سکتے۔ اسکے احوال وکوائف سے ہم ناآشنا اور اُسکی عقل و حواس سے ہم بیگانہ رہتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کی پوری زندگی اسی طرح ہزاروں شہادتوں سے لبریز ہے۔ حضرت مسیحؑ کی کتاب حیات کا ایک ایک ورق اس کے ثبوت میں بھرا ہوا ہے حضرت ختم المرسلینؐ (صلعم) کی حیات طیبہ بجائے خود اس کی ایک دلیل محکم و برہان ثابت ہے، یہی وہ مافوق فہم بشری اعمال و افعال ہیں جن کو اصطلاح میں آیات و معجزات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

"کیا معجزہ دلیل نبوت ہے؟"

مذکورہ بالا سطروں سے کہیں یہ غلط فہمی نہ پیدا ہوجائے کہ معجزہ و خرق عادت کا صدور انبیار (علیہم السلام) کا جزو حیات ہے، اور یہی ان کی نبوت کی دلیل ہے، پیغمبر کا اصلی معجزہ اور اُس کے مامور من اللہ ہونے کی واضح ترین دلیل خود اس کا مجسم وجود ہوتا ہے، جو اس ظلمتکدۂ عالم میں آفتاب بنکر چمکتا اور سیہ کار قلوب و زنگ آلود نفوس پر صیقل کرتا ہے۔ اس کے منجانب اللہ ہونے کی کھلی ہوئی نشانی خود اس کا پیغام ربانی ہوتا ہے، جو سننے والوں کے دلوں میں سکینہ و ایمان بھر دیتا ہے، اس کے روحانی پیکر ہونے کا بیّن ثبوت خود اسکے معصومانہ اخلاق و پاکیزہ خصائل ہوتے ہیں۔ جو دیکھنے والوں کے دلوں پر عقیدت و احترام کی مُہر ثبت کردیتے ہیں ؎

در دل ہر امتی کز حق مزہ است ؛ روئے و آواز پیمبر معجزہ است

لیکن جن کے چہرہ پر آنکھیں تو روشن ہوتی ہیں مگر دل کی بصیرت اندھی ہوتی ہے، اور سر کے کان تو کھلے ہوتے، لیکن عبرت کے کان بہرے ہوجاتے ہیں اور عقل کی افتادگی، روح کی پستی دلوں کو انابت الی اللہ، و رجوع الی الحق کی استعداد سے خالی کرکے ان پر مُہر لگا دیتی ہے۔ ان کے نزدیک بڑے سے بڑے خوارق اور عجیب سے عجیب معجزات بھی سحر و جادو، شعر و کہانت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے، اور قدرت کی کوئی آیت و نشانی بھی ان کے دلوں کی مہر کو توڑ نہیں سکتی۔

وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون ، اور جو لوگ ایمان والے نہیں ہوتے اُن کیلئے آیات و نذر بے کار ہیں۔

انبیار کے متبعین میں سے جن کے دل میں ذوقِ ایمان کی کچھ بھی تشنگی ہوتی ہے وہ کبھی اپنے پیغمبر سے معجزہ کے طالب نہیں ہوتے ہیں حضرت **ہارونؑ و یوشعؑ** نے حضرت **موسیٰؑ** کو بلا کسی مادی اور محسوس نشانی کی طلب کے پیغمبر تسلیم کرلیا تھا، حضرت مسیحؑ کے حواریوں نے اپنے پیغمبر سے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا تھا، حضرت **ابوبکر صدیقؓ** حضور **سرور کائنات** (صلعم) پر سب سے پہلے ایمان لائے لیکن کسی ظاہری معجزہ کے اثر سے نہیں بلکہ محض آپ کی معصومانہ زندگی کا یقین،

کرتے ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ خدمتِ مبارک میں حاضر ہوتے ہیں تو روئے مبارک دیکھتے ہی ان کے دل میں ایمان کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پکار اُٹھتے ہیں "یہ دروغگو کا چہرہ نہیں" حضرت **ابوذر غفاری** نے جب آپ کے کمالاتِ اخلاقیہ، اوصافِ حمیدہ اور پاکیزہ تعلیمات کا حال سنا تو بن دیکھے ایمان کی خواہش و کشش محسوس کرنے لگے۔

معجزہ کی غایت

اوپر کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ معجزہ یا خرقِ عادت نبوت کی اصلی دلیل نہیں ہوتا ہے، البتہ جو لوگ ایمان و یقین کی خواہش رکھتے ہیں اور جو طبیعتیں شریعت کی رمز شناس ہوتی ہیں ان کے سامنے جب پیغمبر سے کوئی معجزہ یا اتفاقاً صادر ہوتا ہے، تو وہ خرقِ عادت ان کے لئے پیغمبر کی صداقت کی ایک آیت یا نشانی کا کام دیتا ہے، جس سے ان کے ذوقِ ایمانی کو تقویت ملتی ہے، رسوخِ ایمان اور ثباتِ قدم حاصل ہوتا ہے۔ مشکلات کے عالم اور اضطراب کی گھڑیوں میں ان کی تسکین ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ان کے لئے معجزہ خود نبوت کی نہیں مدعیِ نبوت کی صداقت نفسیاتی دلیل کا کام دیتا ہے۔

سابقین اولین میں اگرچہ صفائیِ باطن اور رسوخِ ایمان کی وجہ سے صحابہؓ کا ایک گروہ باوجود خانہ بدوش اور مفلوک الحال بے سر و سامان اور بے یار و مددگار ہونے کے کسی معجزہ کا خواستگار نہیں تھا، تاہم نصرتِ الٰہی، آیات و دلائل بنکر مسلمانوں کو ہر قدم پر تسلی کا پیام سناتی رہی، غزوات و محاربات کے پُرخطر مواقع میں، فقر و فاقہ کے حوصلہ شکن اوقات میں، کہیں فرشتوں کے پرے بن کر کہیں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں سے چشمے پھوٹ کر، کہیں انبا بالغیب کی شکل میں، یہی معجزے انکی دستگیری کرتے تھے۔

اسکے علاوہ معجزات کا اظہار عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ معاندین و مخالفین پیغمبر سے کسی خرقِ عادت کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس کے پیش کرنے سے عاجز ہو جائیگا اور اس سے اسکے دعویٰ نبوت کی صداقت پر دھبہ آ جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسی خرقِ عادت کو ظاہر کرکے معاندین کی رسوائی و تفضیح کرتا ہے، اور مدعیِ نبوت کی ہمہ دانی و راستبازی پر ایک مہر ثبت کر دیتا ہے۔

طلعتِ چوں مہ کہ دارد بر شناخت ؛ معجزہ ہمی داد حق و بنواخت

لیکن جب معاندین کی جماعت میں سوائے کثیف مادہ کے کوئی صلاحیت پذیر عنصر باقی نہیں رہتا تو اس وقت بھی معجزہ، آسمان کی بجلی، فضا کی آندھی، زمین کا سیلاب، لوہے کی تلوار بنکر پیام ہلاکت ثابت ہوتا ہے اور کرۂ ارض کی مقدس گود کو ان کے وجود کی نجاست سے پاک کر دیتا ہے

حضرت موسیٰ کو متعدد معجزے دیئے گئے، آپ ایک مدت تک مدعی "**انا ربکم الاعلیٰ**" کو عبودیت و بندگی کی دعوتِ حق دیتے رہے، لیکن جب ہر بار ان کی تکذیب کی گئی تو آخر ایک دن دریائے نیل بہت بڑا اور مصر کا ایسا بلند تاجدار مع اپنے تمام امراء و درباریوں اور اہل دربار کے عذابِ الٰہی کے دریائے بے پایاں میں ہمیشہ کے لئے غرق ہو کر رہ گیا۔ حضور **سرورِ کائنات** صلعم کا جو سب سے آخری اور فیصلہ کن معجزہ تھا، وہ معراج کی "آیتِ کبریٰ" تھی جس کے بعد معاندین قریش کی ہلاکت کا آغاز ہونے والا تھا، کیونکہ اسکے بعد ہی ہجرت کا حکم تھا، اور درحقیقت روسائے مکہ و کفارِ قریش کی تباہی اور مسلمانوں کی فتحِ مکہ کا پیام تھی۔

معجزہ کا امکان

دنیا چونکہ عالمِ اسباب ہے کارخانۂ کائنات ایک ہموار انتظام پر چل رہا ہے، ہر شے اپنے اندر کوئی نہ کوئی ایسی قوت یا خاصہ رکھتی ہے جس سے اس وقت تک اس کا انفکاک نہیں ہو سکتا جب تک یہ خود اپنی ذات و حقیقت سے منفک نہ ہو جائے۔ اس لئے معجزات و خوارق کو سننے کے ساتھ ہی سب سے پہلے یہ سوال ہمارے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ممکن بھی ہے، کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ دہکتی ہوئی آگ ہو اور جلائے نہیں، ایک بے جان و غیر متحرک خشک ٹہنی ہو اور دوڑتا ہوا اژدہا بن جائے، آدمی ہو اور بن باپ کے پیدا ہو، جسم خاکی ہو، اور چشم زدن میں فرش زمیں سے عرش بریں تک عروج کر جائے؟ ان باتوں کا تسلیم کرنا گویا قانونِ فطرت و از آنجا نیچر کا انکار کرنا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں قانونِ قدرت یہ ہے کہ آگ جلاتی ہے۔ درخت چلتے پھرتے نہیں، انسان نوبعد **مثل** کے قاعدہ سے اپنے ہی جیسے انسان سے وجود میں آتا ہے، عنصرِ خاکی اپنے مرکز سے جدا نہیں ہوتا،

سوال یہ ہے کہ قانونِ فطرت ہے کیا چیز؟ اور اس کا علم ہوا تو کس طرح؟ کیا کائنات کی ہر شے کی ذات میں خود کوئی علت اور کوئی خاصیت ہے یا ہم نے بار بار کے تجربہ سے یہ سمجھا کہ آگ جلاتی ہے، درخت چلتے ہیں، انسان اپنے آپ پیدا نہیں ہوتا؟ اگر ہر شے کی ذات درحقیقت کسی خاصیت و قوت کی مالک ہے تو کیا کسی ایسی چیز کے متعلق جسکو ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہو، صرف پہلی بار دیکھ کر بغیر تجربہ کئے ہوئے اس کے نتیجہ و معلول، اثر و خاصیت کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں،

فرض کرو ایک وہ شخص جس نے نہ کبھی برف دیکھی ہو نہ آگ، اس کے سامنے یہ دونوں چیزیں لاکر رکھدی جائیں تو کیا ان کی ذات میں کوئی ایسی چیز اسکو نظر آتی ہے جس کی بنا پر احساس و تجربہ سے قبل یہ فیصلہ کرے کہ آگ میں گرمی، سوزش ہوتی ہے اور برف میں ٹھنڈک و برودت؟ حقیقت

یہ ہے کہ اشیاء کے علل و اسباب، خواص و اثر کا علم محض ہمارے تجربہ و یکسانی عمل کا نتیجہ ہے، ہم ایک چیز کو بار بار دیکھتے ہیں، اور ہر بار اس سے وہی نتیجہ، وہی اثر لیتے ہیں جو پہلی بار محسوس کیا تھا، تو اس پر حکم لگا دیتے ہیں کہ اس چیز کا یہ خاصہ ہے، اس کی یہ علت ہے، اسی تکرار احساس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ذہن میں آگ اور سوزش، برف اور ٹھنڈک میں ایک ناقابلِ انفکاک تلازم پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہمارے ذہن میں جس قدر یہ اعتقاد راسخ ہو گیا ہے، شاید ہی کوئی اور ہو، غرض ہم جنکو قانونِ قدرت، نوامیسِ فطرت، لاز آف نیچر، کہتے ہیں، وہ نام ہیں صرف ہمارے روزمرہ کے مشاہدات و تجربات کے جن میں عموماً تغیر نہیں ہوتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے گذشتہ تجربات و مشاہدات اب تک درست ہی ہوتے چلے آئے ہیں، کیا ہم نے کائنات کے جو اسباب و علل، اشیا کے جو خواص و اثر معلوم کر لیے ہیں، درحقیقت نظامِ قدرت اسی پر چل رہا ہے، اور یہ اسباب و علل اس درجہ ناقابلِ تنسیخ ہیں کہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی؟

اگر ایسا ہے تو پھر ارسطو جیسے بنائے ہوئے اصول پر کل تک دنیا چل رہی تھی، اسکے منطقی اصول آج کس درسگاہ میں تمام تر تسلیم کیے جاتے ہیں؟ **افلاطون**، جسکے مرتب کیے ہوئے قوانین کبھی ساری دنیا میں مسلم تھے، اس کا فلسفہ آج کہاں زیرِ درس ہے؟ **بطلیموس** اتنا بڑا ماہر ریاضیات تھا جس کے بتائے ہوئے دورِ نجوم، گردشِ افلاک، حوادثِ یومیہ کے علل و اسباب یقین کیے جاتے تھے، اس کے نظامِ ہیئت کو آج دنیا کی کون سی یونیورسٹی مانتی ہے؟ اطبائے قدیم کے تجارب و تحقیقات میں دواؤں کے جو خواص و اثرات، امراض و بیماریوں کے جو اسباب و علل تھے، اور جن پر کل تک لاکھوں نفوس اور کروڑوں بندگانِ خدا کی حیات و موت کا دارومدار تھا۔ طبِ جدید کے محققین آج ان کو اوہام باطلہ سے زیادہ رتبہ نہیں دیتے۔ طبیعاتِ جدیدہ نے طبیعاتِ قدیمہ کی تحقیقات کی دیواریں ڈھا دیں، **نیوٹن** کے دریافت کردہ قوانین کا پردہ **آئنسٹائن** کے ہاتھوں چاک ہو کر رہ گیا **ڈارون** کے نظریات ابھی ابھی تجدد کی انتہائی مثال تھے، اب **ڈارون** کو بھی صدہا منزل چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔ جب ہمارے گذشتہ تجربات اور تحقیقات کا یہ حال ہے کہ صبح کی تحقیقات شام کو غلط ثابت ہو جاتی ہیں، اور دن کی عقل رات کو باطل و گمراہ ٹھہر جاتی ہے، تو پھر انسانی تحقیقات و تجربات کی آئندہ صحت کی کون ضمانت کر سکتا ہے۔ جس طرح گذشتہ کل کی تحقیقات و تجربات کی حیثیت آج اوہامِ باطلہ سے زیادہ نہیں، کیا عجب کہ آج کے مسلمات و حقائق پر کل آئندہ ہنسی اڑائی جائے۔

تم یہ سمجھتے ہو کہ کل تک جو محال تھا وہ ہمیشہ محال ہی رہیگا حالانکہ اختراعاتِ جدیدہ نے سیکڑوں اور ہزاروں محالات و ممتنعات کو ممکن بلکہ واقعہ بنا دیا، اب سے سو برس پہلے کسی انسان کو یہ باور کرا دینا دشوار ہی نہیں ناممکن تھا کہ انڈوں سے بچے بغیر کسی پرندہ کی مدد کے چند گھنٹوں میں حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہی ناممکن آج ممکن، بلکہ واقعہ ہو چکا ہے۔ لاسلکی کی ایجاد سے پہلے یہ کسقدر مستبعد اور مضحکہ انگیز کہ ہم اپنی آواز کلکتہ سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے دہلی سنا سکتے ہیں لیکن آج یہی آواز ایک سکنڈ کے سولھویں حصے کے دقفہ میں ہم گھر بیٹھے بارہ ہزار میل سے زیادہ مسافت تک پہنچا دیتے ہیں اور کسی کو اس پر استعجاب تک نہیں ہوتا۔ پھر بتاؤ کہ جو باتیں تمھارے پیمانۂ عقل میں نہ سما سکیں ان کے متعلق محال یا امتناع کا دعویٰ کرنا تمھارے فہم و دانش کی دلیل ہے، یا جہل و بے عقلی کی؟

فلسفی گوید ز معقولات دوں — عقل از دہلیز می ماند بروں
فلسفی منکر شود، در فکر ظن — گو برد، سر را بران دیوار زن

جب محسوسات کے میدان میں تمھاری عقل دور ماندگی اور فلسفہ و سائنس کی لنگ پائی کا یہ حال ہے تو پھر روحانی عالم کے سنن و اصول میں اسکی تگ و دو کہاں تک منزلِ مقصود کے قریب پہنچا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو جانا نہیں سکتا، سکو تم جاننا چاہتے ہو، جو سمجھا نہیں جا سکتا اس کو تم سمجھنے کی کوشش کرتے ہو۔

معجزہ کی تاریخی شہادت

معجزہ چونکہ نام ہے، کسی انتہائی حیرت انگیز، یا انتہائی مستبعد واقعہ کا، بلکہ یوں کہو کہ جن کو ہم قوانینِ فطرت کہتے ہیں، ان کے خلاف کسی واقعہ کے ظہور کا، اس لیے اس کے قبول و یقین کے لیے بھی ویسی ہی مستند و تشفی بخش شہادت ہونی چاہیے۔ دنیا میں جو واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے اس کے علم کی دو ہی صورتیں ہیں، یا تو عینی شہادت ہو، یا تاریخی و روایتی ثبوت، اس واقعہ کے وقت اگر ہم موجود ہوں تو روایتوں کے تمام جھگڑوں سے بے نیاز رہیں گے اور کسی شہادت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ورنہ پھر سوائے تاریخی روایت کے اور کوئی ذریعۂ علم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس صورت میں جس درجہ کی روایت ہوگی، اسی درجہ کا علم بھی، اب آؤ اسلامی فنِ روایت، و علم الاخبار پر نظر ڈالو۔ اس باب میں دنیا متفق ہے کہ اربابِ سیر نے ہر اس چیز کی جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی پیغمبرِ اسلام کی ذات سے ہے جس طرح حفاظت کی ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی ہے، جن لوگوں نے آپ کے اقوال و احوال کی روایت کا فرض انجام دیا ہے، اُن تمام بزرگوں کے نام و نشان، اخلاق و

حالات، عدالت وثقاہت، حفظ و فہم پر مبنی بھی جرح و تعدیل ہوئی ہیں وہ سب حرف بحرف محفوظ ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسپرنگر جیسے متعصب عیسائی کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ:۔

"کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری، اور نہ موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح "اسماء الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج ۵ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔" (خطبات۔ مدراس بحوالہ سیرۃ النبی)

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق جس قدر صحیح و مستند معجزات منسوب ہیں اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کی صداقت کو تاریخی اُصول پر پرکھ لیا گیا ہو، ان معجزات کے رواۃ کی پہلی کڑی وہ صحابۂ کرام ہیں جو واقعات کے چشم دید گواہ ہیں، ان کی صادق البیانی، راست گفتاری، اُن کے حزم و احتیاط، بیان کی زندگی کا ایک ایک حرف گواہ ہے بیچ کے رواۃ وہ محدثین و ارباب سیر ہیں جن کی عدالت و ثقاہت اور حفظ و فہم پر "اسماء الرجال" کے اوراق پر مہریں ثبت ہیں۔ آپ نے علی الاعلان کہا اور بار بار کہا:۔

من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ جو شخص میری طرف کسی جھوٹ بات کی نسبت کریگا اُسکا ٹھکانا جہنم ہے۔

باوجود اس حزم و احتیاط کے بھی، محدثین کے معیار پر تمام روایات یکساں طور پر علم و یقین کے لئے مفید نہیں ہوتے، بلکہ رواۃ کی کثرت و قلت، تواتر و تفرد، ثقاہت و عدم ثقاہت سے احادیث کے درجۂ قطعیت میں بھی فرق ہوتا ہے۔ آج ہم اپنے دنیاوی کاروبار میں خبر احاد پر بھی عملاً یقین کرتے ہیں، اور ذہنی شبہات و روایتی خدشات کا تسلسل ہماری یقینیات میں ذرہ برابر بھی مخل نہیں ہوتا، خطوط، تار، اخبارات ان میں سے ہر ایک آج کل کی زندگی کا جزو ہے۔ ان کی صداقت پر کسی کو شبہ نہیں ہوتا ہے۔ رائٹر ایجنسی کے تاروں، سنجیدہ اخبارات کے کالموں میں ایک سے ایک حیرت افزا واقعات و ایجادات و طبی علاجات بیان ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ان سب کو یہاں جمع کیا جائے تو اُسکے لیے ایک دفتر درکار ہے، تاہم اس موقع پر صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک امریکی اخبار کی عجیب خبر ہے کہ:۔

"کوئلہ کی ایک کان کے اندر دو چھپکلیاں، ہزارہا ہزار سال کی مدت کے بعد زندہ برآمد ہوئی ہیں، جنھیں دیکھ کر کان کن دنگ رہ گئے، "کینین" کے چٹانی پہاڑ میں ایک نئی کان ابھی دریافت ہوئی ہے، مزدور جب پہلے پہل وہاں کام کرنے گئے تو کان کے کھودتے ہی چھپکلیاں نظر پڑیں، اُن میں سے ایک تو تھوڑی ہی کمزور حرکتوں کے بعد مرگئی، لیکن دوسری ہزارہا ہزار سال کی زندگی کو ابھی تک قائم رکھے ہوئے ہے۔ اسے "کناڈا" کے ماہرین سائنس کے پاس بغرض امتحان "اٹاوا" روانہ کردیا گیا ہے۔

(۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء، برٹش کولمبیا، امریکہ، بحوالہ سچ)

دوسری خبر حیرت انگیز ہندوستان ہی کی سنیئے۔

"کل پریسیڈنسی کالج، کلکتہ کے فزکس تھیٹر میں علاقہ "اندھرا" (مدراس) کے ایک ہندو جوگی سوامی نراسنگھ نے زہر نگل پینے کا ایک عجیب و غریب تماشہ دکھایا! جسے دیکھ کر مشہور سائنٹسٹ سر سی، وی، رامن دنگ رہ گئے۔ سائنس کے طلبا اور اساتذہ بکثرت کھڑے ہوئے حیرت سے یہ تماشا دیکھتے رہے۔ اور وہ جوگی ان کی نظروں کے سامنے شیشے کے ٹکڑے، لوہے کی کیلیں، اور بڑے بڑے سخت و مہلک زہر مثلاً پوٹاشیم سیانائن وغیرہ نگلتا چلا گیا، اور اچھا خاصا رہا، بعد کو جوگی کے جسم کے اندرونی حصہ کا معائنہ ایکس ریز سے کیا گیا، اور وہ چیزیں معدہ میں ملیں، جوگی کا بیان ہے کہ یہ سب 'ہٹ یوگ' کے کرشمے ہیں۔"

(۲ دسمبر ۱۹۳۱ء پانیر، اسٹیٹسمین، بحوالہ سچ)

جن اخبارات نے یہ حکایتیں چھاپی ہیں، یہ بطور رلیسرچ یا ایک دلچسپ خبر کے شائع کی ہیں۔ لیکن کسی اخبار نے بھی یہ جرح نہیں کی کہ کسی حیوان کا ایک ایسی جگہ میں کہ جہاں نہ ہوا کا گذر ہو، نہ پانی کی رسائی، اپنی عمر طبعی سے ہزاروں سال زیادہ زندہ رہنا کیونکر ممکن ہے۔ کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا کہ زہر ہلاہل کے ٹکڑے نگل لینے کے بعد کوئی انسان کسی طرح زندہ ہی نہیں، بلکہ اچھا خاصا رہ سکتا ہے، تم نے جن اُمور کا نام قانون فطرت رکھ لیا ہے، کیا یہ اس کے تحت میں داخل ہیں؟

غرض رائٹر ایجنسی کے اسی قسم کے بیسیوں تار، اور ولایتی اور دیسی اخبارات کی اسی طرح کی سینکڑوں خبریں، سنجیدگی کے ساتھ شائع ہوتی رہتی ہیں، انہیں تم پڑھتے ہو اور خبروں پر بلا تامل و بلا توقف یقین لے آتے ہو، زیادہ سے زیادہ اسے ایک حیرت انگیز واقعہ سمجھتے ہو، ان کے انکار کرنے یا اس کی واقعیت میں شک کرنے کی ہی جرأت تم کو نہیں ہوتی ہے، حالانکہ نہ راوی کا نام معلوم ہوتا ہے، نہ اس کی عدالت و ثقاہت کا کوئی علم، پھر یہ کیا ظلم ہے کہ جس طرز استدلال پر تمھاری دنیائے یقین کا عملی کاروبار

... استعمال کرے، تو دعویانِ عقل و دانش کی سوئی ہوئی روشن خیالی بیدار ہو جاتی ہے، اور ان کی محدود عقل و تجربہ کار سر، پُر غرور انکا سے بجنے لگتے ہیں۔

اسرارِ نبوت کا حقیقی مقام

یہ تو عام معجزات کا حال تھا، جن کی ادنیٰ مثالیں گاہ بگاہ ہمارے معمولی واقعاتِ زندگی میں بھی مل جاتی ہیں، لیکن اسرارِ نبوّت میں سب سے زیادہ بڑا اسرار مقام وہ ہے جہاں رویت و سماعت کے تمام مادی قوانین و احکام تھوڑی دیر کے لیے منسوخ کر دیے جاتے ہیں، زمان و مکان کی تمام طبعی پابندیاں اُٹھا دی جاتی ہیں، اور ... راست مشرف کیے جاتے ہیں، ... اور خلا میں "قابَ قوسین" یا اس سے بھی کم کا فاصلہ ہے، اور راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہم ان حقائق کو سمجھنا چاہتے ہو تو اس مجموعۂ آب و گل میں رہ کر نہیں ... اور نہ جامۂ تقدیر میں رہ کر سمجھایا جا سکتا ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ حقیقت ہے، اور ناقابلِ انکار حقیقت، ایک صداقت اور تاریخی صداقت، جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مسلمان بزدل کیوں ہو گئے؟

اس لئے کہ وہ اپنے اجداد کی تاریخ شجاعت و رواداری سے ناواقف ہیں۔
اس لئے کہ وہ نفاق اور خود غرضی کا شکار ہو گئے ہیں۔
اس لئے کہ وہ صحابہ کرام کی کبھی نہ رکنے والی یلغاروں کا حال نہیں پڑھتے۔
اس لئے کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ ان کے اسلاف نے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا۔
اس لئے کہ وہ نہیں جانتے کہ اسلام کے سورما سپاہیوں نے کس بے جگری سے کفر کی صفوں کو درہم برہم کر کے علمِ توحید بلند کیا۔
اس لئے کہ وہ آرام طلب ہو گئے اور اپنی پیدائش کے حقیقی منشا تبلیغِ اسلام کو بھول گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ طلبِ حقوق اور تصفیۂ حقوق کا وقت آیا تو وہ

ہندوؤں اور سکھوں کی دھمکیاں

سنتے ہیں اور ان میں قوتِ عمل پیدا نہیں ہوتی اور اس ملک میں وہ اپنے انجام سے بے خبر ہو گئے ہیں جس میں کبھی سات سو سال تک انہوں نے نہایت عزت و جلال و انصاف و رواداری کے ساتھ حکومت کی تھی۔ اس بزدلی اور جبن، افتراق اور انشقاق کا واحد علاج یہ ہے کہ وہ اپنے تیرہ سو سالہ بہادرانہ کارناموں سے واقف ہوں جنھوں نے قوموں کی قسمت پلٹ دی تھی اور ملکوں کی تاریخ میں انقلاب پیدا کر دیا تھا اور ان کی ایک ہی بے پناہ یلغار نے کیانی تخت و تاج کے ٹکڑے اڑا دیئے تھے۔

اسلام کے سورما سپاہی

کتاب اسی پاک مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ یہ مفید اور اہم کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے بیس سالہ مطالعۂ تاریخ ... پیشوا کے پڑھنے والے ایڈیٹر صاحب کے پُرجوش اور خطیبانہ اندازِ بیان اور شستہ اور سلیس طرزِ نگارش سے خوب واقف ہیں۔ وہ جس وقت اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے محیر العقول شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دلوں میں بھی اسلامی بہادری کا جذبہ پیدا کر کے ان کا روحیں لیتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے مسلمانوں میں اتحاد کی ایک غیر فانی لہر پیدا ہو جائے گی۔ وہ خانہ جنگی کے طوقِ لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دیں گے۔ اور پوری قوت اور کامل تنظیم کے ساتھ ہندوستان میں عزت کے ساتھ رہنے کا تہیہ کر لیں گے۔ جب اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات وہ پڑھیں گے تو کوہِ وقار ... استقلال کے ساتھ اپنی عظمتِ گم شدہ کو واپس لانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں کو بلا تکلف پڑھنے کے لئے دیجئے۔ اسلامی مدارس ... نصاب کرنے کے لائق کتاب ہے۔ یہی اسلامی رواداری اور شجاعت کی داستان، اور سید صاحب کے اندازِ بیان نے کتاب کو انتہائی دلچسپ ... بے حد دلچسپ ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی ہے سفید چکنا کاغذ ہے۔ ضخامت ۱۱۱ صفحے۔ قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۲ آنے ...

تفسیر سورۂ یٰسین

سورۂ یاسین کلام الٰہی کا قلب ہے اس میں فصاحت و بلاغت کے دریا لہرا رہے ہیں اگر خدا نخواستہ آپ کے ... اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ پورے کلام اللہ کی تفسیر سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر سکیں تو کم از کم ... کی کیفیات سے لطف اندوز ہونے کی کوشش فرمایئے یہ تفسیر جامعیت کے لحاظ سے ...
... ادبی ... زبان اس ... سلیس ... عبارت شستہ ...

تصانیف حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

میلاد نامہ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا حصہ ہے اس میں محفل میلاد کے آداب اور حضور سرور عالمؐ کے بچپن سے لے کر وفات تک کے حالات لکھے گئے ہیں اور حضور سرور عالمؐ کے ظہور سے متعلق کتب قدیم کی پیشین گوئیاں بھی درج ہیں قیمت عمر

محرم نامہ اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ ہے اس میں حضور سرور عالمؐ کی وفات، چاروں خلافتوں کا مفصل حال، خلافت کے جھگڑے، یزید کی ظالمانہ کارروائیاں، حضرت امام حسینؓ کی شہادت، کربلا کے دل ہلا دینے والے واقعات نہایت موثر الفاظ میں۔ قیمت ایک روپیہ۔

یزید نامہ اسلامی تاریخ کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں قاتلان حسینؓ سے انتقام، یزید کی مصیبتیں، خاندان بنی امیہ کے تمام بادشاہوں کے حالات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ

طمانچہ بر رخسار یزید اگر خاندان بنی امیہ کے مردوں اور عورتوں کے شرمناک حالات دیکھنے ہوں تو یہ کتاب منگائیے عورتوں کو یہ کتاب نہ دکھانی چاہیئے۔ قیمت عمر

سی پارۂ دل حضرت خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ، مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی تعلیم کا بہترین ذریعہ جانے جاتے ہیں۔ قیمت دو روپے۔

کم تو موت اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ ایک ایسی زندگی کی طرف قدم اٹھانا شروع کریں گے جسے کبھی فنا نہیں اور آپ موت کو زندگی کہنے لگیں گے۔ قیمت ۸/

مرگ نامہ موت کو یاد کرنا زندگی ہے اور موت کو بھول جانا موت ہے۔ اس میں موت کے متعلق نہایت موثر مضامین اور افسانے درج ہیں۔ قیمت ۶/

غدر دہلی کے افسانے

بیگمات کے آنسو (حصہ اول) اس میں دہلی کے مغلیہ شہزادوں اور بیگمات پر جو ظلم توڑے گئے ہیں ان کے واقعات نہایت دردناک پیرایہ میں ہیں۔ قیمت ۱۲/

انگریزوں کی بپتا (حصہ دوم) اس کتاب میں انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کی ان مصیبتوں کا حال ہے جو ان کو غدر میں پیش آئے۔ قیمت آٹھ آنے ۸/

محاصرہ دہلی کے خطوط (حصہ سوم) ان انگریزی خطوط کا ترجمہ جو انگریز افسروں نے دہلی کے محاصرہ کے وقت پنجاب کے افسروں کو لکھے تھے۔ قیمت ۴/

بہادر شاہ کا مقدمہ (حصہ چہارم) دہلی کے آخری بادشاہ پر جو بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا تھا اس کے دردناک واقعات۔ قیمت دو روپے ۲/

گرفتار شدہ خطوط (حصہ پنجم) اس مجموعہ میں وہ تمام خط و کتابت درج ہے جو غدر کے موقعہ پر بہادر شاہ اور غدر کرنے والوں کے درمیان ہوئی تھی قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ

غدر دہلی کے اخبار (حصہ ششم) اس میں غدر ۵۷ء کے ان اخبارات کے اقتباسات درج ہیں جو غدر کے زمانہ میں اور اس سے پہلے شائع ہوتے تھے جن پر انگریزی گورنمنٹ نے یہ الزام لگایا تھا کہ غدر کرنے میں ان صحافت کا دخل تھا۔ قیمت ۸/

غالب کا روزنامچہ (حصہ ہفتم) غدر کے متعلق نواب اسد اللہ خاں غالب کی تحریر جو انہوں نے اپنے دوستوں کو روانہ کی اور غالب کی مشہور کتاب دستنبو کا اردو ترجمہ۔ قیمت بارہ آنے ۱۲/

دہلی کی جانکنی (حصہ ہشتم) اس کتاب میں اہل دہلی کے مصائب اور دردناک واقعات درج ہیں شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ سے لے کر واقعات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

دہلی کا آخری سانس (نواں حصہ) یہ نہایت دردناک حصہ ہے جو ابھی تیار ہوا ہے۔ قیمت عمر

غدر کی صبح و شام (دسواں حصہ) اس میں غدر کے دردناک حالات نہایت موثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ)

آخری شمع (گیارہواں حصہ) اس میں آخری مغل بادشاہ کے دردناک افسانے ہیں جو غدر میں پیش آئے تھے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ)

زنانہ تعلیم کی کتابیں

بیوی کی تعلیم اس کتاب میں بیوی کی تعلیم کے لئے دلچسپ مفید نتیجہ خیز سبق لکھے گئے ہیں، خواجہ صاحب نے سبقوں کی صورت میں بیوی کے لئے ایک مکمل کورس تیار کر دیا ہے۔ قیمت عہ۔

بیوی کی تربیت اس کے پڑھنے کے بعد ہر عورت سلیقہ شعار، وفادار، خدمت گزار، بچوں کی حقیقی معنوں میں ہمدرد بن سکتی ہے۔ قیمت عہ۔

اولاد کی شادی اولاد کی شادی سے پہلے اس کتاب کو ضرور پڑھ لینا چاہیئے تاکہ شادی اولاد کے لئے خانہ بربادی کا باعث نہ بن سکے۔ قیمت عمر

اتالیق خطوط نویسی (ہر حصہ) اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتوں کو خود بخود لکھنا آجاتا ہے۔ قیمت عمر

بچوں کی تعلیم کی کتابیں

آسان قاعدہ (حصہ اول) اس قاعدہ کے پڑھنے سے بچوں کو عربی عبارت اور اردو عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۲ آنے۔

تعلیم القرآن (حصہ دوم) اس میں قرآن مجید کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے اس کو یاد کرنے کے بعد ہر موقعہ ہر محل پر کلام اللہ کی آیتوں کو پیش کر سکتا ہے۔ قیمت ۴/

اردو سبق (حصہ سوم) اس رسالہ کو بچے خود بخود خوشی خوشی پڑھتے ہیں، بڑے شوق بچوں کے لئے بہت بہتر کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں یہ خواجہ صاحب کی نئی تصنیف ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد بچے دنیاوی معاملات میں اس قدر سمجھدار ہو جاتے ہیں جتنا کہ ایک ہوشمند اور تجربہ کار کو ہونا چاہیئے۔ قیمت ۸/

بچوں کی کہانیاں (باتصویر) اس کتاب میں وہ کہانیاں درج ہیں جو دہلی کے اشراف گھرانوں میں ننھے ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں۔ قیمت ۱۰/

متفرق کتابیں

امام الزماں کی آمد دنیا میں پیش آنے والے واقعات کی پیشین گوئیاں۔ امیر افغانستان کے تاجدار ہونے کی پیشین گوئیاں۔ قیمت دس آنے (۱۰/)

چٹکیاں اور گدگدیاں اردو زبان میں تہذیب ظرافت کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس میں مذہبی، تمدنی اور ادبی ہنسی کے مضامین درج ہیں قیمت ۱۲/

معلومات سیر دہلی اگر آپ دہلی آکر دہلی کی سیر کرنا چاہیں یا اگر گھر بیٹھے دہلی کے مشہور مقامات دیکھنا چاہیں تو یہ کتاب منگائیے۔ قیمت عمر

اردو سکھانے کے مضامین اگر آپ خواجہ صاحب کے چھوٹے چھوٹے مضامین پڑھ کر اردو زبان پر عبور حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے۔

قیمت چھ آنے (۶/)

ملنے کا پتہ:
مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

تصانیف مصورِ غم علامہ راشد الخیری دہلوی

صبحِ زندگی ایک دلچسپ ناول کے انداز میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ بیٹیوں کی زندگی کے لئے درس ہے۔ قیمت ۱۲؍

شامِ زندگی یہ صبح زندگی کا دوسرا حصہ ہے یہ عورتوں کو سلیقہ شعاری خاوند کی اطاعت گزاری سکھاتی ہے۔ دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۱۲؍

شبِ زندگی (بہر دو حصے) اس کتاب میں شادی سے لے کر عورتوں کے آخری دلچسپ ایام اور ستر سالہ قریب کی زندگی اور موت کے بعد کی سرگذشت بیان کی ہے۔ قیمت دو روپے۔

نوحۂ زندگی نو عمر حسینہ بیوہ کی دردبھری داستان اور اس کے رنڈاپے کی وہ مصیبتیں درج ہیں جو اس نے اپنے والدین اور خاندان والوں کے ہاتھوں اٹھائی ہیں۔ قیمت بارہ آنے۔

آمنہ کا لال سرکارِ دو عالم کی زندگی کے مکمل حالات کو اس کتاب میں نہایت درد آمیز اور مؤثر انداز میں لکھا ہے حد مقبول کتاب ہے قیمت ۱۲؍

منازل السائرہ ایک لڑکی کی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد وہ دنیا کے نشیب و فراز میں ایک تجربہ کار سن رسیدہ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ خاوند کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے کنبہ اور برادری میں عزت حاصل کر سکتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱۲؍

ستونتی کہنے کو افسانہ ہے پڑھنے کو کہانی ہے لیکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی کتاب ہے۔ قیمت ۸؍

سرابِ مغرب یہ وہ تصنیف ہے جس کا دنیائے نسواں کو مدتوں سے انتظار تھا اور اردو لٹریچر جس کے واسطے بے چین تھا تعلیم نسواں کے سلسلہ میں اس فیصلہ کی اشد ضرورت تھی کہ غیر مسلم ذرائع سے مستفید ہونا کہاں تک جائز ہے۔ حضرت مصنف کا یہ فیصلہ قابلِ دید ہے بلکہ اس قدر دردانگیز ہے کہ ہر ہر لفظ کلیجے کے پار ہو جاتا ہے اور آنکھیں روتے روتے طوفان بپا کر دیتی ہیں۔ سراب مغرب کتاب نہیں جادو ہے جس کو پڑھ کر ہر ناظر ساکت ہو جاتا ہے۔ اکرم کے ہاتھوں آبروئے سادات کا انجام فیشن جدید کے نتائج۔ پارٹیز کا حشر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔

نانی عشو علامہ راشد الخیری مدظلہ جہاں داستان غم لکھنے میں فرد ہیں وہاں افسانہ ہائے لطف و ظرافت بھی ایسے لکھتے ہیں کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں نانی عشو ایسا ہی ہنسانے والا افسانہ ہے جدید و قدیم تہذیب ہر جگہ اس میں ٹکراتی ہے بے انتہا مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۱؍

محلِ حزیں جس میں نسوانی قلب اور دنیا کے جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔

رودادِ قفس مصیبت زدہ عورتوں کی حکایت میں مولانا کی درد میں ڈوبی ہوئی نظم کی صورت میں ایک داستان ہے جس کا ہر شعر ایک ایک افسانہ ہے قیمت ۱؍

سیلابِ اشک ہندوستان کے سات گھرانوں کے وہ دردناک حالات جن کے پڑھنے کے بعد عورتوں کو اور ساری دنیا کو ایک عبرت حاصل ہوگی۔ قیمت سوا روپیہ ۱۴؍

شہیدِ مغرب مولانا کا تازگی درد میں ڈوبا ہوا ناول جس میں مسلمانوں کے مخالفین انسانوں کو مقابلہ میں دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۱۲؍

تمغۂ شیطانی مولانا کی اصلاحی کتاب جو مذاقیہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ قیمت ۱۲؍

جوہرِ عصمت یہ مولانا کا تیرہ سبق آموز اور دل ہلا دینے والے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت آٹھ آنے ۸؍

بچہ کا کرتہ یہ ایک غم نصیب ماں کی سرگذشت ہے جس سے اس کا بچہ جدا ہوگیا تھا قیمت ۱؍

طوفانِ اشک مولانا کی جدید تصانیف بیشمار عورتوں کی اندرونی زندگی کے دردناک حالات افسانوں کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں ۸؍

ولایتی نہفی نانی عشو کی طرح انتہائی پُر مذاق اور پُر لطف کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ بے ساختہ ہنسنے پر مجبور ہو جائیں گے قیمت ۸؍

نوبتِ پنج روزہ اس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دیں گی پانچویں نوبت وہ ہے جب دہلی نے بادشاہ کو الوداع کیا، غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات، انگریزوں کا ظلم مظلوموں کی حالتِ زار۔ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے پیہم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۱۸؍)

سات روحوں کے اعمالنامے اس کتاب میں سات روحوں نے اپنی سرگذشت بیان کی ہے بہت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۲؍

درِ شہوار ایران کی اس شہزادی کی محبت کی داستان جس نے حسن کی بدولت مصائب برداشت کئے ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰؍)

طوفانِ حیات وہ رسوم جنہوں نے مسلمانوں کا خاکہ اڑا دیا ہے نہایت وضاحت و خوبی سے بیان کی گئی ہیں قیمت ۱۲؍

امین کا دم واپسیں آخری وقت انسان پر جو گذرتی ہے وہ افسانہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸؍

عصمتی دسترخوان ہندوستان کی ماہر خواتین نے تجربہ کے بعد اس کتاب کو مرتب کیا ہے جن میں ہر قسم کے کھانے پکانے کے تمام مجرب طریقے درج ہیں۔ قیمت دو روپے ۲؍

بیماروں کے کھانے بیمار اور مریضوں کو جو کھانے دینے چاہئیں ان کے طریقے قیمت دس آنے ۱۰؍

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کے لئے مفید صحت بخش کھانے جن کو کھانے کے بعد بچے بیمار نہیں ہوتے۔ قیمت دس آنے۔

ناشتہ نئی روشنی کے نہایت لاجواب ہر قسم کا ناشتہ تیار کرنے کی ترکیب۔ قیمت دس آنے۔

بنایہ میں میلہ غدر کی ماری شہزادیوں کی آپ بیتی وہ دل ہلا دینے والی کہانیاں کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ رنگین بلاک کی کئی تصاویر ہیں۔ قیمت ۱۲؍

نسوانی زندگی یوں تو علامہ راشد الخیری نے اپنی ہر تصنیف میں عورت کی مختلف حیثیتیں دکھائی ہیں مگر اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ماں، بیوی، بیٹی، بہن کی ہر حیثیت علیحدہ علیحدہ دکھائی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ہر حیثیت میں عورت ایسا ایثار اور قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ مرد حیرت میں رہ جاتا ہے۔ قیمت ۸؍

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ عصمت دہلی



آستانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی (اجمیر)



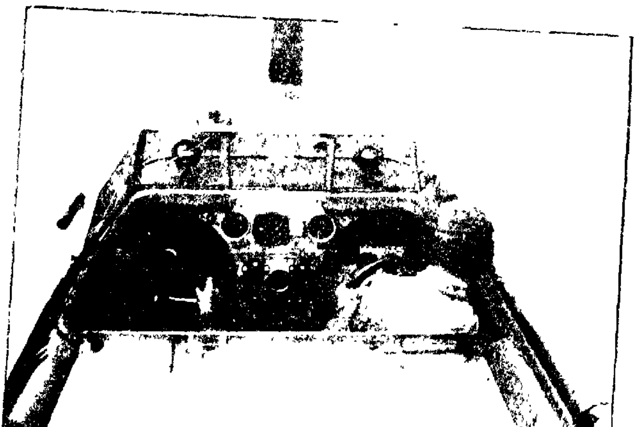
قسلجہ کی ایک مسجد (نارنجستان)



مس فرانس بورنسہل مشن گرل اسکول دہلی جو پچاس
سالہ تعلیمی خدمات کے بعد ریٹائر ہوگئیں

مقبرهٔ سلطان محمود غزنوی





سیر ملکوت اور شب معراج

(از جناب مولانا عبدالعلیم صاحب انصاری)

امتوں کو نیابت الٰہی و عبدیت حقیقی کی شاہراہ مقصود پر ڈالنے اور انہیں زیور اخلاق و تہذیب سے آراستہ کرنے کا سررشتہ ہمیشہ اولوالعزم پیغمبروں کے ہاتھوں میں رہا ہے اور انسانی رہبری کا فرض بجا لانے میں یہ مقدس وجود کسی زبردست سے زبردست مادی قوت کی پروا نہیں کرتے۔ ان نورانی شمعوں کو بجھانے کے لئے تمام طاغوتی قوتیں تن جاتی ہیں تاکہ یہ عالم آب و خاک ان انفاس قدسیہ کی برکات سے محروم رہ کر باطل کی سیاہ کاریوں کا آماجگاہ بنا رہے۔ لیکن ایسے بدبختوں کی دوڑ دھوپ کا ہمیشہ یہی حشر ہوا کہ یہ بہت جلد گرداب فنا میں ٹکرا ٹکرا کر نیست و نابود ہو گئے اور آفتاب حق کی جلوہ ریزیوں سے تمام عالم منور ہوا۔ جب خدا کے فرستادے پیغام حق پہونچا کر اتمام حجت کر چکتے ہیں اور اعداء حق دبانے میں دشمن کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے تو صاحب شریعت پیغمبروں کی زندگی میں ایک موقعہ آتا ہے جس میں انہیں عالم ملکوت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ تاکہ یہ روحانی سیر متبعین کے لئے پیام زندگی اور معاندوں کے لئے پیغام موت ہو اس وقت ہٹ دھرم دشمنوں کا صاحب شریعت سے یہ اصرار ہوتا ہے کہ وہ عذاب الٰہی جس سے ہم ڈرائے جاتے ہیں کیوں نہیں لایا جاتا تاکہ ترکش کا یہ آخری تیر بھی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ رسول کو حکم دیتا ہے کہ غیرت حق کا پیمانہ صبر اب لبریز ہو گیا تم جمعیۃ حقہ کو ہمراہ لے کر سرزمین امن میں چلے جاؤ کیونکہ سچائی کے راستہ میں حائل ہونے والی تمام قوتوں کے فنا ہونے کا وقت آگیا ہے اور یہ عالم آب و گل اب کفر و شرک کی نجاست سے پاک ہو جائے گا۔ یہ سیر ملکوت صاحب شریعت پیغمبروں کی زندگی کا جزو لاینفک رہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی جس کی گواہی قرآن حکیم نے ان الفاظ میں دی ہے

کذالک نری ابراھیم — اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان و
ملکوت السموات والارض — زمین کی بادشاہت کی سیر کرائی۔

حضرت موسیٰ کو طور سینا پر خدا سے ہمکلامی کا منصب حاصل ہوا تو وہ قوانین شریعت، بشارت اور آیات و بینات لے کر مصر میں تشریف لائے۔ قوم فرعون نے نہ صرف تکذیب کی بلکہ ایمان لانے والوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ حضرت موسیٰ نے پیغام حق پہونچانے اور فرعونیوں کو معجزات دکھلانے میں حجت پوری کر دی لیکن ان میں سے کوئی بھی حق کی طرف نہیں جھکا خدا کا حکم ہوا مسلمانوں کو لے کر طور سینا پر آؤ اور فرعون دعوائے الوہیت رکھنے کے باوجود دریائے نیل کی موجوں میں ڈبو دیا گیا۔

سرزمین عرب میں آقائے دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عرصہ تک لوگوں کو پیغام حق سنایا اور تن تنہا چند سعید روحوں کی معیت میں کفار قریش کی دراز دستیوں سے سینہ سپر ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ عالم قدس کا تاجدار سیاحت ملکوت سے نوازا گیا اور اس کی رسائی اس سرحد تک ہوئی کہ آج تک کسی فرزند آدم کا قدم وہاں تک نہیں پہونچا۔ جس طرح قوم فرعون کے غرق ہونے اور حضرت موسیٰ کے طور سینا کی طرف بنی اسرائیل سمیت ہجرت کرنے سے دین موسوی کی تکمیل ہوئی اسی کا آغاز ہوا ٹھیک اسی طرح سرورِ کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سیر ملکوت سے سرفراز ہونا اور مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانا امت محمدیہ کے لئے آیہ رحمت ثابت ہوا۔ نیز دین الٰہی کی تاسیس و تکمیل کے لئے جن نعمتوں کی ضرورت تھی وہ خلوت گاہ راز سے عطا کی گئیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد ہم ان واقعات مختصراً بیان کریں گے جو اس نفس عنصری کے ساتھ بحالت بیداری آنحضرت کو پیش آئے اور جن کے متعلق قرآن حکیم نے سورۂ بنی اسرائیل کی ان شروع آیات میں اشارہ فرمایا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ — پاک ذات ہے وہ خدا جو اپنے بندے
لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد — کو رات کے وقت مسجد کعبہ سے مسجد
الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ — بیت المقدس تک لے گیا جس کے
لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع — آس پاس ہم نے برکتیں نازل کی ہیں تاکہ ہم اس کو قدرت کی
البصیر۔ — عجیب چیزیں دکھلائیں۔ بیشک وہ رب العزت سننے دیکھنے والا ہے۔

بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ یہ بعثت اور آغاز وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیداری اور خواب کی درمیانی حالت میں دیکھا کہ مکان کی چھت کھلی حضرت جبرئیل چند فرشتوں سمیت نازل ہوئے آپ کو جگا کر پہلے وہ چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور وہاں

سینہ چاک کر کے قلب اطہر آبِ زمزم سے دھویا، ایک سونے کا طشت ایمان و حکمت سے معمور لایا گیا۔ جبرئیل نے طشت سے ایمان و حکمت کا خزانہ لے کر سینہ مبارک میں رکھ دیا اس کے بعد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا براق نامی ایک جانور لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی اس پر سوار ہو کر عجائب قدرت دیکھتے ہوئے آپ بیت المقدس آئے مسجد اقصیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی یہاں سے نکلے تو جبرئیل نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کئے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا پھر جبرئیل آنحضرت کو لے کر آسمان پر چڑھے تو ایک بزرگ نظر آئے جن کی داہنی اور بائیں طرف بہت سی پرچھائیاں تھیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو دیتے تھے آپ کو دیکھ کر وہ بولے مرحبا اے نبی صالح فرزند صالح حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ آپ کے جد حضرت آدمؑ ہیں ان کی داہنی جانب اہل جنت کی ارواح ہیں اور بائیں جانب دوزخی اولاد ہے اسلئے جب ادھر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ادھر دیکھ کر آزردہ ہوتے ہیں۔ اسی آسمان میں آپ نے سامنے دو نہریں نظر آئیں۔ پوچھنے پر جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ نیل و فرات کے سوتے ہیں۔ چلتے پھرتے آپ کو ایک اور نہر نظر آئی جس پر لولو و زبرجد کا ایک محل تعمیر تھا اور اس کی زمین مشک کی تھی جبرئیلؑ نے کہا یہ کوثر ہے جس کو پروردگار نے مخصوص آپ کے لئے رکھا ہے۔ اسی طرح ہر آسمان پر گذرتے گئے اور ہر آسمان میں کسی نہ کسی پیغمبر سے ملاقات ہوئی چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کر کے جب آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے آواز آئی اے موسیٰؑ اس رونے کا سبب کیا ہے موسیٰؑ نے عرض کیا خداوندا میرے بعد تو نے اس نوجوان کو مبعوث کیا ہے اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔ ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں ہر روز ستر ہزار نئے فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی جس کے گنبد موتی کے تھے اور زمین مشک کی تھی اور اس مقام تک پہونچے جہاں قلم قدرت کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آگے بڑھ کر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اس درخت پر شان ربانی کا پرتو تھا جس نے آ کر جب اس کو چھا لیا تو اس کی ہیئت

معراج کی رات

(از علامہ سر محمد اقبال صاحب ایم اے پی ایچ ڈی)

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کے لئے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

بدل گئی اور اس میں حسن کی وہ کیفیت پیدا ہو گئی جس کو کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی اور رنگ برنگ کے وہ نور نظر آئے جن کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے یہی وہ مقام ہے جہاں سے چیزیں نیچے زمین پر اترتی ہیں اور زمین سے اٹھ کر اوپر وہاں جاتی ہیں۔ یہاں پہونچکر حضرت جبرئیل اپنی اصلی کمالی صورت میں آپ کے سامنے نمودار ہوئے پھر شاہد مستور ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں راز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت بار الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اس وقت آپ کو بارگاہ خاص سے تین عطیے مرحمت ہوئے۔ سورہ بقر کی آخری آیتیں جن میں اسلام کے عقائد و ایمان کی تکمیل اور اس کے دور مصائب کے خاتمہ کی بشارت ہے۔ رحمت خاص نے مژدہ سنایا کہ امت محمدی میں ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو کرم مغفرت سے نوازا جائے گا اور ندا آئی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ آپ ان عطیات کو لے کر واپس پھرے اور حضرت موسیٰ کے پاس پہونچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ بارگاہ ایزدی سے کیا لائے فرمایا امت پر پچاس وقت کی نماز حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے آپ کی امت سے یہ بار اٹھ نہ سکے گا۔ آپ واپس جائیے اور عرض کیجئے۔ حضرت موسیٰؑ کے مشورہ سے بار بار دربار الٰہی میں عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ شب و روز میں صرف پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر مزید تخفیف کا مشورہ دیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے۔ ندا آئی کہ اے محمد میرے حکم میں تبدیلی نہیں نمازیں پانچ ہوں گی لیکن ہر نیکی کا بدلہ دہ گونہ دوں گا۔ یہ پانچ بھی پچاس ہوں گی۔ میں نے بندوں پر تخفیف کر دی اور اپنا فیصلہ نافذ کر دیا۔ ہنوز رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ سیر ملکوت ختم کرا کر آپ آرام گاہ خاص میں پہنچا دیئے گئے۔

عالم قدس کے یہ واقعات ظاہر بینوں کی نظر میں ضرور تعجب انگیز تھے اسی لئے علی الصباح لوگوں سے جب آپ نے ذکر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی اور بیت المقدس کے متعلق ثبوت طلب کرنے پر آپ نے وہاں کا ہو بہو نقشہ بیان کر دیا۔ شب معراج کی سیر کے یہ جستہ جستہ واقعات صحیح روایتوں سے لئے گئے ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ماہرین اسرار و حکم بزرگوں کی توجیہات بھی مختصراً تحریر ہیں

آجائیں تاکہ حقائق و معارف کی روشنی سے ہماری نارسا فہم و ادراک مستنیر ہوں۔ علمائے محدثین اور صوفیہ میں حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کا پایہ بہت بلند ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں حضور ممدوح نے واقعات معراج کی حسب ذیل حکمتیں ارقام فرمائی ہیں۔ اسرار دقائق کے چہرہ سے پردہ اٹھانے میں ہر شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تفصیلی بحث کا قول میں پڑنے کی بجائے ہم اس نادیدہ شہرستان کے سیاح حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی بیان کردہ حکمتیں پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

سینہ چاک کرکے ایمان و حکمت سے معمور کرنے میں طبیعت بشری کا شعلہ بجھنے اور انوار ملکیت کے غالب ہو جانے کی طرف اشارہ تھا تاکہ فیضان حظیرۃ القدس قبول کرنے کے لئے طبیعت دوبارہ درست ہو جائے۔ براق کی سواری میں روح حیوانی پر نفس ناطقہ کا تسلط حاصل کر لینے کی طرف اشارہ ہے گویا آنحضرت اس طرح سوار ہوئے کہ روح حیوانی پر روح بشری کے احکام نے غلبہ پایا۔ مسجد اقصیٰ شعائر الٰہی کے ظہور کا مکان، ملاء اعلیٰ کے ارادوں کا تعلق گاہ اور انبیاء علیہم السلام کی نگاہوں کا نظارہ گاہ ہے۔ اس سے اس سیر ملکوتی میں آپ یہاں پہونچے۔ مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہو کر پیغمبروں نے حمد و ثنا کے ساتھ باری کی جو اپنے خصائص بیان کئے اس سے یہ بتلایا گیا کہ تمام انبیاء حظیرۃ القدس کے ایک ہی رشتہ میں مربوط ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں اُن حیثیات کمال کا بیان فرمایا جو تمام پیغمبروں کے مقابلہ میں آپ سے مخصوص تھیں۔ آسمانوں پر یکے بعد دیگرے چڑھنے میں حکمت تھی کہ عرش الٰہی تک درجہ بدرجہ منزلیں طے کی جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا از راہ حسد نہ تھا بلکہ وہ تمثیل تھی کہ انہیں دعوت عامہ نہیں ملی اور اس کمال کی بقا انہیں نہیں حاصل ہوئی جو عموم دعوت سے ہوتی۔ سدرۃ المنتہیٰ کا شکل حیوانی میں نہ نمایاں ہونا اس لئے ہوا کہ اجمالی اور مجموعی تدبیر اس طرح ہونی چاہیئے تھی جس طرح کلی اپنے افراد کی سیاست کرتی ہے اور اجمالی تدبیر کی بہترین شبیہ درخت ہے نہ کہ حیوان۔ کیونکہ حیوان میں تفصیلی قوتیں ہوتی ہیں۔ علی الخصوص اس میں ارادہ قوانین طبعی سے زیادہ مصرح صورت میں ہوتا ہے۔ نہروں کی جڑوں اور سوتوں کا وہاں نظر آنا اس لئے تھا کہ یہ چیزیں رحمت و حیات اور نشو و نما کا منبع ہیں اور عالم ظاہر کی طرح عالم ملکوت میں بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ لہٰذا وہاں بھی بعض پُر فیض امور عالم آب و خاک کی طرح نظر آئے۔ جن انوار نے سدرۃ المنتہیٰ کو چھپا لیا تھا وہ تنزلات الٰہیہ اور تدبیرات رحمانیہ ہیں جو عالم ظاہر میں بھی لوگوں پر اُن کے حسب استعداد جہاں جہاں مناسب ہوتا ہے جھلکتے ہیں۔ بیت معمور کی حقیقت وہ تجلی الٰہی ہے جس کی طرف انسانوں کے سجدے اور بندگیاں متوجہ ہوتی ہیں اور گھر کی صورت میں اس لئے نمایاں ہوا کہ وہ ان قبلوں کی طرح ہو جو انسانوں کے درمیان کعبہ اور بیت المقدس کی صورت میں ہیں۔ دودھ پسند فرمانے میں اشارہ تھا کہ دنیاوی لذتوں اور گمراہیوں کے مقابلہ میں آپ کو امت کے لئے دین فطرت کی مقدس تعلیمات پسند ہیں۔ بروز مجاز پانچ وقتوں کی نماز مقرر کرنے اور بلحاظ ثواب پچاس وقت کی نماز کا حکم بتدریج دینے میں یہ حکمت تھی کہ تنگی دور کر دی گئی اور نعمت پوری ہو گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمہ سے منسوب ہو کر یہ بات اس لئے ظاہر ہوئی کہ پیغمبروں میں امت کا تجربہ اور امت کی سیاست کی آگاہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے زیادہ تھی۔

یہ مضمون جس حالت میں بھی لکھا جا سکا حتی الوسع اس کی کوشش کی گئی کہ تمام اہم پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے لیکن اگر کچھ کمی رہ گئی ہو تو میں محترم قارئین سے پردہ پوشی کا خواہاں ہوں۔ حضور سرور کونین شہنشاہ دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت جو دینی و دنیوی برکتیں اور رحمتیں ہم پر مبذول ہیں اُن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں اپنا مضمون اس شعر پر ختم کرکے قارئین کرام سے دعائے خیر کا طالب ہوں۔ فمتی اقوم بشکرہا

[illegible]

تجلیات شب اسریٰ

(لسان الحسان حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی)

شب اسریٰ ہے دل یادِ رُخِ محبوبِ داور میں
ہے شام وصل سبحٰن الذی اسریٰ جہاں بھر میں
تجلی عرش کی ہے جلوہ آرا ہفت کشور میں
نرالے ساز و سامان مسرت ہیں جہاں بھر میں
بیاضِ دہر ہے تفسیر نورٌ فوق نورٍ کی
اتارے ہیں ستارے چرخ نے ٹیلی کے ذرّو زیر
بنے ہیں درۃ التاج سعادت اختر و انجم
نہ کیوں رشکِ دُرِ خوش آب ہو ہر قطرہ شبنم
ہے اطلاق علی العرش استوی جس نور مطلق پر
حریم عرش پر ہیں دعوتِ محبوب کے ساماں
عجب عالم درِ عالم خلد کی ہے شانِ آرائش
فرشتے خیر مقدم کے ترانے گاتے پھرتے ہیں
درِ جنت پہ ہیں بہر سلامی صف بصف حاضر
چلے آتے ہیں قدسی سوئے کعبہ عرش اعظم سے
ہے جبرئیل امیں کو حکم جائیں جانب کعبہ
مبارکباد سلطانِ دو عالم عرش پر چلئے
یہاں اپنے خدا کے ساتھ استغراق کامل ہے
قُم یا حبیبی کتنا مِی ہے ادھر لب پر
بصد تعظیم تلووں سے جبیں جبرئیلؑ ملتے ہیں
اُدھر روح الامیں ہیں مضطرب بیدار ہوں آقا
غرض چشم خدا بیں کھول دی کچھ ہنس کے فرمایا
قدم فرطِ ادب سے حضرت جبرئیلؑ نے چومے
سواری کو براقِ برق وش حاضر کیا لاکر
صدا آئی کہ بسم اللہ سُبحٰنَ الّذِی اَسریٰ

شبینہ ختم قرآں کا ہے آج اللہ کے گھر میں
شب معراج آئی۔ ہے خدائی رات ہر گھر میں
سحر تک شام سے ہے لامکاں کا نور ہر گھر میں
مچی ہے عید معراج نبی کی دھوم ہر گھر میں
ہیں اوراقِ جہاں لپٹے ہوئے رحمت کی چادر میں
کیا ہے چاند کو افلاک نے صدقے نچھاور میں
ہے شاہی عالم انوار کی شب کے مقدر میں
کہ پچھلی رات ہے بھیگی ہوئی ہے آب گوہر میں
شب معراج ہے وہ انتظارِ دید سرور میں
نئی آرائشیں ہیں لامکاں تک راستہ بھر میں
لگے ہیں آئینہ رحمت کے ہر دیوار ہر در میں
ہے شورِ مرحبا سبو حیانِ خلد و کوثر میں
قبائیں حور و غلماں نور کی پہنے ہوئے بر میں
ملائک سر بسجدہ آج ہیں اللہ کے گھر میں
کہیں آداب سے یہ خدمتِ محبوب داور میں
میں صدقے یاد ہے سرکار کی دربار داور میں
نظر میں خواب کا عالم ہے دل ہے یاد دلبر میں
ادھر یہ منہ لپیٹے ناز سے سوتے ہیں چادر میں
کہ ہو محسوس کچھ ٹھنڈک کفِ پائے منور میں
ادھر یہ سب ادائیں ہیں نگاہِ بندہ پرور میں
جلالِ حق کی اک بجلی سی کوندی ہفت کشور میں
پیام حق سنا یا خدمت محبوب داور میں
لیا نورِ خدا نے آپ کو آغوشِ اطہر میں
چلے کعبہ سے تا بیت المقدس آئے دم بھر میں

یہاں سب انبیائے ماسبق نے پیشوائی کی — نماز شب ادا کی اقتدائے ذات سرور میں
پڑھا ہر اک نے اپنی صفات خاص کا خطبہ — ہوئے مصروف سب حمد و ثنائے رب اکبر میں
یہاں سے ہو کے فارغ عالم افلاک تک پہونچے — نئے منظر نظر کے سامنے تھے راستہ بھر میں
قریب عرش پہونچے حالت نار و جناں دیکھی — ہوئے داخل در قوسین سے دربار داور میں
سُنی آواز پیہم اُدْنُ مِنِّی یا محمدؐ کی — تقاضا قرب کا ہوتا رہا ہر آن دیگر میں
ہوا قوسین میں یہ اتصال کثرت و وحدت — اُٹھا راز جزو و کل گم ہوا قطرہ سمندر میں
عطیات الٰہی سے وہ اعزاز و شرف پایا — ازل سے تا ابد ممکن نہ تھا جو بخت دیگر میں
ازل کی دولتیں پائیں ابد کی نعمتیں پائیں — غرض سب کچھ ملا تھی کیا کمی اللہ کے گھر میں
ہوا فرمان اتممت علیکم نعمتی صادر — خدا نے جمع کردیں خوبیاں سب ذات برتر میں
بھرے امت نے خاطر خواہ سب دامن میں چن چن کر — گرے جو مغفرت کے عرش سے موتی نچھاور میں
ہوئی تسکین خاطر بخشش امت کے وعدہ پر — ملا عیش ابد ان نعمہائے روح پرور میں
تقرب کے مدارج صاحب معراج طے کرکے — حریم لامکاں سے آگئے اللہ کے گھر میں
بنا رش اس سفر میں فرش پا انداز کی صورت — زمیں سے عرش تک آئے گئے سرکار دم بھر میں
ضیا یوں طے ہوا دم بھر میں وقفہ آمد و شد کا
تھی جنبش میں ابھی زنجیر اور گرمی تھی بستر میں

مسلم سے خطاب

(فردوسیٔ اسلام جناب مولانا منظور حسین صاحب منظر القادری)

اے مسلماں! اے شہنشاہ دو عالم کے غلام — نام تیرا صفحۂ ہستی پہ ہے نقشِ دوام

تیری شانِ عبادت تیرا ذوقِ نماز — بارک اللہ اے رضا جوئے خدائے بے نیاز

تیری پیشانی پہ ہے سجدے سے خیال نقشِ نگیں — ہاتھ تسبیح پر ذکر الٰہ ہونٹوں پہ درود

ذات سے تیری شریعت کو زمانہ میں ثبات — تجھ سے باقی ہیں ارکان حج و روزہ و زکوٰۃ

سلسلہ لیکن یہیں پر ختم ہو جاتا نہیں — تجھ پہ اس سے بھی زیادہ اور کچھ ہے فرض دیں

دیکھ لے نورِ ہدیٰ کس قدر ظلمت رُبا ہے — اُن کی سیرت پر نظر کر جن کی تو اُمت میں ہے

کس لئے ان کا راہ آزادی کمانے کے لئے — وہ تو آئے تھے غلامی کو مٹانے کے لئے

غایتِ دیں کو بہ الفاظ ہدایت دیکھ — غور سے تاریخ پڑھ اور منظر غزوات دیکھ

حجرۂ نبوی میں آ اور زندگی سادی بھی دیکھ — غزوۂ خندق میں ان کی شانِ مردی بھی دیکھ

سجدۂ حق کیلئے شانِ جبیں سائی بھی دیکھ — بدر کے میدان میں ان کی رزم آرائی بھی دیکھ

باطل و حق کا احد میں حشر زا منظر بھی دیکھ — چہرۂ پُرنور کو اُن کے لہو میں تر بھی دیکھ

کفر اور اسلام کی طائف میں آویزش بھی دیکھ — پتھروں کی ان پہ پیہم بے پناہ بارش بھی دیکھ

اُن کے بستر کا ذرا کلفت فزا عالم بھی دیکھ — حضرت فاروقؓ کی بھر آتی چشمِ نم بھی دیکھ

مسجد نبوی میں آ انبار مال و زر بھی دیکھ — اور پھر جا مادر حسنینؓ کی چادر بھی دیکھ

کھل گیا اب تجھ پہ رازِ اتباعِ مصطفےٰ — اب تو سمجھا کہ تیرا فرض دنیا میں ہے کیا

لا میں تجھ کو توضیح کر دوں اس اسرار کی — آ بتا دوں تجھ کو رازِ عظمتِ دینِ نبیؐ

کفر ہے مذہب میں تیرے عشرتِ دنیائے دوں — وقف ہونا چاہیے حق کیلئے مسلم کا خوں

پھول ہے اللہ جبر و ظلم کا اک اک شرار — موت کیا ہے زندگی کا ایک جام خوشگوار

تجھکو پھر باطل کی قوت سے الجھنا چاہیے — موت کے کانٹوں کو فرشِ گل سمجھنا چاہیے

دیکھ ہو جائے نہ رسوا عظمتِ دینِ مبیں — غیر کے در پر نہ جھک جائے کہیں تیری جبیں

ورنہ محکومی بنا دیتا ہے ایماں کو ضعیف — حریت سے ہے عبارت عظمتِ دینِ حنیف

ہر پرستارِ خدا آزاد ہے آزاد ہے — حریت اسلام کی بنیاد ہے بنیاد ہے

گرم بازاری جہاں میں پھر ہوئی استبداد کی — پھر گلے پر چل رہی ہے آدمیت کے چھری

پھر مٹانا چاہتا ہے حق کو باطل کا شکوہ — پھر مسلط ہو گیا دنیا پہ شیطانی گروہ

چھڑ گئی ہے پھر لڑائی کفر و اسلام سے — بند ہے امن و اماں کی راہ مسلم کے لئے

دیکھ لگ جائے نہ بٹا دینِ حق کے نام کو — آ پھر ضرورت ہے تری اسلام کو

خانقاہوں کے سکوں سے تو اب گذر — یعنی پھر لبیک کہہ تلوار کی جھنکار پر

خاک آزادی سے محکومی کے دریا پاٹ دے — یعنی تو نخلِ غلامی کی جڑوں کو کاٹ دے

پھر جھکا دے حق کے دروازہ پہ سر عالم کا — پھر حنین و بدر کے منظر جہاں میں پیش کر

پھر ہلا دے کفر کی بنیاد ضرب حیدرؓ — پھر دکھا ایماں کی قوت پھر در خیبر اکھاڑ

پھر ملا دے خاک میں شانِ غرورِ کافری — کفر کی دنیا پہ چھا بنکر جلالِ حیدریؓ

درس قربانی کا جوشِ جرأتِ خالدؓ سے لے — وقت ہے پھر موت کے دریا میں گھوڑے ڈالدے

دل تو کیا باطل کی تھرا ئے جہاں سے روح تک — کفر کے میدان میں تیغِ غزنویؒ بنکر چمک

ہے شکستِ جور دنیا کے لئے اک بہتری — امن کی تعمیر ہے تخریب استبداد کی

پھر زمانہ منتظر ہے امن کے پیغام کا
پھر تحفظ کر خدارا حرمت اسلام کا

دورِ نبوت اور خلافت کے اہم واقعات

(مورخ اسلام جناب مولانا خلیل احمد صاحب سابق ایڈیٹر الہلال)

(۱) بعثت سنہ ۱۰ میں وفات حضرت ابوطالب اس کے بعد حضرت خدیجہ کبریٰ کی وفات۔ حضورؐ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا تھا۔

(۲) بعثت سنہ ۱۱ میں آپ کو جسمانی معراج ہوئی اس طرح پر کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔

(۳) سنہ ۲ھ میں حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا۔

(۴) اسی سال مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز کا حکم نازل ہوا۔ سولہ مہینوں سے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جا رہی تھی۔

(۵) سنہ ۶ھ میں ملوک و امراء کو حضورؐ نے خطوط بھیجے جن میں اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔

(۶) سنہ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد تبلیغی وفود قبائل میں بھیجے تاکہ اسلام کی اشاعت ہو۔

(۷) سنہ ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ حضرت علی نے سورہ توبہ مشرکین کو سنائی۔

(۸) سنہ ۹ھ میں شوکت اسلام بہت کچھ بڑھ چکی تھی لوگ جوق در جوق مشرف باسلام ہونے لگے تھے۔

(۹) سنہ ۱۰ھ میں حضورؐ نے نصاریٰ کی مباہلہ کی دعوت قبول کی تھی اس کا بھی ذکر قرآن میں ہے۔

(۱۰) سنہ ۱۰ھ میں حضورؐ نے حضرت علیؓ کو ملک شام دعوت اسلام کے لئے بھیجا جہاں بڑی کامیابی ہوئی۔

(۱۱) سنہ ۱۴ھ میں پہلی مرتبہ بصرہ کی ڈالی گئی۔

(۱۲) سنہ ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے بعض فارسیوں کے مشورہ سے دفاتر قائم کئے۔

(۱۳) سنہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے مسجد حرام کی توسیع کی۔

(۱۴) سنہ ۱۸ھ میں حجاز میں سخت قحط پڑا۔ عمرؓ نے اپنے عمال سے امداد غلہ کی

(۱۵) سنہ ۱۸ھ میں طاعون عمواس شام میں پھیلا جس میں مشہور صحابی ابوعبیدہؓ اور ۲۵ ہزار آدمی لقمہ اجل ہوئے۔

(۱۶) سنہ ۱۸ھ میں عمرؓ شام تشریف لے گئے اور میراث تقسیم کی۔

(۱۷) سنہ ۲۵ھ میں عثمانؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن کر دیا۔

(۱۸) سنہ ۳۰ھ میں حضرت عثمانؓ کو اختلاف نسخ قرآنی کی خبر ملی تو آپ نے اپنی زیر نگرانی مصحف الٰہی کی کتابت کرائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت دی، اسی لئے مصحف عثمانی کہا جاتا ہے۔

(ز)

شب معراج

(از جناب مولانا ظفر علی صاحب بی اے مدیر زمیندار)

عشق مہمان ہوا حسن کے گھر آ چکی رات
جذبۂ دل ہے ہم آغوش اثر آ چکی رات

اپنے اللہ سے ملنے کے لئے جاتا ہے
اپنے اللہ کا منظور نظر آ چکی رات

بخت بیدار نے دی دولت سرمد کی نوید
کیوں نہ آنکھوں میں کٹے تا بسحر آ چکی رات

چاند کیا چیز ہے سورج کی حقیقت کیا ہے
پرتو ذات سے روشن ہے نظر آ چکی رات

ماہ و انجم نے سر راہ بچھا دیں آنکھیں
کیونکہ ہے ناقۂ اسریٰ کا سفر آ چکی رات

کہکشاں جلوہ فشاں ہے کہ اسی رستے سے
ہونے والا ہے محمدؐ کا گذر آ چکی رات

لائی ہے گوندھ کے خود جس کو خدا کی رحمت
ہے وہ سہرا شہ لولاک کے سر آ چکی رات

مل گئی دونوں جہانوں کے خزانے کی کلید
اپنے معراج کو پہنچا ہے بشر آ چکی رات

(ز)

معراج کی آیتِ کبریٰ

(از جناب مولانا مولوی سید قریش صاحب شمسی (بارہ دری)

معراج نام ہے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس سیر ملکوت کا جو آپ کو آغازِ نبوت کے ایک خاص وقت، محدود ساعت میں ہوئی تھی جہاں کے روحانی مشاہدات و مناظر، ملکوتی آیات و مظاہر، عاجز و درماندہ انسان کے دائرہ محسوسات و تعقلات کی سرحد سے باہر ہیں، اور جن کی توجیہ و تعلیل سے انسانی عقل و فہم اپنے کو درماندہ پاتی ہے، لاریب آپ کو معراج ہوئی، اور یہ ایک حقیقت تھی، کس حال میں ہوئی اور اس کی صحیح کیفیت کیا تھی، اس کا سمجھنا ہماری عقل درماندہ اور فہم نارسا کے لیے بہتوں ہی نہیں غیر ممکن ہے، بہرحال آپ کو معراج ہوئی، اور یہ ایک واقعہ تھا، خواہ کسی حال میں بھی ہو۔

معراج لفظ "عرج" سے مشتق ہے، اس کے معنی "اوپر چڑھنے" کے ہیں، چونکہ حدیث میں خود حضور کی زبان مبارک سے لفظ "عُرِجَ بِی" جس کے معنی "مجھ کو اوپر چڑھایا گیا" مروی ہے، اسی لیے اس واقعۂ محیر العقول کا نام معراج پڑا۔

ایک عام خیال جو واقعۂ معراج کی حیرت انگیزی اور ناقابل تسلیم ہونے میں اضافہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ کارخانہ کائنات اسباب و مسببات، اور علل و معلولات کے ایک خاص ترتیب سے چل رہا ہے، جس میں تغیر و تبدل راہ نہیں پاتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ چند قدم کی مسافت طے کرنے کے لیے بھی انسان اپنے پاؤں یا کسی مادی وسیلہ کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر جس قدر بُعد مسافت ہوتا ہے، اُسی قدر اس کے طے کرنے میں وقت بھی صرف ہوتا ہے۔ اس لیے یہ کس طرح باور کر لیا جائے کہ آنحضرت صلعم بلا کسی مادی وسائل کے استعمال کے چشم زدن میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر مسجد اقصیٰ سے عالم روحانی کے اس بلند و بالا مقام تک پہنچ گئے، جہاں کوئی انسان تو کیا ملائک بھی نہیں پہنچ سکتے تھے؟

سلسلہ علل و اسباب در اشیاء کے خواص و آثار ہی کے اصول و قوانین کا نام حکما و فلاسفہ کی قائم کردہ اصطلاح میں قوانین فطرت ہے، جنہیں تخلف محال سمجھا جاتا ہے، مثلاً ہم نے مٹی کے ایک ڈھیلے کو اوپر پھینکا اور وہ اپنی طبعی ثقالت کی وجہ سے نیچے آرہا، جب ہم نے چند بار یہی تجربہ کیا کہ وہ فضا میں معلق نہیں رہتا تو یہ فیصلہ کر لیا کہ جر ثقیل ایک قانون فطرت ہے، عام انسانی مشاہدہ یہ ہے کہ انسان کے ایک سر، دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ اور دو پاؤں، اور ہر ہاتھ، پاؤں میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں، اس لیے ہم نے یہ کلیہ قائم کر لیا کہ ہر انسان کو اسی طرح پیدا ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہی قانون قدرت ہے۔

لیکن غور کرو، جن چیزوں کو تم نوامیس فطرت یا قوانین قدرت کہتے ہو اور جو بظاہر علل و اسباب، قویٰ و خواص کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کسی ایک جزیہ کا اُسکی گرفت سے باہر ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے، واقعات و مشاہدات کی کسوٹی پر ان کی کیا لیاط ٹھہرتی ہے۔

ایرپلین (ہوائی جہاز) کی ایجاد سے پہلے یہ کس قدر ناقابل تصدیق اور غیر ممکن بات تھی کہ جر ثقیل کے قانون فطرت کے خلاف ہم لوہے کی کیل و پیزوں کے ساتھ اس کثافت جسمانی فضائے آسمانی میں تیرتے پھر جائیں گے، اور سالہا سال کی مسافت مہینوں بلکہ دنوں میں طے کریں گے۔

تاریخ طبعی انسانی کی کوئی کتاب پڑھو تو معلوم ہوگا کہ قدرت کے مستثنیات کی کوئی انتہا نہیں۔ اور سینکڑوں بچے، تمہارے مزعومہ قانون قدرت کے خلاف پیدا ہوئے، اور ہو رہے ہیں، پھر بتاؤ کہ تمہارے مصطلحہ قوانین فطرت میں یہ کس قانون کے ماتحت ہیں۔

حیرت پر حیرت ہے کہ صرف دو کی جگہ چار ہاتھ، پانچ پانچ کے عوض دس دس انگلیاں، اور ایک کی جگہ دو سر ہی قدرت کے مستثنیات میں نہیں ہے، بلکہ اب تو تبدیلی جنس بھی ہو رہی ہے، عورت ایک مکمل نسائی خصوصیات کی حامل ہونے کے بعد مرد بن جاتی ہے، اور مرد اپنی تمام صفات مختصہ کھو کر عورت کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، کیا اس گتھی کو تم اپنے ناخن حکمت سے سلجھا سکتے ہو؟

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ تمثیل صحیح نہیں ہے، ایروپلین کا فضائے آسمانی میں تیرنا طبعی فعل نہیں ہے، بلکہ کسی عارضی سبب (حرکت قسریہ) کے ماتحت ہے، اسی طرح جن کو تم قدرت کے مستثنیات کا لقب دیتے ہو، وہ بھی علل خفیہ (مادہ کے اختلاف استعداد) کا نتیجہ ہیں، علاقہ تعلیل و قانون فطرت کی دسترس سے کوئی جزیہ بھی باہر نہیں ہے، لیکن درحقیقت یہ ایک قسم کا مغالطہ ہے جس کو اسباب و علل خفیہ کی توجیہ سے تم کو پناہ نہیں مل سکتی، سوال یہ ہے کہ یہ اختلاف و تنوع اگر مادہ کے اختلاف استعداد سے پیدا ہوا، تو استعداد نام ہے تاثر و انفعال کا، علت فاعلہ اور سبب مؤثر کیا ہے؟

ناچار تم کو سلسلہ علل و اسباب کے ناقابل تنسیخ مفروضات سے سرگشتہ ہونا پڑے گا، اور اسکے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ علائق تخیل کے گورکھ دھندوں سے نکلکر اس نظم کائنات کی باہم تمام تاثیر و تاثر عالم کائنات سے ماورا ایک قادر و ذی ارادہ ہستی سے وابستہ کردو، جسکی مشیت اور ارادہ سے سارا کارخانہ چل رہا ہے، اسباب و علل آثار خواص اشیاء صرف اس کی مشیت و ارادہ کے مظاہر ہیں، اور وہ اپنی عادت کے مطابق ایک طریق خاص پر اسکو چلا رہا ہے. لیکن وہ اس کا پابند نہیں ہے، ہم نے اس کی عادتِ جاریہ کی بالعموم یکرنگی و یکسانی کا نام اپنی اصطلاح میں قانونِ فطرت رکھ لیا ہے۔

چونکہ کوتاہ بین و ظاہر پرست انسان ان اسباب و علل کو دیکھ کر اصل علۃ العلل اور مسبب الاسباب کو بھول جاتا ہے، اور اسکا اصلی اعتماد بجائے اس قادرِ مطلق پر ہونے کے ان ظاہری اسباب و علل پر ہوجاتا ہے۔ اس لیئے وہ قادرِ مطلق انسانوں میں اپنا نشان قائم کرنے کے لیئے عادتِ مستمرہ و طریق خاص کے خلاف حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے کوئی واقعہ ظاہر کر دیتا ہے۔ عارف رومؒ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں ؎

سنتے بنہاد و اسباب طرق | طالباں را زیر ایں رزق تتق
بیشتر احوال بر سنت رود | گاہ قدرت خارق سنت شود
سنت و عادت نہادہ با مزہ | باز کردہ خرق عادت معجزہ
اے گرفتار سبب! بیروں مپر | لیک عزل آں مسبب ظن مبر

مذکورہ بالا الفاظ میں جن حقائق کا انکشاف کیا گیا ہے ان سے آنحضرت صلعم کے واقعہ معراج کی حقیقی علت و سبب بھی معلوم ہوگئی ہوگی، مجھے حیرت ہے اُن لوگوں پر جو حکمائے طبیعین یا مادہ پرستوں کے قائم کردہ اوضاع و اصطلاح کو بمنزلہ اصل مرکز قرار دیتے ہیں، اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ نبوت کے نوامیس اور روحانی دنیا کے سنن و اصول کو ہٹا کر اپنے خود ساختہ مرکز تک لے جائیں، اور نہ جاسکیں تو زبردستی کھینچ لائیں انسانی فہم ناقص کے فلسفہ و سائنس کے اوہام و باطل کو مقدم رکھتے ہیں اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ معراج و صاحب معراج (صلعم) کے حقائق و واقعات کو ان اوہام و باطل کے مطابق کر دکھائیں، اور اس پر ستم یہ کہ اس جہالت و بے عقلی کو حکمت و دانائی سے تعبیر کرتے ہیں. اگر یہی حکمت و دانائی ہے تو پھر دنیا میں جہالت و بے عقلی کا وجود باقی نہ رہا اور نہ کبھی تھا۔

ماحصل یہ ہے کہ یہ تمام گمراہیاں و جہالتیں اس لیئے پیدا ہوئیں کہ ہم نے حضور سرورِ کائنات (صلعم) کو بھی جن کی پراسرار زندگی کے اندر روحانی حالات و کیفیات کی ایک ایسی دنیا تھی، جہاں تک ہمارا ادراک بار نہیں پاسکتا، عام انسانی سطح پر سمجھ لیا، اور واقعہ معراج کے مافوق ادراک کے علل و نتائج، حقائق و اسرار کے لیئے اپنے اپنے فہم و ادراک کے موافق مختلف نظریئے قائم کرلیئے جن کا ماحصل صرف اسقدر ہے کہ ان عقل و حواس سے ماورا حقائق کو اپنے دریافت کردہ معلوم و محسوس قواعد کے مطابق بنا سکیں، لیکن سوچو کہ کیا یہ ممکن ہے؟ کیا محسوس و غیر محسوس، جسمانی و روحانی دنیا دونوں ایک ہی نظام پر چل رہے ہیں. کہ ایک عالم کے قیاس تمثیلی و استقرائی سے تم دوسرے عالم کے ثبوت پر شہادتوں کا انبار لگا سکتے ہو؟

میں کہتا ہوں کہ یہ تمام تفسیریات ممکن ہے کہ خود اپنے کج بحث دل اور شک و ریب میں مبتلا قلب کی تسلی و طمانیت کا باعث ہوسکتے ہوں، یہ ساری توجیہات اپنی راز جو طبیعت کی تشنہ لبی کو تسکین دے سکتی ہوں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مملکت آب و خاک کے تمام مادی و طبعی احکام و قوانین حرف مشیت و ارادۂ الٰہی سے معطل کردیئے گئے، اور **آنحضرت صلعم** کو معراج کی آیت کبریٰ دکھائی گئی۔

معراج کے جن روحانی مناظر و آیاتِ ربانی کا بیان ہوتا ہے، کیا تم ان کا صرف اس بنا پر انکار کرسکتے ہو کہ تمہارا دماغ ان کے فہم و تحمل کی تاب نہیں لاسکتا؟ اگر ایک مادرزاد نابینا، انسان کی قوتِ بینائی و لطفِ نظر سے صرف اس وجہ سے غیر ممکن سمجھتا ہو کہ وہ اس نعمت سے محروم ہے، تو یہ اس کی جہالت و بے عقلی کی دلیل ہوگی یا فہم و دانش کی؟ تو پھر ہم کیوں ایسی حماقت میں مبتلا ہونا گوارا کرتے ہیں۔

انبیاء کی معراج اور آپ کا امتیاز

اس میں شک نہیں کہ معراج کا یہ انتہائی مرتبہ تمام انبیاء کرام کی صف میں صرف **آنحضرت** (صلعم) ہی کے لیئے مخصوص تھا تاہم حضرات انبیاء علیہم السلام کے روحانی حالات و واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ تمام اولوالعزم اور ذی مرتبت پیغمبروں کو آغاز نبوت کے کسی خاص وقت میں یہ منصب جلیل حاصل ہوا، اور وہ ساعت ہمایوں آئی جو دیوانِ قضا میں اُن کی سیر ملکوت کے لیئے مقرر تھی، جہاں وہ اپنے اپنے مدارج و مراتب کے لحاظ سے خدا کے فضل و موہبت کے بازوؤں سے پرزور ہو کر اس منصب رفیع تک پہنچے، اور فیض ربانی سے معمور ہوئے۔ یہی سنتِ الٰہی ہے اور اسی کے ماتحت ہر جلیل القدر پیغمبر کو معراج ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نبوت کے منصب جلیل پر فائز کیا گیا تو اُسکے ساتھ ہی زمین و آسمان کی روحانی بادشاہی و آیات

انہی بھی دکھائی گئیں۔

وکذلک نری ابراھیم (ترجمہ) اور اسی طرح
ملکوت السموات ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی
والارض (سورۂ انعام) بادشاہی دکھاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب نبوت عطا ہوئی، تو کوہ طور پر حق کی تجلیاں نظر آئیں، اور مخاطبۂ ربانی سے مشرف کیا گیا۔

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ پھر جب اُس کے رب نے اپنی تجلی کو
دکا وخر موسیٰ صعقا طور پر دکھلائی تو پہاڑ زلزلہ میں
(اعراف) آگیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔

وناديناہ من جانب الطور اور ہم نے اس (موسیٰ) کو کوہ طور کی
الایمن وقربناہ نجیا (طٰہٰ) داہنی طرف سے رازو اسرار بتانے کیلئے پکارا

یہ تو اپنے رتبہ اور درجہ کی معراج تھی، لیکن جناب محبوب رب العالمین چونکہ سرور انبیاء افضل رسل تھے اس لیئے آپ کی معراج حریم خلوتگاہِ قدس کے اس بارگاہِ لامکاں تک ہوئی جہاں حبیب و محبوب کے درمیان نہ فاصلہ و پیاسہ تھے، اور نہ قرب و بعد، زمان و مکان کی طبعی پابندیاں، بس ایک صوت سرمدی سامعہ نواز تھی، اور حقیقت محمدی گوش سامع، شاہد ازل کا جمالِ حقیقت بے نقاب تھا، اور ذاتِ احمدؐ کی چشم قلب وا،

ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان پھر قریب آیا اور جُھکا تو دو کمانوں
قاب قوسین اوادنیٰ کا فاصلہ رہ گیا، یا اس سے بھی کم
فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما پھر اس نے اپنے بندہ سے راز و
اوحیٰ (نجم) نیاز کی باتیں کیں، جو کیں۔

معراج کی صحیح تاریخ وسنہ

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معراج کا منصب رفیع کب اور کس تاریخ میں حاصل ہوا اس باب میں اختلاف ہے، لیکن صحیح و مستند روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو معراج صرف ایک دفعہ ہوئی جو لوگ اس کے تعدد کے قائل ہیں وہ درحقیقت جزئیات معراج کے اختلافِ روایت کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں۔ بعض ارباب سیر اس طرف بھی گئے ہیں کہ ایک بار جسمانی معراج ہوئی اور ایک بار روحانی سیر، لیکن یہ خیال بھی عقلی احتمالات و قیاس و استنباط کی حد سے آگے نہیں بڑھتا ہے، مستند روایات سے کہیں بھی یہ تفریق نظر نہیں آتی، احادیث میں جنت و دوزخ وغیرہ کے جن آیات و مظاہر کا بیان آتا ہے، اور جن کے الفاظ سے بظاہر یہ اشتباہ ہوتا ہے، وہ درحقیقت آپ نے عالم بیداری میں دن کے وقت بھی چند بار مشاہدہ فرمایا ہے، چنانچہ ایک دفعہ نماز کی حالت میں آپ کے سامنے جنت و دوزخ کی صورتیں جلوہ گر ہوئیں تو آپ نے فرمایا:-

انہ صورت لی الجنۃ میرے سامنے جنت و دوزخ کی
والنار حتیٰ رأیتھما صورتیں پیش کی گئیں۔ یہانتک کہ
دون الحائط (بخاری) میں نے انکو اس دیوار کے قریب دیکھا

سالِ ہجرت سے قبل چونکہ تاریخ وسنہ کی تدوین نہیں ہوئی تھی اور معراج کا واقعہ ہجرت سے قبل کا ہے، اس لیئے اس کے سنہ و تاریخ کی تعیین دشوار ہے، عام طور پر مشہور ہے کہ معراج نبوت کے پانچویں سال ہوئی، لیکن مستند روایتوں کو یکجا کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معراج اور ہجرت کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ چنانچہ اصحاب روایت کا کثیر حصہ اسی طرف گیا ہے کہ یہ ہجرت سے ایک یا ڈیڑھ سال قبل کا واقعہ ہے، اس لحاظ سے معراج کا واقعہ نبوت کے نویں سال میں ہوا، مہینہ کی تعیین میں پانچ اقوال ہیں، لیکن مشہور اور معمول بہ یہی ہے کہ رجب کا مہینہ تھا،

کتاب روایت کی غیر محتاط کتابوں میں واقعہ معراج کے متعلق بہت سی ناقابل اعتبار باتیں بڑھا دی گئی ہیں، اور یہ واقعہ چونکہ ہماری مادی کائنات سے ماورا، اور عقل وفہم البشری سے مافوق ہے۔ اس لیئے اس باب میں صرف صحیح و مستند روایات پر اعتماد کرنا چاہیئے تاکہ موضوع روایتوں میں پڑ کر وعید نبوی کی رو سے ماخوذ نہ ہوں اس لیئے ہم ذیل میں واقعۂ معراج کا ایک نہایت مختصر بیان صحیح روایات کو سامنے رکھ کر لکھتے ہیں:-

معراج کی غایت پر قرآن پاک کا ایک بلیغ اشارہ

قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں واقعۂ معراج کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ پاک ہے وہ (خدا) جو اپنے بندہ کو رات
لیلاً من المسجد الحرام کے وقت مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد
الی المسجد الاقصیٰ الذی اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔
بارکنا حولہ لنریہ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں جمع
من اٰیاتنا، انہ کردی ہیں، تاکہ ہم اپنے بندہ کو اپنی نشانیاں
ھو السمیع البصیر، دکھائیں، وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے

آیت بالا میں صرف دو جگہوں کعبہ اور بیت المقدس کا ذکر ہے بہت ہی کم لوگوں نے قرآن مجید کے اس بلیغ اشارہ کی طرف توجہ کی سرزمین کی تولیت، حضرت ابراہیمؑ کے دونوں بیٹوں حضرت اسمٰعیل و اسحٰق میں تقسیم کردی گئی تھی، بیت المقدس کی کلید برداری حضرت اسحٰق (جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا) کو اور خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسمٰعیلؑ کو دی گئی۔ آنحضرت صلعم

سے پہلے (حضرت ابراہیم کے بعد) جتنے بھی انبیا مبعوث ہوئے وہ سب حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں تھے، اس لیے وہ سب ان دونوں ارض مقدسہ میں سے صرف ایک یعنی بیت المقدس ہی کے متولی رہے، آپ (صلعم) ایک عالمگیری اور ابدی تعلیم لیکر آئے تھے، اور خدا نے آپ کی ذات اقدس کو تمام انبیاء کرام کے مختلف و متفرق اوصاف کا مجموعہ بنا کر بھیجا تھا۔ اس لیے ضرورت تھی کہ خانہ کعبہ کی تولیت کے ساتھ بیت المقدس کی کلید بجاری سے بھی سرفراز کیے جائیں، واقعۂ معراج کی تفصیلی حالت کے مطالعہ سے معلوم ہوگا مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں تمام انبیاء کی صف میں منصب امامت کا اعزاز آپ ہی کو ملا، اور قرآن مجید میں بھی کہ واقعہ کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے کہ "آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجایا گیا" دراصل یہ اسی حقیقت کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی وہ دولت جو صدہا سال سے ان کے دونوں بیٹوں میں بٹتی چلی آ رہی ہے آج پیغمبر حقیقت محمدی میں مجتمع کر دی جاتی ہے، اور آپ ہی القبلتین نامزد کئے جاتے ہیں یہی سبب تھا کہ فرضیت نماز کے بعد مدینہ جا کر چھ ماہ تک آپ کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا، بیت المقدس اور خانہ کعبہ کے منصب ولایت سے سرفراز کرنے کے لیے شہنشاہ عالم اپنے بندۂ خاص کو اپنی بارگاہ میں طلب کرتا ہے اور اس روحانی حکومت کے شرائط و احکام کا ایک نسخہ دیکر اپنی قدرت کے نشانات و آیات دکھلاتا ہے

واقعۂ معراج

بخاری و مسلم کی صحیح ترین روایات کا ملخص ہے کہ جس شب میں آپ کو معراج ہوئی، آپ مسجد حرام کے بیرونی گوشہ میں جس کا نام حطیم ہے استراحت فرما رہے تھے، خواب و بیداری کی درمیانی حالت تھی کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے، اور آپ کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے، انھوں نے آپ کا سینہ چاک کیا، پھر اسکو زمزم کے پانی سے دھویا، اس کے بعد ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ایک طشت لائے، اور اسکو سینۂ مبارک میں ڈالکر بند کر دیا پھر آپ کو آسمان کی طرف لے کر چلے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبرئیلؑ نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ "کھولو" اس نے کہا کہ "کون؟" انھوں نے جواب دیا "جبرئیل" اس نے دریافت کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں" اس نے پوچھا "کیا وہ بلائے گئے ہیں" انھوں نے جواب دیا "ہاں" یہ سنکر فرشتہ (داروغہ آسمان) نے دروازہ کھولدیا، جب آپ پہلے آسمان میں داخل ہوئے تو ایک شخص نظر آیا، جسکی داہنی اور بائیں جانب بہت سی پرچھائیاں تھیں، جب وہ داہنی طرف دیکھتا تو ہنستا، اور جب بائیں طرف نظر کرتا تو رو دیتا تھا حضورؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ "یہ کون ہیں؟" انھوں نے کہا "یہ آدمؑ ہیں" اور انکے دائیں بائیں کی پرچھائیاں انکی اولاد کی ارواح ہیں۔ داہنی طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں، اسکے بعد آپ دوسرے آسمان پر پہنچے، یہاں بھی اسی قسم کا سوال و جواب ہوا، اسیطرح آپ پھر آسمان پر گذرتے گئے، اور ہر ایک میں کسی نہ کسی پیغمبر سے ملاقات ہوئی، دوسرے میں حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ سے، تیسرے میں حضرت یوسفؑ سے، چوتھے میں حضرت ادریسؑ سے، پانچویں میں حضرت ہارونؑ سے چھٹے میں حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں میں حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی، اسکے بعد حضرت جبرئیلؑ آپ کو اوپر لے گئے۔ اور وہاں حضرت جبرئیلؑ اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوئے۔ پھر آپ اس مقام تک پہنچے جہاں قلم قدرت کے چلنے کی آواز آتی تھی، پھر شاہد مستور ازل نے چہرہ سے نقاب ہٹائی اور خلوتگاہ راز میں ناز و نیاز کے پیغام ادا ہوئے جنکی لطافت و نزاکت گرانی الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں، اور رحمت حق نے یہ مژدہ سنایا کہ امت محمدی میں سے ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو، دامن مغفرت کے سایہ میں اسکو پناہ مل سکے گی، جب آپ اس عطیہ روحانی کو لیکر حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا کہ "بیشگاہ الٰہی سے کیا لائے؟" آپ نے فرمایا "پچاس وقت کی نمازیں" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "آپ کی امت سے اتنی نمازیں ادا نہیں ہو سکتیں، دوبارہ جایئے" آپ دوبارہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے، اور خدا نے ایک حصہ کم کر دیا، اسی طرح کئی بار حضرت موسیٰؑ نے آپ کو دوبارہ خدا کے پاس بھیجا، اور ہر بار کچھ حصہ کم ہوتا گیا حتیٰ کہ پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں، اور ارشاد ہوا کہ اگرچہ نمازیں پانچ وقت کی ہونگی مگر ثواب انھیں پچاس نمازوں کا ملیگا، اسکے بعد جب آپ بیدار ہوئے اور آپ کی آنکھیں کھلیں تو اپنے کو مسجد حرام میں پایا۔

آپ کو اس سفر میں جو آیات ربانی دکھائی گئیں، قرآن مجید نے انکو صرف دو لفظوں میں ختم کر دیا ہے۔

لنریه من آیاتنا (ہم نے اپنے بندہ کو یہ سیر اس لئے کرائی کہ ہم اپنی نشانیاں اسکو دکھائیں) یہ نشانیاں کیا تھیں اور یہ حقائق و اسرار کیسے تھے، ان کے دیکھنے کے لیے نہ تو ہمارے پاس آنکھیں ہیں، اور نہ انکے سننے کے لیے ہمارے کانوں کو طاقت نہ تو ان کی تفصیل کے لیے عاجز و درماندہ انسان کی زبان میں کچھ الفاظ ہیں، اور نہ ان کے سمجھنے کے لیے سینوں میں دل۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کمال قدرت سے ان حقائق و اسرار کو الفاظ و عبارات کا جامہ پہنا بھی دے تو دماغ انسانی ان کے فہم و تحمل کی تاب کہاں سے لا سکتا ہے؟

"راز ایں پردہ نہان ست و نہاں خواہد بود"

آنحضرتؐ کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی؟

(از جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح کانپوری فاضل الٰہیات)

سیرت پاک میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور شاندار واقعہ جو ہے وہ یہی معراج کا ہے۔ معراج انسان کی اشرفیت اور فوقیت کی سب سے بڑی نقیب ہے۔ نبی کریمؐ کی حیرت انگیز کامیابیوں کی پشت پناہ یہی معراج ہے۔ آنحضرتؐ کی زندگی مظلومانہ اور بیکسانہ زندگی تھی ایسا ایک ساعت جان لیوا دشمنوں کی ایذا رسانی کی نذر ہو رہی ہو اس کو اطمینان و سکون اور کامیابی و فتح کی پُرمسرت زندگی میں تبدیل کر دینے والی یہی مقدس معراج ہے۔ یوں تو نبی کریمؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ استقلال اور جانفروشی اور مسلمانہ جانکاہی سے لبریز ہے لیکن معراج کے بعد آنحضرتؐ نے دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا اور اپنی روحانیت اور محیر العقول ثابت قدمی سے جس طرح اعدائے اسلام کو شکست دی اور جس طرح دنیا کے ایک ایک تاریک چپہ کو توحید کے نور سے منور کیا وہ ایک عالم آشکارا بات ہے لیکن سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اتنا جذبہ استقلال یا انسانی طاقت سے باہر تبلیغی جوش روحانیت کی مقناطیسی کشش اور بے تیغ و تفنگ دنیا پر غالب آنے کی یہ قوت آنحضرتؐ میں جو ہماری طرح ایک انسان ہی تھے کہاں سے آگئی۔ آپ نبی تھے لیکن انبیاء کرام میں بڑے سے بڑے مجاہد اور ثابت قدم نبیا نے بھی کامیابی حاصل نہیں کی۔ ہاں آپکی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ آپ معراج کے بلند سے بلند مقام تک پہونچ گئے تھے۔ آپکی قوتیں ملکوتی ہو گئی تھیں۔ آپ اس کیف ناقابل ادا سے سرشار تھے جو ذات باری کو بے حجابانہ طور پر مشاہدہ کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ بتلاؤ! تاریخ عالم میں ہزاروں انسان ایسے گذرے ہیں جن کی قوت مسلمات میں سے تھی جن میں شہنشاہ وقت بھی تھے جن کی ٹڈی دل فوج اور مادی قوت دنیا کو تسخیر کر لینا چاہتی تھی۔ ان میں اولوالعزم پیغمبر بھی تھے جن کی روحانی قوت دنیا کو ہلا سکتی تھی لیکن کس کو کامیابی کے دو چار زینوں سے زائد چڑھنے کا موقع ملا، تمام مادی طاقتیں اور تمام روحانی قوات دنیا کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ سکندر نپولین اور تیمور جیسے فاتح چند دنوں خاک اڑانے کے بعد پھر ناکام کے ناکام رہے اور حضرت عیسیٰؑ اور نوحؑ جیسے زبردست پیغمبر جن کی زندگی روحانیت اور دعوت الٰہی کا سرچشمہ تھی اپنی زبردست کوششوں کے بعد بھی کامیابی اور فائز المرامی تک نہ پہونچ سکے لیکن آنحضرتؐ کی سوانح حیات بتلاتی ہے کہ آپکی کامیابی صحیح معنوں میں کامیابی تھی۔ بلکہ انسانی تاریخ میں کسی انسان کی کامیابی آنحضرتؐ کی کامیابی کی گرد تک بھی نہ پہونچ سکی کیوں؟ اسی لئے کہ آپنے بے حجابانہ ذات باری کو دیکھا۔ آپ کی رگ رگ معرفت الٰہی سے معمور تھی۔ سمجھ سکتے ہو کہ وہ ہستی جو مالک کائنات سے بنفس نفیس شرف تکلم حاصل کر چکی ہو جس کا دل ایمان و عرفان کے آب زمزم سے دھویا گیا ہو اور جسکی پرواز تمام انبیاء تمام ملائکہ اور تمام مقربین بارگاہ ایزدی سے بھی بلند ہو وہ کتنی بلند و بالا ہستی ہوگی۔ اسکی ایک صدا پر نہ صرف انسان لبیک کہنا فرض سمجھیں گے۔ بلکہ شجر و حجر حیوانات و جنات بھی اس صدائے معرفت آمیز کو جس میں ایک عجیب روحانی کشش اور سرمدی اثر شامل ہے سن کر تڑپ اٹھیں گے۔

معراج سرور کائنات کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ انسان جس کے دل میں خدا کی محبت کا سچا جذبہ ہو وہ معراج کا شرف اپنے درجہ کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ معراج کیا ہے؟ ذات باری کا بے حجابانہ طور پر نظر آجانا۔ خدا کو دیکھنے کے لئے انسانی آنکھوں کے سامنے ہزاروں ہزار پردے حائل ہیں پس وہ سچا مسلمان جو اپنی ریاضت و عبادت اور پیہم بندگی سے ان پردوں کو ہٹاتا ہے۔ وہ خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ خدا حقیقت کل ہے۔ پس جو شخص اس حقیقت کی تلاش زیادہ محنت سے کرتا ہے وہ اتنی ہی جلدی اور اسی قدر خدا کو دیکھ سکتا ہے۔ بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے تمام چلے اسی ایک تمنا کے حامل ہوتے ہیں۔ انکی ساری عبادت گذاری کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ خدا ان کو نظر آجائے۔ وہ اس مقدس خیال میں اتنے محو ہوتے ہیں کہ ان کو دنیا و دین کا کچھ ہوش ہی نہیں رہتا۔ انبیاء کرام کسی نہ کسی موقع پر شرف معراج حاصل کر لیتے ہیں موسیٰؑ کا جلوۂ طور ان کی سب سے بڑی معراج تھی حضرت عیسیٰؑ پر بھی ایک لمحہ زندگی ایسا گذرا ہے جبکہ وہ مشاہدات ذات باری سے سرفراز ہوئے تھے۔ لیکن نبی اکرمؐ تمام انبیاء میں سب سے بلند حیثیت رکھتے ہیں آپ اشرف المخلوقات انسانوں میں بھی اشرف ترین ہیں۔ آپکے سامنے ذات باری کا جلوہ بالکل بے حجابانہ تھا عیسیٰ و موسیٰ یعقوب و ابراہیم علیہم السلام ذات باری کو بالکل بے حجاب نہ دیکھ سکے۔ موسیٰؑ تو خدا کی صرف ایک جھلک میں غش کھا کر گر گئے۔ مگر آنحضرتؐ نے ذات باری سے شرف تکلم حاصل کیا اور اس منزل پر پہنچ گئے جو ہر شئے کی اصل الاصل ہے۔ آپ خدا سے اسقدر قریب ہوئے کہ جسطرح دو کمانیں جھک کر ایک دوسرے کے قریب ہو جاتی ہیں۔ اسوقت خدا نے دنیا کے سب سے بڑے انسان اور اپنے محبوب سے جو باتیں کیں وہ چشم تصور میں بھی نہیں آسکتیں

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔

آنحضرتؐ کو معراج مکہ میں بوقت شب ہوئی تھی جبکہ آپ خانہ کعبہ میں سو رہے تھے۔ اور یہ ہجرت سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے جسوقت آپ سو رہے تھے تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپکے سینہ مبارک کو چاک کیا۔ اس کو آب زمزم سے دھویا اور اسمیں ایمان علم و حکمت کے خزانے بند کر دیئے جبرئیل آپکو آسمان کی طرف لے گئے۔ وہاں آسمان کے داروغہ سے باتیں ہوئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے آدم علیہ السلام کو دیکھا جو کبھی ہنستے اور کبھی روتے تھے آپکے دریافت کرنے پر جبرئیلؑ نے بتلایا کہ آدمؑ اسوقت روتے ہیں جب وہ اُمت کی بدروحوں کو دیکھتے ہیں اور اسوقت ہنستے ہیں جب وہ جنتی اور نیک لوگوں کی روحوں کو دیکھتے ہیں۔ اسکے بعد جبرئیلؑ آپکو مختلف آسمانوں پر لے گئے جہاں آپکی ملاقات کسی نہ کسی سے ہو جاتی تھی حضرت ادریسؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ ابراہیمؑ یحییٰؑ یوسف علیہم السلام وغیرہ سے آپکی ملاقات ہوئی۔ ہر ایک پیغمبر نے آپکا استقبال مرحباء نبی صالح اور اے برادر صالح کہکر کیا۔ پھر آپ کو جبرئیل اسی جگہ لے گئے جہاں قلم قدرت کے چلنے کی آواز آرہی تھی وہاں آپ پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ گئے جو لامعلوم اور نادیدہ رنگوں سے چمک رہا تھا یہ وہ جگہ تھی جو مرکز کائنات ہے اس جگہ شان کبریائی ذات باری آپ سے بے حجاب ہوئی خدا نے اپنے محبوب اور خلیق بندہ کو بے حجابانہ اپنی ذات دکھلا دی۔ یہ سرمدی منظر کیا ہوگا کیسا ہوگا۔ اسکی تشریح کسی طاقت سے ممکن نہیں آخر میں آنحضرتؐ نے تمام انبیاء کی امامت بیت المقدس میں کی۔ آسمان کی سواری براق کے ذریعہ سے

... کا حصہ مدتوں میں انجام پذیر ہو گئے۔ واقعہ معراج کا بغلا ... اس موقع کی سب سے بڑی بحث یہ ہے کہ آیا نبی کریمؐ آسمان علا، اعلیٰ ... جسمانی حیثیت سے گئے تھے یا آپ کی روح گئی تھی یا آپ نے خواب دیکھا تھا۔ ... کے علاوہ جمہور علماء کی یہی رائے ہے کہ آنحضرتؐ کو معراج جسمانی حیثیت سے ہوئی تھی۔ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر بیضاوی صاحب ... اور امام شاہ ولی اللہ کی رائے بھی جسمانی معراج کے متعلق ہے۔ احادیث میں ... روایتوں میں جسمانی معراج کی تفصیل آئی ہے قرآن کریم کے الفاظ اور سیاق و سباق بھی جسمانی معراج کو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً الخ۔ یعنی "پاک ہے وہ ذات جس نے رات میں اپنے بندے کو مسجد اقصےٰ تک سیر کرائی"۔ یہاں قابل غور دو لفظ ہیں۔ ایک اسریٰ دوسرا عبد۔ اسریٰ کہتے ہیں راستہ کے حصے میں چلنا یا چلانا۔ روح کے متعلق اس قسم کے الفاظ ہمیشہ مستعمل نہیں ہوتے۔ اسرا، کسی قافلہ یا فرد کے متعلق آتا ہے۔ عبد کہتے ہیں روح اور جسم کے مجموعے کو۔ تنہا روح یا جسم پر عبد کا استعمال شاذ و نادر اور بے موقع ہوتا ہے۔ اور پھر جب اسراء کا تعلق کسی عبد سے ظاہر کیا گیا ہے تو اس کے صاف و صریح معنی یہ ہوئے کہ بندہ اپنے جسم اور اپنی روح کے ساتھ چلا۔ نہ صرف اس آیت سے بلکہ اسراء یا واقعہ معراج کی حدیث کا طرز ادا بالکل ایسا ہی ہے جس طرح کسی مسافرت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ خواب اور رؤیا کا طرز ادا اس شکل میں نہیں ہوتا ہے۔ واقعہ معراج کو سورۂ والنجم میں جس شان اور زور کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام کیفیت نبی کریمؐ پر جسم و روح کے ساتھ ساتھ حالت بیداری میں ہوئی ہے۔ مختلف احادیث میں بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرتؐ پر حالت بیداری میں گذرا۔ سورۂ والنجم میں ہے

والنجم اذا ھویٰ ۝ ما ضل صاحبکم وما غویٰ ۝ وما ینطق عن الھویٰ ۝ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۝ علمہٗ شدید القویٰ ۝ ذو مرۃ فاستویٰ ۝ وھو بالافق الاعلیٰ ۝ ثم دنیٰ فتدلّیٰ ۝ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۝ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ۝ ما کذب الفؤاد ما رایٰ ۝ افتمارونہٗ علیٰ ما یریٰ ۝ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ۝ عند سدرۃ المنتھیٰ ۝ عندھا جنۃ الماویٰ ۝ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ۝ ما زاغ البصر وما طغیٰ ۝ لقد رایٰ من اٰیات ربہ الکبریٰ ۝

قسم ہے ڈوبتے ہوئے ستاروں کی کہ تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بھٹکا ہے۔ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا ہے۔ بلکہ وہی بولتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اس کو بتلانے والا مضبوط و توانا ہستی ہے صاحب قوت ہے پس نظر آیا۔ اس حالت میں کہ وہ افق اعلیٰ میں تھا۔ وہ قریب ہوا پھر اتر آیا۔ اس کی قربت دو کمانوں کی قدر یا اس سے بھی زیادہ نزدیک تھی۔ اس حالت میں مولا نے اپنے بندہ کو وحی کی جو بھی وحی کرنا تھی۔ جو کچھ اس بندہ نے دیکھا تھا اس کے لئے اس کی تکذیب نہیں کی۔ اے لوگو! کیا تم اس سے اس کے دیکھے ہونے کے متعلق جھگڑا کرتے ہو۔ اس نے دوسری بار پھر دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک اس کے نزدیک جنت الماویٰ تھی۔ اس وقت اس کو سدرۃ المنتہیٰ کی نورانیت نے ڈھانپ لیا جس طرح بھی ڈھانپ لیا۔ نہ اس کی نگاہوں نے کجی کی اور نہ اس نے حد سے تجاوز کیا۔ اس نے اپنے رب اکبر کی نشانیوں اور علامات کو بذات خود دیکھا۔

اس حصہ میں مخالفین کو واقعہ معراج کا یقین دلایا گیا ہے۔ لیکن واقعہ معراج کو جس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ خواب کے بیان کا نہیں ہے بلکہ جسمانی اور ذاتی مشاہدے کا ہے۔ بہرحال قرآن و حدیث سے معراج جسمانی حیثیت سے ثابت ہوتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ معراج جسمانی حیثیت سے ممکن بھی ہے یا نہیں؟ مجھ کو یہ کہتے ہوئے ایمان کی کمزوری کا احساس ہوتا ہے کہ معراج جسمانی حیثیت سے ممکن بھی ہے یا نہیں۔ اس مادی دنیا میں، رہتے ہوئے ہم روحانیت کی لذت کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ مغرب کی الحاد و دہریت، زمانہ کی خدا فراموشی اور انسانوں کی سائنس پرست طبیعت نے مذہب کی بنیادوں کو ہلا دینا چاہا ہے ہم دبے دبے یہ کہتے ہیں کہ معراج جسمانی تھی۔ حالانکہ جوں جوں دنیا مادیت پرست اور سائنس کی غلام بنتی چلی جا رہی ہے اسی قدر کمالات ممکن اور موجود ہو رہے ہیں۔ اس حیثیت سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے اس دور میں واقعہ معراج کو اس کی اصل یعنی جسمانی صورت میں ماننا بہ نسبت روحانی حیثیت کے زیادہ آسان ہے۔ لیکن اس بے دینی کو کیا کیا جائے جن کا بیج ہمارے اندر مغرب کی مذہب شکن ہواؤں نے بو دیا ہے۔ مشرق و مغرب میں آج روحانیت اور مادیت کی زبردست جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ اور ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ایشیا کامیابی کے زینہ پر چڑھتا چلا جا رہا ہے اور یورپ تباہی کے منہ تک پہونچ رہا ہے۔ یورپ نے بہت جلد مادی بل بوتے پر ترقی کی اور فنا کے گھاٹ اترنے پر تیار ہو گیا۔ ایشیا نے ترقی بھی کی۔ ایک معتدل حالت میں قائم بھی رہا محض روحانیت کی بدولت پس ہمکو ظاہری شورشوں اور مادی فتنوں سے بے پروا ہو کر یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارے مذہبی عقائد و اعمال ہی ہم کو افق کامیابی پر پہونچا سکتے ہیں۔ غور کرو واقعہ معراج سے۔ روحانیات کو کتنا گہرا سبق ہم کو اس سے ملتا ہے۔ ہماری طبیعتیں اس واقعہ کو سُن کر ایک لامحسوس سرور حاصل کرتی ہیں جن سے ہمارے دلوں میں نیک عمل کرنے اور عابد و زاہد بننے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ آگ و پانی، بھاپ و بجلی کے گورکھ دھندے ہمارے سامنے اس حقیقت کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ جس کا سبق واقعہ معراج سے ہم کو ملتا ہے۔ فلسفہ جدیدہ کی تحصیل کے بعد ہم نے یہی سیکھا کہ دنیا میں چند تیز رفتار چیزیں جاری کر دیں۔ چند تیز رفتار مشینیں، چند ریلیں، چند موٹر کار اور چند ہوائی جہاز اور آتش فشاں توپیں اور بس۔ لیکن مکتب روحانیات کا متعلم تھوڑی دیر نہیں بلکہ سکنڈوں اور غیر منقسم اوقات میں مشرق و مغرب کے حالات پر مطلع ہو سکتا ہے۔ اپنی روحانی قوت سے وہ مشرق میں بیٹھ کر اسی لمحہ میں مغرب والے آدمی سے باتیں کر سکتا ہے۔ صوفیا اور

انسانوں کا گروہ اسی قسم کا تیز رفتار ہے جسمانی حیثیت سے واقعہ معراج سمجھنے میں ظاہر بین لوگوں کو چند وسوسوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اول یہ کہ اس قدر تیز حرکت کہ نبی کریمؐ کا مع جسم و روح کے چند لمحات میں کروڑوں کی مسافت طے کر لیں غیر معقول سی بات ہے۔ نیز یہ صرف آپ بلکہ براق کے ساتھ جو گھوڑے اور خچر کے طرز کی ایک سواری تھی۔ دوم یہ کہ کسی جرم ثقیل کا اتنی بلندی پر چڑھنا مشکل ہے۔ سوم یہ کہ جسمانی معراج ماننے کی صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ شق صدر ہوا تطہیر جسم ہوئی وغیرہ وغیرہ جو سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ اب دیکھو یہ کل کائنات ہے ان لوگوں کی جو جسمانی معراج کے مخالف ہیں۔ عام اس سے کہ وہ روحانی معراج کے قائل ہوں یا نفس معراج ہی کے مخالف ہوں۔ ان لوگوں کو سب سے زیادہ تعجب تیز رفتاری پر ہے۔ پھر تعجب در تعجب یہ کہ وہ ایک منٹ یا چند لمحات ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ افق اعلیٰ پر تشریف لے گئے اور جب واپس تشریف لائے تو دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی اور بستر بدستور گرم تھا۔ قرآن شریف میں ہے اسریٰ بعبدہ لیلاً اس آیت میں تنوین لیلاً کی کم سے کم وقت کو ظاہر کرتی ہے۔ یعنی رات کے کم سے کم وقت میں خدا نے اپنے بندہ کو سیر کرائی۔ واقعہ معراج دراصل ایک معجزانہ حیثیت رکھتا ہے۔ معجزات بلاشک بہت کم واقع ہوتے ہیں۔ پس جس طرح لاٹھی کا سانپ بن جانا موسیٰؑ کا معجزہ تھا تو یہ بھی نبی کریمؐ کا ایک معجزہ ہے کہ اس قدر تیز کہ وہم و گمان و تصور سے بھی تیز تر عرش بریں پہونچ گئے لیکن دلائل کے زور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تیز روی کوئی محال امر نہیں ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس موجودہ دور میں کیونکر یہ محال ہو سکتا ہے کہ نبی کریمؐ ایک قلیل مدت میں عالم بالا کی سیر کر لیں۔ موجودہ تحقیقات جدیدہ سائنس تیز رفتاری کی ایسی شاندار مثالیں پیش کرتی ہے جن کے اسرار سمجھنے کے بعد ہمکو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی نفس یا ثقیل چیز ہی کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ مسافت طے کر سکتی تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہ ہوگا۔ ماہرین فلکیات کا اندازہ ہے کہ اجرام سماوی مثل چاند سورج مریخ وعطارد و مشتری کے سکنڈ بھر میں ہزاروں میل کی مسافت طے کرتے ہیں۔ اجرام فلکی کی گردش جس تیزی کے ساتھ ہوتی ہے وہ کبھی انسان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ سورج کی کرنیں شاید ایک پل میں کروڑوں میل سے گذر جاتی ہیں۔ زمین جس کو موجودہ سائنس ایک سیارہ کہتی ہے بہت سست رفتار ہے اور شاید یہ تمام سیاروں میں سب سے زائد سست رفتار لیکن یہ بھی لمحہ بھر میں ۲۰ میل سے زائد عرصہ طے کر لیتی ہے۔ سوچو! جب خدا کی بنائی ہوئی چیزیں قانون قدرت کے مطابق اس قدر تیز رو ہیں۔ اور جب وہ اپنے مولا کے حکم سے مجبور ہو کر اتنی بے گمان حرکت کرتی ہیں۔ جب وہ کروڑ در کروڑ اور بیم در بیم من وزن کے ساتھ دنیا کی گردش گھوم گھوم کر اور چکر لگا لگا کر سکتی ہیں۔ تو ذات باری کے حکم سے اس مالک کائنات کے حکم سے جس کے اشارہ و ابرو پر یہ تمام اجرام فلکی کروڑہا برس سے ناچ رہے ہیں۔ اگر ایک محبوب و راستکار زمین بندہ اپنے جسم کے ساتھ عرش تک پہونچے اور وہ بھی اتنے قلیل عرصہ میں کہ واپسی تک اس کا بستر بھی گرم رہے اور دروازہ کی کنڈی بھی ہلتی رہے تو اس میں کون اشکال ہے؟

یورپ والے ابھی صرف چند باتوں سے واقف ہوئے ہیں جن کے زور پر انہوں نے موجودہ تمدن کی بنیاد رکھی ہے۔ وہ صرف لوہے۔ پانی۔ آگ۔ بھاپ اور بجلی کے بعض اسرار پر مطلع ہو کر دعوائے خدائی کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ ان کو خود اس کا اقرار ہے کہ ہماری نظروں سے ابھی فطرت کا سارا خزانہ مخفی ہے اور جو کچھ منکشف ہوا ہے وہ مخفی کے مقابلہ میں کالعدم ہے۔ بس جب صورت حال یہ ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا نے کسی ایسی طاقت کے ذریعہ سے جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن وہ تیز رفتاری اور رسائی میں بجلی اور دیگر طاقت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہو اپنے محبوب بندے کو اپنے پاس بلا لیا ہو خدا کے حکم سے محال ممکن بن سکتا ہے اور ممکن موجود۔ پس اگر یہ انسانوں کے نزدیک ہے کہ نبی کریمؐ اپنے جسم کے ساتھ عالم بالا کی سیر کیا لمحہ میں کر لیں تو خدا اسکو ممکن اور ممکن سے موجود کر سکتا ہے اور موجود کر چکا ہے۔ قرآن کا کوئی اصول ایسا نہیں ہے۔ اس کے تمام احکامات اسباب و علل سے آراستہ ہیں۔ اسلام دنیا میں عقل و نقل ساتھ لے کر آیا ہے اگر وہ اپنے پیروؤں کو اسکی تعلیم دیتا ہے کہ تم خدا کے وجود کو دلیل و بلا دلیل ہر طرح سمجھو اور وہ خود قرآن میں اپنے وجود اور توحید پر قاطع دلائل رکھتا ہے تو اسی اصول کے ماتحت ہم معراج کو جہاں دلائل سے بے نیاز ہو کر کہیں گے وہاں قرآن کی روشنی میں ایسے دلائل اور عقلی امکانات پر بھی نظر ڈالیں گے۔ بس جہاں تک معراج کے مسئلہ کو عقل کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں سمجھیں۔ معراج کی بحث میں براق کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرمؐ نے آسمانوں کی مسافت براق کے ذریعہ طے کی۔ براق کی تمثیل اگرچہ گھوڑے سے دی گئی ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ملاء اعلیٰ میں کسی جانور کی کیا ضرورت۔ براق۔ برق سے مرکب ہے جسکو انگریزی اور سائنس کی زبان میں الکٹرسٹی کہتے ہیں اور جس کے لئے اردو میں بجلی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ براق کی رفتار کے متعلق احادیث میں ہے کہ تخیل اسکی آہٹ کو بھی نہیں پہونچ سکتا اور ہوا و طوفان جسکی تیز روی کے سامنے شرمندہ ہیں۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ براق کے معنی گھوڑا یا خچر لینا غلط ہے کیونکہ یہ ہماری مادی دنیا کی سواریاں ہیں۔ ملاء اعلیٰ میں جو چیز سواری کا کام دیتی ہوگی وہ کوئی اور نادیدہ و ناشنیدہ ہوگی۔ بس براق کے الفاظ اور اسکی صفات یہی بتلاتے ہیں کہ آنجناب سرور کائنات نے بجلی کی سی کسی تیز طاقت کی مدد سے اس طویل مسافت کو پل بھر میں طے کر لیا۔ فرض کرو کہ وہ براق اتنی ہی طاقت رکھتی ہو جتنی موجودہ الکٹرک میں ہے یا وہ یہی بجلی ہو تب بھی اسکی تیز روی کی ایک دھندلی سی جھلک آنکھوں کے سامنے پھر سکتی ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ موجودہ تحقیقات کے سامنے مذہبی مسائل نہیں ٹھہرتے اور ادیان باطل کے پرخچے سائنس نے اڑا رکھے ہیں۔ ہم اسلام کی تعلیمات کو بدستور درخشاں پاتے ہیں بلکہ یہ اسلام کی ایسی عدیم النظیر کامیابی اور صداقت ہے جو اس کے اعلیٰ مذہب ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ دیکھو اور غور سے دیکھو! کہ جس برق یا براق کا تذکرہ معراج میں ہے۔ اور جسکی تیز رفتاری ایک افسانہ سا معلوم ہوتی ہے۔ آج اس کو موجودہ سائنس نے لوازمات زندگی سے بنا دیا ہے۔ ریل اور موٹر کار کو جانے دو۔ گھروں کی بجلیوں، ٹیلیفونوں، ٹیلی گراموں اور وائرلیس کو دیکھو جن کو بے تار برقی کہا جاتا ہے یہ کتنے تیز رفتار ہیں۔ ان تمام چیزوں کی محرک صرف بجلی یا الکٹرک ہے۔ آپ ہزاروں میل دور بیٹھ کر ٹیلیفون میں بات کرتے ہیں۔ آپ سکنڈ بھر میں بعد مسافت کے باوجود گفتگو کرتے اور گفتگو سنتے ہیں۔ اس کا کیا راز ہے؟ یہی ناکہ آپ کی آواز کو برقی لہریں ایک سکنڈ سے بھی کم مدت میں ہزاروں میل دور پہونچا دیتی ہیں۔ یہ تیز روی کی مثال نہیں تو اور کیا ہے۔ ٹیلیفون میں تو آپ کو برقی تاروں کے سلسلے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن وائرلیس تو اس سے زائد تعجب انگیز ہے لندن سے بیٹھ کر آپ دہلی میں اور کلکتہ سے بیٹھ کر آپ نیویارک میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے مخاطب کی آواز پہچان سکتے ہیں حالانکہ نہ کوئی سلسلہ ہے اور نہ کوئی تار کا ارتباط وجہ کیا ہے؟ یہی نا کہ آپ کی آوازوں کو برقی لہریں ہوا کے تلاطم میں گذارتی ہوئی لاکھوں میل کا فاصلہ طے کر لینے کے بعد آپکے مخاطب تک پہونچا دیتی ہیں۔ پھر یہ ساری گفت و شنید جواب سوال اسی ایک لمحہ میں انجام پذیر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر بلا مبالغہ اس دنیا سے جا کر کسی دوسری دنیا میں آباد ہو جائیں اور وہاں سے براہ وائرلیس پیغام بھیجیں اور سنیں تو یہ بھی اسی لمحہ میں جبتک کہ آپ بول رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ اس نامہ و پیام کے سلسلے سے فارغ ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں برقی طاقت سے ایک اور کام لیا گیا ہے اور وہ یہ کہ آپ آواز کی طرح اپنا فوٹو اور تصویر بھی براہ وائرلیس دور دور مقامات پر بھیج سکتے ہیں اور نیز بلکہ آپ ہوائی جہاز کے وقت فضا میں برقی طاقت کے ماتحت اشتہارات وغیرہ مشتہر کر سکتے ہیں۔ آپ کی

نئی [illegible] پیدا کرنے کے سائنس ہی پیدا ہو کر فضا میں معلق رہ سکتی ہیں۔ چنانچہ آجکل سائنس کی ایجادی دنیا میں اسی قسم کا انقلاب ہوا ہے۔ ہوائی جہاز کو دیکھو، جو کسی الیکٹرک مشین کے ساتھ نیز دخانی طاقت کے زور پر فضا میں پرواز کرتا ہے۔ حالانکہ کسی ثقیل چیز کا ہوا میں پرواز کرنا اور ٹھیرنا محالات میں سے ہے۔ پس کہاں ہیں وہ لوگ جو معراج جسمانی کو محالات میں سے سمجھتے ہو۔ آؤ اور خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو خود دیکھو۔ پھر اگر بجلی کی طاقتیں مسلمات سے ہیں "بجلی فوق کوئی واقعی شئی ہے" اور اس کا دنیا میں وجود ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کر لو کہ آنحضرت کی معراج جسمانی تھی اور یہ کوئی مستبعد اور محال امر نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ عروج جسدی کے انکار کی بنیاد فلسفہ جدیدہ ہے۔ حالانکہ یہ فلسفہ ہمارے لئے معاون اور مددگار ہے۔ ہم جس براق یا برق کو آنحضرت کی سواری بتلاتے ہیں وہی براق یعنی الکٹرک موجودہ فلسفہ کی بنیاد ہے۔ اب کوئی دشواری معراج کے مفہوم کو سمجھنے میں باقی نہیں رہی۔

یہ تو تھے وہ دلائل جو موجودہ دور میں ہمارے لئے واضح طور پر پیش آتے ہیں اور جو مشاہدات بنکر معراج جسمانی کو ثابت کر رہے ہیں۔ اب دیکھئے مذہبی بنیاد پر جسمانی معراج ہمارے نزدیک اور زیادہ تفصیلی آتا ہے۔ بلکہ معراج جسمانی کا تخیل مذہب میں کوئی مستبعد نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام دنیا میں بعید از قیاس تعلیمات لے کر نہیں آیا اور وہ انسانوں کی سمجھ میں نہ آنے والی بات نہیں کہتا۔ معراج جسمانی بظاہر ایک حیرت انگیز معجزہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے امکانات وقوع پر غور کرنے کے بعد یہ چیز سمجھ میں آجاتی ہے۔ دیکھو! جبرئیل علیہ السلام مرتبہ اور شان میں نبی کریمؐ سے فروتر ہیں۔ وہ جب کبھی نبی کریمؐ کے پاس تشریف لائے وحی کے حامل بن کر، تو وہ گاہ جسمانی شکل میں آئے اور گاہ ایک لطیف نورانی پیکر میں۔ ان کی رفتار عرش بریں سے مکہ کے مقدس وادی تک لمحے سے بھی کم اوقات میں ہوئی۔ حالانکہ وہ ایک متشکل صورت میں تھے۔ پس اگر جبرئیل امین خدا کے حکم سے مجبور ہو کر ایک لمحہ میں دنیا کے اور دگرد چکر لگا سکتے ہیں تو کیوں نہیں اس خدا کا ایک محبوب ترین بندہ جو جبرئیل اور کل کائنات سے زائد پُرعظمت ہے۔ خدا کے ہی حکم سے ایک لمحہ میں عرش بریں کی سیر کر آئے۔ دیکھو! ابلیس لعین ایک لمحہ میں دنیا کے دور دراز حصے میں پہنچکر لوگوں کو دھوکا دیتا پھرتا ہے۔ وہ ایک ہی لمحہ میں مشرق کے آدمی کو اور مغرب کے آدمی کو بھی عصیان پر آمادہ کرتا ہے حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ وہ ایک جسمانی ہستی ہے۔ جس کا جسم انسانوں کے جسم کے مقابل زیادہ لطیف ہے۔ تمہاری سمجھ میں یہ تو آگیا ہوگا کہ چند لمحات میں اتنی دور کی مسافت طے کر لینا ممکن ہے لیکن شاید یہ سمجھنے میں تم کو تذبذب ہو کہ انسانوں کی طرح جسم ثقیل بھی اتنی پرواز کر سکتا ہے۔ بلاشک انسانوں کا جسم ثقیل اتنی مسافت طے نہیں کر سکتا لیکن سوچو تو کہ آنحضرت سرور کائناتؐ کا جسم بھی کیا ہماری طرح ثقیل تھا۔ ہاں آپ انسان تھے اور آپ کا بدن بھی انسانوں کی طرح تھا لیکن آپ کے جسم میں وہ لطافت و نزاکت تھی جو ملائکہ کے اجسام لطیف میں ممکن نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ معراج جسمانی کے قائل ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ عالم بیداری میں آسمان پر تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے جسم میں روح جیسی نزاکت و لطافت پیدا ہو گئی۔ میرے خیال میں شاہ صاحب کا یہ استدلال اس مسئلہ کی قاطع دلیل ہے۔ جو کچھ دشواری اور اشکال ہے وہ یہی کہ جسم ثقیل کے ساتھ اتنی مسافت اتنی تیزی کے ساتھ ممکن نہیں۔ لیکن جبکہ جسم دنیاوی کثافت و ثقالت سے صاف ہو کر اپنی اصلیت پر آگیا ہو۔ اور وہ روح کی طرح صاف و شفاف لطیف و نازک ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے۔ گویا اس حالت میں آپ پر جو اثرات طاری ہوں گے وہ روح کے ہونگے۔ آپ ملائکہ و جبرئیل کی طرح عرش پر گئے اور دنیا میں واپس آئے۔

معراج کے مسئلہ پر اور اس کی حقیقت پر ذرا غور کرو یہ کونسا وقت تھا؟ انسانیت کی ترقی کی دنیا میں سب سے بلند ترین ساعت تھی جس کی عظمت و تقدیس پر دنیا کو نثار کیا جا سکتا ہے۔ یہی وہ معراج کا واقعہ ہے جس کے ذریعہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور بارگاہ خداوندی میں فرشتوں پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔ اوقات کا مالک خدا ہے وہ اگر چاہے تو اس میں ردوبدل کر سکتا ہے۔ پس اگر اس نے ایک آنی وقت کو جس میں نبی کریمؐ آسمان پر جائیں۔ اور واپس آئیں۔ ایک لمحہ میں بدل دیا تو کسی انسان کو اس میں دم مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہرحال معراج کا مسئلہ واضح ہو گیا ہے خداوند کریم قادر مطلق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ معراج بھی اس کی قدرت کاملہ کا ایک مکمل نمونہ ہے۔

تاریخِ معراج

(از حضرت مولانا عبد التواب صاحب فاضل دینیات مولوی فاضل منشی فاضل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۱۲ سالہ نبوت میں آں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر اکیاون برس نو مہینے کی تھی۔

(پیر کا دن رجب المرجب کی ستائیسویں تاریخ تھی۔ (تاریخ الخمیس)

معراج عروج سے مشتق ہے۔ معراج کے معنی زینہ (سیڑھی) کے ہیں۔ معراج مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک ہے اور اسرا مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک ہے۔

اس عنوان کی پہلی آیت (سُبْحٰنَ الَّذِیْ) میں اس واقعہ کا مختصر بیان ہے۔ سورۃ النجم کی آیات میں زیادہ وضاحت ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں معراج شریف کی مفصل بحث ہے۔

آیت اسرا کی تفسیر

بعض ظاہر بین لوگوں کو معراج شریف محال ومستبعد معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ کو لفظ سُبحان سے شروع فرمایا۔ مطلب یہ کہ خدائے تعالےٰ ہر قسم کے عیب ونقص اور عجز سے پاک ہے۔ اس قادر قیوم کو ایک رات میں اپنے بندہ کو مکہ سے بیت المقدس لے جانا اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کرانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ جو حضرات معراج شریف کو محال تصور کرتے ہیں۔ وہ خدائے واحد قدیر کو عجز ونقص کا عیب لگاتے ہیں۔ حالانکہ ذات خداوندی عیوب نقصانات سے مبرا ومنزہ ہے۔

اکثر آیات میں اللہ تعالےٰ نے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بندہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آیت اسرا میں .... بِعَبْدِہٖ اور سورۃ النجم میں اِلٰی عَبْدِہٖ فرمایا ہے۔ اس سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ظاہر ہوتی ہے۔ بندہ کے لئے خالق کا بندہ ہی کہہ دینا کمالِ فخر ہے۔ لفظ عَبْد سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس معجزہ عجیب کی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی الوہیت کا شبہ نہ کرسکے۔ لَیْلًا کی تنکیر۔ اس امر کی تصریح کے لئے ہے۔ کہ آپ کا یہ سفرات کے ایک نہایت ہی قلیل جزو میں تھا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ پر دال ہے کہ نہایت تھوڑے عرصہ میں اپنے بندہ کو اس قدر مسافت طے کرا دی۔

مسجد حرام کا اطلاق کبھی مطلق حرم پر بھی آتا ہے۔ اس صورت میں مسجد حرام سے مراد کل حرم ہوگی۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ اس وقت حطیم میں تشریف فرما تھے۔ اور بعض میں آیا ہے کہ آپ ام ہانی رض کے گھر میں تھے۔ اس آیت کو دونوں پر محمول کرسکتے ہیں کیونکہ ام ہانی رض کا گھر حدود حرم ہی میں تھا۔ ام ہانی رض کے گھر سے حطیم میں آنا۔ وہاں سے آگے تشریف لے جانا کوئی امر محال نہیں۔

مسجد اقصےٰ۔ اقصےٰ کے معنی عربی میں دور تر کے ہیں۔ مسجد اقصےٰ (بیت المقدس) خانہ کعبہ سے بہت دور ہے۔ مسجد الحرام اور مسجد اقصےٰ کے سوا زمانہ نزول وحی میں روئے زمین پر اور کوئی مسجد نہیں تھی۔

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ مسجد اقصےٰ کے گرداگرد کو برکت والا اس لئے فرمایا کہ وہاں نہروں۔ درختوں اور پھلوں کی کثرت ہے اور یہ مقام انبیاء وصلحاء کا مسکن ومدفن۔ ملائکہ کا مہبط ہے۔ آں حضرت کی بعثت سے پہلے انبیائے بنی اسرائیل کا قبلہ یہی تھا۔

لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا کے بعد اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ کے ایرادت ان امور کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) یہ کہ مکذبین اور معراج کے منکرین کے انکار کو ہم سنتے ہیں قیامت کے دن ان کو پوری پوری سزا دیں گے۔

(۲) یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کے وقت عجائبات کی رویت ہوئی۔ جو بعض آیات ہم نے ان کو دکھلائیں انھوں نے دیکھیں۔ مگر وہ علم میں ہمارے برابر نہیں ہوگئے۔ کیونکہ ہم علی الاطلاق بالذات سمیع وبصیر ہیں۔

(تفسیر بیان القرآن)

اس آیت میں مسجد اقصےٰ تک تشریف لے جانا مذکور ہے مسجد کے اندر جانے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرنے اور نماز میں آں حبیبؐ کے امام بننے کی تصریح اس عنوان کی دوسری حدیث میں موجود ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رض ہیں۔

اس آیت میں آسمانوں کی طرف تشریف لے جانے کی تصریح نہیں ہے۔ صرف اشارہ ہی ہے۔ زیادہ صراحت سورۃ النجم میں ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں مفصل واقعہ مذکور ہے۔

معراج جسمانی کے نقلی دلائل

جمہور۔ فقہاء۔ محدثین۔ متکلمین اور صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا یہ مذہب ہے کہ معراج شریف بیداری کی حالت میں ہوئی اور آپ معہ جسم مبارک کے مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔
(شفاء قاضی عیاضؒ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ تک پھر سدرۃ المنتہےٰ تک اور جہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ لیجایا گیا۔ یہ سب کچھ جسم مبارک کے ساتھ بیداری میں تھا۔

لفظ عبد جو کہ مندرجہ بالا ہر دو آیات میں واقع ہوا ہے جس کا ترجمہ بندہ ہے۔ مجموعہ روح اور جسد کا نام ہے۔ اس کا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ ہر جگہ اس سے مراد روح مع الجسد ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی کیا تونے (ابوجہل کو بھی) دیکھا۔ جب ہمارا بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اسے روکتا ہے۔ (علق پارہ ۳۰)

ظاہر ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے نہ صرف روح۔ کیونکہ ابوجہل صرف روح کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ط یعنی جب اللہ کا بندہ محمدؐ نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو قرآن شریف سننے کے لئے جن اس پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ (جن پارہ ۲۹)

ظاہر ہے کہ صرف حضرتؐ کی روح نماز پڑھنے نہیں کھڑی ہوئی تھی۔ اور جنات آپ کی روح پر نہیں ٹوٹ رہے تھے۔ نیز سورہ مریم پارہ ۱۶ میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ط[1] اس آیت میں بھی عبد سے مراد حضرت زکریاؑ کی روح وجسد دونوں ہیں۔ الغرض اس قسم کی مثالیں قرآن شریف میں بہت ہیں کہ عبد سے مراد روح مع الجسد ہے (ھکذا فی کتب التفاسیر)

خدائے قادر وقیوم ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے لئے کوئی امر مشکل نہیں۔ وہ خود فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ط (یٰس ع ۵ پارہ ۲۳) یعنی جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہوجا۔ پس وہ کام ہوجاتا ہے۔

پس جس خدا نے خلاف عادت زکریاؑ کے بڑھاپے میں اور باوجود ان کی بیوی کے بانجھ ہونے کے لڑکا عطا فرمایا۔ اور جس خدا نے حضرت مریمؑ کے بطن مبارک سے بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا فرمایا۔ بے شک اس خدا کو قدرت ہے کہ وہ اپنے حبیبؐ کرم کو معراج مع الجسد کرا سکتا ہے۔ جب اللہ پاک نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مدعو فرمایا تو مہمان نوازی اس امر کی مقتضی تھی کہ آپ کا خاص طور سے احترام و اہتمام کیا جائے۔ چونکہ آپ سید المرسلین فخر الاولین والآخرین ہیں۔ اور سید میں دوسروں کے تمام کمالات بدرجہ اتم ہونے چاہئیں۔ لہذا ضروری تھا کہ جہاں خدائے پاک نے حضرت موسیٰؑ سے مع الجسد کوہ طور پر باتیں کیں۔ اور اپنے نور کا جلوہ دکھایا (اگرچہ موسیٰ اس جلوہ خداوندی کی تاب نہ لاسکے اور بیہوش ہوکر گر پڑے) وہاں جناب سید المرسلین کو آپ کے شایان شان درجہ قرب عطا فرمایا جاتا۔ جسم اطہر مع الروح والجسد کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کی جاتی۔

علاوہ ازیں آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ اور چونکہ وہ آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھائے گئے تھے۔ اس لئے آپ کو حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر سرفراز فرمانا ضروری امر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن معراج روحانی کی صورت میں یہ بات حاصل نہیں۔ اس سے بھی معراج جسمانی ہی ثابت ہوتی ہے۔

منکرین معراج کے شبہات کا ازالہ

سوال اول:۔ آسمان کا وجود نہیں۔ پھر آسمان پر تشریف لے جانا جسمانی معراج کا ہونا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔

جواب سوال اول:۔ حکیم فیثا غورث اور اس کے بعد اس کے تلامذہ اور مقلدین نے آسمان کے وجود سے انکار کیا ہے پس ایک فرد واحد کے انکار سے عدم ثابت نہیں ہوتا۔ آسمان کا وجود ایک مسلم امر ہے ہزاروں برس سے بڑے بڑے علماء۔ بڑے بڑے فلاسفر۔ تمام جہان کے عقلاء وحکماء فلسفے کے موجد یونان کے دانا۔ آسمانوں کے وجود کے قائل رہے ہیں۔

علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام پر وقتاً فوقتاً جو کتابیں نازل ہوئیں وہ سب کی سب بڑے زور سے آسمانوں کا وجود ثابت کرتی ہیں۔

پس جس چیز کو تمام عقلاء اور جہان بھر کے عالم وجاہل۔ نیز ارضی وسماوی کتابیں تسلیم کرتی ہیں۔ وہ چیز بغیر دلیل کے کیونکر رد ہوسکتی ہے

---

[1] (اے حبیبؐ یہ اس) مہربانی کا ذکر ہے جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی۔ ۱۲ (مریم پارہ ۱۶ ع ۱)

[redacted]

محض یہ کہنا کہ اگر آسمان موجود ہے۔ تو نظر کیوں نہیں آتا۔ کچھ وقیع امر نہیں۔ کیونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان باریک ہونے اور اعلیٰ درجہ کی دُور بینوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ زمین اور سمندر کی تہہ میں۔ پہاڑوں کے اندر ایسی چیزیں ہزار ہا مخفی ہیں۔ جن کو انسان کسی دُوربین سے نہیں دیکھ سکتا۔ شیشے کا گلوب اگر کسی روشن چراغ پر فاصلے سے رکھا جائے تو دیکھنے والے کو صرف جلتا ہوا چراغ ہی نظر آئے گا۔ شیشہ کسی طرح نظر نہیں آ سکتا۔ پس شیشے کا نظر نہ آنا انکار کی کوئی دلیل نہیں۔

آسمان شیشے کی طرح صاف ہے۔ حد نگاہ سے دُور ہے اس لئے نظر نہیں آ سکتا مگر نظر نہ آنا معدوم ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

فیثا غورث سے پہلے عقل و نقل کا اجتماع بدستور قائم رہا۔ اور آسمان کا وجود عقل و نقل سے ثابت ہوا۔

سوال دوم۔ آسمان کا وجود ماننے کے بعد حکمائے قدیم کے خیال کے مطابق یہ ماننا پڑے گا کہ آسمان مثل پیاز کے چھلکوں کے پرت در پرت ہیں۔ لہذا خرق والتیام۔ پھٹنے اور جڑنے کے قابل نہیں۔

جواب دوم۔ یہ شبہ صرف حکیم بطلیوس کی تقلید سے پیدا ہوا وہ تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے کا قائل تھا جس کے نکالے ہوئے نظام کو مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا۔ حالانکہ خود حکماء ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا۔ اور آسمانوں کا ایسا سخت جسم ہونا کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے۔ غلط ہوا اور یہ ثابت ہوا کہ ہزارہا تارے چاند۔ سورج گردش کرتے ہیں۔ اگر آسمان ٹھوس ہوتے تو ستاروں وغیرہ کی گردش کیسے ممکن ہوتی۔

اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں۔ اور جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہو کہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں۔

جو دلیل حکمائے قدیم نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہ سے مخدوش ہے۔ کیونکہ اس کے مقدمات ممنوع ہیں۔

سوال سوم:۔ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا۔ خود زمین کی حرکت کو دیکھو۔ اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹہ میں طے کرتی ہے۔ یعنی توپ کے گولے سے ایک سو بیس گنا جلد حرکت کرتی ہے۔ پھر نہ زمین کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے اور نہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی ہوتی ہے۔

اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھ کو چوبیس پر تقسیم کرو۔ تو ہر ساعت میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوتی۔ حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جسم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے۔ اب اس سے زیادہ تیز حرکت کو دیکھو۔ روشنی جو آفتاب سے ہم تک پہنچتی ہے اس کی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے۔ اور کلام جوہر کی حرکات میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے۔ کہ روشنی عرض ہے۔ بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب طرف پھینکے جاتے ہیں۔ پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی تو اس صورت میں خدائے کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم مبارک کو جتنی چاہے اتنی تیز روی عنایت فرمائے اگرچہ وہ ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو۔

ابوجہل نے اپنے ہی قیاس سے معراج شریف کو بعید سمجھ کر انکار کیا۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے عقل سلیم سے کام لیا۔ اور معراج مقدس کی تصدیق فرمائی۔ اور صدیق لقب پایا۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ترجمہ اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔

سوال چہارم۔ (الف) جسم عنصری بغیر ہوا اور حرارت شدیدہ کی وجہ سے صحیح و سالم نہیں رہ سکتا۔ پھر آپ مع جسم مبارک کے کرۂ نار سے کیونکر صحیح و سالم گزر گئے۔

(ب) انسان کی کثرت برودت (خنکی) کی وجہ سے کرۂ زمہریر سے بھی نہیں گزر سکتا۔ کیونکہ انسان کے لئے شدت برودت کے باعث سانس لینا دشوار اور بے سانس لئے زندگی محال ہے۔

جواب سوال چہارم:۔ (الف) یہ امر مسلمہ ہے کہ آگ کا خاصہ احراق (جلانا) ہے۔ اور بعض چیزوں کا خاصہ آگ میں جلنا ہے۔ اول کو فعل دوسرے کو انفعال یا تاثیر اور اثر کہتے ہیں۔ یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ ہر ایک چیز کے خواص اس سے علیحدہ اور جدا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مختلف ادویہ کے اختلاط سے اور ایک دوسرے سے ملنے کی وجہ سے اثر زائل یا معتدل ہو جاتا ہے۔ لہذا کچھ بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے جسم عنصری کو آگ میں جلنے سے مامون و محفوظ رکھا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں بھی اطفاء نار کا خاصہ ودیعت رکھا ہو۔ اور اس وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرۂ نار سے صحیح و سالم تشریف لے گئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آگ میں روشنی باقی رہے اور احراق (جلانے) کا مادہ مفقود ہو جیسے ولایتی آتش بازی اور پھول جھڑی وغیرہ۔

اس قسم کی آتش بازیوں میں آگ جلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر یہ آگ دوسری چیز کو جلاتی نہیں۔ اسی طرح بعض نو ایجاد رنگے ہیں جن کو یورپ میں پہن کر آگ میں کود پڑنے سے بھی آگ اثر نہیں کرتی۔ سمندر کیڑا آگ میں رہتا ہے۔ آگ کو آب حیات جانتا ہے۔ نہ جلتا ہے نہ مرتا ہے۔

گیس کے ہنڈوں میں بجلی کے لیپوں میں ایک جالی دار سوتی کپڑا ہوتا ہے۔ اس پر ولایتی گھاس کا روغن ہوتا ہے۔ اس لئے روشنی صاف ہو کر اچھی طرح روشن ہوتی ہے۔ یہ کپڑا نہیں جلتا۔ اسی طرح آنحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا پسینہ حضور کو کرۂ نار سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور آپ کی مقدس ذات کے اثرات سے کرۂ نار کی آگ روشن اور زیادہ صاف ہو سکتی ہے۔

سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ تیزی حرکت کی کوئی مقدار معین نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جناب سید المرسلین کو اللہ تعالےٰ نے اس تیزی اور سرعت سے کرۂ نار اور کرۂ زمہریر سے آسمانوں پر لے گیا کہ آنحضور کے جسم اطہر کو ان کے اثرات کا مطلق اثر نہ ہوا ہو۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے جو اُس کے ارادہ میں ہے اس کا حکم دیتا ہے۔)

(ب) انسان کچھ عرصہ تک بے سانس لئے زندہ و سلامت رہ سکتا ہے۔ بہت سے باخدا صوفی۔ فقیر یا جوگی ایام چلہ کشی میں حبس دم کرتے ہیں۔ رات دن چوبیس گھنٹے بلکہ اس سے زیادہ دیر تک قطعاً سانس نہیں لیتے۔ پھر بھی زندہ رہتے ہیں۔

جنین (بچہ) کئی ماہ تک اپنی ماں کے پیٹ میں بے سانس لئے زندہ رہتا ہے۔ بعض غوطہ خور موتیوں کی تلاش میں کئی کئی گھنٹوں کا غوطہ لگاتے ہیں۔ پانی میں سانس نہیں لیتے۔ جب یہ لوگ صحیح وسالم بچ رہتے ہیں۔ تو دریائے معرفت الٰہی کے گراں بہا موتیوں کے طالب روحی فداہ حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چند لمحے سانس نہ لیں تو کیا بعید ہے۔ علاوہ ازیں حرکت کی کوئی مقدار معین نہیں۔ ایک حرکت چھکڑے کی ہے۔ ایک مال گاڑی کی۔ ایک ڈاک گاڑی کی۔ ایک تار برقی کی۔ ایک بجلی کی حرکت ہے۔ جو آناً فاناً میں مشرق سے مغرب تک کروڑ ہا کوس جا پہنچتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تیزی اور سرعت سے آسمانوں پر بلایا کہ بجلی کی حرکت بھی اس کے مقابلے میں ماند ہے۔ اس لئے آنحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو کرۂ نار اور کرۂ زمہریر کے اثرات کا مطلق اثر نہ ہوا۔

معراج شریف کے واقعات

اب معراج شریف کے واقعات لکھے جاتے ہیں۔ جو احادیث صحیحہ اور سیر کی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ اوّل آپ کا سینہ اوپر سے نیچے کی جانب چاک کیا گیا۔ اور آپ کا قلب نکالا گیا۔ اور زمزم شریف کے پانی سے دھو کر ایک ایسے طشت میں رکھا گیا۔ جو ایمان و حکمت سے مملو تھا۔ پھر قلب مبارک اصلی مقام پر رکھکر درست کر دیا گیا۔ پھر آپ براق پر سوار کئے گئے۔ جب آپ معراج شریف کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے آپ کا گذر نخلستان پر ہوا۔ یہاں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبرئیل علیہ السّلام نے کہا یہ زمین یثرب کی ہے۔ آپ کی ہجرت گاہ ہے یہاں اتر کر دو رکعت نماز (نفل) پڑھیئے۔ آپ نے نماز پڑھی۔ پھر یہاں سے چل کر ارض مدین میں پہنچے۔ یہاں بھی نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش ہوئی تھی پہنچے۔ یہاں بھی حضرت جبرئیل کے کہنے سے نماز پڑھی۔ وہاں سے چلکر آپ نے ایک پیرزالہ بڑھیا کو دیکھا جو زینت کئے ہوئے راستہ میں کھڑی تھی۔ آپ سے کہا میری طرف دیکھیئے۔ آپ نے التفات نہ کی۔ پھر آپ نے ایک جانب سے پکارنے کی آواز سنی۔ وہاں سے آگے چلے تو ایک جماعت کو دیکھا جنہوں نے آپ کو سلام کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ ط آپ نے جبرئیل علیہ السّلام کے کہنے سے جب اُن کو سلام کا جواب دیا۔ جبرئیل علیہ السّلام نے کہا۔ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی تھی۔ دنیا تھی۔ اور جس نے آپ کو پکارا تھا۔ وہ شیطان تھا۔ اگر آپ ابلیس اور دنیا کے پکارنے کا جواب دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنھوں نے آپ کو سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ۔ اور موسیٰؑ۔ اور عیسیٰ علیہ السّلام تھے (بیہقی)

عالم برزخ اور عالم مثال

معراج کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم برزخ[1] اور عالم مثال[2] میں نیک اور بد لوگوں کو دیکھا (منظاہر حق)

(۱) مجاہدین اسلام

ایک قوم پر آنحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ یہ قوم جس دن کھیتی بوتی تھی۔ اُسی دن وہ تیار ہو جاتی تھی۔ اور یہ اُسے کاٹ لیتی تھی۔ لیکن کٹی ہوئی کھیتی پھر اُسی طرح تیار ہو جاتی تھی۔

آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے دریافت کیا۔ کہ یہ کون

---

[1] عالم برزخ۔ موت اور قیامت کے درمیان میں روحوں کے رہنے کا مقام ہے۔ ۱۲ غیاث اللغات۔

[2] عالم مثال عالم ارواح سے کثیف اور عالم اجسام سے زیادہ لطیف ایک عالم ہے اس میں فرشتے۔ ارواح و معانی جسم و صورت سے مختلف (بقیہ دوسرے صفحہ پر)

لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا گروہ ہے۔ ان کو ایک نیکی کے بدلے سات نیکیاں مل رہی ہیں۔ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ط (اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالےٰ اُس کا بدلہ دیتا ہے (سبا ع ۴ پ ۲۲)

(۲) بے نماز

ایک تباہ حال قوم پر گذر ہوا۔ ان لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جاتے تھے۔ کچلنے کے بعد پھر ان کے سر اسی طرح مندمل ہو کر درست ہوجاتے تھے۔ اور یہ عذاب اُن کے سروں پر برابر جاری تھا۔ آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کہ ان کو ایسا سخت عذاب ہو رہا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سر فریضۂ خداوندی یعنی نماز کے ادا کرنے سے بھاری ہوگئے تھے۔ نماز پڑھنے میں سستی و کاہلی کرتے تھے۔ ہارے جی سے بے وقت ادا کرتے تھے۔ رکوع وسجود اچھی طرح نہیں کرتے تھے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ط (اُن نمازیوں کی تباہی ہے جو اپنی نماز کی طرف سے غفلت کرتے ہیں) (ماعون رکوع ا پارہ ۳۰)

(۳) زکوٰۃ نہ دینے کی سزا

پھر آپ ایسی قوم کے پاس سے ہو کر گذرے۔ جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جانوروں کی طرح اُن کو جھاڑیاں اور خاردار درخت اور دوزخ کے تپتے ہوئے پتھر کھلائے جاتے تھے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ[1] طَعَامُ الْاَثِيْمِ ط (الدخان ع ۳ پ ۲۵) آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صاحب زکوٰۃ تھے۔ اور باوجود مالداری کے زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ (مواہب الدنیہ)

(۴) زناکار

پھر جناب رسالت مآبؐ ایک قوم کے پاس سے گذرے۔ اس کے پاس ایک طرف صاف ستھری دیگوں میں نہایت عمدہ پکا ہوا گوشت رکھا تھا۔ دوسری طرف ناپاک دیگوں میں مردار گوشت رکھا ہوا تھا۔ یہ لوگ مردار گوشت تو کھاتے تھے اور حلال وطیب گوشت سے نفرت کر کے اُسے چھوتے تک نہ تھے۔ آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ یہ کیا بات ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ یہ آپ ہی کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو اپنی عفیفہ پارسا۔ حلال وطیب بیبیوں کو چھوڑ کر خبیث و بدکار عورتوں کے پاس حرام کاری کے لئے آتے ہیں۔ اور زانیہ عورتوں کے ہاں شب باش رہتے ہیں۔ اور یہ آپ کی اُمت کی وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال وجائز شوہروں کے پاس سے اُٹھ کر خبیث مردوں کے پاس رات گزارتی ہیں (مواہب لدنیہ)

(۵) خائن

پھر ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا کہ جس نے ایک بہت بڑا لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر رکھا تھا۔ باوجودیکہ وہ اُس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ پھر بھی اور لکڑیاں لا لا کر اُس پر جمع کرتا تھا۔ آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا۔ کہ یہ آپ ہی کی اُمت کا آدمی ہے۔ لوگوں کی امانتیں اس کے پاس ہیں اور یہ اُن کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر بھی اور امانتوں کا بوجھ اپنے اوپر لادتا چلا جا رہا ہے۔ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا ط

(۶) فتنہ انگیز واعظ

پھر آپ کا ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا۔ جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ جب کٹ چکتے تھے تو پھر ویسے ہی درست ہوجاتے تھے۔ اور ان لوگوں کو یہ عذاب برابر ہو رہا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ ط یہ لوگ فتنہ انگیز واعظ و لکچرار ہیں۔

(۷) بیہودہ بکواس

پھر آپ ایک نہایت چھوٹے سوراخ کے پاس سے ہو کر گذرے۔ جس میں سے ایک بہت بڑا بیل نکلتا ہے۔ اور پھر سوراخ میں واپس جانا چاہتا ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ مرد ہے جو اپنی قدرت سے بڑھ کر کلام کرتا تھا۔ اور پورا نہ ہونے کی وجہ سے نادم ہوتا تھا۔ اور اُس کو اپنا کلام شائع شدہ لوٹانا محال تھا اس میں آپ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو بات منہ سے نکلتی ہے۔ وہ پھر لوٹ کر منہ میں نہیں جاسکتی۔

(۸) جنت

پھر ایک خوشبودار جنگل میں سے آپ کا گزر ہوا۔ یہاں کی ہوا گرمیوں کے موسم میں نہایت ٹھنڈی تھی۔ اس جنگل کی لپٹیں مشک کی خوشبو کو ماند کرتی تھیں۔ جب آپ نے یہاں آواز سُنی تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یہ جنت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان الفاظ میں استدعا کر رہی ہے رَبِّ اٰتِنِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ ط (اے رب جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے عنایت فرما) کیونکہ میرے محل۔ حریر۔ خوشبو موتی۔ مونگے۔ چاندی۔ سونا۔ گلاس۔ کوزے۔ مرکب۔ شہد۔ پانی۔ دودھ شراب۔ غرض جنتیوں کے آرام کی تمام چیزیں بکثرت موجود ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

[1] بیشک زقوم کا درخت مجرم (کافر) کا کھانا ہوگا۔ ۱۲ منہ

(بقیہ صفحہ) صفت میں رہتے ہیں جیسے علم دودھ کی صورت اور جبرئیل علیہ السلام بشر کی صورت میں بقولہ تعالےٰ فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم ع ۲ پ ۱۶) ہم نے اپنی روح (جبرئیل) کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل میں اُن کے آگے آ کھڑے ہوئے۔

۱۲ تواب غفرلہ

تمام مسلمان مرد اور تمام مسلمان عورتیں اور تمام مومن مرد اور تمام مومنہ عورتیں تیرے ہی لئے ہیں اور وہ لوگ جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان والے۔ اور نیک عمل کئے اور میرا کسی کو شریک نہ ٹھرایا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے میرا ہمسر نہیں ٹھرایا (یہ سب تیرے ہی لئے ہیں) اور جو لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں وہ امن میں ہیں۔ جو مجھ سے مانگتا ہے میں دیتا ہوں۔ اور جو مجھکو قرض دیتا ہے (یعنی میری راہ میں خرچ کرتا ہے) میں اُس کو بدلہ دیتا ہوں اور جو مجھ پر توکل کرتا ہے میں اُس کو کفایت کرتا ہوں۔ بے شک میں ہی معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں۔ میں وعدہ کرکے خلاف نہیں کرتا۔ بے شک مومنوں نے فلاح پائی۔ اور اللہ بڑی برکت والا ہے اور سب سے بہتر خالق۔ جنت نے کہا میں بے شک (تیرے فرمان سے) رضامند ہوں۔

(۹) دوزخ

پھر آپ کا گذر ایک بدبودار بد رو کے پاس سے ہوا۔ آپ کو بہت سخت بدبو آئی۔ اور آپ نے ایک نہایت کریہہ و ناپسندیدہ آواز سُنی۔ تو حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے۔ رَبِّ اٰتِنِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ ط اے میرے رب تونے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور آگ۔ گرم پانی۔ پیپ۔ جھاڑ کانٹے اور ہر قسم کے عذاب نکال کی چیزیں بکثرت موجود ہیں۔ اور میرا قعر (گہراؤ) بہت بڑھ گیا ہے۔ میری گرمی نہایت شدت کو پہنچ گئی ہے۔ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ تمام مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں۔ اور کافر مرد اور کافرہ عورتیں۔ اور ہر ایک سرکش۔ متکبر۔ جو یوم الحساب (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا۔ یہ سب تیرے ہی لئے ہیں۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی ہوں۔

(۱۰) یہود و نصاریٰ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو کسی پکارنے والے نے داہنی طرف سے پکار کر کہا کہ میری طرف توجہ فرمائیے۔ میں نے اُس کو کچھ جواب نہیں دیا۔ اسی طرح بائیں طرف سے کسی نے آواز دی۔ اُس کو بھی میں نے جواب نہیں دیا۔ حضرت جبرئیلؑ نے اس کے متعلق بیان فرمایا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیدیتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی۔ اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اُس کو جواب دیتے۔ تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی۔ (بیہقی)

(۱۱) دُنیا

اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ لِعَجُوْزَۃٍ ط (جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے تو اچانک ایک بڑھیا نظر پڑی۔ اس عورت کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے تھے یہ عورت ہر قسم کی آرائش و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ تھی۔ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اُس کی طرف بھی کچھ التفات نہیں کی۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی ہے دنیا تھی۔ پس دُنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے۔ جیسے بڑھیا کی عمر باقی رہجاتی ہے۔ اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

(۱۲) حلال و حرام

جب آپ آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے آدم علیہ السّلام کو دیکھا۔ اور وہاں پر بہت سے خوان رکھے ہوئے دیکھے۔ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے۔ مگر اس پاکیزہ و طیب گوشت کا کوئی کھانے والا نہیں ہے۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے۔ اس پر بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے کھا رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو ترک کرتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

(۱۳) سُود خور

پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے پیٹ کوٹھوں کی طرح بہت بڑے بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی اُٹھنا چاہتا ہے۔ فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ سود خور ہیں (بیہقی)

(۱۴) یتیموں کا مال کھانا

پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُن کے لب اونٹوں کے سے ہیں۔ وہ آگ کے انگارے کھاتے تھے۔ اور انگارے اور آگ نکلتے تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔ (بیہقی)[1]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ط (النساء ع ا پ ۴)

(۱۵) حرام کار عورتیں

پھر آپ کا گذر ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں (چھاتیوں) سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں۔ اور یہ حرام کار زناکار عورتیں تھیں۔ (بیہقی)

(۱۶) چغل خوری

پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پہلوؤں کا گوشت کاٹا جاتا تھا۔ اور ان ہی کو کھلایا جاتا تھا۔ یہ لوگ چغل خور اور عیب چین تھے۔

(۱۷) غیبت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] جو لوگ ناحق یتیموں کا مال خورد برد کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب دوزخ میں پڑیں گے۔ ۱۲

نے فرمایا کہ شب معراج میں میں ایسی قوم پر گذرا کہ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے منہ کو اپنے ناخنوں سے کھسوٹتے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو اور عزت کے درپے ہوتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے۔

(۱۸) بیت المقدس

پھر بیت المقدس میں پہنچکر آپؐ نے انبیاء علیہم السّلام کو دیکھا۔ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ اور آپؐ پر درود بھیجا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ تمہارے بھائی انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ پھر رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ سب انبیاءؑ اور ملائکہؑ نے نماز پڑھنے کے لئے صف باندھی پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے رسول اللہ صلعم نے امامت کی۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ اللہ تعالےٰ ان پر تحیۃ نازل فرمائے۔ کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں۔ پھر خواص انبیاءؑ کی اور ارواح طیبات سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے اپنے رب کی تعریف و ثنا بیان کی۔ اور حق تعالےٰ نے جو جو نعمتیں انھیں عطا کی تھیں ان کا شکریہ کے طور پر بیان کیا۔ ع فضل دہر ضائع است تا نہ نمائند۔

(۱) حضرت ابراہیمؑ

اول حضرت ابراہیمؑ نے اس طرح تقریر کی کہ تمام قسم کی حمد و ثنا اُس خدائے تعالےٰ کے لئے ہے جس نے مجھکو اپنا خلیلؑ بنایا اور مجھکو بہت بڑا الملک عطا فرمایا۔ اور مجھکو آدمیوں کا امام و مقتدا بنایا۔ اور آتش نمرود سے مجھکو رہائی دی اور اس دہکتی ہوئی آگ کو میرے لئے خنکی اور سلامتی کا ذریعہ بنایا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ط[۱]

(۲) حضرت موسیٰؑ

پھر حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھکو اپنا کلیم بنایا۔ اور برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر توراۃ نازل فرمائی۔ اور فرعون اور اُس کی قوم کی ہلاکت۔ اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ ظاہر کی اور میری امت میں سے بعض کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ ایمان اور راستی پر ثابت قدم ہیں۔

(۳) حضرت داؤد

پھر حضرت داؤد علیہ السّلام نے اپنے رب کی تعریف و توصیف کے بعد یہ تقریر کی کہ تمام محامد اُس خدائے قدیر کے لئے ہیں۔ جس نے مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور زبور کی تعلیم فرمائی۔ اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا۔ اور پہاڑ اور پرندوں کو مسخر کیا۔ جو میرے ساتھ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔

(۴) حضرت سلیمانؑ

پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ تمام قسم کی تعریف اُس خدائے واحد کو سزاوار ہے۔ جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر و منقاد فرمایا۔ شیاطین و جنات کو میرا مطیع و تابعدار بنایا۔ تالاب۔ قلعے۔ کرسی اور بڑی بڑی دیگیں غرض جو کچھ میں نے چاہا۔ اُن سے تیار کرایا۔ وَعُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ ط[۱] جانوروں کی زبانیں اور پرندوں کی بولیاں سکھائیں۔ اور ایسی وسیع سلطنت عطا فرمائی کہ میرے بعد کسی کو بھی میسّر نہ ہوگی۔ وَّلَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ[۲] اور اس کے متعلق قیامت کے دن مجھ سے کچھ حساب بھی نہیں ہوگا۔ لَا حِسَابَ عَلَيَّ فِيْهِ[۳] ط

(۵) حضرت عیسیٰؑ

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے خدائے تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان فرمانے کے بعد کہا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو اپنا کلمہ فرمایا۔ كَلِمَتُهٗ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ط اور مجھ کو آدم علیہ السّلام کے مشابہ بنایا۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ط (آل عمران ع ۶ پ ۳)	بے شک اللہ تعالےٰ کے نزدیک جیسے آدمؑ ویسے عیسیٰؑ۔ آدمؑ کو مٹی سے بنا کر کہدیا کہ (ذی روح) ہو جاؤ اور وہ (ذی روح) ہو گئے۔

اور اللہ تعالےٰ نے مجھکو کتاب انجیل اور حکمت اور دانائی عطا فرمائی اور مجھکو ایسی قوت عطا کی کہ اگر میں مٹی کا پُتلا بنا کر اُس میں پھونک مارتا تو وہ شانِ ایزدی سے زندہ ہو جاتا تھا۔ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خدائے تعالےٰ میرے ہاتھ سے شفا دلاتا۔ مردوں کو زندہ کراتا تھا۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (آل عمران ع ۵ پ ۳)	اور میں خدا ہی کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا اور مردوں کو زندہ کرتا۔

مزید برآں اللہ تعالےٰ نے مجھ کو آسمان پر زندہ اُٹھا لیا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[۴] ط اللہ تعالےٰ نے مجھکو اور میری والدہ ماجدہ کو شیطان کے شر

---

[۱] ہم نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیمؑ کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی کی ہوجا (انبیاء ع ۵ پ ۱۷)

[۱] اور ہم نے سلیمانؑ کو پرندوں کی بولی سکھائی ۱۲ [۲] اور میرے بعد کسی کے لئے شایانِ شان نہیں ۱۲ [۳] اس میں مجھ پر کچھ حساب نہیں ۱۲ [۴] بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا ۱۲ [۵] بی بی مریم علیہا السّلام کی والدہ محترمہ کی یہ دعا مقبول ہوئی تھی۔ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط ترجمہ:- اور میں بیشک اس (مریمؑ) کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۱۲

... کو رب نے غالب نہ ہونے دیا۔

حبیبِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم

جب انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت باری تعالےٰ عزّ اسمہ کی حمد و ثنا سے فارغ ہوئی تو سرورِ کائنات فخرِ موجودات حبیبِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمد و شکر خاص اُس خدا کے بزرگ و برتر کے لئے ہے جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین بنایا۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ؕ اور تمام مخلوق کے لئے مجھ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر کلام مجید نازل فرمایا۔ جس میں ہر امر کا بیان کافی موجود ہے۔

(اے حبیبؐ) ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے (جس میں) ہر چیز کا بیان (وشافی) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

اور بفحوائے كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ میری امت کو تمام امم سابقہ سے بہتر و افضل بنایا اور امت عادلہ فرمایا۔ مرتبہ میں سب سے اوّل ٹھہرایا اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخر پیدا کیا۔ اور میرے سینے کو وسیع و کشادہ کیا۔ اور میرا بوجھ مجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور میرے ذکر کو بلند فرمایا۔

(اے حبیبؐ) کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا اور وہ بوجھ جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ تم پر سے اتار دیا۔ اور ہم نے تمہارے ذکر (خیر) کو بلند کیا۔

نور کے اعتبار سے مجھکو سب سے پہلے۔ اور ظہور کے اعتبار سے سب نبیوں کا ختم کرنے والا بنایا۔ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

حضور پرنور علیہ التحیۃ والتسلیم جب خدائے عزّ و جل کے محامد و انعامات بیان فرما چکے۔ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے جمیع انبیاء علیہ السّلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس ان کمالات و مدارج عالیہ کے باعث محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر فائق ہیں۔ (خلاصۂ مظاہر حق)

بعد ازاں جبریلؑ امین حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک تھام کر صخرہ کے قریب لائے۔ بیت المقدس میں یہ ایک نہایت ہی متبرک پتھر ہے۔ جس کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ صَخۡرَةُ بَيۡتِ الۡمَقۡدِسِ مِنۡ صَخۡرَةِ الۡجَنَّةِ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی چٹان جنت کی چٹان ہے

یہاں سے جبریل علیہ السلام حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان اول کی طرف لے گئے۔ جیسا کہ مالک ابن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ والی حدیث سے ظاہر ہے۔

اذان

آنحبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتویں آسمان سدرہ سے آگے تشریف لے چلے تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔

يَا مُحَمَّدُ تَقَدَّمۡ فَاِنَّكَ اَكۡرَمُ عِنۡدَ اللّٰهِ مِنِّيۡ ؕ اے محمدؐ! آپ آگے چلیں کیونکہ اللہ کے نزدیک آپ مجھ سے زیادہ کرم ہیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے تشریف لے چلے۔ اور جبریل علیہ السلام فرطِ ادب سے آپ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ جب عرشِ رحمان کے قریب پہنچے۔ تو جبریل علیہ السلام نے پردہ کو ہلایا۔ آواز آئی کہ کون؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں جبریلؑ ہوں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس جواب پر ایک فرشتہ نے اندر سے کہا اَللّٰهُ اَكۡبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ[1] ؕ

پھر باری تعالےٰ عزّ اسمہ کی جانب سے خطاب ہوا صَدَقَ عَبۡدِيۡ[2] اَنَا اَكۡبَرُ۔ اَنَا اَكۡبَرُ۔ پھر فرشتہ نے کہا اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[3]۔

پھر باری تعالےٰ کی جانب سے آواز آئی صَدَقَ عَبۡدِيۡ[4] اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ پھر فرشتہ نے کہا[5] اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ

اس کے جواب میں باری تعالےٰ کی طرف سے[6] یہ ندا آئی۔ صَدَقَ عَبۡدِيۡ اَنَا اَرۡسَلۡتُ مُحَمَّدًا۔ پھر فرشتے نے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَحَيَّ عَلَى الۡفَلَاحِ ؕ کہا اس کے جواب میں باری تعالےٰ کی جانب سے آواز آئی صَدَقَ عَبۡدِيۡ وَدَعَا اِلٰى عِبَادِيۡ ؕ

پھر فرشتے نے پردہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر حضورؐ کو اٹھا لیا اور حضرت جبریلؑ وہیں کھڑے رہے۔

آپ نے فرمایا کہ جبریلؑ! آپ اس وقت مجھ سے کیوں جدا ہوتے ہیں۔ جبریلؑ امین نے کہا يَا مُحَمَّدُ! وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ؕ (اے محمدؐ! ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک جگہ مقرر ہے۔ جہاں سے وہ آگے نہیں جا سکتا) لَوۡ دَنَوۡتُ اَنۡمُلَةً لَّاَحۡتَرَقۡتُ (اگر میں یہاں سے انگلی کے پور کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلی آلٰہی سے جل جاؤں۔

(روضۃ الاحباب)

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ واقعہ معراج کو کس خوبی سے بیان فرماتے ہیں ؎

شبے برنشست از فلک بر گذشت ... بتمکین و جاہ از ملک در گذشت،
چناں گرم در رتبہ قربت براند ... کہ در سدرہ جبریلؑ ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام ... کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی ... عنانم ز صحبت چرا تافتی

---

[1] اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے ۱۲ [2] میرے بندے نے سچ کہا۔ میں بہت بڑا ہوں۔ میں بہت بڑا ہوں۔ ۱۲ [3] میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ۱۲ [4] میرے بندے نے سچ کہا میں ہی معبود ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲ [5] میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں ۱۲ [6] میرے بندے نے سچ کہا۔ میں نے محمدؐ کو (رسولؐ) بنا کر بھیجا ہے ۱۲ [7] نماز اور فلاح کی طرف آؤ۔ ۱۲ [8] میرے بندے نے سچ کہا اور میرے بندوں کو میری طرف بلایا ۱۲

[illegible] نوشتے

[illegible] انسان کے [illegible] کتاب [illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] انسان کے [illegible] میں [illegible]
[illegible] غیبی نوشتے [illegible] کریں۔

— [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] اس سال تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان [illegible] کتاب غیبی نوشتے کو پڑھیں۔

— [illegible] چاہتے ہیں کہ ان کے لیے [illegible] ہوگی اور بیٹا ہوگا یا بیٹی وہ کتاب غیبی نوشتے کو منگائیں۔

— [illegible] معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ [illegible] یا نہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— [illegible] چاہتے ہیں کہ بیمار اچھا ہوگا یا موت آئیگی وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— جو معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ملازمت میں [illegible] کب ہوگی وہ [illegible]

— لوگوں کے دل کی بات بتانے کے خواہشمند ہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— اپنے معشوق کے دل کی بات معلوم کرنے کے خواہشمند ہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— جو معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے خواب کی تعبیر کیا ہے وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— اپنی اور اپنی اولاد کی قسمت پلٹنا چاہتے ہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

— علم نجوم، علم جفر، علم رمل، علم فال اور شگون، علم تعبیر، علم پامسٹری، علم اعداد، علم پیشین گوئی سے واقف ہونا چاہتے ہیں وہ کتاب غیبی نوشتے پڑھیں۔

غیبی نوشتے

[illegible] غیبی اشاروں سے واقف ہو جائے گا اور آنے والے زمانہ کے متعلق نہایت اہم سیاسی پیشین گوئیاں کرنے لگے گا۔ ملکی انقلابات سے واقف ہو جائے گا۔

[illegible] کتاب غیبی نوشتے کو پڑھ کر آپ خود کہہ اٹھیں گے کہ

غیبی نوشتے غیبی علوم کی انسائیکلوپیڈیا ہے

جس میں نہایت محنت اور کوشش اور صرف کثیر سے موجودہ اور قدیم زمانہ کے غیبی علوم کو نہایت سلیس اور عام فہم طریقہ سے جمع کر دیا گیا ہے۔ جس کو پڑھ کر آپ خود ایک ماہر علم غیب ہو جائیں گے۔

غیبی نوشتے کا پہلا ایڈیشن اتنا مقبول ہوا ہے کہ چند ماہ میں پانسو سے زائد کتاب فروخت ہو چکی ہے۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جلدی منگایئے اور فریبی دھوکہ بازوں کے [illegible] الفاظ سے دھوکہ نہ کھایئے۔ کیونکہ کتاب غیبی نوشتے کی غیر معمولی کامیابی سے جعلی [illegible] کے منہ میں پانی بھر آیا ہے۔ اور وہ غیبی نوشتے سے ملتے جلتے اشتہار شائع [illegible] ردی کاغذ پر چھپی ہوئی فروخت کرتے ہیں۔

غیبی نوشتے کی کتابت و طباعت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ کاغذ سفید چکنا ہے۔ ضخامت [illegible] صفحے [illegible] محصول [illegible] ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ [illegible]

بارہ مجالس

[illegible]
[illegible] کتاب اپنی نظیر آپ ہے [illegible]
مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں [illegible]
[illegible] میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور [illegible] کے وعظ پڑھے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت [illegible] میں مرتب کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں با آسانی پہنچ جائے [illegible] مجالس [illegible] ایک مجلس پڑھ دیا کرے [illegible] اس طرح [illegible] ہر پڑھنے والا اچھا مقرر اور شیریں زبان [illegible] ہو سکتا ہے۔ کتاب میں حسب ذیل مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت [illegible] ضروری ہے [illegible] اللہ [illegible] کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور [illegible]

دوسری مجلس توحید الٰہی یہ بحث اسلام کا مایہ الامتیاز ہے اور [illegible] ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے [illegible] اور تثلیث کے پیرو [illegible] کہ حضرت [illegible] پاک ہے۔

تیسری مجلس شرح توحید کے بیان نے یہ مجلس بہت جوش انگیز [illegible] ذریعے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے [illegible] کا نام معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ [illegible] کو رحمۃ للعالمین و دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزار ہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول [illegible] کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا [illegible]

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر جتایا [illegible] اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل ہے [illegible] پیروی ہر ہستی پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزار ہا واقعات ہیں جن سے [illegible] ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت [illegible]

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اسی [illegible] میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے [illegible]

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے [illegible] اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر [illegible]

گیارہویں مجلس اسلام میں حقوق کے حقوق [illegible] سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں [illegible]

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک [illegible] آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں [illegible] جو صاحب مدارس میں [illegible] تقسیم کرتا چاہیں ان کے لئے [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا [illegible] میوزد پرم

حضرت جبرئیلؑ اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ بقیہ حجابات و مقامات اور فرشتوں نے طے کرائے۔ جب آپ نے نور و ظلمت کے ستر پردے طے کر لئے جن میں سے ہر ایک پردہ کی مسافت پانچسو برس کی تھی تو براق بھی چلنے سے عاجز رہ گیا۔ اور رفرف نے تخت رواں کا کام دیا۔ آپ نے رفرف پر سوار ہو کر یاقوت و زمرد کے ستر ہزار پردے طے کئے۔

جب صرف ایک ہی پردہ طے کرنا باقی رہ گیا تو رفرف بھی قدم مبارک کے نیچے سے غائب ہو گیا۔ پھر ایک سفید موتی کے گھوڑے نے حجاب کبریائی طے کرایا۔ اور پھر وہ بھی غائب ہو گیا۔ جب کوئی سواری آپ کے پاس نہ رہی۔ اور کوئی فرشتہ بھی آنحضورؐ کو نظر نہ آیا تو آپ کو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی۔ آپ ابھی تحیر کی حالت میں تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پکارنے کی آواز آپ کو سنائی دی۔ آپ ابھی یہی سوچ رہے تھے کہ میرے رفیق ابوبکرؓ یہاں کیسے آ گئے۔ باری تعالےٰ عزاسمہٗ کی جناب سے ندا آئی :-

(اے حبیبؐ مخلوق میں سب سے بہتر و افضل قریب ہو۔ اے احمدؐ قریب ہو۔ اے محمدؐ قریب ہو۔ بے شک دوست دوست سے قریب ہی ہوتا ہے۔)

قرب آلٰہی

حضورؐ پرنور نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھے بہت ہی نزدیک کر لیا تھا۔ جیسا کہ خود باری تعالےٰ عزاسمہٗ ارشاد فرماتا ہے:-

پھر نزدیک ہوا اور اتنا جھکا کہ دو کمان کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) بہت کم۔ پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے سوال کیا تو مجھکو جواب دینے کی طاقت نہ ہوئی۔ پھر باری تعالےٰ نے اپنا ید قدرت میرے مونڈھوں پر رکھا اور علم اولین و الآخرین نیز مختلف علوم سے واقف فرمایا۔

اُن میں سے ایک ایسا علم ہے کہ جس کے چھپانے کی مجھکو ہدایت فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ بجز میرے اس علم کے بار کو اور کوئی نہیں اُٹھا سکتا اور وہ علم نبوت ہے) اِذْ عَلِمَ اَنَّہٗ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ اَحَدٌ غَیْرِیْ

اور ایک ایسا علم مجھکو سکھایا گیا ہے جس کے لئے مجھکو اختیار دیا گیا ہے کہ جس شخص کو اس علم کا اہل پاؤں اُس کو تو وہ علم بتا دوں اور جس کو اُس کے لائق نہ پاؤں اُس کو نہ بتاؤں۔

پھر مجھکو قرآن شریف سکھایا گیا۔ اور امت کے ہر خاص و عام کیطرف تبلیغ ورسالت اور قرآن شریف کے احکام پہنچانے کی ہدایت فرمائی گئی۔

لیلۃ المعراج میں جب میں نے اپنی جوتیاں اُتارنے کا ارادہ کیا تو باری تعالےٰ

[illegible]

کو مشرف بنا کر۔

میں نے عرض کیا کہ باری تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام کو تو یہ ارشاد ہوا تھا [illegible] اپنی جوتیاں اُتار دو۔ کیونکہ تم طویٰ کے میدان پاک میں ہو۔ [illegible]

اس کے جواب میں باری تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے ابوالقاسم [illegible] قریب ہوں۔ میرے نزدیک موسیٰؑ آپ کی طرح نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ میرے [illegible] اور آپ میرے حبیبؐ اور رحمۃ العالمین ہیں (ملا علی قاریؒ)

انعامات

میں نے آپ کو جملہ مخلوق کے لئے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ جب میرا ذکر [illegible] تو تمہارا ذکر بھی میرے نام کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ پانچوں وقت نماز میں میرے بندے [illegible] ساتھ تم پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ میں نے تمہاری امت کو بہترین امت بنایا ہے۔

میں نے آپ کو سبع المثانی (سورۂ فاتحہ) عطا کی ہے جو تم سے پہلے کبھی نبی کو نہیں دی گئی۔ اور میں نے تم کو سورۂ بقرہ کی آخری آیات (اول سے آخر تک) عطا کی ہیں۔

اور میں نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا۔ اسلام۔ ہجرت۔ جہاد۔ نماز۔ صدقہ۔ رمضان المبارک کے روزے۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر یہ تمام باتیں عطا کیں۔ میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔

اس امت کی خوش نصیبی

آنحبیبؐ جب مقام قاب قوسین میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے باری تعالےٰ سے عرض کیا (اے اللہ پچھلی امتوں میں سے بعض کو آپ نے پتھروں کا عذاب دیا اور کسی کو خسف (زمین میں دھنسنے کا) اور کسی امت کو صورتوں کے بگاڑنے کا عذاب دیا۔ اب میری امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔) (علامہ ابن مرزوقؒ)

اس کے جواب میں باری تعالےٰ عزاسمہٗ نے ارشاد فرمایا:-

(میں اُن پر رحمت نازل کروں گا۔ اور اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دونگا اور اُنمیں سے جو مجھکو پکاریگا اسکے لئے میں حاضر ہونگا۔ اور جو مجھ سے سوال کرے گا۔ میں اسکو دونگا۔ اور جو مجھ پر بھروسہ کریگا میں اسکو کفایت کر دونگا۔ گنہگاروں کی دنیا میں ستر پوشی کر دونگا اور آخرت میں اُنکے حق میں آپکی شفاعت قبول کر دونگا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ حبیبؐ اپنے دوست کے عتاب کو پسند کرتا ہے تو البتہ میں آپکی امت کا حساب (ہی) نہ لیتا۔)

اُمت کے لئے ہدیہ

جب حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے باری تعالےٰ سے عرض کیا کہ جب کوئی سفر سے اپنے وطن واپس آتا ہے۔ تو دوستوں کے لئے کچھ تحفے لیجایا کرتا ہے میری امت کا تحفہ کیا ہے۔ باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک وہ زندہ ہیں۔ میں اُن کے لئے ہوں۔ اور جب وہ مر جائیں جب بھی میں ہی اُن کے لئے ہوں۔ قبر میں بھی اُن کے لئے میں ہی چین آرام کا باعث ہوں۔ اور قیامت کے دن بھی میں ہی اُن کے لئے باعث سکون و تسلی ہوں۔

پس اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ الکل۔ جب خدا ہر امر میں ہمارا معاون و مددگار ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے سارے کام اللہ تعالےٰ عزشانہٗ کی رضامندی پر چھوڑ دیں۔ بیت

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

(ماخوذ از سیرۃ الحبیب)

غیبی نوشتے

یہ خواہش سب کو ہوتی ہے مگر اس کیلئے علم غیب حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس

جو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی قسمت کا راز ان کے ہاتھ کی لکیروں میں پوشیدہ ہے، وہ کتاب **غیبی نوشتے** کا مطالعہ کریں۔

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو اس سال تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان وہ کتاب **غیبی نوشتے** کو پڑہیں۔

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے ہاں اولاد کب ہوگی اور بیٹا ہوگا یا بیٹی وہ کتاب **غیبی نوشتے** کو منگائیں۔

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ملازمت ملیگی یا نہیں وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بیمار اچھا ہوگا یا موت آئیگی، وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ملازمت میں اور کاروبار میں ترقی کب ہوگی وہ **غیبی نوشتے** پڑہیں

جو۔ لوگوں کے دل کی بات بتانے کے خواہشمند ہیں وہ کتاب **غیبی نوشتے** کو پڑہیں۔

جو۔ اپنے دشمنوں کے دل کی بات معلوم کرنیکے خواہشمند ہیں وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

جو۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے خواب کی تعبیر کیا ہے، وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

جو۔ اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

جو۔ اپنی اور اپنی اولاد کی قسمت پلٹنا چاہتے ہیں، وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

جو۔ علم نجوم، علم جفر، علم قیافہ، علم فال اور شگون، علم تعبیر، علم پامسٹری، علم اعداد، علم پیشین گوئی سے واقف ہونا چاہتے ہیں، وہ کتاب **غیبی نوشتے** پڑہیں۔

غیبی نوشتے

کا پڑہنے والا غیبی اشاروں سے واقف ہوجائے گا اور آنے والے زمانہ کے متعلق نہایت اہم سیاسی پیشین گوئیاں کرنے لگے گا۔ ملکی انقلابات سے واقف ہوجائے گا۔ غرضکہ کتاب **غیبی نوشتے** کو پڑہ کر آپ خود کہہ اٹھیں گے کہ

غیبی نوشتے غیبی علوم کی انسائیکلوپیڈیا ہے

جس میں نہایت محنت اور کوشش اور صرف کثیر سے موجودہ اور قدیم زمانہ کے غیبی علوم کو نہایت سلیس اور عام فہم طریقہ سے جمع کردیا گیا ہے۔ جس کو پڑہ کر آپ خود **ایک ماہر علم غیب ہو جائیں گے۔**

غیبی نوشتے کا پہلا ایڈیشن اتنا مقبول ہوا ہے کہ چند ماہ میں پانسو سے زائد کتاب فروخت ہوچکی ہے۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جلدی منگائیے اور فریبی دہوکہ بازوں کے چکنے چپڑے الفاظ سے دہوکہ نہ کہائیے۔ کیونکہ کتاب **غیبی نوشتے** کی غیر معمولی کامیابی سے جعلی اشتہار سازوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے۔ اور وہ غیبی نوشتے سے ملتے جلتے اشتہار شائع کرکے بازاری کتابیں ردی کاغذ پر چھپی ہوئی فروخت کررہے ہیں۔

کتاب غیبی نوشتے کی کتابت اور طباعت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ کاغذ سفید چکنا ہے ضخامت ۲۵۰ صفحے قیمت رعایتی ۱؎ محصول ۵؍ کل مع محصول ۶؎۔ ملنے کا پتہ: **منیجر رسالہ پیشوا دہلی**

بالکل آسان اردو میں وعظ کی ایک بے نظیر تازہ کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی علمی کتاب ابھی حال میں شائع ہوئی ہے اور بیدعویٰ ہے کہ اپنے موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول، ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر ہیرونجات کے واعظ بہ مشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی کامل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑہ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑہنے والا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہوسکتا ہے۔ ہر کتاب میں حسب ذیل مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً قولاً امنا باللہ ہی نہ کہیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہوسکتا ہے اہرمن و یزدان باپ بیٹا روح القدس اور تثلیث کے پنڈ ولیتاؤں کی حیثیت سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پہیلانے والے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اسکے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور بزرگان اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت۔ اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کے پیام رسالی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہوگیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر

چھٹی مجلس فضائل رسول۔ اس میں رسول اکرم کا تفوق دیگر انبیاء پر جتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل ہے اس کی پیروی ہر امتی پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر ایک عنوان پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مومن کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں حقوق نسواں دو مدعیان تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات کیسے آنکھوں کے سامنے ہورہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطر نہیں پڑھ سکتا

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے۔ ضخامت دو سو صفحات۔ کتاب مجلد ہے اور قیمت رعایتی صرف ۱۲؍ محصول ۵؍ کل ۱؎ پتہ: **منیجر پیشوا دہلی**

مصنفات مولانا سردار علی صاحب کا آخری شاہکار — سات دلہنوں کی کہانی — شب عروسی کا تحفہ — صنفی دنیا میں ہل چل مچانے والی کتاب

سہاگن کا سہاگ

ہندوستان کے مشہور ترین ماہر صنفیات اور شہرت یافتہ انشا پرداز جناب حاجی صاحب کا نہایت ہی حیرت انگیز کارنامہ ہے جس نے صنفی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کیا۔ شریف خواتین کے لئے ناول کے پیرایہ میں صنفیات کی وہ عظیم تعلیم ہے جس کے مطالعہ سے ہر سہاگن کا سہاگ عیش و نشاط سے لبریز ہو جائے گا۔ پردہ ہی پردہ میں وہ تمام باتیں بیان کر دی گئی ہیں جن کا علم ایک نو دولہا دلہن کے لئے ضروری ہے۔ لطف یہ ہے کہ کتاب شروع کی بس پردہ جلدی کے ساتھ ہی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو مذاق سلیم پر بار ہو۔ فسانہ کا دلکش ترین پلاٹ سہیلیوں کی پرلطف نوک جھونک ان کی خالص زبان سات دلہنوں کی زبان سے شب عروسی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ رازوں کا انکشاف غرضکہ سہاگن کا سہاگ دنیائے صنفیات کی لاجواب طرز کی ایک ہی کتاب ہے جس کو سات دلہنوں نے ایک شادی کے جلسہ میں بیان کیا۔ لطف زندگی سے آشنا ہونے کے لئے وہ لیا اپنی نئی نویلی دلہنوں کو یہ کتاب پڑھنے کے لئے دیں۔ والدین بھی اپنی بیٹیوں اور بچیوں کو یہ کتاب تحفہ دے کر ان کی ازدواجی زندگی کو کامیاب بنائیں۔ عمدہ چکنے کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ آٹھ نہایت اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں ہیں۔ ضخامت ۱۵۰ صفحات۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ محصول ۵ کل ۱۔ کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف ایک اعلان پر تین سو کتابیں فروخت ہو گئیں۔ جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

مختصر فہرست مضامین کتاب سہاگن کا سہاگ حسب ذیل ہے:

فہرست فوٹو بلاک	طوفان تمنا	دل ہمراز کی جستجو	جنت کی چند روزہ سیر	شب عروسی کے پوشیدہ راز	غنچۂ حسن کی ناشگفتگی
پہلی رات کی سرگزشت	بچپن اور جوانی کا فرق	تغیر جنسی کے دلفریب کرشمے	ازدواجی زندگی کا سب سے بڑا راز	دلہن کی آخری شام	باغ شباب کی کلیاں اور بے رحم
ازلی انتظار، حسرت دید	رہ نورد شباب کا غلط قدم	تمناؤں کے پوشیدہ اشارے	ازدواجی زندگی کے اساسی اصول	مغلانی کی لاکھ پتے کی بات	گلچیں کی داستان رحم
اولیں اشتیاق	تصور شباب کے دوزخ	رفیق زندگی کی جستجو	صنفی مسائل سے لاعلمی	الہڑ نازنین خلوت کدۂ عیش میں	جو تھی کی دلہن
پہلی رات کی صبح کو غسل کی تیاری	محل جیتی شباب کا طریقہ	پوشیدہ جذبات کا علم	فطرت نسائی کا اضطراب	نشاط عروسی کی جستجو	شب عروسی کی عیش آمیز سحر
سہاگ رات کی صبح کو غسل کے بعد	عہد شباب کی کیف آمیز کشش	اختلافات جنسی اور اختلاف فطرت	عنفیات کے پوشیدہ رموز نکات	عقل کی دیوی شوکت آرا	ازدواجی مسرتوں کا راز
حسن جمال دیدۂ حسرت	تمناؤں کے خاموش اشارے	پیمان محبت کی تجدید	عورت کی بے نقاب فطرت	سیکے کی تڑپ	باغ عروسی کی بہار

شاہی کوک شاستر

اگر شباب کا اصلی لطف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شاہی کوک شاستر پڑھو جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات درج ہے اور عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی اور ان کے مخصوص اعضا کو تمام عمر کے لئے تازگی بخشنے والی مجرب دوائیں اور عمر کے آخری حصہ تک خوبصورت اور جوان رہنے کی وہ تمام ہزار علاج درج کئے گئے ہیں جو صدیوں سے ناپید تھے۔ اگر حسن و شباب کا مرقع اصلی حالت میں دیکھنا ہے تو ان عجیب و غریب طلسمی اور نادر و نایاب نسخوں کا استعمال کیجئے جو سب کے سب تیر بہدف ہیں اور ترکی کے ایک عالم باہ نے حضرت سلطان ترکی کے لئے فراہم کئے تھے۔ اور جن سے اب سے پہلے صرف امرا و سلاطین ہی مستفید ہو سکتے۔ شاہی کوک شاستر مشہور ترکی کوک شاستر جو الشیخ کا ترجمہ ہے جس کو لفظ بلفظ اردو کا لباس پہنایا گیا ہے۔ ترجمہ عربی کے ایک علامہ اور طب کے فاضل نے کیا ہے جس میں سلاست زبان کے ساتھ ترجمہ کے وقت اصل مطلب کو نہیں فوت ہونے دیا۔ کتاب کی ضخامت تقریباً ڈھائی سو صفحات ہے۔ اعلیٰ درجہ کی کتابت اور طباعت ہے۔ کاغذ سفید چکنا لگایا گیا ہے اور قیمت سن کر آپ حیرت میں رہ جائیں گے باوجود ان خوبیوں کے صرف ہر دو حصہ ... ہے۔

مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ اول

مزاج اعلیل و تشخیص	جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ مالش	۲۷ بے نظیر و آسان مقوی	خاص فریبی کا نسخہ اور اس	حاملہ عورت کے خون بند کرنے کی ترکیب
کثرت مباشرت اور اسراف باہ	جماع کی مدت صحیحہ	نامردوں کو بشارت	باہ اغذیہ۔ قوت باہ زیادہ کرنے	کی طرح سختی پیدا ہو۔	مرے ہوئے بچہ نکالنے کی ترکیب
ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر	طریق مباشرت	مقوی باہ طلا و ضماد	والی دوائیں۔ اسباب نقص	آخری مجرب نسخہ جوہت	آنول نال نکالنے کی ترکیب
عدم جماع کے نقصان	ادویہ مقوی باہ	مقوی باہ جوارشات سفوف	اعضا خاص، قاطع باہ اور	طوبی کرتا ہے۔ ملذذ دوائی کے	مانع حمل دوائیں۔
جماع کے بعد تکان و ماندگی	قوت باہ کیونکر بڑھ سکتی ہے	نسخہ مجربہ خزانہ شاہی	مانع شہوت ادویہ حصول مراد	نسخے بعض حمل دوائیں، عورت	جنین کو ساقط کرنے والی دوائیں
علاج نقصان جماع	زیادتی باہ کے نسخے	حکایات عجیبہ	اور مباشرت کا ماتم	کے منزل ہونے کی دوائیں	قوت باہ بڑھانے والی دوائیں
منافع باہ و جماع۔ اوقات جماع	مقوی باہ روغن	نسخہ معجون سہ مرغ باد شاہ	امساک کے لئے طلسم	بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب	اطبائے یونان کے پوشیدہ ذخیرے
جماع کے مضر اوقات	نامردی و سستی کا علاج	مقوی باہ محبوب کے نسخے	عضو کو دراز و سخت کرنے والی دوا	بانجھ عورت کی شناخت	خاص نسخے۔

مختصر فہرست مضامین شاہی کوک شاستر حصہ دوم

شباب اور لذت اندوزیاں	سرمایہ راحت کے نوبیاہی دلہن	کشور حسن کی فتوحات اور کیفیت	کنار محبت میں لذت حرام	مختلف ملکوں کی عورتیں	جوش نفس اور جذبہ مردانگی
عورت کی وجہ زیب و رعنائیاں	جوہر حیات کی فراوانی	سرور پسندیدہ طرز محبت	بارگاہ حسن میں قابل پذیرائی	عمر کے لحاظ سے عورتوں کی اقسام	جوہر حیات کا غلط استعمال
عورت میں کیف شباب کی ...	آتش عشق میں تازہ سازی	ارتقائے مواصلت کی تدابیر	نیاز مندیاں حسن و عشق کی دل	عورت کے منزل ہونے کی علامتیں	فطری طریقہ کی قسمیں
لذت خوبصورتی میں چار چاند	حریم حسن کی بست و کشاد	تحریک جذبات کے مرغوب انداز	آویزیوں کا امتحان	فاحشہ عورتوں کی علامت	صحبت عشق کی جرعہ نوشی
زیبائی کی زیب و زینت	حریم حسن کی دوسری حرارت	ہنر ناز، بساط سرور کے دلپذیر	محبت کی درخواست۔ ...	بال اگانے اور دور کرنے کی دوائیں	سینوں کو اٹھانے کی ترکیبیں
مشاطگیوں میں اضافہ	آرزو رطوبت کا سدباب	نقشے، بہار آرائی پر ...	اطلاق ...	حسین کو ...	آسن مباشرت ...
پنجہ خورشید کی رنگین شعاعیں	شگوفہ ناز کی عطریت	خلاف وضع فطری طرز عمل	نسائی خصوصیات کے لحاظ ...	... والی دوائیں	کی مقدار، درازی آلہ تناسل
دنیائے حسن میں بہاروں کا ...	تعیش فراواں کی برکات	اصول و تدابیر پسندیدہ ...	عورت کے سن کے لحاظ سے ...	لذت وصل کے اسباب و طریقے	نسخہ برائے قوت باہ و تنگی
... کے رجحان ...	جذب فطری اور شوہر زندگی کا ...	لطافت صنف نازک میں احساس	دستور کا زمانہ	حریم حسن کی تنگی، جماع کے طریقے	مضرت و عدم مضرت
... کے ساحلوں کی ...	نقطۂ حسن ...	تحریک جذبات کی تدابیر	لپیٹ لانے اور بیہوش کرنے کی ...	عورت کو بیتاب کرنے والی دوائیں	مباشرت کا حقیقی فیصلہ
...	لذت نشاط ...	ہم آغوشی کے اوقات	عورت کی خوبیاں	عورتوں میں جوش شباب	عورت کے اقسام، مزاج کا علم

... اس میں شوق افزا اور سکون بخش جذبات سے لبریز ہے اور مستعد کام کی باتیں اور کام کے نسخے ... کتاب اس کے مقابل کی نہیں۔ قیمت ہر دو حصہ صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ۵ کل ... ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ ... دہلی



اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جائیے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اسلامی تعلیم

میں ملیگی اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلی نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتب دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ ضخامت قریباً پانسو صفحات۔ اعلی درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت مجلد چرمی تین روپے (عہ) مجلد پارچہ ڈھائی روپے (عہ) فہرست مضامین پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے:۔

کتاب العقائد
عقائد کی تعریف۔ عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں۔ کلام کی تاریخ۔ معتزلہ اشاعرہ کا ذکر۔ فلسفہ کو کلام میں آمیز کرنا۔ سائنس اور علم کلام۔ اقسام عقائد ضروریہ۔ خدا کا ثبوت اس کی ذات صفات۔ خدا کا ایک ہونا۔ خدا کی ذاتی صفات کیا ہیں۔ خدا سمیع و بصیر بغیر کان آنکھ کے

خدا عرش پر ہے اس کا مطلب۔ مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت۔ خدا کی صفات کا عقیدہ۔ رسول کی تعریف اور تمام عقائد۔ رسولوں میں افضل کون ہے۔ آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات۔ آنحضرت کے پاک انفاس۔ معراج کا تفصیلی ذکر۔ اعتراضات اور ان کے جواب۔ جسمانی معراج کا ثبوت۔ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا

آنحضرت اور خدا نے غیب کی باتیں بتائیں۔ سب سے پہلے نبی کون تھے۔ نبی اور رسول میں فرق۔ اولیاء اللہ کی تعریف۔ کرامت کا ثبوت۔ کتب الہیہ۔ یہود و نصاری کس نبی کی امت ہیں۔ خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث۔ قرآن کے کلام الہی ہونیکا ثبوت۔ قرآن شریف کس طرح نازل ہوا

قرآن کی ترتیب اور مجموعہ کیونکر ہوا؟ قرآن کی سات قرأت۔ قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے۔ تحریف قرآن ناممکن ہے۔ قرآن میں ناسخ و منسوخ۔ حروف مقطعات محکم و متشابہات۔ دین کے احکام قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔ قیاس واجب اور ائمہ مجتہدین۔ علم دین کی تعریف۔ صوفیائے کرام لو تصوف کی تعلیم

صحابہ میں کون فقیہ تھے۔ دینی مسائل فقہ کے ذریعے۔ فرشتے اور ان کی خصلت۔ شیطان کون تھا۔ جنون۔ حقیقت کفر و ایمان۔ تصدیق قلبی اور اقرار زبانی۔ موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ۔ قضا و قدر۔ خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں۔ انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

عذاب قبر منکر نکیر۔ راحت قبر۔ ایصال ثواب۔ قیامت کی علامتیں اور ان کی تفصیل۔ ظہور مہدی خروج دجال۔ حضرت عیسی کا نزول۔ یاجوج ماجوج۔ حضرت عیسی کی وفات۔ مغرب سے طلوع آفتاب۔ حشر نشر، میزان اعمال کا ہونا۔ حساب و کتاب۔ گناہ میزان حوض کوثر پل صراط

آنحضرت کی شفاعت۔ علماء اور شہداء کی شفاعت۔ جنت دوزخ کا حال۔ جنت اور دوزخ دونوں موجود ہیں۔ امامت مذہب امامت سیاسی۔ خلفائے راشدین کی خلافت۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کی توہین۔ شیعوں کے امام امام مہدی کا ہے۔ احکام اسلام کا مذاق اڑانا

کتاب الطہارت
فقہی اصطلاحات

Regd. No. L. 2038
November 1932 The Illustrated Monthly Peshwa Delhi, Established 1925.

سنن وضو ... مسواک ... اور بعض اور احکام متعلقہ وضو ... کن کن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ... وضو کرنے کا طریقہ ... وضو کی سنتیں

[illegible]

کتاب الصلوٰة

[illegible]

کتاب الصوم

[illegible]

کتاب الحج

[illegible]

کتاب الزکوٰة

[illegible]

کتاب النکاح

[illegible]

کتاب الطلاق

[illegible]

کتاب الجنائز

[illegible]

کتاب الذبائح

[illegible]

کتاب الاشربہ والاطعمہ

[illegible]

کتاب اللباس

[illegible]

کتاب الحقوق

[illegible]

کتاب المیراث

[illegible]

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

پیشوا دہلی

[illegible]

جلد [illegible] | نمبر ۲ | [illegible] ہجری

عیدالاضحیٰ کا خطبہ

(از حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و للہ الحمد۔ الحمد للہ الذی ھو رب الحج والضحیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبدہ ورسولہ محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آج حج کی عید ہے۔ آج قربانی کی عید ہے۔ آج اسلامی سال کے آخری مہینے کی عید ہے پس جو تکبیر پڑھنا آتا ہے کہ آج تکبیروں کی عید ہے۔

اے اللہ کے بھائیو! ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو حج ہوگا۔ عرفات کے میدان میں کل کو مسلمان تمام دنیا سے سمٹ کر اس مقدس پہاڑ کے دامن میں جمع رہیں گے۔

پڑھو تکبیر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

آج قربانی کا دن ہے۔ تم میں سے جو اتنے روپے والے ہیں کہ خانگی ضروریات سے فالتو روپیہ قربانی کے جانوروں کی خرید میں خرچ کر سکتے ہیں ان پر قربانی واجب ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے پاس تمہاری قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے یعنی یہ [illegible] قربانی کے جانوروں کا خون اور گوشت اللہ میاں کو مرغوب ہے [illegible] حکم خدا کی تعمیل [illegible] تقویٰ اور اطاعت [illegible]

قربانی فقط یہی نہیں ہے کہ جانوروں کے حلق پر چھری چلا کر خون بہا دو۔ اس سے بھی بڑی ایک اور قربانی ہے جس کا اشارہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے لفظ میں فرماتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تمہاری آنکھ کسی نامحرم کو دیکھنا چاہے تو خدا کے ڈر سے اپنی آنکھ جھکا لو یا بند کر لو اور حرام اور ناجائز چیز کو نہ دیکھو۔ یہ تمہاری آنکھ کی قربانی ہوگی۔ اور جب تمہارے کان غیبت اور بدگوئی اور جھوٹی باتیں سننے کی خواہش کریں تو تم خدا کے ڈر سے ایسی ناجائز باتیں نہ سنو۔ یہ تمہارے کان کی قربانی ہوگی اور جب تمہاری زبان ناجائز کھانے پینے کی خواہش کرے یا جھوٹ بولنا چاہے یا [illegible] کلامی پر آمادہ ہو یا چغلی اور غیبت کرنی چاہے تو تم اس کو خدا کے ڈر کے سبب روک دو۔ یہ تمہاری زبان کی قربانی ہوگی۔ اور جب تمہارا دماغ گناہوں کا خیال کرے اور حکم خدا کے خلاف سوچے تو اس کو دور کرو اور کہو کہ یہ خیالات خدا کی مرضی کے خلاف ہیں۔ اگر تم نے اس کو روک لیا تو یہ تمہارے دماغ کی قربانی ہوگی۔ یہی [illegible] تم اپنے ہاتھوں سے اور اپنے پاؤں سے اور ان اعضا سے جو [illegible] اور جن سے ہمیشہ گناہوں کا اندیشہ رہتا ہے کوئی کام خدا کی نافرمانی کا نہ کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں [illegible] کی قربانیاں بھی جائیں اور تم خدا کے [illegible] کہلا سکو۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان اور مال کو اپنی رضامندی [illegible]

ہے۔ تیرا مال تمہارا مال ہے۔ ان دونوں کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور آج اللہ تعالیٰ کا دین اسلام حریفوں کے نرغہ میں ہے۔ تم سب جان و مال کی قربانی کرکے اللہ کے دین کو حریفوں کے نرغہ سے چھڑاؤ۔ اور وہ یہی ہے کہ مسلمان جو کچھ بھی دینی سمجھ رکھتا ہے۔ ان مسلمانوں کی حفاظت کرے جو آریہ اور عیسائی لوگوں کے پھندے میں پھنس کر مرتد ہو رہے ہیں۔ تم اپنی جسمانی راحت و آسائش کا خیال چھوڑ دو۔ اور دیہات میں جاکر نام کے مسلمانوں کو عقائد اسلام اور نماز روزہ سے آگاہ کرو۔ اور اس کام کے لئے روپیہ بھی خرچ کرو۔ یہ تمہاری سب سے بڑی قربانی ہوگی۔

اور تم میں جو لوگ ادنےٰ پیشے کرتے ہیں، جیسے حجام ہیں جولاہے ہیں، سقے اور دھوبی ہیں، ان سے حقارت کا برتاؤ نہ کرو۔ ان کو اپنے برابر بٹھاؤ۔ اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ۔ اور بلحاظ دین ان کو برابر کا بھائی سمجھو۔ اور جو مسلمان سقے، دھوبی، حجام وغیرہ کا ادنےٰ کام کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ دولتمند اور صاحب عزت و حکومت مسلمانوں کی برابری کرنے کا خیال نہ کریں کیونکہ گو وہ دینی لحاظ سے بے شک ان کے برابر کے بھائی ہیں مگر دنیاوی اعتبار سے ہر شخص کا درجہ اور رتبہ علیحدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دوسرے پر کسی نہ کسی بات میں فضیلت و فوقیت دی ہے۔ پس جو لوگ صاحب دولت اور صاحب حکومت ہیں ان کی اطاعت اور خدمت گذاری ادنےٰ پیشہ والے مسلمانوں کو ضرور کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے سب کو برابر رکھا ہے۔ لیکن دنیا میں سب کے درجے علیحدہ علیحدہ کر دیئے ہیں۔ پس جو لوگ اس فرق کو سمجھ کر اپنی نفسانیت کو مغلوب کر لیتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے متقی بندے ہیں۔ اور انہی کو خواہشات نفس کی قربانیوں کا اجر بھی دیا جائے گا۔

اور تم کو یہ بھی چاہیئے کہ قربانی میں کسی ہندو ہمسایہ کی دل آزاری کا ارادہ نہ کرو۔ قربانی کے جانوروں کا جلوس نہ نکالو۔ قربانی کا گوشت عام گندگا ہوں پر دوسروں کو دکھاتے نہ پھرو کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو نہایت ناپسند فرماتا ہے۔ اور قربانی اسی کی قبول ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے قربانی کرے۔ اور ان کی قربانی قبول نہیں ہوتی جو محض نام و نمود اور نفسانیت کی شرارتوں کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ پھر کہو تکبیر

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد دوسرا خطبہ

الحمد للہ والسلام علیٰ محمد رسول اللہ واللہ اکبر

آج حج کی عید مبارک ہو، عید قربان مبارک ہو۔ اور درود ہو اللہ کے رسول حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے بڑے ہادی اور سب سے اعلیٰ قربانیاں کرنے والے ہیں۔ اور سلام ہو خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رض پر۔ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رض پر اور خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رض پر اور خلیفہ چہارم حضرت علی رض پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور سلام رسول اللہ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رض پر اور رسول اللہ کی تمام ازواج پر خصوصاً حضرت خدیجہ کبرےٰ رض اور حضرت عائشہ صدیقہ رض پر رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اور سلام رسول اللہ کے نواسوں حضرت امام حسن رض اور حضرت امام حسین رض پر جنہوں نے اللہ کے راستہ میں خود اپنے سروں کی قربانیاں دیں۔ اور اپنے جوان بیٹوں کو ذبح کرا دیا۔ اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی اللہ کے راستہ میں قربان کر دیا۔ اور سلام ان کی اولاد حضرت زین العابدین رض و محمد باقر رض و جعفر صادق رض و موسیٰ کاظم رض و علی رضا رض و محمد تقی رض و علی نقی رض و حسن عسکری رض پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور سلام رسول اللہ کے چچاؤں حمزہ رض و عباس رض پر اور رسول اللہ کے عشاق بلال رض و اویس قرنی رض و ابوذر رض پر۔ اور سلام طلحہ رض و زبیر رض و سعد رض و سعید رض و عبدالرحمٰن رض و ابو عبیدہ رض اور خالد ابن ولید رض پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور سلام امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح اور امام شافعی رح اور امام حنبل رح اور تمام آئمہ اور علماء پر اور سلام غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رح اور سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیری رح اور حضرت خواجہ باقی باللہ رح دہلوی اور تمام مشائخ صوفیہ پر اور سلام مولانا رومی رح و جامی رح و سعدی رح و خسرو رح اور تمام شعراء و حکماء سلمین پر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یا اللہ رحمت نازل فرما ارواح سلطان محمود غزنوی رح اور سلطان شہاب الدین محمد غوری رح اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر رح و احمد شاہ ابدالی رح اور ٹیپو سلطان شہید رح پر۔

اور مدد کر یا اللہ اپنے فضل و کرم سے ناصر الاسلام والمسلمین تمام آزاد مسلمان بادشاہوں کی اور تمام آزاد اسلامی ریاستوں کی جو تیرے دین کا کام کرتے ہیں۔

بارک اللہ لنا ولکم بالقرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم

مضامین قرآن حکیم

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

(از جناب مولانا ابوالکلام محمد عبدالصمد صاحب ... آزاد ... سید ... مولوی ... فاضل)

باب اول

قرآنی فصاحت و بلاغت

(۱) ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتھدی الی صراط مستقیم — آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے جسے ہم چاہتے ہیں اس کے ذریعہ راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور آپ بیشک رہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستہ کی

(۲) الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل — جو لوگ ہماری مراد اس زمانہ کے ان لوگوں سے ہے جو ہمارے ان رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جن کی بشارت کو اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

(۳) وہ علم جس ... الناس علم ... در کہتے ہیں حضرت کو بالکل نہ تھا (موٹرنگ ایڈ ورڈ گبن)

(۴) جب مذہب اسلام کا ظہور ہوا ان دنوں خطۂ زمین پر رہنے والے بہت تھوڑے آدمی تھے۔ اور وہ سب کے سب نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صحابی تھے۔ جنہوں نے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں محرری کا کام انجام دیا ہے کیونکہ نبی (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) لکھا پڑھا کچھ نہ تھا (مشہور عیسائی عالم جرجی زیدان، ریورینڈ فنڈ پادری مصنف میزان الحق کے باب ... [illegible] ہے کہ آں حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے توراۃ و انجیل ... [illegible] ...

(۵) وانزل اللہ علیک الکتب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم ... — اور اتارا تیرے اوپر اللہ نے کتاب اور حکمت کو اور سکھایا تجھ کو اس چیز کو کہ تو نہیں جانتا تھا

... [illegible] ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فن شاعری سے ... [illegible] ... کے بچے اور چھوکریاں ... [illegible] ... رکھتی تھیں ... [illegible] ... ان ... [illegible] ...

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاعری میں کمال ... اور شاعری ان کی شان کے لائق بھی نہیں

قرآن کریم کہتا ہے اور چیلنج ۔ ایک کتاب (یعنی قرآن) کہنے والوں ... [illegible] کہا جاتا ہے کہ ... فصحاء و بلغاء عرب کے مجمع میں ... چیلنج دے دیا گیا ہے عرب میں کوئی ایسا شخص جو کہ اس کلام الٰہی کے مقابلہ میں ایک ہی آیت پیش کر سکے۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ — اگر تم شک میں ہو اس سے جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا تو ایک سورت اس کے مثل بنا لاؤ اور سوائے خدا کے اعوان و انصار کو ... اگر تم سچے ہو پس اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو خاص کر کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ — آپ کہہ دیجئے کہ اگر انس اور جن مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہ لا سکیں گے۔ اگر چہ ایک دوسرے کا مددگار ہو جائے۔

ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین فالم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الہ الا ھو فھل انتم مسلمون — کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو خود بنا لیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ تم ... اس کی مثل دس سورتیں من گھڑت بنا لاؤ اور سوائے خدا کے ... [illegible] ... بلا لو ... [illegible] ... اگر یہ قرآن ... [illegible] ... ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس کیا تم ... [illegible] ... کرو گے؟

فصحاء و بلغاء عرب کا کلام اللہ کی آیات سُن کر مبہوت ہو جانا اور کوئی بات نہ کر سکنا

فصحاء و بلغاء عرب نے اس کو سن کر مبہوت ہو جانا اور کچھ بات نہ کر سکنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب کے سامنے سپر ڈال دی اور اس درجہ مبہوت ہوئے کہ بعض نے آیات کلام اللہ شریف سے خارق عادات اثر کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) ساحر اور کلام اللہ شریف کو سحر بتلایا۔

ان ھذا الا سحر یؤثر (القاتون) یہ قرآن تو بس ایک قسم کا جادو ہے جو اگلوں سے چلا آتا ہے۔

افتاتون السحر وانتم تبصرون اور یہ کیا تم دیکھتے ہوئے جادو کی باتیں سننے کو آتے ہو۔

الرٰ تلک ایٰت الکتٰب الحکیم اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم ان انذر الناس وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم قال الکٰفرون ان ھذا لسحر مبین

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں ایک شخص کے پاس وحی بھیجی کہ سب آدمیوں کو ڈرایئے اور جو ایمان لائے ان کو یہ خوشخبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس ان کو پورا مرتبہ ملے گا۔ کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے۔

بعض نے کلام اللہ شریف کی سلاست و روانی اور اس کی وضع و ہیئت دیکھ کر اس کو شعر کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہا۔

فذکر فما انت بنعمت ربک بکاھن ولا مجنون ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین

تو آپ سمجھاتے رہئے کہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ دیوانہ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں یہ شاعر ہے۔ ہم راہ دیکھتے ہیں اس پر گردش زمانہ کے۔ تو کہہ تم راہ دیکھو کہ میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں۔

لیکن حقیقت زیادہ دیر تک پوشیدہ نہ رہ سکی اور ان نادانوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کلام نہ شعر اور نہ شعراء اور نہ اس کا لانے والا ساحر ہے اور نہ شاعر۔ بلکہ یہ کلام حکمت ہے۔ علم ہے۔ شفا ہے۔ رحمت ہے۔ برہان ہے۔ قانون و ہدایت ہے اور نور ہے۔ جو کہ آفتاب کی طرح مکانوں کو نہیں بلکہ دلوں کو روشن کرنے والا ہے۔ اور اس کا حامل ایک نبی امی ہے صلے اللہ علیہ وسلم کہ جس نے نہ ایک حرف پڑھا اور نہ لکھا اور نہ جس کا ایک شعر دواوین عرب میں موجود ہے۔ اور نہ اہل عرب کی زبان پر ہے اور نہ کسی مشاعرہ یا مجلس میں اس کا قصیدہ پڑھنا ثابت ہے۔ کہ جس سے گمان کیا جا سکے کہ اس نے شعر و شاعری سے ترقی کرتے کرتے اپنی فصاحت و بلاغت کے سبب منزل من اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو۔

(۱) عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نضر بن حارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبدالدار بن قصی نے کہا کہ اے قریش تم پر ایسا وقت کبھی نہ آیا۔ محمد تم میں جوان تھا تو سب سے بہتر تھا اور سب سے زیادہ راست گو۔

اور بڑا امانت دار۔ اب اس کے بالوں میں سفیدی آ گئی اور لایا تو اس کو کہتے ہو ساحر ہے واللہ وہ ساحر نہیں ہے ہم نے ساحروں کو دیکھا ہے۔ کاہن ہے اور ان کے گنڈوں کو دیکھا ہے۔ تم کہتے ہو کہ وہ شاعر ہے واللہ وہ شاعر نہیں ہم شعر بولتے ہیں اور بہت سے شاعروں کا کلام سنا ہے اور شعر کا ہزج اور رجز جانتے ہیں۔ تم کہتے ہو اس پر شیطان ہے۔ واللہ اس پر شیطان نہیں، ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جن پر شیطان کا اثر ہے اور اس نے گلا دبایا ہے۔ وسوسہ اور پریشانی کچھ اس میں نہیں ہے۔ واللہ وہ بہت بڑا امر لایا ہے۔ تم اس میں تامل کرو اور خوب دریافت کرو۔ (رواہ البیہقی و ابو نعیم) (۲) ولید بن مغیرہ جو کہ فصاحت و بلاغت میں اپنا کسی کو مثل نہ دیکھتا تھا جب کفار ان قریش نے دولت و ثروت کی طمع دلا کر قرآن جیسا کلام پیش کرنے پر مجبور کیا۔ تو اس نے عاجز ہو کر اس طرح حقانیت کی آواز کو بلند کیا۔

"اور تم نے اس کو (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو) ساحر کہا واللہ وہ ہرگز ساحر نہیں۔ میں نے اس کا جھاڑنا …… دیکھا ہے۔ تم نے اس کو شاعر کہا۔ خدا کی قسم وہ شاعر نہیں میں شعر کے ہر صنف کا ماہر ہوں۔ تم اس کو (معاذ اللہ) مجنون کہتے ہو۔ خدا کی قسم وہ مجنون نہیں ہے۔ میں نے جنون اور اس کی ہئیت کو بھی دیکھا ہے۔ اے قریش اپنی حالت پر غور کرو۔ واللہ یہ کوئی امر عظیم ہے۔ جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے"

(۳) عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو کہ بالکل امی تھا۔ تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ وہ کلام نہیں ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ وہی کلام ہے جس کی بلند انشاء پردازی نے حضرت عمر ابن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مطمئن کر دیا۔ اور وہ خدا کے معترف ہو گئے۔ یہ وہی کلام ہے۔ کہ جب یحییٰ (یعنی حضرت عیسیٰ) کی ولادت کے متعلق اس کے جملے (یعنی سورۂ مریم کی آیات) حضرت جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت نجاشی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے پڑھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور بشپ (پادری) چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا۔ آنحضرت [illegible] تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر [illegible] سے تا ایں دم ایسا اہتمام بالشان دعویٰ چلا آتا ہے کہ جس کے [illegible] طاقت میں نہیں ہے (کتاب الاسلام مصنفہ کرنٹ [illegible])

ولقد سمعت مثلہ ولھا حی [illegible]

بالشعر ولا بالسحر [illegible]

[illegible] شعر کی بات نہیں ہے۔

[illegible]

ولید بن مغیرہ [illegible] جو کہ ایک بہت بڑا سردار تھا اور اپنی قوم کا [illegible] شخص تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جب کہ وہ کفر پر تھا، اور صحابہؓ سے کہا۔ مجھ کو قرآن شریف میں سے کچھ سنائیے۔ چنانچہ جب اس کو قرآن سنایا گیا تو اس نے کہا کہ یہ کلام بشر ہے اور شعر کے قبیل سے [illegible] ابن عباس سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور قرآن کے متعلق سوال کیا پس جب قرآن اس کو سنایا گیا تو وہ قریش کے پاس گیا اور کہا کہ عجب بات ہے (یعنی قرآن مجید جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں) قسم خدا کی وہ شعر ہے نہ جادو اور نہ وہ مجنون کی بات ہے۔ بلکہ وہ کلام الٰہی ہے۔

[illegible] عن ابن عباس قال جاء الوليد بن مغيرة الى ابي بكر فسأله عن القرآن فلما اخبره خرج على قريش فقال يا عجبا لما يقول ابن ابي كبشة فوالله ما هو بشعر ولا بسحر ولا بهذي من الجنون وان قوله لمن كلام الله۔

کفار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیا قرآن بنانے یا قرآن میں تغیر و تبدل کرنے کی استدعا کرنا اور آپ کا اپنے عجز و کمزوری کا اظہار فرمانا

جب قرآن عزیز کو شعر و سحر کہنے سے بھی نہ بنی تو اب کفاران مکہ نے ایک اور ہی چال چلی۔ وہ یہ کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ یا تو آپ دوسرا قرآن بنا ڈالو۔ ورنہ اس قرآن میں سے ان کا اشکال میں جن کی مذمت شراب خوری، جوئے بازی، زناکاری، سود خوری کی مذمت نکال ڈالیں۔ اور اس کی جگہ ایسی آیات بنا کر شریک کر دیں جو کہ ہمارے عقائد و خیالات کی ترجمانی کرتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفاران مکہ سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم ہی لوگوں میں میں نے چالیس سال تک تمہاری آنکھوں کے سامنے میرے لیل و نہار گزرے تم نے مجھ کو کبھی لکھتے اور پڑھتے پایا، اور نہ شعر کہتے سنا۔ میں تو [illegible] ہوں مجھ میں اتنی قدرت و طاقت کہاں کہ ایک آیت [illegible] جیسی قرآن بناتا۔ یا اس میں تغیر و تبدل کرتا۔ [illegible] اتباع کرتا ہوں مجھ میں کس طرح سے قرآن میں [illegible] ہوں۔ جو کہ تمہارے عقائد و خیالات کے خلاف [illegible] دن کا عذاب ہے۔

[illegible] کے سامنے ہماری [illegible]

قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت بقرآن غير هذا او بدله قل ما يكون لي ان ابدله من تلقاء نفسي ان اتبع الا ما يوحى الي اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون۔

آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ۔ یا اس کو بدل ڈالو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کو اپنی طرف سے بدل سکوں۔ میں صرف وحی کا اتباع کرتا ہوں (اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا)، اتفاقاً میں اگر اس کی خلاف ورزی یا نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں خوفناک دن کے عذاب سے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر خدا چاہتا تو میں اس کو تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ وہ اس کی تم کو خبر کرتا۔ اس سے قبل میں تم میں ایک طویل زندگی چالیس سال گزار چکا ہوں۔ جس سے تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ایک امی محض ہوں کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

(۷) احادیث متواترہ کا قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر تصدیق کرنا

وہ احادیث جن کے الفاظ بلا تغیر و تبدل متواتر طریق پر متعدد سلسلوں سے ہم تک پہنچے ہیں۔ وہ اس امر کو قطعی و یقینی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ ہمارے الفاظ بعینہ وہی ہیں۔ جو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلے تھے۔ پس اگر ان احادیث کا تقابل کلام اللہ شریف کی آیات سے کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ کلام بشر اور کلام الٰہی میں کس قدر زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بطور نمونہ ہم ان احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

(۱) انما الاعمال بالنيات

(۲) البينة على المدعي واليمين على من انكر

(۳) المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه۔

(۴) من قال لا اله الا الله دخل الجنة

(۵) الاحسان ان تعبد الله كانك تراه

(۶) اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا۔

(۷) من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد کون ایسا سفیہ شخص ہوگا جو کہ قرآن عزیز کو (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام بتائے گا۔

فصحا و بلغا عرب کا کلام اللہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جب پھر اپنے عجز و کمزوری کو فقلنا مثل ھذا کہہ کر چھپانا چاہتے ۔ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم پر ندا چیلنج کو کفار عرب تک کو پہنچایا تو انہوں نے اپنے یہاں کے نامی گرامی فصحاء و بلغاء اور شعراء کو مجبور کیا کہ وہ کلام اللہ کے مقابلہ میں کچھ نہ کہیں تو سخن شناس و سخن فہم اور فصحاء و بلغاء عرب کو اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ وہ اپنے عجز و کمزوری کو ان الفاظ سے چھپائیں ۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا اگر ہم چاہتے تو اس جیسا کلام لکھ دیتے ۔ کیونکہ انہوں نے معلوم کر لیا تھا کہ اس کلام کا مقابلہ کرنا طاقت بشری سے خارج ہے ۔ اگر ہم نے زور لگا کر کچھ کہا بھی تو وہ کلام اللہ کی گرد تک کو بھی نہ پہنچ سکے گا ۔ اور ہمیشہ ہماری زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر ایک ایسا داغ لگے گا کہ ہم عمر بھر دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے ۔ ورنہ اگر ان کے حیطۂ اقتدار میں کلام اللہ کے مقابلہ میں ایک آیت کا پیش کرنا بھی ہوتا تو وہ ہرگز ہرگز پیش کرنے سے دریغ نہ کرتے ۔ کیونکہ قرآن عزیز ہی وہ شے تھی جس نے ان کے کبر و نخوت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا ۔ ان کے ظلم و تعدی کو ملیامیٹ کر دیا تھا ۔ ان کے معبودوں کی حکومت میں زلزلہ ڈال دیا تھا حق کی برق زبانی شیوہ بیانی اور فصاحت و بلاغت کو ایسا نیچا دکھلا دیا تھا کہ ان کے

لبوں پر مہر سکوت لگ چکی تھی ۔ اب کسی کو کوئی قصیدہ لکھنا نہیں رہا تھا ۔ اور نہ کوئی شاعر اپنے قصیدہ کے مقابلہ کے لئے ... کی صدا بلند کرتا ہوا نظر آتا تھا قرآن عزیز ہی نے ان کے جتھوں کو توڑ دیا تھا ۔ اور ان کی قوتوں کو اس درجہ پراگندہ کر دیا تھا کہ بھائی کو بھائی سے باپ کو بیٹے سے ماں کو بیٹی سے میاں کو بیوی سے جدا کر دیا تھا غرضیکہ ان کی کل محبوب چیزوں سے علیحدہ کر کے اپنا والہ و شیدا بنا لیا تھا ۔ پھر کس طرح قرآن حکیم کے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوتے ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نے فیصلہ کے لئے یہ نہایت ہی آسان صورت پیش کر دی تھی کہ یا تو میرے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت یا آیت بنا لاؤ ۔ ورنہ سب کو چھوڑ کر تم کو دامن عافیت میں آنا پڑے گا ۔ غرضیکہ ہزیمت خوردہ جماعت نے اپنی عیب پوشی اور عجز و کمزوری کی پردہ پوشی کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ وہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا کہہ کر وقت کو ٹال دیں ۔ مگر قرآن عزیز کہاں ان کو چھوڑنے والا تھا ۔ اس نے نہایت ہی حیا سوز الفاظ میں ان کا اظہار فرمایا ۔ و اذا تتلیٰ علیھم اٰیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ھذا (جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو اس کی مثل ایک ہی بات بنا لائیں ۔) اب کیا تھا کہ فصحاء و بلغاء عرب پر موت سی طاری ہو گئی ۔ جو کہ اب سے کچھ دنوں پیشتر دو سیوں کو ... کہہ کر پھولے نہ سماتے تھے آج خود ان کی زبان قرآن عزیز کے مقابلہ میں گنگ نظر آتی ہے ۔

صحیح بخاری شریف اردو

(گذشتہ سے پیوستہ)

(مترجمہ حضرت علامہ مفتی جلالی صاحب نظامی)

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ ایک رات ہم حضور کے ہمرکاب چلے (جب اخیر رات ہوگئی) تو بعض لوگوں نے عرض کیا کاش حضور اخیر رات میں آرام فرمالیتے۔ آپ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ تم لوگ نماز کے وقت سوتے رہو۔ بلال بولے میں تم سب کو جگا دوں گا۔ چنانچہ سب لیٹ گئے۔ بلال نے اپنی پشت اونٹنی سے لگالی اور وہ بھی (اتفاق سے) سو گئے۔ جب حضور بیدار ہوئے تو سورج کا کنارہ اونچا ہوچکا تھا۔ آپ نے فرمایا بلال تم نے اپنا قول کیوں پورا نہیں کیا۔ بلال نے عرض کیا (جیسی نیند مجھے رات آئی) ایسی نیند کبھی نہیں آئی۔ فرمایا خدا وند تعالیٰ جب چاہتا ہے تمہاری روحیں قبض کرلیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے واپس کردیتا ہے۔ بلال اٹھو اور نماز کے لئے اذان دو۔ انہوں نے وضو کیا جب سورج بلند ہوگیا اور خوب روشن ہوگیا۔ اس وقت آپ اٹھے اور نماز پڑھی۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن حضرت عمرؓ غروب آفتاب کے بعد کفار قریش کو گالیاں دیتے ہوئے آئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی اور آفتاب قریب قریب غروب ہوگیا۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی ابھی نہیں پڑھی۔ حضور نے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا اور غروب کے بعد صحرائے بطحا میں عصر کی نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد مغرب پڑھی۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں حضور نے فرمایا اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آجائے اس کو پڑھے۔ اس کا کفارہ صرف یہی ہے واقم الصلوٰۃ لذکری۔ میری یاد کے وقت نماز پڑھو۔

انسؓ سے مروی ہے حضور نے فرمایا جب تک نماز کے انتظار میں رہوگے تم نماز ہی میں رہوگے۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کہتے ہیں اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے حضور نے فرمایا تھا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اگر چار کا ہو تو پانچویں کو لے جائے۔ (ایک بار) حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو اپنے گھر لے کر گئے اور خود حضور کی خدمت میں چلے گئے۔ اور آپ کے پاس [illegible] شام کا کھانا کھایا۔ پھر وہیں ٹھیر کر عشاء کی نماز پڑھی [illegible] حضور کے ساتھ رہے اور اس وقت ٹھیرے رہے [illegible] رات کا حصہ گذر جانے کے بعد (گھر) آئے۔ ان کی بیوی بولیں تم اپنے مہمانوں سے یا مہمان سے کیوں رکے رہے۔ علیحدہ رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ بیوی نے جواب دیا کھانا تو ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس وقت تک کھانے سے انکار کیا جب تک تم نہ آجاؤ (راوی کہتا ہے) میں گھر میں جاکر (خوف کی وجہ سے) چھپ گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا او جاہل (کہاں ہے) اور مجھے برا بھلا کہا اور فرمایا کھانا کھاؤ۔ مگر خوشگوار نہ ہو اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم میں نہیں کھاؤں گا (راوی کا بیان ہے) ہم جو لقمہ لیتے جاتے تھے اس کے نیچے سے اس سے زائد اور پیدا ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہوگئے۔ اور کھانا پہلے سے زائد بچ رہا۔ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ کھانا کہ اتنا بلکہ اس سے زائد باقی ہے تو بیوی سے فرمایا یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم۔ یہ کھانا تو اب پہلے سے سہ چند ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ اور فرمایا وہ قسم شیطان کی جانب سے تھی۔ اس کے بعد ایک لقمہ اور کھایا۔ اور پھر اٹھا کر حضور کی خدمت میں لے گئے۔ (راوی کہتا ہے) ہمارے اور ایک اور قوم کے درمیان کچھ معاہدہ تھا اور مدت معاہدہ ختم ہوگئی۔ اس لئے ہم نے بارہ آدمی علیحدہ کئے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ (کھانا کھانے کے لئے) کئی کئی آدمی ہوگئے۔ اور سبھوں نے مل کر وہ کھانا کھایا۔

باب بدء الاذان

ابتداء اذان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے مسلمان جب مدینہ میں آئے تھے تو سب اکٹھے ہوکر اوقات نماز کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک روز سبھوں نے اس کے متعلق گفتگو کی کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بنالو۔ کوئی بولا یہود کے سینگ کی طرح پھونکنے کے لئے کچھ اور بنالو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کسی شخص کو مقرر کیوں نہیں کردیتے کہ نماز کے لئے ندا کردیا کرے۔ حضور نے فرمایا بلال اٹھو اور لوگوں

[illegible] سکتے نہ کرے۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ کو پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ تاکہ اذان نہ سنے اور اس کی آواز نکلتی جاتی ہے۔ جب اذان پوری ہو چکتی ہے تو پھر آ جاتا ہے لیکن جب نماز کے لئے دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے، تو پھر پیٹھ کو پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اور پھر جب اعلان ختم ہو جاتا ہے تو دوبارہ آ جاتا ہے۔ اور انسان کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات کر۔ اس کو وہ تمام باتیں یاد دلاتا ہے، جو اس کو یاد نہیں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی کو خبر نہیں رہتی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں۔ میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ موذن کی اذان کی آواز کو جہاں تک کوئی جن یا انسان سنتا ہے یا کوئی اور چیز سنتی ہے۔ قیامت کے دن یہ سب اس کے شاہد ہوں گے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلعم جب ہم کو ساتھ کسی قوم سے جہاد کرتے تھے تو صبح سے قبل جہاد نہ کرتے تھے۔ جب صبح ہو جاتی اور اذان کی آواز آپ سن لیتے تو جہاد سے رک جاتے۔ اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان کو غارت کرتے تھے۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا۔ جب تم اذان سنو تو جس طرح موذن کہتا ہے۔ تم بھی کہو۔

معاویہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر اتنا فرق ہے، کہ جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو معاویہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اسی طرح سنا ہے۔

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والبعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ۔ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان میں اور اول صف میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور وہ اذان دیتے اور اول صف میں شریک ہوتے، اور اگر سوا قرعہ اندازی کے یہ بات میسر نہ ہو سکتی تو ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر لوگ واقف ہوتے کہ اول وقت نماز پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور اس کی رغبت کرتے اور اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ عشاء و فجر کی نمازوں میں کتنا ثواب ہے تو ضرور آتے چاہے گھٹنوں یا چوتڑوں کے بل گھسٹ کر ہی آنا ہوتا۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا بلال رات سے اذان [illegible] ہے تم ابن مکتوم کے اذان دینے تک کھایا پیا کرو۔ ابن مکتوم نابینا [illegible] وقت تک اذان نہ دیتے تھے جب تک ان سے یہ نہ کہہ دیا جاتا کہ بھائی صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ جب صبح نمودار ہو جاتی اور موذن [illegible] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جماعت کھڑی ہونے سے [illegible] خفیف رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا بلال کی اذان [illegible] کوئی شخص سحری کھانے سے نہ رکے کیونکہ وہ رات سے اذان دیتا ہے تاکہ تہجد گذار آدمی گھر واپس چلا جائے۔ اور سوتے ہوؤں کو بیدار کر دے۔ اور یہ نہ سمجھنے لگے کہ فجر یا صبح ہو گئی، حضورؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور پہلی طرف اٹھایا۔ پھر نیچے کو جھکایا (صبح کاذب کی طرف اس سے اشارہ تھا، بلکہ اس طرح جب کہ صبح صادق ہو گئی) حضورؐ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں ایک دوسری کے اوپر رکھیں۔ اور پھر پھیلاتے ہوئے دائیں بائیں لے گئے۔ (اس سے صبح صادق کی طرف اشارہ ہے)

عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ خواہشمند کے لئے ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ پھر تیسری بار فرمایا جو چاہے اس کے لئے۔

مالکؓ بن حویرث کہتے ہیں میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیس روز تک مقیم رہے چونکہ آپ نرم دل اور رحیم تھے اور اہل و عیال کا شوق حضورؐ نے ہم میں ملاحظہ فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ اور ان لوگوں کو تعلیم دو نماز پڑھو۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے اور جو تم میں سے سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے۔

مالکؓ بن حویرث سے روایت ہے دو شخصوں کا سفر کا ارادہ تھا وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا جب تم باہر جاؤ تو اذان کہا کرو۔ تکبیر پڑھا کرو اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کیا کرے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موذن کو اذان دینے کا حکم دیتے تھے پھر اس کے بعد یوں فرماتے تھے کہ سفر میں جس رات سردی یا بارش ہو کجاوں میں نماز پڑھ لیا کرو۔

ابوقتادہؓ کہتے ہیں ہم حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتفاقاً لوگوں کا کچھ شور و غل سنائی دیا۔ جب آپ نماز پڑھ چکے [illegible] ہے لوگوں نے عرض کیا ہم نماز کے لئے جلدی [illegible] نہ کرو۔ جب نماز کو آیا کرو تو اطمینان و سکون [illegible] پڑھ لیا کرو جو رہ جائے اس کو [illegible]

ابوقتادہؓ کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس [illegible] کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ [illegible] جمع ہونے کا حکم دوں گا۔ پھر نماز پڑھنے کا حکم دوں گا۔ جب [illegible] ہو جائے گی تو ایک شخص کو مقرر کر دوں گا کہ امامت کرے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے پاس جاؤں گا جو گھر بیٹھے رہتے اور نماز میں شریک نہیں ہوتے اور گھروں سمیت ان کو جلا دوں گا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ایک خالی ہڈی یا بکری کے دو کھر ملیں گے۔ تو ضرور عشاء کی نماز میں موجود ہوتے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے پچیس حصہ فضیلت رکھتی ہے۔ رات و دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ابوہریرہ رض نے فرمایا جتنا چاہو قرآن پڑھو ان قرآن الفجر کان مشهودا۔

ابو موسیٰ رض کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز کا سب سے زیادہ اجر پانے والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ دور ہو اور اس کے بعد وہ جو اس سے کم ہو اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا رہے۔ تاکہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کا ثواب اس شخص سے بڑا ہے جو (تنہا) نماز پڑھ کر سو جائے۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر آدمی رستہ میں جاتا ہو۔ اور کوئی کانٹے دار شاخ رستہ سے ہٹا دے تو خدا اس کا شکر گذار ہوتا ہے۔ اور اس کو بخش دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ شہید پانچ ہیں۔ طاعون میں مرنے والا۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا۔ ڈوب کر مرنے والا۔ دب کر مرنے والا۔ خدا کی راہ میں شہید ہونے والا۔ باقی حدیث اوپر گذر گئی۔

انس رض سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ نے چاہا کہ اپنے مکانوں سے اٹھ کر مسجد کے قریب سکونت اختیار کر لیں۔ آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ [illegible] آپ نے فرمایا کیا قدموں کے نشانات کو تم لوگ ثواب نہیں سمجھتے ہو۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا منافقوں پر نماز فجر و عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں ہے۔ اگر ان کو ان دونوں نمازوں کے ثواب [illegible] خواہ سرینوں کے بل۔

[illegible] روایت ہے [illegible] نے فرمایا جس روز سوائے خدا کے سایہ [illegible] سات شخصوں کو خدا تعالے [illegible] وہ جوان آدمی جس نے عبادت [illegible] پرورش پائی ہو۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں پڑا ہو۔ وہ دو شخص جنہوں نے باہمی دوستی محض خدا کے لئے کی ہو۔ اسی محبت الٰہی کی بنا پر ملتے ہوں۔ اور اسی پر علیحدہ ہوتے ہوں۔ وہ باعزت آدمی جس کو کسی خوبصورت عورت نے بلایا۔ مگر اس نے یہ کہہ دیا ہو کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ وہ آدمی جو اس قدر پوشیدہ طور پر خیرات کرتا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا صرف کیا۔ وہ شخص جو تنہائی میں خدا کا ذکر کرتا ہے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح شام مسجد کو جاتا ہے تو جس قدر وہ صبح شام جاتا ہے۔ اتنی ہی خدا تعالے اس کے لئے جنت کی مہمانی تیار رکھ چھوڑتا ہے۔

عبداللہ رض بن مالک بن بحینہ ازدی کہتے ہیں کہ جماعت کھڑی ہو گئی۔ مگر حضور نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو رکعتیں پڑھ رہا ہے۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا۔ حضور نے فرمایا صبح کی چار پڑھو۔ صبح کی چار پڑھو۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضور مرض الموت میں مبتلا تھے اتنے میں نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی۔ آپ نے فرمایا ابوبکر رض کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا ابوبکر نہایت نرم دل آدمی ہیں حضور کے مقام پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں گے۔ لیکن آپ نے پھر وہی فرمایا۔ اور لوگوں نے وہی عرض کر دیا۔ پھر آپ نے وہی پہلا قول اعادہ کر کے فرمایا کہ تم تو بے شک یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ اس کے بعد ابوبکر نکلے نماز شروع کی اتنے میں رسول اللہ صلعم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو شخصوں پر سہارا دے کر نکلے۔ اب تک وہ منظر میرے سامنے ہے کہ حضور تکلیف کی وجہ سے دونوں پاؤں کو زمین پر کھینچتے ہوئے چل رہے تھے ابوبکر رض نے پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا۔ مگر آپ نے ان سے اشارہ سے کہہ دیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ جب آپ وہاں تک پہنچ گئے۔ تو ابوبکر رض کی ایک جانب بیٹھ گئے۔ اور نماز پڑھنے لگے۔ ابوبکر رض حضور کی نماز کے موافق نماز پڑھتے تھے۔ اور دوسرے ابوبکر رض کی نماز کا اتباع کرتے تھے۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر رض کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ اور ابوبکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عائشہ رض کی ایک روایت میں ہے کہ جب حضور کسلمند ہو گئے اور آپ کے درد میں شدت ہو گئی۔ تو آپ نے اپنی بیبیوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں بیماری گذاریں۔ آپ کو اجازت مل گئی۔ باقی حدیث بھی اوپر گذر گئی۔

ابن عباس رض نے ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ پھر مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ دن بارش کا تھا۔ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا (اذاں میں) کہہ دے کہ گھروں پر نماز ہو گی۔ یہ سن کر لوگ [illegible]

پوچھنے کو یہ بات ان کو پسند نہ آئی۔ ابن عباس نے فرمایا شاید تم کو یہ بات تو اس شخص سے ملی ہے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی نبی ﷺ یہ فعل جب ہے اور مجھے پسند نہیں کہ تم کو دقت میں مبتلا کروں۔

انس رض سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص فربہ اندام تھے۔ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ جماعت میں حاضر ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ انہوں نے حضور کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو مکان کے اندر بلایا۔ آپ کے لئے ایک چٹائی بچھائی اور چٹائی کے ایک طرف پانی چھڑک دیا۔ آپ نے اس پر دو رکعت نماز پڑھی۔ قبیلہ جارود کے ایک شخص نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ کیا حضور چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے حضور کو اسی دن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا جب شام کا کھانا سامنے لایا جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے قبل اس کو کھانا شروع کر دو۔ شام کا کھانا چھوڑ کر نماز کی جلدی نہ کرو۔

حضرت عائشہ رض کہتی ہیں مجھ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم مکان کے اندر کیا کیا کرتے تھے۔ میں نے جواب دیا گھر والوں کا کام کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کو تشریف لے جاتے تھے۔

مالک رض بن حویرث کہا کرتے تھے کہ میں تمہارے ساتھ صرف نماز ہی نہیں پڑھتا ہوں بلکہ اس طرح پڑھتا ہوں جس طرح رسول اللہ کو میں نے پڑھتے دیکھا ہے (یعنی حضور کا اتباع بھی مقصود ہے)۔

حضرت عائشہ رض کی وہ حدیث اوپر گزر چکی جس میں رسول اللہ صلعم نے ابوبکر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ اس روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ ابوبکر رض جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرأت نہیں سنا سکیں گے۔ لہذا حضور حضرت عمر رض کو حکم دے دیں کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ رض سے بھی یہی کہا کہ تم حضور سے عرض کرو کہ ابوبکر رض جب رسول اللہ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے۔ لہذا حضرت عمر کو حکم ہو جائے کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ حضرت حفصہ نے یہ عرض کر دیا اس پر آپ نے فرمایا۔ تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکر رض کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ مجھ سے کہنے لگیں کہ میں تم سے کبھی بھلائی نہیں پا سکتی۔

انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس درد کی حالت میں جس میں آپ نے وفات پائی حضرت ابوبکر رض لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جب پیر کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف بستہ کھڑے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے حجرہ کا پردہ کھولا۔ اور ہم کو کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا چہرہ سفید ہو جانے کی وجہ سے ورق مصحف ہے۔ پھر حضور خوشی سے ہنس دیئے۔ ہم نے بھی حضور کو دیکھنے کی خوشی میں

نماز توڑ دینے کا ارادہ کیا۔ ابوبکر رض ایڑیوں پر پیچھے ہٹ گئے تاکہ صف میں مل جائیں۔ اور ان کو خیال ہوا کہ حضور نماز کے لئے باہر ہونے والے ہیں۔ حضور نے اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ یہ کہہ کر پردہ چھوڑ دیا۔ اور اسی دن آپ کی وفات ہو گئی۔

سہل رض بن سعد ساعدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف کے پاس ان کی باہمی اصلاح کے لئے تشریف لے گئے۔ مؤذن حضرت ابوبکر رض کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ تکبیر کہی جائے تو آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابوبکر رض نماز ادا کرنے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلعم اور بعض دیگر اشخاص نماز میں آئے تو حضرت ابوبکر رض ہٹ کر پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجائیں مگر ابوبکر ادھر ادھر ملتفت نہ ہوئے۔ جب تالیوں کی کثرت ہوئی اور حضرت ابوبکر رض نے منہ پھیرا تو رسول کو کھڑے دیکھا۔ حضور نے ابوبکر رض کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکر رض نے ہاتھوں کو اٹھایا اور خدا کی حمد کی جیسا کہ رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔ پھر پیچھے ہٹ کر پہلی صف کے برابر ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلعم آگے ہو گئے۔ نماز ادا کی۔ جب ختم کر چکے تو فرمایا ابوبکر رض جب میں نے تم کو حکم دے دیا تھا۔ تو پھر کس نے تم کو اپنی جگہ پر قائم رہنے سے منع کیا۔ ابوبکر رض نے عرض کیا۔ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ کے سامنے نماز پڑھائے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ یہ کیا بات ہے کہ نماز میں تم لوگ (امام کو بتانے کے لئے) تالیاں زیادہ بجاتے ہو۔ اگر نماز میں کوئی بات پیش آ جائے۔ تو چاہیے کہ سبحان اللہ کہے جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ جب بیماری کی وجہ سے رسول اللہ صلعم بہت زیادہ مضمحل ہو گئے تو ایک روز فرمانے لگے کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی تو نہیں آپ کے انتظار میں ہیں۔ فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھو۔ ہم نے حکم کی تعمیل کی آپ نے غسل کیا۔ لیکن جب اٹھنے کا ارادہ کیا۔ تو بیہوشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی تو نہیں۔ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھو۔ ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے بیٹھے بیٹھے غسل کیا۔ لیکن اٹھنے کا ارادہ کیا تو ضعف آ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا۔ تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کیا نہیں حضور کے منتظر ہیں۔ فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھو۔ طشت میں پانی رکھ دیا گیا آپ نے بیٹھ کر غسل کیا جب اٹھنے لگے تو پھر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا نہیں تو حضور کے منتظر ہیں [illegible]

شرح مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ

عشق حقیقی اور عشق مجازی

(از جائنٹ ایڈیٹر)

عشق ہائے مردگاں پایندہ نیست ۔ زانکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست

مطلب : مردوں کے ساتھ عشق پایندہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مردہ ہمارے پاس نہیں آتا ہے۔

(تشریح) عشق میں جب تک رنگ حقیقت کی جھلک نہ ہو وہ پائیدار نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ دنیائے فانی کی فانی چیزوں سے دل لگاتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ جب ان کو اپنی توقعات میں ناکامی ہوگی تو ان کا یہ جذبہ محبت ایک نہ ایک دن ضرور سرد ہو جائے گا۔

عشق زندہ در روان و در بصر ۔ ہر دمی باشد ز غنچہ تازہ تر

مطلب : زندہ کا عشق ظاہر و باطن میں ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تازہ رہتا ہے۔

(تشریح) فانی چیزوں کا عشق تو ایک نہ ایک دن زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر غیر فانی کا عشق کبھی زوال پذیر نہیں ہوتا۔ وہ عاشق کی روح کے لئے موجب سرور اور آنکھوں کے لئے موجب نور بنتا ہے۔ "زندہ" سے مراد یہاں خدائے حی القیوم ہے۔ حضرت مولانائے روم سالکان معرفت سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم کو عشق میں پختہ کاری منظور ہے اور تم چاہتے ہو کہ تمہارے سینوں سے دولت عشق زائل نہ ہو تو فانی دنیا کی فنا ہو جانے والی چیزوں سے ہرگز دل نہ لگاؤ۔ بلکہ اس مطلوب حقیقی سے عشق کرو جو غیر فانی ہے اور جس کے عشق کو بھی فنا نہیں۔ عشق حقیقی سے صرف یہی نہیں کہ یہ دولت کبھی زائل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے عشق کی بھی روح کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے اور آنکھوں کو نور معرفت حاصل ہوتا ہے۔

عشق آں زندہ گزیں کو باقیست ۔ از شراب جاں فزایت ساقیست

مطلب : عشق اس زندہ سے کر جس کو فنا نہیں اور جو تجھکو شراب جانفزا پلاتا ہے۔

(تشریح) متلاشیان حق سے خطاب ہے کہ وہ عشق مجازی کی بھول بھلیاں سے نکل کر عشق حقیقی کی منزل تک قدم رکھیں اور اس محبوب حی قیوم سے دل لگائیں جس کے خمخانہ وحدت میں شراب معرفت بھری ہوئی ہے۔

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا ۔ یافتند از عشق او کار و کیا

مطلب : عشق اس سے کر جس کے عشق کی بدولت نبیوں نے بادشاہی پائی۔

(تشریح) مصرع ثانی کے آخری لفظ "کیا" کے متعلق ارباب علم کا اختلاف ہے۔ بعض اصحاب کے خیال میں یہ لفظ "کیا" ہے یعنی بادشاہ و کارفرما ہے لیکن میرے نزدیک "کیا" لفظ "کے" کا مزید علیہ ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس شعر میں بھی عشق حقیقی کی اہمیت ظاہر کرتے ہیں۔ انبیاء کرام جس وقت مبعوث ہوتے تو ان کے پاس نہ کوئی دولت تھی نہ قوت۔ لوگ ان کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اور انبیائے کرام کے دشمن جان ہو جاتے تھے۔ لیکن محض پرستاری حق کی بدولت انبیائے کرام کو اپنے مبارک مقاصد میں کامیابی ہوئی اور قوموں کی قومیں ان کی حلقہ بگوش بن گئیں۔ آخر یہ انقلاب ماہیت کیوں ہوئی؟ انبیائے عظام کے پاس وہ کونسی طاقت تھی جس سے متاثر ہو کر منکرین بھی ان کا کلمہ پڑھنے لگے۔ اور بڑے بڑے شاہان جم حشم نے انبیاء کے قدموں پر سر رکھ دیا؟ نبیوں کے پاس کوئی دنیاوی قوت نہ تھی بلکہ ان کو عشق خداوندی کے ذریعہ عظیم الشان روحانی طاقت حاصل تھی جس نے ایک زمانہ کا سر ان کے قدموں پر جھکا دیا۔ علاوہ بریں انبیائے کرام کو دنیاوی بادشاہوں پر ایک خاص فضیلت یہ حاصل ہے کہ بادشاہ تو صرف دنیا ہی پر حکومت کرتا ہے۔ لیکن ایک نبی رسول دین و دنیا کا بادشاہ ہوتا ہے۔

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست ۔ با کریماں کارہا دشوار نیست

مطلب : تم یہ مت کہو کہ اس بادشاہ حسن تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔ کریموں کے لئے کوئی کام دشوار نہیں۔

(تشریح) جو لوگ عشق حقیقی کو دشوار اور اپنی استطاعت سے باہر سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ خداوند کریم کی ذات رحمان و کریم ہے وہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "فاذکرونی اذکرکم" یعنی تم میرا ذکر کرو گے تو میں تم کو یاد کروں گا۔ جو شخص اپنے دل کو اس کی جانب راجع کرتا ہے۔ وہ از راہ کرم ہی چارہ سازی کے لئے خود آگے بڑھتا ہے

شرح دیوانِ حافظ

نوید کامرانی

(از جوائنٹ ایڈیٹر)

بہ رونق عہد شباب است دگر بستان را   میرسد مژدہ گل بلبل خوش الحان را

(مطلب) باغ پر پھر عہد شباب ہے۔ اور بلبل خوش الحان کو گل کا مژدہ وصل پہنچ رہا ہے۔

(تشریح) اس شعر میں فصل بہار کی رنگینی دکھائی ہے۔ طالب معرفت کی کشت امید اس وقت سرسبز و پر بہار ہوتی ہے۔ جب مرشد کی نظر فیض اثر سحاب مکرمت بن کر اسے شاداب کر دے۔

اے صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی   خدمت از ما برسان سرو و گل و ریحان را

(مطلب) اے صبا اگر جوانان چمن کی خدمت میں تیرا جانا ہو تو سرو اور گل و ریحان کو میرا اسلام کہہ دینا۔

(تشریح) سرو و گل و ریحان سے مراد یہاں یاران طریقت ہیں۔

اے کہ بر مہ کشی از عنبر سارا چوگان   مضطرب حال مگردان من سرگردان را

(مطلب) اے کہ تو چاند پر چوگان عنبری کھینچتا ہے۔ مجھ آشفتہ خاطر کو زیادہ پریشان نہ کر۔

(تشریح) ماہ سے مراد رخ روشن ہے اور چوگان عنبری کنایہ ہے زلف سے یعنی محبوب کی زلفیں جب رخ روشن پر بکھر جاتی ہیں تو آشفتہ خاطروں کی پریشانی اور بڑھ جاتی ہے۔

یار مردان خدا باش کہ در کشتی نوح   ہست خاکے کہ بآبے نخرد طوفان را

(مطلب) خدا کے پاک بندوں سے دوستی کر کے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں ذرا سی خاک طوفان کو پانی کے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں سمجھتی۔

(تشریح) جس طرح کشتی نوح میں پناہ لینے والی حقیر سے حقیر چیز بھی خطرۂ طوفان سے بالکل محفوظ تھی۔ اسی طرح مردان خدا کے دامان کرم میں جو لوگ پناہ لیتے ہیں انہیں شرارۂ ہستی اور حوادث روزگار سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

برو از خانہ گردوں بدر و نان مطلب   کیں سیہ کاسہ در آخر بکشد مہمان را

(مطلب) آسمان کے گھر سے نکل جا اور اس کی روٹی مت مانگ کیونکہ یہ کمینہ آخر میں اپنے مہمان کو مار ڈالتا ہے۔

(تشریح) خانۂ گردوں سے مراد دنیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان اگر خواہان عاقبت ہے تو دنیائے فانی کو ترک کر دے۔

گر چنیں جلوہ کند مغبچہ بادہ فروش   خاکروب در میخانہ کنم مژگان را

(مطلب) اگر وہ بادہ فروش بچہ اسی طرح جلوہ گری کرے تو میں پلکوں سے میخانہ میں جاروب کشی کروں۔

(تشریح) مغبچہ سے یہاں مراد خلیفۂ ارشاد ہے۔ یعنی خلیفۂ ارشاد جو شراب عشق طالبان معرفت کو دیتا ہے اگر اپنے کمالات باطنی کا اظہار اسی طرح کرتا رہا تو میں میخانۂ طریقت کی جاروب کشی اپنی پلکوں سے کروں گا۔

نشوی واقف یک نکتہ ز اسرار وجود   گر تو سرگشتہ شوی دائرہ امکان را

(مطلب) تو اسرار وجود کے ایک نکتہ سے بھی واقف نہیں ہو سکتا اگر ممکنات کے دائرہ میں اسی طرح سرگرداں رہے گا۔

(تشریح) دائرۂ امکان یعنی دنیا کے مکروہات میں مبتلا ہو کر انسان معرفت کے رموز و نکات سے واقف نہیں ہو سکتا۔

ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشتی خاک است   گو چہ حاجت کہ بافلاک کشی ایوان را

(مطلب) جس شخص کو آخر ایک دن دو مٹھی خاک پر سونا ہے۔ اس سے پوچھو کہ سر فلک محل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

(تشریح) جب دنیا فانی ہے اور اس کی ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے۔ تو دل لگانا یا اس کے افراز و مناصب پر فخر و مباہات کرنا فعل عبث ہے۔

در سر زلف ندانم کہ چہ سودا داری   کہ بہم برزدہ گیسوئے شکل افشاں را

(مطلب) نہیں معلوم کہ تیرے خیال زلف میں کیا سودا پوشیدہ ہے کہ تو نے زلف مشک افشاں کو پریشان کر رکھا ہے۔

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجیست   کہ بشمشیر میسر نشود سلطان را

(مطلب) آزادی کا ملک اور گوشۂ خلوت وہ خزانہ ہے کہ شاہان عالم کو اپنی تلوار کی قوت سے بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔

(تشریح) ارباب دول کو غربا کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ فکریں لاحق رہتی ہیں۔ حضرت حافظ فرماتے ہیں کہ مکروہات دنیوی سے نجات اور گوشۂ خلوت پر وہ چیز ہو جس پہ ایک متوکل ناز کرتا ہے بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے   دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

(مطلب) اے حافظ شراب پی مستی کر اور عیش و عسرت کے ساتھ زندگی گذار رہے لیکن دوسروں کی طرح قرآن شریف کو اپنے فریب کا جال نہ بنا۔

(تشریح) جو شخص قرآن ...

بادۂ خیام کا جام

(از علامہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب - ایف - ایم - بیس - بریلوی)

ایں گنبد گردندہ بد افعالی بیں
وز جملہ دوستان جہاں خالی بیں
تا بتوانی تو یک نفس بود را باش
فردا مطلب گذار دی حالی بیں

اس دنیا میں اپنی زندگی بسر کرنے کے متعلق خیام ہمیں یہ مشورہ دیتا ہے کہ اس چکر لگانے والے گنبد یعنی آسمان کی بد افعالیاں دیکھتے رہیں اور یہ بھی دیکھتے رہیں کہ دنیا ہمارے تمام دوستوں سے خالی ہوگئی پھر بھی ہمیں رنجیدہ اور دل شکستہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ جب تک ممکن ہو اپنا ہر لمحہ خوشی و خرمی میں گذارنا چاہیئے، نہ آئندہ کے لئے دل میں کسی چیز کی طلب ہو نہ گذشتہ کا افسوس بلکہ فردا اور دی سے بالکل قطع نظر کر کے صرف حال پر اپنی نگاہ رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ عیش و مسرت میں گذر رہے۔

از آمدن و از رفتن ما سودے کو
وز تار امید عمر ما پودے کو
در چنبر چرخ جان چندیں پاکاں
می سوزد و خاک می شود دودے کو

خیام کہتا ہے کہ اس دنیا میں ہمارے آنے اور ہمارے جانے سے آخر فائدہ کیا ہے۔ اور ہماری عمر کی امیدوں کا جو تانا ہے۔ اس کا بانا کہاں ہے۔ اس آسمان کے چنبر میں تو یہ کیفیت ہے کہ لاکھوں پاک اور مقدس انسانوں کی جانیں جلتی ہیں اور جل کر راکھ ہو جاتی ہیں لیکن کہیں دھواں تک نظر نہیں آتا۔

آن قصر کہ بر چرخ ہمی زد پہلو
بر درگہ او شہاں نہادندے رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ
بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو کوکو

جہاں کہ دنیا پر نگاہ ڈال کر خیام کہتا ہے کہ ایسے ایسے شاہی محل جو آسمان سے باتیں کیا کرتے تھے اور جن کی چوکھٹ پر بادشاہ سجدہ کیا کرتے تھے۔ ان کی ہم نے یہ حالت دیکھی ہے کہ ان کے کنگرے پر ایک فاختہ بیٹھی ہوئی کوکو کوکو کر رہی ہے فارسی میں "کو" کے معنی "کہاں" کے ہیں۔ اس لئے یہ مطلب ہوا کہ فاختہ حسرت و افسوس کے ساتھ چیخ رہی ہے کہ "کہاں گئے۔ کہاں گئے"۔

در دیدہ شب کور نور است از تو
در پائے ضعیف پشہ زور است از تو
ذات تو سزا است مر خداوندی را
ہر وصف کہ نا سزا است دور است از تو

ذات باری تعالیٰ کو مخاطب کر کے خیام کہتا ہے کہ اے قادر ذوالجلال تو وہ ہے کہ ایک چمگادڑ کی ننھی سی آنکھ میں جو روشنی ہے، وہ بھی تیرے ہی دم سے ہے۔ اور ایک مچھر کی کمزور ٹانگوں میں جو طاقت ہے وہ بھی تیری ہی د[illegible] ہے۔ تیری ذات یقیناً اسی لائق ہے کہ تو خدا ہو اور ہر [illegible] جو بری ہے تجھ سے دور ہے۔

اے آنکہ پدید گشتہ از قدرت تو
پرورد[illegible]ت تو
صد س[illegible]م کرد
یا جرم [illegible]ت تو

کہتا ہے کہ اے میرے خالق و مالک میں تیری ہی قدرت کی بدولت عالم وجود میں آیا ہوں، اور تیری ہی ناز برداریوں نے اور نعمتوں نے میری پرورش کی ہے۔ اب میں یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا تیری رحمت زیادہ ہے یا میرے گناہ۔ برابر سو برس تک خوب گناہ کروں گا۔ ادائے مطلب کا یہ ایک خوبصورت طریقہ ہے۔ خیام یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر میں اپنی تمام عمر جو بمشکل سو سال کی ہوگی دل کھول کر گناہ کرتے چلا جاؤں تب بھی تیری رحمت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ وہ کبھی تیری رحمت سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔

چوں رفت ز جسم جوہر روشن تو
با جنس دگر گزیں کند مسکن تو
آئینہ درو ندر عکس نشناسد
تا زیر زمیں چہ کی رود بر تن تو

کہتا ہے کہ جب تو مر گیا اور تیرے جسم سے یہ تیرا جوہر روشن

نکل گیا تو یہ تیرا بدن دوسری ہی چیزوں کے ساتھ تیرے لئے مسکن بنا دیگا اور تیری قبر پر آنے اور جانے والے یہ بھی نہ جان سکیں گے کہ خاک کے نیچے تیرے جسم پر کیا گذر رہی ہے۔

از تن چو برفت جانِ پاکِ من و تو
خشتے دو نہند بر مغاکِ من و تو
وانگہ زبرائے خشتِ گورِ دگراں
در کالبدے کشند خاکِ من و تو

خیام کہتا ہے کہ جب میرے اور تیرے جسم سے جان نکل جائے گی تو لوگ ہماری قبروں پر دو اینٹیں رکھدیں گے۔ اور اس طرح گڑھے کو پاٹ دیں گے۔ اور پھر یہ دو اینٹیں بھی نہ رہیں گی۔ کیونکہ جب دوسروں کی قبروں کے لئے ایسی ہی دو دو اینٹوں کی ضرورت ہوگی تو ہماری اینٹیں ہی نہیں بلکہ میری اور تیری خاک کو بھی لوگ لے جائیں گے اور سانچے میں ڈال کر اس کی اینٹیں ڈھال لیں گے۔

گر با خردی تو حرص را بندہ مشو
در پائے طمعِ خام سر افگندہ مشو
چوں آتش تیز باش و چوں آب رواں
چوں خاک بہر باد پراگندہ مشو

دنیا اور دنیا کی رنگینیوں اور دلچسپیوں میں محو ہو جانے والوں سے خیام کہتا ہے کہ اگر تم عقلمند ہو تو حرص و ہوا کے بندے نہ بنو اور فضول لالچ کے آگے اپنا سر نہ جھکاؤ۔ تمہارا سر اس سے بہت زیادہ معزز ہے۔ کہ وہ دنیا کی ذرا ذرا سی چیزوں کے آگے جھکتا پھرے بلکہ تمہیں چاہیئے کہ آگ کی طرح تیز ہو کر حرص و ہوا کا تمام خس و خاشاک اس کے قریب پہنچتے ہی جل جایا کرے۔ اور پانی کی طرح رواں رہو تاکہ گندگی اور غلاظت کبھی جمع ہی نہ ہونے پائے۔ یہ نہ ہونا چاہیئے کہ تم خاک بن جاؤ کہ ہوا کا ہر ایک جھونکا تمہیں پریشان کر دیا کرے۔

ناکردہ گناہ در جہاں کیست؟ بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست؟ بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میانِ من و تو چیست؟ بگو

اپنے خالق اور اپنے مالک پر ناز کرنے والا خیام اس کی رحمت و کرم پر کامل بھروسہ رکھکر اپنے دل کی بات اس طرح کہتا ہے کہ اے پاک بے نیاز تو مجھے یہ تو بتادے کہ دنیا میں وہ کونسا انسان ہے کہ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا تو وہ اس دنیا میں زندہ ہی کیسے رہا کیونکہ انسان تو خطا اور نسیان سے مرکب ہے۔

اب ایسی حالت میں اگر میں کوئی برائی کروں اور تو مجھے اس کا بدلہ برائی ہی دے تو پھر مجھ میں اور تجھ میں فرق ہی کیا باقی رہا۔ یہ ایک عہد کرتا ہے جو بھی اگر معبود بھی گرنے لگے تو معبود کا امتیاز کس طرح قائم رہ سکے گا تجھے تو اپنی شانِ معبودیت قائم رکھنے کے لئے یہی کرنا چاہیئے کہ ہم برائیاں کریں اور تمہارا بدلہ ہمیشہ ہمیں بھلائیوں کی صورت میں دے۔

اے زندگیِ تن و توانم ہمہ تو
جانے و دلے اے دل و جانم ہمہ تو
تو ہستیِ من شدی از آنی ہمہ من
من نیست شدم در تو از آنم ہمہ تو

منزلِ فنا فی اللہ میں پہنچکر خیام کہتا ہے کہ اے وہ ہستی کہ میرے جسم کی زندگی اور طاقت سب کچھ تو ہی ہے۔ اور اے میرے دل اور میری جان میری جان اور میرا دل بھی سب کچھ تو ہی ہے تو چونکہ میری ہستی اور میری جان بن گیا ہے۔ اس لئے تو بالکل "میں" ہو گیا ہے۔ اور میں چونکہ تجھ میں نیست اور فنا ہو گیا ہوں اس لئے میں بالکل "تو" ہو گیا ہوں۔

اے دل ز غمِ جہاں گرفتہ خوں شو
یا ساکنِ عشوہ خانۂ گردوں شو
دانی چہ کنی چو نیست سامانِ مقام
انگار درون نیامدی بیروں شو

اپنے دل کو مخاطب کر کے خیام کہتا ہے کہ اے دل تجھ سے یہ کس نے کہا ہے۔ کہ تو دنیا کے غم سے خون ہو جا۔ یا یہ کہ اس آسمان کے عشوہ خانے میں رہ۔ تجھے خبر ہے۔ کہ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ دنیا ٹھہرنے کے قابل جگہ نہیں ہے اور یہاں مقام کرنے کا سامان مہیا نہیں ہے تو تجھے کیا کرنا چاہیئے۔ کہ یہ سمجھ لے کہ میں اس دنیا کے اندر آیا ہی نہ تھا اور بس یہاں سے باہر نکل جا۔

رسولِ عربی کی پیاری پیاری باتیں

[illegible]

اسلامی تاریخ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(ملت اسلامیہ کی تیرہ سو سالہ تاریخ جو صرف قارئین [illegible] کے لئے لکھوائی گئی ہے مسلسل شائع ہو رہی ہے)

(از مورخ اسلام جناب مولانا [illegible] صاحب [illegible])

[illegible] سے واپس ہوتے ہوئے حضور نے غدیر خم پہ منزل کی مگر کی [illegible] پہنچ [illegible] لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"[illegible] وقت آپہنچا ہے کیا میں تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ محبوب نہیں ہوں ؟" لوگوں نے عرض کیا "بے شک" آپ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے" اے اللہ اس کو دوست رکھیو۔ جس کو علیؓ دوست رکھیں۔ اور جس کو علیؓ دشمن سمجھیں اس کو تو بھی دشمن سمجھیو۔ جس کی علیؓ امداد کریں۔ اس کی تو بھی امداد فرما۔ اور جس کو علیؓ ذلیل کرنا چاہیں اسے تو ذلیل فرما۔

مرض وفات۔ حضور حج وداع سے فارغ ہو کر مدینہ میں صفر ۱۱ہجری میں داخل ہوئے۔ صفر کے عشرۂ آخر میں مرض کی ابتدا ہوئی۔ بیماری نے شدت اختیار کر لی تھی۔ اس حالت میں ایک دن آپ فضلؓ بن عباس اور حضرت علیؓ کے سہارے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو۔ جس کو میں نے بلا وجہ کوڑے لگائے ہوں۔ تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ کوڑے لگا سکتا ہے۔ کسی کی میں نے آبرو ریزی کی ہو تو وہ بھی میری آبرو ریزی کر سکتا ہے۔ کسی کا میں نے مال لیا ہو۔ تو مال حاضر ہے۔ وہ لے سکتا ہے۔ بخت کلامی کی مجھ سے توقع ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔ اس شخص سے مجھے بہت ہی محبت ہو گی۔ جو مجھ سے اپنا حق اس وقت آ کر لے لے۔ پھر اس کے بعد آپ نے انصار کے ساتھ بہتر سلوک کی وصیت کی۔

جمعرات کے دن آپ کے مرض میں اور شدت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا قلم دوات لاؤ۔ تاکہ تمہارے لئے کچھ ایسی باتیں لکھ دوں۔ جو میرے بعد تمہارے کام آئیں۔ اور تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ عمرؓ نے کہا حضور پر غلبۂ مرض ہے۔ اس وقت قلم دوات کی ضرورت نہیں ہے۔ کتاب اللہ کافی ہے۔ اس پر کافی بحث ہوئی۔ حضور نے فرمایا "میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میرے پاس شور وشغب نہ کرنا چاہیے"۔

وفات۔ [illegible] حضرت [illegible] یوم دوشنبہ کو حضور کی وفات ہوئی۔ اس وقت [illegible] سال کی تھی۔ آپ کی تجہیز وتکفین کا انتظام علیؓ اور حضرت عباسؓ [illegible] نے کیا۔

محمدؐ نہیں مرے۔ حضور کی وفات کی خبر عمرؓ کو پہنچی۔ تو انہوں نے فرط محبت سے یقین نہیں کیا۔ اور کہا "منافقین کا یہ خیال ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ تو اپنے خدا کے پاس گئے ہیں۔ بہت جلد واپس آجائیں گے"۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ عمرؓ کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" یہ سن کر حضرت عمرؓ کو سکون ہوا۔ اور کہا کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت پہلے کبھی سنی ہی نہ تھی"۔

شمائل۔ آپ کا قد میانہ تھا بھاری سر گھنی ڈاڑھی۔ سرخ چہرہ۔ سیاہ بڑی بڑی آنکھیں۔ نرم لمبے لمبے بال۔ نرم رخسار۔ بہت ہی خوش اخلاق قریب وبعید۔ قوی اور کمزور سب آپ کے نزدیک برابر تھے۔ لوگوں کے حالات آپ دریافت فرماتے رہتے تھے۔ بکریوں کو اپنے ہاتھ سے دوہتے۔ زمین پر بیٹھتے۔ جوتے بھی سیا کرتے۔ کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے۔ اونی اور پیوند لگے ہوئے کپڑے بھی زیب تن فرما لیتے تھے۔ صحابہ کے درمیان اس طرح تشریف رکھتے گویا انہیں میں کے ایک فرد آپ بھی ہیں۔

ازواج مطہرات۔ حضور نے پندرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ہے لیکن خلوت تیرہ کے ساتھ ہوئی۔ اور ہم بستری تو گیارہ ہی کے ساتھ فرمائی۔ وفات کے وقت نو ازواج مطہرات علاوہ ماریہ قبطیہ کے بقید حیات تھیں۔

باب ۱۴

سقیفہ بنی ساعدہ۔ حضور کی ابھی تجہیز وتکفین بھی نہیں ہوئی تھی کہ انصار بنی ساعدہ کی چوپال میں جمع ہوئے۔ تاکہ حضور کے جانشین کا انتخاب کریں۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ سردار خزرج سعد بن عبادہؓ کو خلیفۂ رسول منتخب کیا جائے۔ عمرؓ کو خبر لگی تو وہ دوڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ اور ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچے۔ اور ان کو ساتھ لے کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جا پہنچے۔

مہاجرین وانصار میں سے جو لوگ جمع تھے۔ ہر ایک نے خلافت کے معاملہ میں کچھ نہ کچھ رائے زنی کی۔ بہت کچھ گفتگو کی گئی۔ لیکن نتیجہ

کچھ نہ کچھ فیصلہ کرتے تھے کہ ایک امیر تم میں سے منتخب کیا جائے اور ایک تم لوگوں میں سے۔ مہاجرین کہتے تھے کہ ہم امارت کے حقدار ہیں۔ ہاں وزارت کے انصاریوں میں اختلافات۔ قبیلہ اوس نے سوچا کہ سعد کی خلافت سے ان کی عزت میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ تو انہوں نے مہاجرین کی تائید کی۔ ان کی طرف ہوگئے اور خزرج کے مخالف ہوگئے۔ اور یہ کہا کہ مہاجرین میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیئے۔ اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔

اوس خزرج کے خلاف ہوکر مہاجرین سے مل چکے ہی تھے۔ اور مہاجرین میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرنا طے ہو چکا تھا۔ اب ابوبکرؓ اٹھے۔ اور لوگوں کو مخاطب کیا۔ اور فرمایا میں تمہارے سامنے دو آدمیوں کو پیش کرتا ہوں عمرؓ اور ابو عبیدہؓ کو۔ عمرؓ نے کہا آپ کی موجودگی میں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہاتھ بڑھائیے۔ تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں۔ ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمرؓ اور جو لوگ موجود تھے۔ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے۔

قبیلہ اوس نے آپس میں کہا۔ اگر ہم خلافت خزرج کے سپرد کر دیتے تو ان کو ہم پر فضیلت ہو جاتی۔ لیکن وہ ہماری کچھ بھی حقیقت نہ سمجھتے۔ اٹھو اور ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ آخر اوس کے تمام افراد نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اس اثناء میں سعد بن عبادہؓ اپنے گھر جا چکے تھے۔ لوگوں نے ان کو بلایا مگر انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم میں اپنے ترکش کا ایک ایک تیر صرف کر دوں گا۔ اپنے نیزہ کی نوک کو خون سے رنگ ڈالونگا۔ تمہارے مقابلہ کروں گا۔ اپنے اہل وعیال اور اپنے متبعین کو لے کر جنگ کروں گا۔ اگر تمام جن وانس جمع ہو جائیں تب بھی میں بیعت نہ کروں گا۔ لوگوں نے فتنہ کے خوف سے پھر ان کو نہ چھیڑا۔

ادھر حضرت علیؓ نے دیکھا کہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ قبائل ویسے ہی مذبذب ہو رہے ہیں۔ جب یہ حالت ہے۔ تو خلافت کے معاملہ میں ہمارے اختلاف سے تمام عالم اسلامی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے آپ نے خاموشی کو بہتر سمجھا۔ حالانکہ سب سے زیادہ مستحق خلافت اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ اس سے آپ کی سیاست دانی اور تدبر کا پتہ چلتا ہے۔

خطبہ ابوبکرؓ۔ بیعت کے دوسرے دن ابوبکرؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بیعت کے بعد فرمایا۔ لوگو! میں تم پر امیر بنا دیا گیا ہوں۔ حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر سیدھے راستے پر چلوں تو میری امداد کرنا۔ اگر [illegible] دیکھو تو راستہ پر لانے کی کوشش کرنا۔ سچائی امانت ہے۔ اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ قوی ہے جب تک کہ اس کا حق نہ دلادوں۔ اور قوی کمزور ہے جب تک کہ ان سے دوسروں کا حق لے نہ لوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تم میں سے جو کوئی جہاد کی دعوت دی جائے۔ جو لوگ دانستہ اس دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کو خدا ذلیل و رسوا کرے گا۔۔۔۔ جب تک میں خدا کی اطاعت کرتا ہوں تم بھی میری فرماں برداری کرتے رہو۔ اور اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو پھر میری اطاعت کا فرض تم پر عائد نہیں ہوتا۔"

باب ۱۵

جیش اسامہؓ۔ حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد حضرت نے سات سو آدمیوں کا ایک لشکر تیار کیا تھا۔ جس میں ابوبکرؓ عمرؓ اور مہاجرین وانصار کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ اس لشکر کی سرداری حضرت اسامہؓ کو عنایت کی تھی۔ حضرت اسامہؓ کی عمر اس وقت سترہ سال کی تھی۔ وفات کے بہت قریب زمانہ میں آپ نے اس لشکر کی تیاری کا حکم دیا تھا۔ اور تنبیہ فرما دیا تھا کہ کوئی شخص رہ نہ جائے۔ لیکن آپ کی بیماری کی وجہ سے اس لشکر کی روانگی موقوف ہوگئی۔

لشکر کی روانگی:۔ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس لشکر کو روانہ کیا۔ تمام لشکر کے لوگوں کو حکم دیا کہ سب جائیں کوئی رہ نہ جائے۔ کچھ دور تک آپ بھی لشکر کو روانہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اسامہؓ نے حضرت عمرؓ کو ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ تاکہ عمرؓ کے مشورہ سے کام کیا جائے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو جانے کی اجازت دیدی۔ لشکر اسلامی کا اسوہ حسنہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسامہ کے لشکر کو جو نصیحتیں کی تھیں اس کے چند الفاظ یہ ہیں۔

"خیانت و بدعہدی مت کرو۔ حد سے زیادہ تجاوز مت کرو۔ کسی کے ناک کان مت کاٹو۔ بچے۔ بوڑھے اور عورتوں کو قتل مت کرو۔ کھجوروں کو مت جلاؤ۔ پھلدار درختوں کو مت کاٹو۔ دوسروں کی بھیڑ اور اونٹوں کو مت ذبح کرو۔ تم ایک ایسی جماعت پر بھی گذرو گے جنہوں نے اپنا مسکن گرجوں کو بنا لیا ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔"

اس لشکر کی کارگذاری۔ اسامہ اس لشکر کو لے کر قضاعہ پر جا پڑے۔ اطراف شام میں خوب بزن بولا۔ اس لشکر کی روانگی کی وجہ سے عربوں پر بہت کافی اثر پڑا۔ آپس میں یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر مسلمانوں میں طاقت نہ ہوتی تو یہ لشکر ہرگز نہ بھیجتے۔

مسلمانوں کی حالت۔ حضورؐ کے بعد مسلمانوں پر بڑا نازک وقت آپڑا تھا۔ خلافت کے بارے میں انصار و مہاجرین کا اختلاف [illegible] قبائل کا مرتد ہو جانا۔ مسیلمہ کذاب اور طلیحہ کی تحریک کا زور پکڑ لینا۔ لیکن ثابت قدمی نے تمام مشکلات کو آسان کر دیا۔ مسلمانوں کی [illegible] نے تمام باتوں کو راہ راست پر لا ڈالا۔

[illegible] کے بعد بہت سے مسلمان متزلزل ہو گئے تھے بعض لوگوں نے [illegible] کی پیروی اختیار کر لی بعض لوگوں نے وہی طریقہ اختیار کر لیا بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بعض خلافت کے معاملہ میں [illegible] کی حالت میں تھے۔ آخری دو قسموں کے لوگ زیادہ تر [illegible] تھے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ۔ ابوبکر رضؓ نے لوگوں کو جمع کر کے مشورہ چاہا۔ کہ مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے متعلق کیا رائے ہے۔ مختلف رائیں تھیں۔ عمرؓ کا خیال تھا کہ جب یہ لوگ کلمہ گو ہیں تو ہم کس طرح ان سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ابوبکر رضؓ نے فرمایا اگر یہ لوگ زکوٰۃ کی ایک معمولی سی رسی دینے سے انکار کریں گے۔ تو میں ان سے جنگ کروں گا"۔ آخر کار ابوبکر رضؓ کی رائے سے سب کو اتفاق کرنا پڑا۔

مسلمانوں کی اندرونی جنگ۔ ابوبکر رضؓ نے گیارہ علم تیار کرائے۔ ہر ایک لشکر کو ایک علم دے کر مختلف سمتوں میں روانہ کیا۔ لشکروں کا روانہ ہونا تھا کہ سب مخالفین کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا۔ اسلامی لشکر جدھر سے گذرتا تھا۔ فتح و کامرانی ان پر اپنا سایہ ڈالتی تھی۔ مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور منکرین خلافت کے ساتھ جنگ میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ یہ پہلی جنگ تھی۔ جو مسلمانوں کو اپنے گھر میں لڑنا پڑی۔

باب ۱۶

فتوحات اسلامیہ

فتح عراق

تمہید۔ مثنیٰ بن حارثہ جو سلطنت حیرہ کے حالات سے کما حقہ واقف تھا۔ اور ملک فارس کی اندرونی کمزوریوں کا بھی اسے علم تھا۔ ابوبکر رضؓ کے پاس آیا اور یہ چاہا کہ ابوبکرؓ اس کو اپنی قوم کی معیت میں فتح عراق کا حکم دیدیں آپ نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس مہم کو فتح کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔

خالدؓ و عیاضؓ۔ پھر خالدؓ بن ولید کی زیر کمان دس ہزار کا لشکر روانہ کیا کہ عراق کے زیریں حصہ سے حملہ آور ہوں۔ اور عیاضؓ بن غنم کو حکم بھیجا کہ عراق کے بالائی حصہ سے حملہ کریں۔ تا آنکہ خالدؓ سے مل جائیں۔ یہ [illegible] کا واقعہ ہے۔

جنگ ذات السلاسل۔ ابوبکر رضؓ نے سپہ سالار اعظم خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا تھا جب اسلامی لشکر عراق کے قریب پہنچا تو مثنیٰؓ بن حارثہ اپنی قوم کے آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ آکر شامل لشکر ہو گیا۔ پھر اطراف سے بھی مدد آنی شروع ہو گئی۔ اب اس نے یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرنا شروع کر دیا۔ کبھی جنگ معرکۃ الآرا مقابلے ہوئے۔ مگر فتح مسلمانوں کی ہوئی۔

فتح حیرہ۔ لشکر اسلامی کوچ کرتا ہوا مقام حیرہ تک پہنچ گیا۔ یہاں کے لوگوں نے جنگ سے پہلے باہمی گفتگو کو بہتر سمجھا۔ اس لئے بعض سردار حیرہ حضرت خالدؓ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ اسلام قبول کر دیا جزیہ دو۔ یا پھر جنگ۔ انہوں نے کہا ہم جنگ لڑنا نہیں چاہتے آپ کو جزیہ دیں گے۔ اور اپنے مذہب پر قائم رہیں گے۔

دومۃ الجندل۔ فتح حیرہ کے بعد خالدؓ بن ولید جنوب کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں جو مقامات بھی پڑے۔ ان کو فتح کرتے گئے۔ یہاں تک کہ دومۃ الجندل تک پہنچ گئے۔ یہاں عیاضؓ بن غنم سے ملاقات ہوئی۔ عیاضؓ بھی راستہ کے تمام مقامات کو فتح کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ بہر حال عراق کو مسلمانوں نے اپنی قوت بازو سے فتح کر لیا۔ دومۃ الجندل کی فتح آخری حد تھا۔ مسلمانوں نے اسے بھی سر کر لیا۔

باب ۱۷

فتوحات شام

تمہید۔ شرجیل رضؓ نے مشورہ دیا کہ رومی مسلمانوں کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ لہٰذا شام کو فتح کر لینا چاہیے۔ ابوبکر رضؓ نے اس معاملہ میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ تمام مسلمانوں نے اور خاص کر علی رضؓ نے شام کی فتح کی تائید کی ابوبکر رضؓ نے قبائل کو امداد کے لئے جمع کیا۔ اور فتح شام کے لئے لشکروں کی تیاری شروع کر دی۔ ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ لشکر کے چار حصے کئے۔ ہر حصہ کا ایک الگ امیر مقرر کیا۔ لیکن قائد اعظم خالدؓ کو بنایا۔ بعد کو عمر رضؓ کے مشورہ سے خالدؓ کو معزول کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ کو قائد اعظم بنایا ابوبکر رضؓ نے ابو عبیدہؓ کو حمص کی طرف جانے کی ہدایت کی تھی چنانچہ ابو عبیدہؓ روانہ ہوئے اور جب ملک شام کے قریب ایک مقام پہ پہنچے تو وہاں کے باشندے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن پھر خود ہی ان لوگوں نے صلح بھی کر لی۔ یہ شام میں مسلمانوں سے پہلا صلح کا موقع تھا۔

مقام عربہ میں رومیوں کی ایک جماعت مزاحمت کے لئے جمع ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے ابو امامۃ الباہلی اس مقام پر پہنچے رومیوں نے شکست کھائی۔ بہت سے قتل بھی ہوئے۔ پھر دوبارہ یہ لوگ اسی ارادہ سے آئے۔ مگر اس مرتبہ بھی شکست کھائی۔

واقعۂ یرموک۔ امراء اسلام سارے ملک شام میں پھیل گئے۔ ہر ایک اپنے لشکر کے ساتھ اندرون ملک میں داخل ہو گیا تھا۔ ابو عبیدہؓ کا قیام مقام جابیہ میں، شرجیلؓ کا اردن میں۔ عمرو بن عاصؓ کا عربہ میں [illegible]

یزیدؓ بن ابی سفیان کا بلقا میں تھا۔

ہرقل نے اول تو رومیوں سے یہ خواہش کی کہ مسلمانوں سے صلح کر لو۔ مگر انہوں نے صلح کرنے سے انکار کیا۔ لہٰذا لشکروں کی تیاری کی گئی۔ اور ہر امیر کے مقابلہ میں ایک لشکر جرار بھیجا گیا۔ تاکہ ہر امیر کو اپنے بچاؤ کی فکر ہو۔ اور وہ دوسرے امیر کی کوئی امداد نہ کر سکے۔ مسلمانوں نے جب رومیوں کا یہ ساز و سامان دیکھا۔ تو ان پر کچھ ہیبت سی طاری ہوئی۔

مسلمانوں نے عمروؓ بن عاص کو یہ سارا احوال لکھا۔ تو عمروؓ بن عاص نے جواب میں لکھا کہ مناسب وقت یہ ہے کہ ہم سب مجتمع ہو جائیں۔ اگر ہم سب ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو قلت و کثرت کا کوئی کھٹکا نہیں رہیگا البتہ علیحدہ علیحدہ ہر گروہ کے لئے مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور سب کے سب یرموک میں جمع ہو گئے۔

رومی بھی یرموک پہنچ گئے۔ ان کا سپہ سالار اعظم ماہان تھا۔ مسلمان رومیوں کے راستہ میں پڑتے تھے۔ اور دوسری طرف ایک جنگلی نالہ پڑتا تھا عمروؓ نے مسلمانوں سے کہا۔ مبارک ہو۔ رومی از خود محصور ہو گئے ہیں۔ اور محصور بہت کم نجات پاتے ہیں۔

لشکر اسلامی کی تعداد ۳۶ ہزار تھی۔ اور رومیوں کے لشکر کی تقریباً ڈھائی لاکھ۔ تقریباً ڈھائی ماہ دونوں لشکر آمنے سامنے رہے۔ مگر کوئی کسی کا کچھ نہ کر سکا۔ البتہ رومی کچھ چھوٹی چھوٹی سی ٹکڑیاں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجتے۔ انہیں مسلمان مار بھگاتے تھے۔

مسلمانوں نے ابوبکر رضؓ کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا۔ آپ نے خالدؓ کو لکھا۔ کہ شام پہنچیں۔ لیکن نصف لشکر اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اور نصف اپنی جگہ پر چھوڑ دیں۔ اور اس پر مثنیٰؓ بن حارثہ کو امیر مقرر کر دیں۔ خالدؓ یہ انتظام کر کے شام کو روانہ ہوئے۔ راستے میں یہ صورت رہی کہ جو لوگ جنگ کے لئے آمادہ ہوئے۔ ان سے جنگ کی۔ اور جو صلح کرنا چاہتے تھے۔ ان سے صلح کر لی۔

خالد رضؓ نے شام پہنچتے ہی سب سے پہلے یہ بات محسوس کی کہ لشکر میں کئی امیروں کے ہونے سے اسلامی لشکر کی قوت کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا آپ نے یہ خواہش کی کہ باری باری سے لشکر کا ایک امیر ہونا چاہیئے۔ اور اس کے بعد آپ نے کہا "آج سارے لشکر کی مجھے کمان کرنے دو" سب نے آپ کو باتفاق امیر بنا دیا۔

ہر امیر نے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آ کر صف بستہ ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے کہا "رومی کس قدر زیادہ ہیں۔ اور مسلمان کس قدر کم ہیں"۔ اس کے جواب میں خالد رضؓ نے کہا۔ "مسلمان کس قدر زیادہ ہیں۔ رومی کس قدر کم ہیں۔ سن لو کہ قلت و کثرت کا دارومدار فتح و شکست پر نہیں ہے"۔

خالد رضؓ نے عکرمہ بن ابی جہل۔ اور قعقاع بن عمروؓ کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں پہنچ کر جنگ مغلوبہ کریں۔ دونوں کے شہسوار ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے۔ رومی لشکر نے پیچھے ہٹاتے ہٹاتے مسلمانوں کو ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر عکرمہؓ نے کہا "آج کون ہے" جو اس بات کا عہد کرے کہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ بلکہ اپنی جان تک دے دے گا"۔ اس دعوت کو عکرمہ کی حارث بن ہشام اور ضرارؓ بن الازور پورے چار سو کی جمعیت کے ساتھ قبول کیا۔ ان عہد کرنیوالوں نے بڑے زور و شور سے مقابلہ کیا۔ کچھ مرے۔ کچھ زخمی ہوئے۔

معرکۂ قتال گرم تھا۔ مسلمان پیا پے حملے کر رہے تھے۔ تاآنکہ رومیوں نے اپنے مرکز کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ خالد رضؓ اسی وقت قلب لشکر پر جا پڑے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ رومیوں کے افسر اپنے پیادوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کے صرف تین ہزار آدمی کام آئے۔ رومیوں کے تین ہزار سے بہت زیادہ قتل ہوئے۔

ہرقل شاہ روم کا فرار۔ ہرقل حمص میں مقیم تھا۔ جب اُسے اپنے لشکر کی رسوائی اور اپنی قوم کے بھاگنے کی خبر ملی تو حمص سے وہ خود بھی بھاگ کھڑا ہوا۔

باب ۱۸

بقیہ فتوحات شام بیعت عمر رضؓ

وفات ابوبکر رضؓ۔ یرموک کی جنگ ابھی جاری تھی۔ کہ شام میں امیر لشکر کے پاس ابوبکر رضؓ کی وفات کا خط پہنچا۔ جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ خالدؓ کو معزول کیا گیا۔ اور ان کی جگہ ابو عبیدہؓ سپہ سالار اعظم مقرر کئے گئے۔ لیکن اس خبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تاآنکہ مسلمانوں کو فتح کامل ہو گئی۔

یرموک کی فتح کے بعد ابو عبیدہؓ بصریٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے تو وہاں کے حاکم نے جنگ کی تیاری کی۔ لیکن پھر خود ہی صلح کی درخواست کی۔ جسے ابو عبیدہؓ نے منظور کر لیا۔

وفات ابوبکر رضؓ۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی وفات جمادی الاول ۱۳ھ میں ہوئی۔ آپ نے یہ وصیت کی تھی کہ مجھے حضور کے پہلو میں دفن کیا جائے اور اپنے بعد اپنا جانشین حضرت عمر رضؓ کو مقرر کیا تھا۔

ابوبکر رضؓ کی خصوصیات۔ غار ثور میں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ یوم بدر میں اس چھپر کے نیچے جو حضور کے لئے تیار کیا گیا تھا حضور کے ہمراہ آپ ہی بیٹھے تھے۔ ۹ھ میں آپ نے لوگوں کو حج کرایا۔ نبی کریم سے یہ روایت کی کہ ہم انبیاء کے گروہ ہیں۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم

مذہبی معلومات

قربانی

(از جناب مولانا عبد الوہاب صاحب عندلیب)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا (ابن ماجہ ومسند ابن حنبل)

ترجمہ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو جو استطاعت رکھکر قربانی نہ کرے، وہ ہماری صف میں نہ آئے۔

قربانی اسلام پاک میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ

(۱) جو شخص باوجود مقدرت قربانی نہ کرے۔ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(۲) ایک روز ایک صحابی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمارے واسطے اس میں کیا فضیلت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جتنے بال قربانی کے جسم پر ہوتے ہیں اتنی ہی نیکیاں قربانی کرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ (مسند امام احمد و ابن ماجہ)

(۳) حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور ابو سعید خدری اور عمران بن حصین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اول قطرۂ خون جو قربانی سے زمین پر گرتا ہے اس کی وجہ سے جو گناہ بندہ نے کیا ہے وہ بخشا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن قربانی کا چمڑا اور گوشت نیکی کے پلہ میں رکھا جائے گا۔ اس کا وزن ستر حصہ نیکیوں کو بڑھائے گا۔ ابو سعید رضی اللہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ کرامت خاص اہلبیت کے واسطے ہے یا سب مسلمانوں کے لئے آپ نے فرمایا کہ اس نعمت میں سب مسلمان شریک ہیں۔ (ترغیب حمیدیہ)

(۴) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ حضور انور صلعم نے فرمایا کہ آدم نے نحر کے دن خون کے جاری کرنے سے بہتر کوئی عمل جو اللہ کے نزدیک محبوب ہو نہیں کیا۔ اور تحقیق ذبح کیا ہوا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے آئے گا یعنی پل صراط پر سواری بنے گا، اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے پس تم اس سے دل خوش کرو۔ (ترمذی ابن ماجہ)۔

اس حدیث شریف سے خاص طور پر یہ ثابت ہوا کہ عید الاضحیٰ کے دن افضل عبادت خون بہانا ہے۔ یعنی قربانی کرنا ہے۔ اور وہ قربانی قیامت کے روز بلا کم و کاست جیسی دنیا میں تھی بعینہٖ موجود ہوگی۔ تاکہ اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اجر حاصل ہو اور پل صراط پر سواری بن سکے۔

قربانی پر اعتراضات

بعض لوگ قربانی کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کہا کرتے ہیں۔ کہ جانوروں کا خون بہانے سے کیا فائدہ۔ یہ تو بڑا بے رحمی کا کام ہے اس کی بجائے اگر کوئی اور چیز صدقہ کر دی جائے تو بہت بہتر ہو علیٰ ہذا القیاس کئی باتیں اس قسم کی کہی جاتی ہیں جو محض لاعلمی یا تعصب مذہبی کا نتیجہ ہیں ایسے لوگوں نے آج تک اس مسئلہ پر غور کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ آج اس پر بھی کچھ روشنی ڈال دیں۔ تاکہ عوام و خواص کو قربانی کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

قربانی ہر قوم میں رائج تھی

قربانی ایک ایسی چیز ہے کہ ہر زمانہ میں اور ہر قوم اور ہر ملک میں اس کا وجود ثابت ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۱۰۳۔ اور انسائیکلو پیڈیا ببلیکا جلد ۴ صفحہ ۴۱۸۳ تا ۴۲۲۴ میں ہے " ایران، ہندوستان۔ یونان۔ روم۔ عرب افریقہ۔ قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا۔ اور رضائے الٰہی۔ کفارۂ معاصی، ازالۂ غضب اصنام کے لئے۔ نیز غریب کی غربت دور کرنے کیلئے شاہ کی قوت بڑھانے اور بیمار کی شفا کے واسطے قربانیاں ہوا کرتی تھیں۔

یہودیوں کی قربانیاں

عبرانیوں میں شکریہ کفارہ اور حمد الٰہی کے لئے لڑکے کے تولد۔ ختنہ شادی اور مہمان کے آنے۔ فتحمندی۔ زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ۔ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی۔ توریت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاز دنیا سے یہ رسم جاری ہے۔ ہر قوم میں اس کا نیا انداز ہے اور نئی صورت ہے۔ یہودی اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی کیا کرتے تھے۔ اور پھر وہ اسے آگ میں جلا دیتے تھے۔ گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی کرنے کا غلو اس قدر بڑھا کہ عام طور پر لوگوں کو یہ یقین ہونے لگا کہ آسمان سے ایک بے دھوئیں کی آگ اترتی ہے۔ اور مقبول قربانی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے بعض بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے بعض

...یہودیوں کو ایسا ہی پیش آیا کہ انہوں نے خدا کی نیاز کی۔ آسمان سے آگ آئی اور نیاز کو جلا گئی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ نیاز قبول ہو گئی۔ بابلی لوگ قیدیوں میں سے ایک انسان کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اور افریقہ میں جسیتم آدمی کی قربانی ہوتی تھی۔ بابلیوں میں ہرن کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کی طرف سے شاہی قربانی کے لئے چھ چھیلے اور ایک دنبہ ضروری تھا۔ سوختنی قربانی بھی تھی دیوتا (آگ، یا آگ کے فرشتے) کے لئے ہوتی تھی اور اس کو عولی کہتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ نے جب ہیکل تیار کی تو قربانیوں کی نوبت لاکھوں تک پہنچی۔ مسیحی دین میں قربانی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور تمام انبیائے بنی اسرائیل قربانی کے موید رہے۔ لیکن نصرانیوں کو چونکہ یہودیوں سے سخت دشمنی تھی اس لئے انہوں نے اس قدیم رسم کو مٹا دیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پانے پر قربانی کو ترک کر دیا۔ پہلے تو مسیحی باوجود پال کے انکار کے قربانیاں کرتے رہے۔ جب دنیا طلبی غالب ہو گئی۔ تو قربانیوں کا روپیہ قربانیوں کا قائم مقام ہو گیا اور اسی بہانہ سے اصل قربانی موقوف ہو گئی۔ تاہم برائے نام یا حقیقتاً اب بھی مسیح کا لہو، گوشت عشائے ربانی میں کھایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ خیال کہ ایک جان کے مارنے سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔ نصرانی اپنے دل سے دور نہ کر سکے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ہمارے گناہوں کے کفارہ میں حضرت یسوع نے (جو خدا کا اکلوتا بیٹا تھا) صلیب پر جان دیدی جس طرح یہودی یہ سمجھتے تھے کہ خواہ ہم کیسا ہی گناہ کریں ایک بھیڑ یا بکری کو ذبح کر کے جلا دینا اس گناہ کو مٹا دے گا۔ اسی طرح عیسائیوں نے بھی یہ سمجھ لیا کہ حضرت مسیح کا صلیب پانا ہمارے گناہوں کے کفارہ کا باعث ہو گیا۔ روما میں سور کی اور یونان میں شراب کی قربانی کا بھی معمول تھا میکسیکو کے تین منزلہ مندر میں سبز پتھر پر قربانی ہوتی تھی۔

ڈ ہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمیوں کی قربانی ہوتی تھی۔ یہ تو ان قوموں کا حال تھا جو اپنے آپ کو آسمانی کتب و صحائف کا پیرو خیال کرتی تھیں۔ مشرکین کا حال ان سے بھی بدتر تھا، وہ لوگ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھروں کے بتوں، تصویروں، درختوں اور فرضی شیطانوں پر جانوروں کو ذبح کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ بت اور درخت۔ اور شیطان ان جانوروں کا خون پی کے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ خوش ہو جائیں گے تو ہم پر نظر عنایت رکھیں گے۔

عرب کے مشرکین کا دستور تھا کہ وہ اللہ کے سوا اپنے بتوں اور خیالی معبودوں۔ وہمی شفیعوں کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے۔ یہ دستور اب تک ہندوؤں میں رائج ہے۔ اور یہی کیفیت وہی پرانا دستور ہے۔

ہندو مذہب میں قربانی

ہندوستان میں بھی تمام قوموں میں قربانیاں ہوا کرتی تھیں۔

"ہندوستان میں منوجی مہاراج بڑے رشی اور قابل عزت آدمی ہیں منوسمرتی آپ کی بہت مشہور اور مستند مذہبی اور قانونی کتاب ہے اس میں انہوں نے گوشت خوری اور قربانی کے احکام درج کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ہندوؤں میں گوشت خوری اور قربانی کی رسم عام تھی۔

چنانچہ منوجی فرماتے ہیں۔

۱۔ حلال جانوروں کے کھانے سے کھانے والوں کو کوئی گناہ نہیں۔ (ادھیائے ۵ اشلوک ۳۰)۔

۲۔ قربانی کے لئے ہرن اور پرند مارنا چاہئے۔ اگلے زمانہ میں اکثر رشی نے ایسا ہی کیا ہے۔ (منو ادھیائے ۵ اشلوک ۲۲)۔

۳۔ اگلے زمانہ میں رشیوں نے قربانی کے لئے ہرن اور پرندوں کو مارا ہے (ایضاً اشلوک ۲۳)۔

۴۔ ایشور نے جانوروں کو قربانی کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ قتل قتل نہیں کہلاتا۔ (ایضاً اشلوک ۳۹)۔

۵۔ جانور پرند قربانی کئے جانے سے دوسرے جنم میں اعلیٰ درجے پاتے ہیں (ایضاً اشلوک ۴۰)۔

۶۔ جو ہنسا اس دنیا میں وید کے حکم کے موافق ہے اس کو ہنسا یعنی جان کشی نہ جاننا چاہیئے۔ کیونکہ وید ہی سے دھرم نکلا ہے۔

مندرجہ بالا اشلوکوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر غذا حاصل کرنے کے لئے اور مناسب طریق سے کھانے کے واسطے یا قربانی کے لئے جانور ذبح کئے جائیں تو نہ کوئی گناہ ہے نہ پاپ ہے۔ نہ دیہ ورد وید کے مخالف۔ البتہ محض کھیل تماشہ کی نیت سے بطور لہو ولعب جیسے بعض شکاری جانوروں کو مارتے ہیں۔ و نیز حرام جانوروں کا مارنا منع ہے اور پاپ ہے اس کی تشریح بھی خود منوجی نے کر دی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

(۱) پروکش نام سنسکار سے جو ماس (گوشت) بنا ہے اور یگیہ (قربانی) ہون کرنے سے جو ماس بچا ہے۔ ان دونوں طرح کے ماس کو بھوجن کرنا (کھانا) چاہیئے۔ اور جب برہمنوں کو ماس کھانے کی اچھا (خواہش) ہو تب شاستر کی بدھ (موافق) بھوجن کریں۔ اور جبکہ بھوک سے جان جاتی ہو اس وقت بھی ماس بھوجن کریں۔ (منو ادھیائے ۵ اشلوک ۲۷)۔

(۲) دنیا میں ساکن اور متحرک جس قدر اشیاء ہیں سب جان کی غذا ہیں۔ اس بات کو شری برہماجی (ایشور یعنی خدا) نے کہا ہے۔ (ایضاً اشلوک ۲۸)

اسی قسم کے کئی اشلوک منوسمرتی میں ملتے ہیں۔ ہم نے اس موقعہ پر اس بحث کو صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ قربانی کی رسم ہندوستان میں قدیم سے چلی آتی ہے۔ اور اب تک اس کے آثار موجود ہیں بلکہ ابتدائی ایام میں تو انسانی قربانی کا بھی رواج تھا۔ کاشی جی وہ جگہ ہے جہاں میں وہ مقام موجود ہے۔ جہاں انسانی قربانی ہوتی تھی۔ ... کے محلات میں بھی انسانی قربانی کا وہ مقام ...

مملکت میں انگریزی عملداری کے اثر کی وجہ سے امن ہے۔ البتہ جے پور میں ہر سال ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔

چند راجوں مہاراجوں کی ریاستوں میں سینکڑوں جانوروں کی قربانیاں کی جاتی تھیں۔ پرانے راجوں اور مہاراجوں کی قربانیاں آجکل کے ناٹکوں اور سینماؤں کے تماشوں میں مذہبی رنگ میں دکھائی جاتی ہیں۔ بلکہ بچوں کی قربانی اور اس پر والدین کا منگل گانا ہزاروں آدمیوں کی آنکھوں کے سامنے کا نظارہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان قدیم میں قربانی کی رسم بہت عام تھی۔ اور نہ صرف جانوروں کی قربانی کی رسم تھی بلکہ بچوں اور نوجوانوں اور عام آدمیوں کی قربانی بھی ہوتی تھی۔ اور اس قربانی کے مختلف مقاصد و مطالب تھے۔

اقوام ثلثہ کی قربانی پر نظر

یہودی تو یہ سمجھتے تھے کہ قربانی ہمارے گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ ہے ان کا یہ یقین تھا کہ خواہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ایک بھیڑ یا بکری کو ذبح کرکے جلا دینا اس گناہ کو مٹا دیتا ہے اور عیسائیوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ حضرت مسیح کا مصلوب ہونا ہمارے گناہوں کے کفارہ کا باعث ہو گیا۔ اس کے قریب ہندوؤں کا بھی یہی خیال تھا۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ قربانی کا خون پی کے ہمارے یہ بت اور درخت اور شیطان خوش ہو جائیں گے اور ہم پر کرپا (مہربانی) کرتے رہیں گے۔ یہ اخلاقی کمزوری ان تینوں بڑی اقوام میں موجود تھی۔ اگرچہ تینوں گروہوں کے اصول قربانی علیحدہ علیحدہ تھے۔ مگر نتیجہ سب کا ایک ہی نکلتا تھا۔

مقدس دین اسلام چونکہ اس قسم کی کمزوریوں سے بالکل پاک تھا اس نے ان تینوں قوموں کی اس غلطی کو آشکارا کر دیا۔ اور خدا کی مقدس کتاب (قرآن مجید) نے اس بات کا فیصلہ فرما دیا کہ

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم

خدا تک نہ تو ان کے گوشت ہی پہنچتے ہیں۔ اور نہ ان کے خون۔ بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔" یعنی کسی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا اس تو دلوں کی صفائی اور قلبی طہارت کی قدر ہے۔

چونکہ قربانی میں خدا تعالیٰ کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ ایک قسم کی عبادت قرار دی گئی۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی رغبت صحیح طور سے معلوم ہوتی ہے۔ اسلام پاک میں قربانی صرف یہی ہے۔ کہ اس نے ایک جانور کا گوشت کھانا جائز قرار دیا۔ چونکہ وہ خالق زمین و آسمان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ حکم دیا کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کہہ لیا کرو تاکہ وہ باطل عقائد جو یہودیوں اور نصرانیوں اور دیگر مشرک اقوام کے ہیں مٹ جائیں۔

ایک عقلمند صحیح الفطرت انسان جب قربانی کی اصلیت پر غور کرتا ہے۔ تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جانور کے ذبح کرنے کی نسبت تینوں قوموں کے عقائد نے کیسی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اور اسلام پاک نے ایک سادہ قربانی کا حکم دے کر کیونکر ان کے ناپاک خیالات کی بنیاد کو ڈھایا ہے۔ ایک صحیح الفطرت انسان اس راز کو سمجھ سکتا ہے۔

دیکھو عیسائی اب تک سخت دھوکے میں ہیں۔ مسیح جسے وہ قربانی کہتے ہیں اور جو طریقہ انہوں نے یہودیوں سے اڑا لیا ہے۔ حضرت یسوع پر اس قربانی کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے خیال کے مطابق صلیب پر جان دے کے پھر زندہ ہو گئے تھے۔ قربانی کا یہ دستور ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ نہ ہو۔ جب زندہ ہو گئے تو پھر وہ قربانی کہاں رہی یا یہودی تو اپنے گناہوں پر ایک بے زبان جانور کو مار کر قربان کر دیتے تھے۔ مگر عیسائیوں نے اپنے خداوند کے صلیب پانے سے فائدہ اٹھا کے قیامت تک اپنے گناہوں سے سبکدوشی حاصل کی۔ یہی خیالات افریقہ کے بادیہ گردوں کے مدت دراز تک رہے ہیں۔

ایک شائستہ اور تعلیم یافتہ آدمی خیال کر سکتا ہے کہ ایک نوجوان شخص مظلومانہ اور بے رحمانہ حالت میں جبراً قتل کر ڈالا گیا اور اس کے معتقد بجائے رنج اور افسوس کرنے کے اس کی اس دردانگیز موت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ کیسا عقیدہ ہے۔ اس زمانہ کے متمدن یورپ نے ان خیالات کو رد کر دیا ہے۔ مگر دیسی عیسائی اب تک اس لکیر کے فقیر بنے چلے جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کی بے بسانہ موت ہماری نجات کا باعث ہو گئی۔ العیاذ باللہ۔

الغرض یہودیوں اور عیسائیوں کی نجات کا دار و مدار بالکل جانور یا انسان کا گلا کٹنے پر ہے۔ ایک یہودی یہ سمجھتا ہے کہ میں تمام عمر گناہ کرتا ہوں اور جب گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنا یا اپنے اوپر سے ٹالنا چاہوں گا۔ تو فوراً ایک بھیڑ کو ذبح کر کے آگ میں ڈال دوں گا۔ اور عیسائی کا یہ خیال ہے کہ یسوع ناصری کو جو نہایت بے بسانہ حالت میں زبردستی یہودیوں نے صلیب دے دیا۔ بس کل "خداوند" پکارنے والوں کی نجات ہو گئی۔ لاحول ولا قوۃ یہ ہے اہل کتاب کا مذہب اور یہ ہیں اس کے اصول۔ جن مسیحی مورخوں نے یہ لکھا کہ اسلام نے قربانی کی رسم یہودیوں سے سیکھی۔ بڑی غلطی کی کیونکہ یہودیوں اور مسلمانوں کی قربانی کی نوعیت میں بڑا فرق ہے۔ جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے۔

اسلام میں قربانی کی نوعیت

اب ہم اسلامی قربانی کی نوعیت کو بیان کرتے ہیں۔ چونکہ مقدس دین اسلام بالکل مطابق قانون قدرت و موافق قواعد فطرت ہے اس لئے پہلے کائنات عالم پر نگاہ ڈالیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تمام چیزوں میں قربانی پائی جاتی ہے۔ اور قربانی ہی سے تمام دنیا و مافیہا کی

نشوونما اور تربیت جسمانی وروحانی برقرار ہے۔ گویا قربانی ہی پر تمام عالم کے کاروبار کا دارومدار ہے۔ اکسیجن ہر تنفس میں انسانی آرام کے لئے قربان ہوتی ہے کارب درختوں کے لئے قربان ہوتی ہے۔ کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ آگ کی نذر اور انجنوں، ریلوں اور دکانوں پر قربان ہوتا ہے۔ تب انسان کے لئے راحت وآسائش میسر ہوتا ہے۔

ہزاروں لاکھوں درختوں کی قربانی مکانوں کے لئے کی جاتی ہے ان گنت بے شمار چارہ اور پودے روزانہ حیوانات کی خوراک کے لئے قربانی کئے جاتے ہیں، ہری ہری لہلہاتی اور سبز کلیاں محض خوشبوؤں کی خاطر توڑ دی جاتی ہیں۔ اسی طرح باقی نباتاتی اور جمادی چیزوں کا حال ہے۔

اس سے آگے جب ہم ذرا نظر کو اور دوڑاتے ہیں۔ تو ہم کو حیوانی قربانی کا سلسلہ بھی وسیع نظر آتا ہے۔ انسان کا جب کوئی عضو سڑ جاتا ہے تو ہزاروں جانیں ایک جان کی خاطر ہلاک کی جاتی ہیں۔ جب کہیں مرض کی وبا ہوتی ہے۔ بڑے بڑے مدعیان رحم جب کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ان کی عملی حالت بتلا دیتی ہے کہ انسان اپنی ضرورت اور آرام کے لئے کتنی جانوں کو قربان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ کسی بڑے رحیم و کریم آدمی کے کسی عضو میں جب کیڑے پڑ جاتے ہیں تو صرف اس عضو کو بچانے کی خاطر کتنی جانوں کا قربان کرنا گوارا کیا جاتا ہے۔

جب ہم اور ضروریات انسانی پر غور کرتے ہیں۔ تو قربانی کا سلسلہ اور بھی وسیع نظر آتا ہے۔ سیاست مدن میں ادنیٰ آدمی اعلیٰ کے لئے ہمیشہ قربان ہوتا ہے۔ سفر مینا اور اولی سپاہی پہلے مارے جاتے ہیں۔ پھر ادنیٰ افسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ۔

شہد کی خاطر کس قدر غریب مکھیوں کی خانہ ویرانی کی جاتی ہے مشک کے لئے کتنے کستوری کے ہرن قربان ہوتے ہیں۔ اور دودھ اور گھی کے لئے جانوروں کے بچوں کو کیونکر دودھ سے روکا جاتا ہے۔ اسی قانون قدرت کے مطابق اسلام پاک نے قربانی کی اجازت دی اور خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید نے حکم دیا۔

● فصل لربک وانحر۔ اپنے پروردگار کی نماز پڑھو۔ اور اسی نام کی قربانی دو۔ پہلے نماز کا حکم دیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے رسول نے قربانی پر نماز کو مقدم کیا کرو۔ اور اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے۔ تو اسی کے نام ذبح کیا جائے۔ جس کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور باقی وہ جانور جو دوسری طرح سے ذبح کئے جاتے ہیں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہیں۔

حضرات قرآن کریم میں سوائے اس کے قربانی کے متعلق اور کچھ نہیں کہا گیا۔ یہ ہرگز نہیں سمجھایا گیا کہ قربانی چھوٹے بڑے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ یا یہ کہ اس سے انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ البتہ حدیثوں میں گناہوں کی معافی کی بشارت موجود ہے۔ مگر اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بندہ قربانی سے خدا تعالیٰ سے خلوص کو جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے مال سے ایک رقم صرف کرکے جانور کو ذبح کرتا ہے۔ فقراء ومساکین اور عزیز واقارب کو گوشت کھلاتا ہے۔ یہ ایک قابل اجر وثواب عمل ٹھہرتا ہے۔ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہوتا ہے۔ اور اس کے نامۂ اعمال میں نیکی اور ثواب لکھواتا ہے۔ اور بندہ کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے۔ یہی حالت اعمال حسنہ۔ نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام کی ہے کہ ان سے بھی بندہ کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور ان کے گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔

عیدین میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں

عید کے روز اگرچہ خون بہانا سب عبادات سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ مگر خدائے پاک کے مقدس ارشاد سے جو پہلے بیان ہو چکا ہے قربانی کا اصل مقصد تقویٰ ہے۔ جو تمام عبادتوں کی جان ہے۔ تقویٰ ہی تمام اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ متقی لوگ ہی ہدایت یافتہ اور جنت کے وارث ہیں۔ متقیوں ہی کو اعمال کا اجر غیر ممنون ملنے والا ہے۔ اور متقی کوئی شخص نہیں بن سکتا جب تک تمام منہیات شرعیہ سے نہ بچے۔ اور تمام احکام الٰہی کو دل وجان سے بجا نہ لائے۔ اگر آدمی کو تقویٰ ہی حاصل نہ ہو تو خون بہانا، اور گوشت خیرات کرنا اسلام پاک کی نگاہ میں کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

یہی وجہ ہے کہ عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں۔ اول معاصی کا ترک کرنا۔ اس لئے کہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت برا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس وقت کی شرافت کے سبب قباحت میں بہت زیادہ اور جرم میں سخت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا ترک کرنا لازم وواجب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم ط ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم۔ اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار بارہ ہے۔ کتاب اللہ میں جس دن آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی پکا اور سیدھا دین ہے پس ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم مت کرو۔

وہ چار مہینے ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ہیں۔ ان مہینوں کی حرمت یہی ہے کہ ان میں کوئی برا اور گناہ کا کام نہ کیا جائے کیونکہ جس طرح ان میں نیک عملوں کا ثواب زیادہ ہے۔ گناہوں کا عذاب وعقاب بھی سخت اور زیادہ ہے۔

اسلام پاک یہ سکھاتا ہے۔ کہ آدمی ان اوقات کی تعظیم کرے اور

...بہت نیک اعمال کی کثرت ہے۔ اور جو شخص اس سے عاجز ہو تو کم سے کم اس کی یہ حالت ہو کہ ان دنوں میں ان چیزوں سے بچے جو اس پر حاجیوں کے لئے مکروہ ہیں اور دیگر جملہ ممنوعات کو ترک کر دے۔ اور اپنی قربانی کو خالصاً لوجہ اللہ بنا دے اور اسی کا ہو رہے۔ اور اس کے ماسوا سے علیحدہ ہو جائے۔ ایام عیدین اور ان کی راتوں میں جو لوگ لہو و لعب اور باطل اور تماشا گاہوں وغیرہ میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہوں کی طرف دوڑتے ہیں وہ خوب سوچیں اور ان سے تائب ہو جائیں۔

اب ہم قربانی کی اصلیت اور اس کے اقسام کا فلسفہ بتاتے ہیں۔ اور اس میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان کی تشریح و توضیح کرتے ہیں۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (پ ۱۷ حج ع ۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسلام پاک میں قربانی ایک خاص فضیلت اور خصوصیت رکھتی ہے۔ قربانی کی تائید میں جس قدر احادیث اور دیگر مضامین آپ نے سن لئے ہیں ان میں سب سے زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہے جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک موجود ہے کہ من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا (ابن ماجہ و مسند ابن حنبل) جو شخص باوجود مقدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

قربانی کی تاکید کی وجہ

اس قدر تاکید شدید کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک وقت ایک عبادت کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک وہ عبادت مقرر ہے۔ جس کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ادا کیا تھا۔ ان ایام میں اگر کوئی اور عبادت اس سے افضل ہوتی۔ تو آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کیوں فدیہ دیتے۔ اسی بنا پر اکثر علماء کی رائے ہے کہ اس دن خون گرانا ہی ضروری ہے۔ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنے سے وہ مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

ذبح کرنا ہی افضل ترین عبادت ہے

چنانچہ صاحب خلاصہ نے لکھا ہے کہ دس درہم کو قربانی خریدنا اور ذبح کرنا ہزار درہم کے تصدق کر دینے سے بہتر ہے۔ کیونکہ جو قرب الٰہی خون بہانے سے حاصل ہوتا ہے، وہ خیرات کرنے سے نہیں ہوتا۔

یہ فتویٰ بالکل درست اور بجا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس دن خون بہانا اگرچہ سب عبادات سے افضل ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا منشا جو عنوان ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کو تقویٰ تمہاری طرف سے پہنچتا ہے۔ ضرور قابل لحاظ ہے جو صاف ظاہر کرتا ہے کہ صرف خون بہانا اور گوشت کا کھلانا معتبر نہیں ہے۔ بلکہ اعتبار تقویٰ کا حاصل کرنا ہے۔ جو تمام عبادات کے مقبول ہونے کی شرط ہے چنانچہ خدائے پاک کی مقدس کتاب اس کی شہادت بدیں الفاظ دیتی ہے کہ انما یتقبل اللہ من المتقین اللہ صرف تقویٰ والوں ہی سے قربانی قبول کرتا ہے۔" اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تقویٰ بدون تمام منہیات سے باز رہنے اور تمام احکام کے بجا لانے کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب یہ حاصل نہ ہوا تو خون بہانا اور گوشت خیرات کرنا ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔

اس آیت شریف نے قربانی کی حقیقت واضح کر دی اور بتا دیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا۔ خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

اسلامی قربانی کی حقیقت

انبیاء علیہم السلام قوموں کے مصلح ہو کر آتے ہیں، وہ رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ان میں جو رسم محض غلطی اور توہم پر مبنی ہو اس کو باطل کر دیتے ہیں، اور جس رسم کی اصل صحیح ہو مگر اس کے ساتھ ہی کچھ غلطی مل گئی ہو اس میں صرف غلطی کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برطانیکا جلد نہم (صفحہ ۵۵) میں لکھا ہے کہ باشندگان اہل فلسطین قدیم کنعانیوں میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رویا کے مطابق جب پہلے لڑکے کے بیٹا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ فرما کر حیوانی قربانی اس کے قائم مقام کر دی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوائے اللہ کے اور حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) نے اپنی جان و نفس کی جو قربانی کی اسی کی یادگار اسلامی قربانی ہے۔ فی الحقیقت یہی فدیہ "ذبح عظیم" تھا جیسا کہ خدائے پاک کی کتاب (قرآن مجید) میں ہے۔

فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناہ ان یا ابراھیم۔ قد صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم۔ (پ ۲۳ صٰفٰت ع ۳)

اور جب دونوں (باپ اور بیٹے) تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابراہیم نے جوش قربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل لٹایا تاکہ راہ حق میں ذبح کر ڈالیں۔ تو اس وقت ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم بس کرو۔ بلاشبہ تم نے اپنے رویائے صادقہ کو پورا کر دکھایا۔ ہم اسی طرح ارباب حق و احسان کو ان کی جان فروشیوں اور قربانیوں کا صلہ دیا

تے ہیں چنانچہ ہم نے یہ قربانی اس طرح قبول کر لی کہ اس کے فدیہ میں عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دی۔ تاکہ یہ پاک یادگار دنیا میں [illegible] قائم رہے۔

خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں کاغذوں، اینٹ اور پتھروں کی [illegible] اور خالی زبانوں کی روایتوں میں باقی نہیں رکھی جاتی ہیں۔ [illegible] انسانوں کے کام ہیں۔ وہ چاہتا ہے جس بندہ کو بقائے دوام کے لئے چن لیتا ہے، اس کی یادگار کو مجمع انسانیت کے سپرد کر دیتا ہے، اور نوع بشری [illegible] کی حامل بن جاتی ہے۔ پس نہ تو وہ مٹ سکتی ہے اور نہ کوئی اسے مٹا سکتا ہے، آج بھی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود ہیں جو اس اسوۂ [ابرا]ہیمی کی یادگار مناتے ہیں، اور ہر سال زندہ رکھتے ہیں، یہ خدا کی مشیت [او]ر اس کی مرضی ہے کہ اب تک اسوۂ ابراہیمی کی یادگار قائم رکھی گئی۔ اور [لا]کھوں انسانوں کو اسوۂ ابراہیمی کا پیکر بنایا گیا، جو اسلام کے تیرہ سو برس [گز]ر جانے کے بعد بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہے گی۔

یہ قربانی جس کا خون ہر سال میدان منا میں جوش زن ہوتا ہے اور یہ ذبح عظیم جس کی ہر مسلمان شوق و ذوق سے تیاری کرتا ہے فی الحقیقت اسلام کی حقیقت اصلی کی ایک تمثیل ہے جس کے پردے میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دارومدار قربانی پر ہے۔ اور جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک کوئی ہستی مومن و مسلم نہیں ہو سکتی

قربانی کے اقسام اور اس کی مصلحتیں

ممنوع قربانیاں مقدس دین اسلام چونکہ اقوام عالم کے اعمال و عقائد کی اصلاح کے لئے ہے اس لئے اس نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور ملیست و نابود کر دیا ہے۔

پہلی قربانی اول وہ قربانی جس میں بت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ مبتلائے شرک انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کر کے اپنی دیوی دیوتا سے کامیابی کا امیدوار ہوتا ہے۔ اس لے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے۔ اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی دکان گرم کرنے کے لئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں، پس جو جانور اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور کے نام پر قربان کیا جائے اس کی حرمت معنوی ہے۔ اور عرضی نہ کہ ذاتی۔ یعنی جانور ہر چند حلال و طیب بالذات ہو لیکن ماسوا اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔ حرام ہو گیا۔ کیونکہ قربانی جیسا فعل غیر اللہ کے نام پر یا اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کرنا گویا غیر کو خدا کا شریک و سہیم بنانا اور اسے خدا کا رتبہ دینا ہے۔ چونکہ ایسا کرنے سے توحید کو جو اصل دین ہے سخت صدمہ پہنچتا ہے لہٰذا اس توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا اور محرمات میں اس کو رکھ دیا۔ اور خدا کی مقدس کتاب نے [illegible] کر فرما دیا۔

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ

(پ ۶ مائدہ ع ۱) مرا ہوا جانور، اور لہو اور سور کا گوشت اور جو جانور خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تم پر حرام کیا گیا۔

اور سچ یہ ہے کہ ایسے جانور کی حرمت باقی ان سب چیزوں کی حرمت سے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں، زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ ان سے صرف جسمانی ضرر مقصود ہے اور غیر اللہ کے لئے قربانی کرنے اور اس کے کھانے سے یقیناً دین میں خلل آتا ہے۔

دوسری قربانی

دوم اسلام پاک نے ان تمام قربانیوں سے روک دیا جو ذبح کے بعد آگ کی نذر کر دی جاتی ہیں یعنی سوختنی قربانیاں۔ جس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو آگ میں ڈال کر تباہ کی جاتی ہے۔ اسی قربانی کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت شریفہ میں موجود ہے۔

الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین

وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانیں گے، جب تک کوئی پیغمبر ہم کو نذر و نیاز کا دیہ معجزہ، نہ دکھائے کہ خدا کی درگاہ میں نذر و نیاز کرے اور اس کو آسمان سے آگ آ کر، چٹ کر جائے (تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے)، (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر تمہارے پاس کھلی کھلی نشانیاں لائے اور جس نشانی کی تم اب فرمائش کرتے ہو وہ بھی لائے، تو اگر تم اپنے دعوے میں، سچے ہو تو پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا!"

تیسری قربانی

اسلام نے وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں جن سے عوام الناس کے اس خیال کی تائید ہوتی تھی کہ اس سے ان کے گناہ، نافرمانیاں، اور بدکاریاں معاف ہو جاتی ہیں۔ اور وہ قربانی کرنے والے کے تمام پچھلے اور اگلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ اور جو یہودیوں اور نصرانیوں میں مروج ہیں، اسی قسم کی قربانی نے ان اقوام کو دلیر اور بیباک کر دیا ہے۔ وہ عقل و علم کے برخلاف بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ گناہ کی معافی کو قربانی سے کیا واسطہ ہے۔

جائز قربانیاں

آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قربانی کی رسم تمام [illegible]
اقوام و ملل میں قدیم سے چلی آتی ہے [illegible]
اور مسلمان سب برابر [illegible]
اگلی اور عملی توحید [illegible]

...صاحب ترتیب کو بنانا چاہتے ہیں کہ دین کا کل ستون قربانی ... اس سے پہلے اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ لفظ قربانی ... بیہ مضمون کا مطلب دوبالا ہونے کے علاوہ قربانی ... واضح ہو جائے

لفظ قربانی کے معنی

لغت عرب میں قربانی کے معنی یہ لکھے ہیں۔ القربان بالضم ما یتقرب به الی الله تعالیٰ۔ قربان بالضم جو خدا کے ساتھ نزدیک کرے۔ قربان وہ ہے جس کے ذریعہ تو خدا کے نزدیک ہو۔

پس قربانی کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندیوں میں اپنے آپ کو اس کے نزدیک کرنا اور اس کے خاص بندوں میں شامل ہو جانا۔

پہلی قربانی

اول قربانی جس کو اسلام پاک نے جائز قرار دیا ہے، وہ انفسی قربانی ہے۔ اور وہ مقام عبودیت یا فنا فی اللہ کا مرتبہ ہے جس کی نسبت کاملین کا بیان ہے کہ یہ قربانی خدائے پاک کو بہت مقبول و محبوب ہے۔ اسی قربانی کا ذکر اس حدیث قدسی میں موجود ہے۔

مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها (بخاری)

میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں۔ جب میں اسے پیار کرتا ہوں۔ تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے۔ اور آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے

اور درحقیقت جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اس کو کسی کے ساتھ مخلوق میں سے ذاتی رنج و عناد ہوتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ ذاتی محبت اور تعلق اس کو محبت خلق اللہ سے ہوتی ہے، مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتا ہے۔ اور اس کو بغض بھی ہوتا ہے۔ مگر للہ و باللہ و فی اللہ۔ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اس لئے کھاتا ہے کہ اس کے خالق نے کھانے پینے کا حکم دیا ہے۔ وہ اس لئے پیتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے والے نے ... ہوا ہے ... ارشاد فرمایا ہے۔ وہ اپنی بی بی سے محبت اس ... ہے کہ خداوند حقیقی نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیویوں سے عاشروهن بالمعروف اچھی طرح سلوک کرو۔

... اس ... دیگر اعزہ و اقارب سے اس کی محبت صرف ... کے مولا کا حکم ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو اس ... تمام اخلاق رذائل اس کے وجود سے نکل جانے ... جز کل۔ ہے

استغلالی، کینہ، حسد، تکبر وغیرہ رذائل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے وہ انعامات کے وقت شکر گزار ہوتا ہے۔ تو ارشاد الٰہی سے، اگر مصائب پر صبر کرتا ہے، تو رضائے الٰہی کے واسطے۔ وہ اپنے اور دوسروں کے معاصی پر اس لئے نادم ہوتا ہے کہ اس کا مولا ان باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ مشرکوں، بے ایمانوں، شریروں پر تلوار اٹھاتا ہے۔ تو الٰہی مقصد کے لئے۔ یہی انفسی قربانی ہے۔ جس کی نسبت خدا کی مقدس کتاب ان الفاظ میں شہادت دیتی ہے کہ

اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنك قال انما یتقبل الله من المتقین (پ ۶ مائدہ ع ۵) جب دونوں ہابیل و قابیل نے خدا کی جناب میں نیاز پیش کی۔ ان میں سے ایک کی تو قربانی مقبول ہوئی۔ اور دوسرے کی رد ہوئی۔ تو وہ مارے حسد کے بھائی سے کہنے لگا۔ میں تجھ کو ضرور قتل کر کے رہوں گا۔ اس نے جواب دیا کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانیاں قبول کیا کرتا ہے۔

دوسری قربانی

مقدس دین اسلام نے ایک اور انسانی قربانی بھی جائز رکھی ہے۔ اور وہ ملک و قوم کی فلاح و حفاظت کے لئے جوانان قوم اور مردان ملک کی قربانی ہے۔ یہ قربانی بھی ایسی قربانی ہے کہ تمام اقوام و ملل و جملہ ادیان و مذاہب کے نزدیک بڑی قابل قدر اور مستحق ہے۔ ہر قوم و ملک کو اس قربانی کی ضرورت رہتی ہے۔ جس قوم میں یہ قربانی موجود نہ ہو وہ قوم کبھی دوسری اقوام کے پنجۂ غلامی سے رہائی نہیں پا سکتی اور نہ کبھی ترقی کر سکتی ہے۔ اور قوموں میں تو یہ قربانی ملک گیری اور بے جا لوٹ مار اور ظلم و ستم کے لئے جائز سمجھی جاتی ہے۔ مگر مقدس دین اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگوں میں منحصر اور محدود کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب مذہبی تعصبات سے مخالفین مسلمانوں کو قتل کریں اور اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کرنے لگیں تو اس وقت ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ ان کا مقابلہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کو ان کے حملہ سے بچائیں جیسا کہ خدا کی مقدس کتاب میں ہے۔

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر (پ ۱۷ حج ع ۶)

جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں اب ان کو بھی ان کافروں سے لڑنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ وہ مظلوم لوگ ہیں۔ خدا مظلوموں کی مدد کیا کرتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی بدیں الفاظ موجود ہے۔

وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین (پ ۲ بقرہ ع ۲۴)

"اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے (یعنی دین کی حمایت میں)...

تم ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ کسی طرح زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ بھی ارشاد باری ہے کہ

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ۔ پ سورۃ بقرہ ع ۲۴ ۱۱

یہاں تک ان سے لڑو کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے، اور ایک خدا کا حکم چلے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین اول نے اس اجازت اور لڑائی کے یہ معنی لئے ہیں کہ لڑکے عورتیں، بوڑھے، فقیر اور تمام صلح جو نہ قتل کئے جائیں، اور نہ دشمنوں کے کھیتوں کو تباہ کیا جائے۔

اسلام تو دنیا میں صلح و امن کا پیغام تھا، مگر دشمنوں نے جہالت اور تعصب مذہبی کی وجہ سے غریب مسلمانوں پر دین اسلام کے مٹانے کے لئے تلوار اٹھائی اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا تو ابتداً اسلام پاک نے بڑی فراخ حوصلگی سے مسلمانوں کو بغاوت و مقابلہ سے روک دیا کہ عذر نہ کرو۔ بلکہ اس ملک سے ہجرت کر جاؤ۔ جہاں تکلیف ہے، اسی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے وطن مکہ مکرمہ کو چھوڑ دیا۔ جب دشمنوں کو اس سے بھی تسکین نہیں ہوئی، اور انہوں نے تعاقب کر کے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور مسلمانوں کے جان و مال خطرہ میں آگئے، تو اسلام نے تلوار اٹھائی اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر اسلام کا بول بالا کر دکھایا۔

غرض یہ قربانی بھی ملک و قوم کی حفاظت کے لئے ضروری ہے جیسا کہ جنگ یورپ میں ہزاروں لاکھوں جوان اپنی اپنی قوم اور ملک پر جان قربان کر گئے۔

تیسری قربانی

یہی جانوروں کی قربانی ہے، جو حج کے ایام میں مسلمانوں پر واجب کی گئی ہے۔ اس قربانی میں کئی مصلحتیں ہیں۔

پہلی مصلحت

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، یہ قربانی حضرت خلیل اللہ اور اسمعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی اس محبت و فدویت کی سچی قربانی کی یادگار ہے جو ان دونوں نے شوق جاں نثاری میں کر دکھائی اور جس کا بیان خدا کی مقدس کتاب کی اس آیت میں ہے، قال یٰبنیّ انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (پ ۲۳ منفتح ع ۷)

تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں، کہ جیسے تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی تو اپنی جگہ سوچ کہ تمہاری کیا رائے ہے بیٹے نے کہا کہ ابا جان جو آپ کو حکم ہوا ہے بے تامل اس کی تعمیل کیجئے، انشاء اللہ آپ مجھکو بھی صابر ہی پائیں گے، اس کے بعد جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے جس کا کچھ تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

دوسری مصلحت

اس قربانی میں یہ بھی مصلحت ہے کہ اسلام پاک مشرکوں اور بت پرستوں کو دکھانا چاہتا ہے کہ تمہارے معبودان باطل کی قربانیاں سب لغو ہیں، ان کی بالکل ضرورت نہیں، خدا کے پرستار اس کے سچے خالص بندے کا فرض ہے کہ اس کے سب کام رضائے الٰہی کے لئے ہوں۔ اور اس کا کوئی کام کوئی حرکت کوئی سکون ایسا نہ ہو، جو محض اسی کے لئے نہ ہو، نماز ہو تو اسی کی، قربانی ہو تو اسی کے نام کی، ذبح ہو تو اسی کے نام پر جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین (پ انعام ع ۲۰)۔ اے نبی کریمؐ فرما دیجئے کہ میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اس حکم فرمانبرداروں میں اول درجہ کا فرماں بردار ہوں۔ گویا حضور انور صلعم نے اس فعل سے سب کو دکھایا کہ ایسے پروردگار کے مقابلہ میں کسی دوسری دیوی دیوتا کی قربانی کی کیا ضرورت ہے اگر یہ ضروری ہیں تو دیکھو میں جانوروں کو ذبح کرتا ہوں، مگر یہ بھی ان دیوی دیوتا کی نذر و نیاز میں نہیں چڑھاتا اور نہ ان کے نام سے ذبح کرتا ہوں، اور نہ میں ان کو مہمان کو ڈراتا ہوں، مگر میرا ذرا نقصان نہیں ہوتا، اگر کوئی دیوی دیوتا خود ہے اس میں کسی کو نفع و ضرر پہنچانے کی قوت ہے تو چاہیئے کہ میرا کوئی بال تو بیکا کر کے دکھلائے اور ان کو ضرور ایسا کرنا چاہیئے اور مجھے ضرر پہنچانا چاہیئے لیکن میں ان معبودان باطل کے نام کی قربانی نہیں کرتا جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو ان کی نذر قربانیاں بھی لغو اور بیکار رہیں۔

تیسری مصلحت

اس قربانی میں ایک مصلحت یہ ہے کہ آدمی میں بہادری اور جائز انتقام کا مادہ موجود رہتا ہے، جو انسان کبھی کسی جانور کو ذبح ہوتے نہ دیکھے یا اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح نہ کرے تو دشمن کے سامنے ضرورت کے موقعہ پر بھی اس سے کچھ نہیں بن سکتا، اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کو زندگی میں دشمنوں سے کئی طرح کے مقابلے پیش آتے رہتے ہیں، اور رحم مجسم آدمی دنیا میں امن و حفاظت سے نہ اپنی زندگی گذار سکتا ہے اور نہ دوسروں کے لئے اس مصیبت میں کچھ کام دے سکتا ہے۔

چوتھی مصلحت

اس قربانی میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ آدمی ضرور اپنے دل میں خیال کرتا اور سمجھ لیتا ہے کہ اسی طرح جب ہمارا بھی حقیقی طور پر موت کا وقت آ جائیگا تو ہزار ہاتھ پاؤں ماریں گے مگر کچھ فائدہ نہ ہوگا، قربانی کے اس نظارہ سے آدمی ضرور اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ دنیا ہو رہے چند عاقبت کا یا خداوند مجھ کامل فرمانبرداری یا جلد اطاعت کی کرنی چاہیئے۔

پانچویں مصلحت

اس قربانی سے ایک مصلحت یہ بھی ملتی ہے کہ جب فوجیں اور ان کے متوسلین اور اہل انسانوں کے لئے کشت پھیلتے ہیں تو ہم اگر بیماریوں کے لئے فدیہ ذبح کریں تو ضرور فائدہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ بیماروں کی جان کے بدلے جانوروں کی قربانی

فضائل و احکام عید الضحیٰ

از جناب ... عبدالرحیم صاحب

یہ مہینہ ذی الحجہ کا بڑی خیر و برکت کا مہینہ اشہر حرم سے ہے اس مہینہ میں عبادت نفل نماز روزہ، تلاوت قرآن تسبیح، تہلیل، تکبیر، صدقات و خیرات وغیرہ اعمال نیک کا بہت بڑا ثواب ہے۔ خصوصاً عشرہ اول ماہ ذی الحجہ اس میں اعمال نیک کا ثواب جہاد سے بھی زیادہ ہے جہاں تک ہوسکے اس متبرک مہینہ میں کثرت سے نیک کام کرے اور برے کام سے اجتناب واحتیاط کرے بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ من هذه الایام العشر قالوا یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ قالوا ولا الجہاد قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیء۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجہ یعدل صیام کل یوم منہا الصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔ اور صحیح ابوعوانہ اور صحیح ابن حبان میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ اور اس عشرہ ذی الحجہ کے نو دن روزہ رکھنے کی فضیلت میں ابوداؤد اور نسائی میں احادیث موجود ہیں حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چار باتوں کو ترک نہیں فرماتے تھے اعشرہ محرم کا روزہ عشرہ ذی الحجہ کے روزے یعنی نو دن کے اور ہر مہینے کے تین روزے اور فجر کی سنتیں۔ اور ان دس دن میں یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا دن تمام سال کے دنوں سے افضل اور متبرک ہے اور اس دن کا روزہ سنت ہے اور وہ ایک برس گذشتہ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ صحیح مسلم میں ابوقتادہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ لیکن صرف حاجیوں کو اگر میدان عرفات میں ٹھہرنے اور دعا و اذکار ادا کرنے میں روزہ رکھنے سے خوف ضعف ہو تو ان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر خوف ضعف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ۱۰ و ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا چاہیئے۔

جو شخص بطور فرض یا نفل قربانی کرنا چاہے اس کے لئے سنت ہے کہ عید الضحیٰ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ کہیں سے اپنے جسم کے بال کتروائے نہ منڈوائے نہ ناخن کتروائے عید الضحیٰ کو قربانی کرنے کے بعد پھر خط وغیرہ بنوائے و بال کتروائے صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یمسہ من شعرہ والبشرہ شیئا وفی روایۃ فلا یاخذن من شعر ولا یقلمن ظفرا وفی روایۃ من رای ہلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذن من شعرہ ولا من اظفارہ۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو نماز صبح کے بعد سے ۱۳ ذی الحجہ کی نماز عصر کے بعد تک ہر فرض نماز کے بعد متصل سلام تکبیر تشریق ایک دفعہ پکار کر کہنا واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت ہو یا مسافر ہو خواہ نماز جماعت ہو یا تنہا ہو یہ اسی روایت معتمد و مفتیٰ بہ ہے اور بعد نماز عید کے بھی تکبیر کہنا مستحب ہے تکبیر تشریق یہ ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

۱۰ ذی الحجہ یعنی عید الضحیٰ کو مسواک اور غسل کرکے اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر بے کھائے پئے تکبیر پکار کر پڑھتا ہوا عیدگاہ کو روانہ ہو۔ نماز عید الضحیٰ کے بعد کھانا چاہیئے۔ خواہ قربانی کرے یا نہ کرے، قربانی کرنے والے کو پہلے اپنی قربانی میں سے کھانا مستحب ہے۔ عیدگاہ کو پاپیادہ جانا بہتر و اولیٰ ہے۔ سواری پر جانے میں کچھ ڈر نہیں۔ عیدگاہ جب بھی پہنچ کر تکبیر پڑھتے رہنا بہتر ہے، نماز عید کا وقت اچھی طرح آفتاب روشن اور بقدر ایک نیزہ دو نیزہ بلند ہو جانے سے زوال تک ہے۔ مگر عید الضحیٰ کی نماز جلد پڑھنی چاہیئے۔ نماز عید شہر سے باہر جنگل یعنی عیدگاہ میں سنت ہے، اگرچہ مسجد یا جامع مسجد ایسی وسیع ہو کہ جس میں سب آدمی آسکیں اگر بوجہ ضعف پیری یا مرض وغیرہ کے وہاں تک جانا مشکل ہو تو شہر کی مسجد میں بھی پڑھ لینا درست ہے، یہ نماز عید واجب ہے، اور وہ دو رکعت بے اذان و بے اقامت کے ہیں، نماز سے پہلے تکبیر تحریمہ ہے۔ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر پھر ہاتھ باندھ لیں۔ اور سبحانک اللہم پڑھیں پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تین تکبیریں اور کہیں۔ اور ہر تکبیر کے درمیان بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کریں۔ اور ہر تکبیر پر ہاتھ لٹکا دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ اور اب امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر بعد قرات الحمد و سورۃ کے رکعت پوری پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، جیسے پہلی رکعت میں کہی تھیں اور ہر تکبیر میں ہاتھ لٹکا دے۔ چوتھی تکبیر پر رکوع میں چلا جائے۔ اگر کسی شخص نے امام کو نماز عید کی پہلی رکعت میں بحالت قیام قرات پڑھتے ہوئے پایا تو پہلے تکبیر تحریمہ اور پھر ہر سہ تکبیرات کہہ کر شامل جماعت ہو جاوے۔ اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر مل جائے اور اگر یہ سمجھے کہ سب تکبیریں کہہ کر بھی رکوع میں مل جائے گا، تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہر سہ تکبیرات عید بھی کہہ کر رکوع میں مل جائے، اور اگر یہ سمجھے کہ تکبیرات عید کہتے کہتے رکوع فوت ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں مل جائے۔ اور تکبیرات عید رکوع میں کہہ لے اور ان پر ہاتھ نہ اٹھائے

اگر امام تکبیرات عید کے پورا ہونے سے پہلے کھڑا ہو جاوے تو یہ بھی امام کی متابعت کرے اور باقی تکبیرات اور تسبیح رکوع معاف ہو گئیں اور جس وقت امام رکوع پورا کر کے قومہ میں کھڑا ہوتا ہے اس وقت مقتدی جماعت میں ملے تو اب تکبیرات عید قومہ میں نہ کہے، بلکہ جب اپنی گئی ہوئی رکعت پڑھے اس وقت بعد اختتام قرأت کے تکبیرات کہہ لے اور اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا تو مقتدی اپنی پہلی رکعت فوت شدہ کے پڑھنے میں الحمد و سورۃ اول پڑھ کر پھر تکبیرات عید کہہ کر اپنی رکعت پوری کرے یعنی شروع رکعت پر قبل قرأت تکبیرات عید نہ کہے۔ پہلے قرأت پوری کر کے پھر تکبیرات عید کہے۔ تاکہ توالی تکبیرات لازم نہ آئیں۔ نماز کے بعد عید کا خطبہ بھی مثل خطبہ جمعہ کے خاموش بیٹھ کر سننا واجب ہے۔ اثنائے خطبہ میں کھانا، پینا، بات چیت کرنا حرام ہے بلکہ سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا بھی منع ہے، خواہ امام سے قریب ہو یا دور ہو، ہاں جناب سرور دو عالم صلعم کا نام مبارک خطبہ میں لیا جاوے۔ تو چپکے سے درود شریف پڑھ لینا چاہیئے۔ اکثر دیہات اور شہر کے ناواقف مسلمان خطبہ سننے سے پہلے نماز کے بعد ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور باتیں اور شور و غل کرنے لگتے ہیں، وہ تارک واجب اور گنہگار ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو پابندی سے اس کی احتیاط ضرور ہے۔ اب جس راستے سے گئے تھے اس کے خلاف دوسرے راستے سے آنا مستحب ہے۔

قربانی ہر آزاد مسلمان مقیم پر جو آسودہ حال اور مالک نصاب ہو خواہ بڑا ہو یا صغیر سن بچہ ہو، واجب ہے، نصاب چاندی کا دو سو درم ہے، جس کی باون تولہ ۲ ماشہ چاندی ہوتی ہے، اور سونے کا نصاب ۲۰ مثقال ہے، جس کا سات تولہ ۲ ماشہ سونا ہوتا ہے، خواہ زیور ہوں یا پترہ ہوں۔ یا برتن ہوں یا روپیہ اشرفی ہوں، اور گائے۔ بیل بھینس کا نصاب تیس راس ہے، اور اونٹ کا پانچ۔ اور بھیڑ بکری۔ دنبہ کا چالیس۔ جو اس کے رہنے کے مکان اور پہننے کے کپڑے اور اثاث البیت اور سواری کی گھوڑی اور ہتھیار اور غلام اور قرض اور خرچ سے فاضل و زائد ہو، مگر زکوۃ کی طرح اس میں مال کا نامی یعنی بڑھنے والا تجارت کا مال ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ جب بلا خرچ اس کے کرنے کی ادنیٰ قدرت ہو جانے آور اسباب اور سامان حاجت سے زیادہ کی قیمت بقدر نصاب ہو جاتے مثلاً حاجت سے زیادہ پرانے کپڑے ہی دو سو درم کے ہوں۔ یا اپنے رہنے کے مکان سے زیادہ دوسرا مکان یا ایک غلام سے زیادہ دوسرا غلام یا ایک گھوڑی سے زیادہ یا زمیندار کو چار بیلوں سے زیادہ یا اہل علم کو ایک دو ضروری کتابوں سے زیادہ یا قاری کو ایک قرآن سے زیادہ بقدر نصاب ہو جائیں، تو قربانی واجب ہو گی خواہ وہ اسی وقت وجوب کے بعد ہی خرچ ہو جائے، اگر صغیر سن بچہ مالک نصاب ہو تو باپ یا وصی اس کی طرف سے قربانی کر دیں فقیر اور مسافر پر قربانی واجب نہیں، شہر کے لوگ بعد نماز عید الضحیٰ قربانی کریں۔ اور گاؤں والے اگر فجر کے بعد کریں تو بھی درست ہے، قربانی کے جانور بکرا۔ بکری، بھیڑ، بھیڑی، مینڈھا مینڈھی، دنبہ، دنبی، اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس ہیں۔ دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ قربانی کے دن ہیں۔ عید کا دن یعنی دسویں زیادہ افضل ہے۔ ہر ایک آدمی کی طرف سے ایک بکرہ۔ بکری۔ بھیڑ و بھیڑی مینڈھا، مینڈھی برس دن کا یا دو دانت ہو چاہیئے، لیکن دنبہ جس کے چکتی ہوتی ہے چھ مہینہ کا بھی درست ہے۔ جبکہ لحیم شحیم ہو اور سال بھر کی عمر والوں کے ساتھ ملا کر کھڑا ہونے میں دیکھنے والے کو دور سے شبہ ہو کہ سال بھر کا ہے یا چھ مہینے کا۔ بکرا۔ بھیڑ یا مینڈھا جس کے چکتی نہیں ہے وہ برس روز کا ہی ہونا چاہیئے۔ درمختار کے قول صح الجذع ذو سنة اشهر من الضان پر علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھتے ہیں هو بالذال المعجمة بان لانه لا يجوز الجذع من المعز وغيره بلا خلاف كما في المبسوط قهستاني اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا نعمة الاضحية الجذع من الضان یعنی چھ مہینہ کا فربہ دنبہ اچھی قربانی ہے، اور گائے بھینس دو برس کی اور اونٹ پانچ برس کا ہونا چاہیئے۔ کان کٹا۔ دم کٹا، اندھا، کانا۔ لنگڑا جو مذبح تک نہ چل سکے، بہت دبلا۔ بہت بیمار۔ جس کی بیماری ظاہر ہو درست نہیں۔ اور اگر کم حصہ دم کا چکتی کا۔ کان کا کٹا ہوا ہو اور زیادہ باقی ہو تو درست ہے۔ حضرت امام اعظم سے روایات میں تہائی یا تہائی سے کم کٹا ہو تو جائز ہے۔ تہائی سے زیادہ ہو تو جائز نہیں۔ بعض اسی کو صحیح کہتے ہیں، بعض روایات میں جو تہائی کٹا ہوا ہو تو جائز نہیں، جو تہائی سے کم کٹا ہوا ہو تو جائز ہے۔ اور صاحبین رحمہ کے نزدیک جب نصف سے زیادہ ہو اور نصف سے کم کٹا ہوا ہو تو درست ہے۔ اسی کو پسند کیا ہے فقیہ ابو اللیث رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام اعظم کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا کہ جو تمہارا قول ہے وہی میرا قول ہے۔ گویا یہ رجوع ہے اپنے قول سے امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اگر پورا ایک کان کٹا ہوا ہو یا پیدائشی ایک ہی کان ہو۔ یا پیدائشی دونوں کان نہ ہوں تو وہ درست نہیں۔ ہاں اگر پیدائشی چھوٹے کان ہوں تو درست ہے اور جس کے سینگ نہ ہوں خواہ پیدائشی نہ ہوں یا بعد میں اکثر حصہ سینگ کا ٹوٹ گیا ہو لیکن شکستگی مغز تک نہ پہنچی ہو۔ اور ایسا دیوانہ جو گھاس چر لیتا ہو درست ہے اور جو گھاس بھی نہ چر سکے وہ جائز نہیں۔ اور خارش بھرا جانور جو موٹا تازہ ہو درست ہے، اور جو دبلا سوکھا ہو تو درست نہیں اور جس کے زیادہ دانت ٹوٹ گئے ہوں اور چر نہ سکے وہ درست نہیں مگر اتنے دانت ہوں کہ چر لیتا ہو [illegible]

[illegible] درست ہے خواہ خصیتین کوٹے ہوئے ہوں یا نکالے ہوئے ہوں
[illegible] دونوں خصیوں سے ایک ہی ہے۔ حدیث میں جو الفاظ موجوء
[illegible] وہ اسی معنی میں ہے۔ لیکن نکالے ہوئے کی کوئی ممانعت حدیث و
[illegible] میں نہیں ہے۔ خصی کرنے کی ترکیب کا اختلاف ہے نہایت یہ کہ موٹے
[illegible] افضل ہیں۔ اور یہ عدم جواز ان عیوب کی وجہ سے اس
صورت میں ہے کہ وقت خرید کوئی عیب ان عیوب میں سے موجود ہو
اگر کوئی جانور صحیح سالم قربانی کے لئے خریدا اور بعد خریدنے کے ان عیوب
میں سے کوئی عیب ہوگیا۔ تو مالدار آدمی دوسرا جانور بے عیب لے کر
قربانی کرے۔ کیونکہ اس پر قربانی بصفت کمال واجب ہے اور مفلس
وہی عیب دار جانور قربانی کر دے۔ کیونکہ اس پر قربانی واجب نہ تھی
بہ نیت قربانی خریدنے سے واجب ہوگئی۔ اس لئے وہی جانور قربانی کرے
اور اس پر اس نقصان کا کوئی تاوان بھی نہیں۔ اسی اصول پر اگر غنی کے
پاس قربانی کا خریدا ہوا جانور مرگیا تو وہ اور جانور خرید کر قربانی کرے۔
اور مفلس پر کچھ نہیں۔ اگر جانور قربانی کا کھویا گیا یا چوری گیا اور پھر دوسرا
خریدا پھر وہ پہلا بھی قربانی کے دنوں ہی میں مل گیا۔ تو مفلس آدمی ان
دونوں میں سے صرف ایک کی قربانی کرے اور مالدار آدمی دونوں کی کرے
کیونکہ مفلس پر بہ نیت قربانی خرید کرنے سے دونوں کی قربانی واجب ہوگئی
اور اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، او
سات سے کم بھی شریک ہوسکتے ہیں، اور خرید کے بعد شریک کرنے سے
خرید کے وقت ساتوں کا شریک کرلینا بہتر ہے۔ اور ایام نحر میں جانور کا
قربانی کرنا اس کی نقد قیمت دینے سے افضل ہے۔ خواہ غنی ہو یا فقیر
اگرچہ واجب تو اس سے بھی ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کسی خاص بھیڑ
بکرہ وغیرہ کے اوپر بطور نذر یہ نیت کرے کہ اس کو قربانی کروں گا اور
ایام قربانی گذر گئے۔ اور قربانی نہ کی خواہ وہ نذر کرنے والا غنی تھا یا فقیر تھا
اور بہ نیت قربانی جانور خرید لیا اور ایام قربانی گذر گئے اور قربانی نہ کی تو
اس زندہ جانور کو خیرات کر دے یا ذبح کرکے سب کا سب گوشت خیرات
کر دے۔ خود اس میں سے مطلق کچھ نہ کھائے، اگر اس جانور کی قیمت خیرات
کر دی تو بھی درست ہے۔ اور غنی ایام قربانی گذر جانے پر قیمت جانور کی
صدقہ کرے اور اگر خرید لیا تھا تو بعینہ اسی زندہ جانور کو خیرات کرنا یا ذبح
کرکے گوشت خیرات کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ذبح کرے تو اس کا گوشت
خود نہ کھائے۔

[illegible] قربانی میں کوئی عمل آدمی کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک
قربانی سے زیادہ محبوب وپسندیدہ نہیں ہے۔ جانور کا خون زمین پر پہنچنے
[illegible] اللہ تعالیٰ اس سے پہلے اس کو قبول فرماتا ہے اور شرف

[illegible] قہستانی ۲ شامی ۔

بخاطر خود ہی سے شرف فرماتا ہے۔ بھیڑ بکری وغیرہ کے ہر بال کے بدلے
ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا
ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں
حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا ما عمل
ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ
لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم
لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا اور
زید بن ارقم سے مروی ہے قال قال اصحاب رسول اللہ صلعم ما
ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم قالوا فما لنا فیھا
یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا فالصوف قال بکل
شعرۃ من الصوف حسنۃ رواہ احمد وابن ماجۃ۔
ذبح ما بین ٹھوڑی اور سینہ کے گلے کے کاٹنے کو کہتے ہیں اور سے
ہو یا بیچ میں سے ہو کہ جس سے نرخرہ جو سانس کی آمد و رفت کا راستہ
ہے اور مری جو دانہ پانی جانے کا راستہ ہے اور دونوں شہ رگیں کٹ کر
بہتا ہوا خون نکل جائے اور جانور کو لٹانے سے پہلے چھری خوب تیز
کرلینی چاہیئے، تاکہ ذبح میں جانور کو بے فائدہ تکلیف نہ پہنچے اور
جانور کو لٹاکر پھر اس کے سامنے چھری تیز کرنا مکروہ ہے، پانی بھی پہلے
پلادینا چاہیئے۔ بھوکا پیاسا ذبح کرنا نہیں چاہیئے، عن شداد
ابن اوس عن رسول اللہ صلعم قال ان اللہ تبارک
وتعالی کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا
القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم
شفرتہ ولیرح ذبیحتہ رواہ مسلم۔ جانور کو قبلہ رخ لٹاکر
بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ذبح کرنا چاہیئے، بسم اللہ اللہ اکبر کہنے
کے بعد پھر ذبح میں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور افضل یہ
ہے کہ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اور اگر اچھی طرح ذبح
کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے سے دبا کر پکڑنے میں مدد لے، اور جو دوسرا
مسلمان قصاب وغیرہ دبانے پکڑنے میں شریک ہو اس کو بھی بسم اللہ
اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اگر دو آدمی ذبح میں شریک ہوں اور ایک
بسم اللہ اللہ اکبر کہے اور دوسرا نہ کہے تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔
درمختار کی کتاب الاضحیہ میں ہے اراد التضحیۃ فوضع یدہ مع
ید القصاب فی الذبح واعانہ علی الذبح سمی کل وجوبا فلو
ترکھا احدھما وظن ان تسمیۃ احدھما تکفی حرمت اور
ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے آدمی سے بھی ذبح کرا سکتا ہے۔
مگر خود بھی حاضر رہے۔ کیونکہ حضور سرور عالم صلعم نے حضرت سیدہ
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ تم اٹھو اور اپنی قربانی کے

پاس آجاؤ کہ اس کے اول قطرہ خون سے تمہارے سب گناہ معاف کردیئے جاویں گے۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ اور اونٹ کو لٹا کر ذبح نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے کھڑی ہوئی گردن کے نیچے سینہ کے اوپر جہاں گوشت نہیں ہے۔ رگیں مجتمع ہیں بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے رگیں وغیرہ کٹ کر خون جاری ہوجاتا ہے۔ اس کو نحر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فصل لربک وانحر۔

اور صاحب قربانی کے گوشت سے خود بھی کھائے اور فقرا اور اغنیا کو بھی دے اور جمع بھی رکھے اور بہتر ہے کہ ایک تہائی خیرات کرے اور ایک تہائی خود کھائے اور ذخیرہ رکھے۔ ایک تہائی دوست احباب عزیز و اقارب کو تقسیم کرے اور قربانی کے جانور کی کھال یا تو بجنسہ خیرات کردے یا اس کا فرش یا توشہ دان یا جانماز یا ڈول یا مشک بنالے۔ بیچ کر اس کے داموں سے کوئی چیز خریدنی نہیں چاہیئے۔ ہاں موجودہ کھال کے بدلے کوئی دوسری چیز جیسے توشہ دان چھلنی۔ ڈش۔ ڈول۔ دسترخوان۔ ہانڈی پیالہ وغیرہ خریدے۔ یا بدل لے تو درست ہے یعنی ایسی چیزیں جو بعینہٖ قائم اور موجود رہ کر قابل انتفاع رہتی ہیں۔ وہ قربانی کی کھال سے خرید یا بدل سکتا ہے۔ اور جن اشیاء کے خرچ اور صرف ہوجانے سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ جیسے سرکہ۔ گرم مصالحہ۔ نمک۔ آٹا۔ دال وغیرہ کھال کے بدلے میں لینا یا خریدنا درست نہیں۔ اور اگر کھال کو داموں سے فروخت کرے تو اس کے دام خیرات کردے۔ مگر بیچنا کراہت سے خالی نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اس کی قربانی نہیں۔ یہ کم سے کم کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ مگر بیچ جائز ہے دام خیرات کردے۔ اور قصاب کی مزدوری بنوائی کی کھال کی قیمت میں سے نہ دی جاوے۔ علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہیئے۔ اور مکروہ ہے کہ قربانی کے جانور کا صوف۔ اون ذبح سے پہلے اتار لے۔ اور اپنے صرف میں لاوے بعد ذبح کے اتار کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ اور ایسے ہی قربانی کے جانور کا دودھ دوہ کر اپنے کام میں لانا یا بیچ کر داموں سے نفع اٹھانا نہیں چاہیئے بلکہ اس کو خیرات کردے اور قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا تازہ کرنا مستحب اور مستحسن ہے۔ حدیث میں ہے۔ سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم یعنی اپنی قربانیوں کو موٹا کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی لیکن قربانی کے جانوروں کو پھولوں کے یا گوٹے کے ہار سے یا عمدہ پوشش پہنا کر مذبح میں لیجانا مناسب نہیں۔ خصوصاً غیر مسلموں کی دل آزاری کی نیت سے قربانی کے جانور کو سجا کر لیجانا یا جلوس نکالنا قطعاً منع ہے۔

مرکز امامت

(از مولانا ابوالاقبال صاحب ندوی)

[illegible] آپ صاحبین کے تلفظ کچھ جا چکے ، کچھ جا رہے ہیں۔ جو نہیں جا سکتے بدبخت ہیں ، جو حجاز کی طرف نہ جا سکے ، مناسب یہ ہے کہ [illegible] سے کچھ برکت حاصل کی جائے۔

تعلیقات بخاری میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ دو جہاد ہیں ۔ ان میں سے ایک حج ہے شدوا الرحال فی الحج فانه احد الجهادین ، بخاری ہی میں حضور صلعم سے مروی ہے کہ بہترین جہاد حج ہے جو مقبول ہو افضل الجهاد حج مبرور قرآن مجید میں جہاں جہاں حج کا ذکر آیا ہے ، وہاں صراحتاً یا اشارۃً جہاد کا بھی ذکر ہے ، اس سے معلوم ہوا کہ حج اور جہاد دونوں کے مقصد متحد ہیں۔

قرآن مجید میں حج کا ذکر چند مقامات پر ہے ۔ سب سے پہلے سورۂ بقرہ میں حج کا ذکر آیا ہے ۔ یہود نے تحویل قبلہ پر اعتراض کیا تھا ۔ خدا نے تحویل قبلہ کے اسباب بتاتے ہوئے حج کا بھی ذکر کیا ہے ، یہود کا خیال تھا کہ درحقیقت قبلہ ہونے کا شرف صرف بیت المقدس کو حاصل ہے خدا نے فرمایا۔

ولله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم (بقرہ ۱۴)

پورب پچھم (تمام سمتیں) خدا کی ہیں ۔ جدھر منہ کرو ادھر ہی خدا کا رخ ہے کیونکہ وہ گھیرنے والا اور جاننے والا ہے

اس کے بعد کعبہ کو قبلہ بنانے کی وجہ بتائی گئی ہے ۔ خدا نے فرمایا

واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن قال انى جاعلك للناس اماما قال ومن ذريتى قال لا ينال عهدى الظالمين (بقرہ ۱۵)

بنی اسرائیل وہ زمانہ یاد کرو جب ابراہیمؑ کا اس کے رب نے کچھ باتوں میں امتحان لیا ۔ تو انہوں نے ان کو کر دکھایا (اس کامیابی کی وجہ سے بطور انعام) خدا نے کہا تھا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں تو انہوں نے درخواست کی تھی ۔ کہ خدایا میری اولاد کو بھی ۔ فرمایا کہ (سب کو نہیں) کیونکہ میرا عہد ظالموں کے لئے نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو عہدۂ امامت ملا تھا ۔ اس سے مراد رسالت نہیں ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

مراد صرف مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی معاملات میں سعادت ہے ۔ جو [illegible] کے امتحان میں پورا اترنے کے بعد مل سکتی ہے۔

[illegible] وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا

حضرت ابراہیم کو جب خدا نے امام بنایا تو ضرور تھا کہ مرکز امامت کی طرف لوگوں کی توجہ ہو ۔ اس بناء پر کعبہ مکرمہ کو خدا نے لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ بنا دیا۔

واذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى.

اور یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے اجتماع کی جگہ اور جائے امن قرار دیا ۔ (اور حکم دیا) کہ ابراہیم کے مقام کو عبادتگاہ بنا لو۔

خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ کے مقام یا ٹھکانا کو مسلمانوں کا مجمع ، جائے پناہ اور عبادتگاہ قرار دیا ۔ تو حضرت ابراہیمؑ اور ان کے جانشین اماموں سے یہ بھی وعدہ لیا تھا کہ یہ مقام صرف نیکوکاروں (سچے مسلمانوں) کے لئے ہے ۔ غیروں سے پاک رہنا چاہیئے۔

وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين والعاكفين والركع السجود.

ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے وعدہ لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں ، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے (غیروں سے) پاک رکھنا۔

یعنی کسی دوسری قوم کو اس گھر کے قریب آنے دینا ۔ کفار و مشرکین کی نجاست سے اس گھر کو ہمیشہ پاک رہنا چاہیئے ۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ نے سوچا کہ جب تک خدا کی مدد شامل نہ ہو ہم غیروں سے اسے کیسے محفوظ رکھ سکیں گے ۔ اور دنیا والوں سے بالکل الگ تھلگ رہنے سے خطرہ ہے کہ یہاں کے لوگ اوروں سے بیوپار نہ کر سکیں گے اور بھوکے مریں گے ۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دعا کی۔

واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلدا آمنا وارزق اهله من الثمرات من آمن بالله واليوم الآخر.

بار خدایا اس کو مامون و محفوظ شہر بنا اور اس شہر کے لوگوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو پھلوں سے روزی پہنچا۔

یہ دعائے ابراہیم صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص تھی ۔ مگر خدا سب کا رازق ہے اس نے فرمایا کہ

قال ومن كفر فامتعه قليلا ثم اضطره الى عذاب النار وبئس المصير.

اور جو کفر کرے گا تو کچھ دنوں اس کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا ۔ پھر آگ کی طرف بے بس کر دوں گا ، اور یہ بدترین ٹھکانا ہے۔

اس کے بعد خدا حضرت رسول خدا کے متعلق دعائے ابراہیم اور دوسری باتوں کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ اصلی نیکی پورب یا پچھم رخ کرنا نہیں ہے ۔ بلکہ خدا ، آخرت ، فرشتوں ، کتاب ، انبیاء پر ایمان لانا ہے ۔ اس کے بعد تحویل قبلہ کے دوسرے اسباب مذکور ہیں۔

مندرجہ بالا آیتوں میں جو حقائق ہیں ان میں سے ہم کو اس

صرف یہ صرف ایک نکتہ کی طرف توجہ دلانی ہے۔ وہ یہ کہ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ کعبہ مکرمہ کو مرکزی عبادتگاہ مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ اور جائے امن بنانے کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ملت ابراہیم کا پہلا مرکز امامت ہے اور اس کے مرکز امامت ہونے کی وجہ ہی سے اس کو مشرکوں اور کفار سے محفوظ رکھنے کا حکم ہے۔ سورہ حج میں بتایا گیا ہے کہ حج کی فرضیت کے کیا اغراض ہیں۔ خدا نے فرمایا۔

واذ بوانا لابراهیم مکان البیت	یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کا
ان لا تشرك بی شیئا وطهر بیتی	(اس شرط پر) حاکم بنایا کہ میرے ساتھ
للطائفین والقائمین والرکع السجود	شرک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے
واذن فی الناس بالحج یاتوك رجالا	والوں اور قیام کرنے والوں کو رکوع و
وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق	سجود کرنیوالوں کے لئے پاک رکھنا اور

لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس پا پیادہ اور پھر تیلی اونٹنیوں پر ہر بعید مسافت سے آئیں۔

اس آیت میں ”یاتوک“ کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ حج کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ لوگ امام وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا امام وقت کے پاس لوگوں کو بلانے کی غرض کیا ہے۔ سنو خود خدا فرماتا ہے۔

لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم الله	تاکہ وہ اپنے دینی اور دنیاوی ہر طرح
فی ایام معلومات علی ما رزقهم	کے منافع کے لئے حاضر ہوں۔ اور
من بهیمة الانعام فکلوا منها	خدا نے ان کو جو پالتو چوپائے دیئے
واطعموا البائس الفقیر۔ ثم	ہیں ان پر اللہ کا نام لیں بس ان
لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم	میں کچھ خود کھاؤ کچھ بھوکے فقیر کو کھلاؤ
ولیطوفوا بالبیت العتیق (حج)	پھر اپنی گندگی کو دور کریں۔ اپنی نذریں

پوری کریں بیت عتیق کا طواف کریں۔

ان آیات میں سب سے پہلی غرض فرضیت حج کی یہی بتائی گئی ہے کہ لیشهدوا منافع لهم (لوگ اپنے لئے منافع حاصل کریں۔) آنحضرت صلعم نے جب حج فرمایا اور صفا و مروہ کے درمیان جب سعی کرنی چاہی تو پہلے آیت تلاوت کی۔ ان الصفا والمروة من شعائر الله۔ پھر فرمایا کہ جس جگہ کا خدا نے پہلے ذکر کیا ہے۔ وہیں سے ابتدا کرو اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں کسی چیز کے ذکر کا مقدم ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

ان آیات کو باہم ملا کر غور کرو۔ دنیا میں سب سے پہلے حج کی حقیقت یہ تھی کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا۔ وہ امتحان میں کامیاب اترے۔ اس لئے خدا نے ان کو امامت سپرد کی اور ان کے مرکز کو مثابة للناس لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ قرار دیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ دنیا بھر کے نیکوکار بندے مرکز امامت میں آ کر اپنے امام سے ملیں اور اپنی منفعت کی باتوں پر غور کریں لیشهدوا منافع لهم اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خدا کی عبادت بھی کریں۔

خداوند عالم نے حج کے ذکر کے ساتھ مسجد حرام کے لئے یہ بھی فرمایا ہے

جعلناه للناس — ہم نے اسے سب لوگوں کے لئے بنایا ہے

وہاں کا مقیم اور باہر سے آنے والے سب برابر ہیں۔

کیونکہ کعبہ مکرمہ صرف عرب کا یا کسی ایک نسل کا مرکز امامت نہیں بلکہ تمام دنیا کے امام کا مرکز ہے۔ البتہ جو لوگ طواف و اعتکاف رکوع و سجود وغیرہ طریق اسلام سے منکر ہیں ان سے اس گھر کو پاک رکھنا چاہیئے۔

حج اور جہاد دونوں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی بدی اور گناہ کا استیصال اور نیکی اور ثواب کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ مگر جہاد ایک تخریبی عمل ہے اور حج ایک تعمیری کام ہے۔

حج کی حقیقت اور اصلی غرض صرف یہ ہے کہ سال میں ایک مرتبہ تمام دنیا کے نیکوکار بندے خدا کے مرکزی گھر میں آئیں اور اپنے بھلے پر غور کریں۔ اپنے امام کے احکام کو سنیں اور سالانہ اس کی شریعت کے احکام کے سامنے پیش ہوں۔ اور وہ ان پر عمل کریں۔

حج میں جو جو کام اور عبادتیں انجام دی جاتی ہیں وہ ذریعہ ہیں خدا کی مہربانیوں کے حصول کا لیکن حج کا اصلی مقصد تمام دنیا کے مسلمانوں کا یکجا ہو کر اپنے منافع کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کے بعد حج نام رہ گیا تھا صرف طواف کا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے اور اونٹوں کی قربانیوں کا۔ لیکن جب خدا نے دعائے ابراہیمؑ کے مطابق دنیا کے رسول اعظم کو جو امام اعظم بھی تھا مبعوث کیا تو ہم کو بتایا گیا کہ خدا کو اس میں گوشت اور خون کی حاجت نہیں۔ وہ قلوب کا تقوی چاہتا ہے آنحضرت صلعم نے حج سے وہی کام لینا شروع کیا جس کے لئے حج ضروری قرار دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو یاد ہے کہ حج کے موقعہ پر آنحضرت صلعم ہر قسم کے مسائل بیان کرتے معاہدوں کو قبول اور فسخ کرنے کا اعلان بھی اسی حج کے دن ہوتا۔ سورہ براۃ پڑھو اور پڑھ کر کفار کو اعلان جنگ کہاں اور کس دن دیا گیا۔

واذان من الله ورسوله الی الناس یوم	اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز
الحج الاکبر ان الله بریء من المشرکین	لوگوں کو اعلان ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے

کیا تم اس سے کچھ نتیجہ نکال سکتے ہو۔ امام وقت مدینہ میں تھا لیکن فسخ معاہدہ کا اعلان مکہ میں حج اکبر کے دن کیا گیا کیونکہ یہ اعلان نہ صرف خدا اور رسول کا بلکہ سارے مسلمانوں کا تھا۔ آج بھی مسلمانوں کا معاہدہ وہی معاہدہ ہے جس کا اعلان حج کے روز مجمع عام میں کیا جائے۔

کیف یکون للمشرکین عهد عند الله	اللہ اور اللہ کے رسول کے نزدیک کیسے
وعند رسوله الا الذین عاهدتم	عہد ہو سکتا ہے بجز ان لوگوں کے جن
عند المسجد الحرام۔ (توبہ)	سے مسجد حرام کے پاس تم نے معاہدہ کیا

حقیقت قربانی کا ایک درس

[illegible]

[illegible] اسلام کا سب سے بڑا تہوار ہے۔ اس تہوار کی شان [illegible] کے تہواروں تک محدود نہیں بلکہ تمام مذاہب و اقوام عالم کے [illegible] عید کا [illegible] خالی۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کا سمٹ کر [illegible] ہو جانا [illegible] اور ہر [illegible] کا ایک فقیرانہ چادر [illegible] نیاز مندی کا پیکر بن جانا۔ ایک چھوٹی سی چادر [illegible] ہر شخص کا دیوانہ وار [illegible] لگانا۔ اور پھر تین دن کے اندر لاکھوں [illegible] کو اپنے معبود کی رضا و خوشنودی پر قربان کر دینا کہ اگر ان سب کا خون بہ جائے تو دریا بہہ جائے، یہ سب ایسی باتیں ہیں جنہوں نے حقیقت میں اس کو دنیا کا سب سے بڑا اصلاحی تہوار بنا دیا ہے۔

یہ تو عید اضحیٰ کا ایک ظاہری پہلو ہے۔ لیکن اسلام ظاہر پرست نہیں ہے اس کے ہر ظاہر میں ایک باطن اور ہر صورت میں ایک شاہد حقیقت جلوہ آرا ہوتا ہے۔ اس کے تہوار موسمی تغیرات کے جشن یا قومی کارناموں کی یادگاریں نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے اندر ایک خاص تعلیم پوشیدہ رکھتے ہیں۔ پس اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ عید اضحیٰ کے ان اوپری مظاہرات میں کونسی باطنی تعلیم مضمر ہے۔

یہ تہوار ملت حنیفی کے سب سے پہلے داعی حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان کارنامہ کی یادگار ہے، جو تسلیم و رضا اور بندگی و عبدیت کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ آج سے پانچہزار سال پہلے کالڈیا کے بت پرستوں میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تمام قوم درختوں اور پتھروں کو پوجتی ہے۔ اس کے گرد ہر طرف صنم پرستی کا چرچا ہے۔ خود اس کے گھر میں بت تراشے جاتے ہیں۔ مگر اس کا قلب سلیم ان بے جان مورتیوں کو اپنا معبود تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف کہہ دیتا ہے۔ انّی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین [illegible] ان چیزوں کو تم لوگ پوجتے ہو ان سے میرا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ میں تو اسی کو پوجوں گا جس نے میری فطرت کی تخلیق کی ہے۔ اور وہی مجھے [illegible] پر لگا دے گا۔ اس کے سامنے چمکتا ہوا تارا آیا کہ اسے دھوکے [illegible] سامنے روشن چاند آیا کہ اس کی جبین نیاز کو اپنے سامنے [illegible] کرے۔ اس کے سامنے آفتاب عالمتاب آیا کہ اس کی [illegible] حقیقت [illegible] کو خیرہ کر دے۔ مگر اس نے ملکوت السموات والارض [illegible] کے لئے [illegible]۔ اور صاف کہہ اٹھا [illegible] انی [illegible] کو [illegible] حنیفاً [illegible]

[illegible] الذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔

یہی توحید کی لگن تھی جس نے ذہن ابراہیمی کو پیدا کیا ہے۔ اور جس کا [illegible] کسی اور کو شریک کرنے والوں میں نہیں ہوں [illegible] کے وقت [illegible] جب اپنے مذہب سے [illegible] انحراف [illegible] کی کھلی کھلی توہین کرتے دیکھا تو انہیں [illegible] نہیں چاہی۔ تا کہ کسی طرح گمراہی پر باقی ہو جائے۔ مگر اس کو اپنے گھر بار۔ قوم اور وطن سب کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نکل کھڑا ہوا۔ اور حق کی محبت نے اس کے دل سے تمام محبتوں کو نکال دیا۔ حکومت نے اس کے پائے [illegible] ڈالنی چاہی۔ نمرود نے اس کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا۔ مصائب کے ذریعے [illegible] آلام نے اس کے عزم کو توڑنا چاہا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر سب کے منہ بند کر دئے۔ کہ الذی خلقنی فھو یھدین والذی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین۔

اس شان توکل سے وہ عراق کے سرسبز و شاداب میدانوں کو چھوڑتا ہے اور حجاز کے ایک بے آب و گیاہ میدان میں اپنی بیوی اور اپنے بچے کو آباد کر دیتا ہے۔ لیکن وہ جس نے اس کے صنم کدہ دل کو باپ بھائی۔ خاندان۔ قوم اور وطن سب کی محبتوں کے بتوں سے خالی کر کے صرف اپنی محبتوں کیلئے مخصوص کر لیا تھا۔ اس کو گوارا نہ کر سکا کہ بیٹے کی محبت بھی اس میں شریک رہے۔ چنانچہ اس نے مطالبہ کیا کہ اگر ہم سے محبت رکھنی ہے تو اس کو بھی قربان کر دو۔ وہ اگرچہ تسلیم و رضا کا پتلا تھا۔ مگر پھر باپ تھا۔ اس نے بیٹے سے پوچھا انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ پھر اب کہو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ کوئی اور بیٹا ہوتا تو شاید جان دینے سے جی چراتا۔ مگر وہ تو اسی پیکر اسلام کا بیٹا تھا۔ اس نے بلا تامل کہا کہ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ ابا جان کر گذریئے جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

یہ ان باپ بیٹوں کا وہ کارنامہ تھا۔ جس کے سامنے دنیا کی [illegible] یاں تمام بندگیاں اور تمام عبدیتیں ہیچ ہیں۔ باپ [illegible] بچے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو جانا۔ اور بیٹے کا خوشی خوشی اپنے گلے پر چھری چلوانے کے لئے راضی ہو جانا محبت و رضا جوئی کا وہ آخری درجہ ہے جس کے بعد اور کوئی درجہ ممکن نہیں ہے۔ پس سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل صاحب تسلیم و رضا کے اس آخری

پھر جب پہنچ گئے تو اللہ نے انہیں مسلم یعنی سچے فرماں بردار کا خطاب عطا فرمایا۔ اور ان کے اس شیوۂ تسلیم کو اسلام یعنی حق کی فرماں برداری کے لفظ سے تعبیر کیا چنانچہ فرمایا ہے کہ

فلما اسلما وتله للجبین وناديناه	پھر جب انہوں نے اسلام (فرماں
ان یا ابراھیم قد صدقت	برداری) کا اظہار کیا اور اس نے
الرؤیا انا کذلك نجزی المحسنین	لڑکے کو پیشانی کے بل گرا دیا تو ہم نے
ان ھذا لھو البلاء المبین	پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب کو سچا

کر دکھایا۔ ہم اسی طرح محسنوں کو جزا دیتے ہیں حقیقت میں یہ بڑی آزمائش تھی۔

اور دوسری جگہ اسی فرماں برداری کے متعلق فرمایا ہے

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت	جب اس سے اس کے پروردگار
لرب العلمین ۔	نے کہا کہ اسلام لے آ تو اس نے کہا

میں اسلام لایا پروردگار عالم کے لئے۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام جس فرماں برداری، جس اطاعت اور جس شیوۂ تسلیم کا نام ہے، اس کی حقیقت یہی ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کا عمل حقیقت اسلامی کا صحیح نمونہ پیش کرتا ہے۔ اور قرآن کی اصطلاح میں "مسلم" وہی ہے جو اللہ کی محبت میں سب محبتوں کو قربان کر دے۔ محبت الٰہی کی لذتوں پر تمام لذتوں اور آسائشوں کو تج دے اور اس کے مقابلہ میں جان، مال، عزت، آبرو، اولاد، عزیز، اقارب، قوم، وطن، غرض کسی چیز کو بھی عزیز نہ رکھے۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معه کا اشارہ صاف بتلاتا ہے۔ "اسلام" وہی ہے جو ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے دل میں تھا۔ اور "مسلم" کی زندگی کا صحیح نمونہ وہی ہے۔ جو ان دو اولین مسلموں نے پیش کیا۔ پس یہ جو ترکنا علیه فی الاٰخرین کے بموجب سال کے سال اس ذبح عظیم کی یادگار منائی جاتی ہے تو اس سے دراصل حضرت ابراہیمؑ کی نقل مقصود نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو سال بھر میں ایک دفعہ حقیقت اسلامی کا درس دینا مقصود ہے جو آج سے پانچ ہزار سال پہلے حجاز کی ایک وادی غیر ذی زرع میں پیش کیا گیا تھا۔

پھر یہ حقیقت اسلامی کا محض درس ہی نہیں بلکہ اس امر کا اعلان بھی ہے کہ حضرت حق کی بارگاہ میں جب کوئی سچی فرماں برداری کا ہدیہ پیش کرتا ہے تو اس کو کس کس طرح نوازا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اخلاص و محبت کا جو ہدیہ پیش کیا تھا اس [illegible] کا درجہ علیٰ کی نوازش تو یہ دیکھئے کہ ان کے ایک ایک عمل کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا گیا۔ اور اسے وہ بقائے دوام عطا کیا گیا جس پر بڑے بڑوں کو رشک آتا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے جو چار دیواری تعمیر کی تھی اسے اللہ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلۂ مقصود اور کعبۂ آمال بنا دیا۔ انہوں نے اللہ کے اس گھر کے گرد جس [illegible] و وارفتگی کے ساتھ طواف کیا تھا وہ کچھ ایسا مقبول ہوا کہ ساری امت مسلمہ کے لئے اسی طرح طواف کرنا لازم کر دیا گیا۔ انہوں نے اپنے دوست کی ندا پر لبیک کی والہانہ صدا بلند کی تھی وہ ادا بے کچھ ایسی پسند آئی کہ ہر مسلمان کے لئے طواف کے وقت وہی صدا بلند کرنا ضروری ہو گیا۔ انہوں نے اپنے محبوب کے دربار میں جانے کے لئے جو عاجزانہ لباس اختیار کیا تھا وہ اسے اس قدر بھایا کہ اس نے اپنے گھر کی طرف آنے کے لئے وہی لباس مقرر کر دیا۔ انہوں نے بے خبری کی حالت میں بیٹا سمجھ کر جو دنبے کو ذبح کیا تو یہ منظر اس کی نظروں میں ایسا کھب گیا کہ اب سال کے سال وہی منظر پیش کرنا تقرب کی لازمی شرط بنا دیا گیا۔ اور حدیث ہے کہ ان کی مہاجرہ بیوی جب اپنے شیرخوار بچے کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں نکلیں اور سراسیمگی کے عالم میں صفا اور مروہ کے درمیان انہوں نے کئی چکر لگائے تو یہ دل لبھانے والا نظارہ بھی قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

انعام و اکرام کی یہ بارش یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ آگے چل کر ہم داد و دہش کی وہ شان دیکھتے ہیں جو حقیقت میں حضرت حق کی فیاضی و دریا بخشی کی مظہر اتم ہے۔ جس وقت یہ دونوں باپ بیٹے اس تپتے ہوئے ریگزار میں اللہ کے اس مقدس گھر کی بنیاد رکھ رہے تھے تو ان کی زبان پر عالم ذوق و شوق میں بے اختیار یہ دعا جاری ہو گئی کہ

ربنا تقبل منا انك انت السمیع	اے ہمارے رب ہماری عرض نیاز کو
العلیم ۔ ربنا واجعلنا مسلمین	قبول کر کہ تو ہی سننے والا اور جاننے
لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك	والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا
وارنا مناسکنا وتب علینا انك	فرماں بردار بندہ بنا اور ہماری نسل
انت التواب الرحیم ۔ ربنا وابعث	میں ایسی قوم پیدا کر جو تیری فرمانبردار
فیھم رسولا منھم یتلو علیھم	ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے
ایاتك ویعلمھم الکتب والحکمة	بتا اور ہماری خطاؤں سے درگذر
ویزکیھم انك انت العزیز	کر کہ تو ہی سب سے بڑا خطا بخش اور
الحکیم ۔	رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب

ان کے درمیان خود ان ہی میں سے ایک رسول بھیج۔ جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔ یقیناً تو ہی عزت اور حکمت والا ہے۔

اور

رب اجعل ھذا البلد امنا	اے پروردگار اس شہر کو مامون کر دے
واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام	اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے

ربِّ انہن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون

بچا کہ ہم بتوں کو پوجنے لگیں۔ اے پروردگار ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس جو کوئی میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میرے خلاف عمل کرے تو تو رحیم و غفور ہے۔ اے رب میں نے اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایک بے آب و گیاہ وادی میں بسا دیا ہے۔ تاکہ نماز قائم کریں پس تو لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں سے رزق عطا کر شاید کہ وہ تیرا شکریہ ادا کریں۔

یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ اللہ نے اسے لفظ بلفظ پورا کر دکھایا۔ امت مسلمہ کی تاریخ شاہد ہے کہ اقوام عالم میں سب سے پہلے ذریت ابراہیم کو اعلائے کلمۃ اسلام کی خدمت کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اور وہی اسلام لانے والوں کی سرخیل بنائی گئی۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم ط کی صداقت گواہ ہے کہ اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں جو ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کیا۔ جس نے آیات الٰہی کی ایسی تلاوت کی اور ان کے نفوس کا ایسا تزکیہ کیا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی ایسی تعلیم دی کہ نہ کسی نے اس سے پہلے یہ خدمت اس شان سے انجام دی تھی اور نہ بعد میں کوئی انجام دے سکا۔ اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا ویتخطف الناس من حولہم کا ارشاد گواہی دیتا ہے کہ اللہ نے اس پاک شہر کو ایسا مامون کیا کہ اس کے جانور اور اس کی گھاس پات تک ہر قسم کی تعدی سے محفوظ ہو گئی۔ اور اس پر الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کا ارشاد مزید گواہی دیتا ہے کہ جس کسی نے اس حرم امن کی مامونیت کو مٹانا چاہا اسے اللہ نے خود مٹا کر رکھ دیا۔ پھر جس طرح اللہ نے اسے "بیت الحرام" کو تمام دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ بنا کر لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دل سے اس کی طرف مائل کر دئے اور جس طرح اس کے باشندوں پر رزق و ثمرات کی بارش کی وہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے آخری حصہ کو بھی پوری طرح قبولیت کا شرف عطا کیا۔

یہ جو کچھ بھی سرفرازیاں اور لطف و کرم کی بارشیں تھیں سب اس "فرمان برداری" کا انعام تھیں جسے اللہ نے "اسلام" کے جامع لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ پس عید الضحیٰ جو اس پہلی اور سب سے بڑی قربانی کی یادگار ہے دراصل ہمارے لئے ہر سال وہ گرانہ پیغام لاتی ہے کہ اصل اسلام یعنی فرماں برداری ہے۔ اور جو شخص اس قسم کا مسلم یا فرمانبردار ہوتا ہے اس کا قلب درحقیقت لوح محفوظ کا آئینہ ہو جاتا ہے کہ اس سے جو کچھ نکلتا ہے پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم

ایڈیٹر ہند علامہ مولوی عبد الرحمن صاحب راسخ، مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کام شریعت کو جام معرفت پلاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے۔ کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت۔ عالموں کو اس کی ضرورت فاضلوں کو، اہل فقیروں، بادشاہوں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اور ہر وقت اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے فاضل اجل نے لکھا ہے جو نہ صرف تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ ہمہ تن حال و قال تھا۔ لکھا ہے جس کی شرح نہ صرف شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار معرفت کی تفصیل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا تصوف ہے جو شرح کی صورت میں نمودار ہوا، زبان کی سلاست، ہر محل باشعار، کیف تصوف، اسرار اولیا، تذکرۃ الصحابہ اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے، مثنوی کا ہر شعر علیحدہ لکھا ہے بعض الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی ہے، ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب کی گئی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ لفظی بھی کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور عجیب و غریب عرفانی تشریح کی گئی ہے جس کا اندازہ اس قدر واقعہ ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ بہت قرآن و زبان پہلوی حیا کیا بلکہ تقریباً تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے منطبق کیا ہے۔ بڑی تقطیع کے پانچسو صفحوں کی ضخامت ہے۔

قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]۔

بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے مجلد

یہ ایک ہزار صفحوں کی بے مثل کتاب ہے اور گیارہ حصے ہیں، اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] اس میں حسب ذیل بیان ہیں۔ پہلا حصہ الف، ب سے لیکر خط لکھنے تک کچھ عقائد کا بیان [illegible] صفحات، دوسرا حصہ [illegible] حیض و نفاس اور نماز کے مسائل [illegible] صفحات تیسرا زکوٰۃ و حج، روزہ، قربانی، منت وغیرہ کے مسائل [illegible] صفحات چوتھا طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام [illegible] صفحات پانچواں [illegible] حقوق معاشرت، زوجین اور قواعد تجوید [illegible] صفحات، چھٹا اصلاح باطن، تہذیب و اخلاق، ذکر قیامت و جنت [illegible] صفحات، ساتواں اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی [illegible] [illegible] صفحات [illegible] بیبیوں کی حکایات، دستکاری، اخلاق [illegible] صفحات۔ [illegible] ضروری اور مفید علاج معالجہ [illegible] عورتوں کے سو صفحات [illegible] ضروری باتیں [illegible] صفحات [illegible]

[illegible] کامل ۱۱ حصے [illegible] کل تین روپے۔

بچے کا خواب

(از جناب مولانا [illegible])

آج سے ہزارہا سال قبل کا زمانہ ہے۔ لیکن وہی انسان ہے۔ اور وہی اس کی بدبختیاں۔ وہی نفس کی پرستی ہے اور وہی اس کی تباہ کاریاں۔ وہی خاک کا پتلا ہے اور وہی اس کی مرامیاں۔ عرب کے شمال میں ایک زبردست و پرقوت قوم کا تمدن پھیلا ہوا ہے۔ تاج سلطنت ایک گردن کش کے سر پر غرور کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ آج کل کی متمدن قوموں کی طرح اس وقت کی بھی متمدن قوم کی "ترقیوں" کے ہر طرف چرچے ہیں۔ بڑی بڑی فوجیں آراستہ ہیں۔ بڑی بڑی عمارتیں اور شاندار کوٹھیاں تعمیر ہو رہی ہیں۔ علوم و فنون کے درس بڑے ذوق و شوق سے پڑھے اور پڑھائے جا رہے ہیں۔ سائنس کی ترقیوں نے ہیئت و نجوم کے بڑے بڑے "ماہرین فن" پیدا کر دیے ہیں۔ "آرٹ" کی ترقیوں نے سنگ تراشی اور بت تراشی (آج کل کی اصطلاح میں "اسکلپچر") کو فروغ دیکر ہر ہر گھر کو بتکدہ بنا رکھا ہے۔

ایک طرف تہذیب و تمدن، دولت و حکومت، علم و فن و صنعت و حکمت کی ترقیوں کا یہ سیلاب امڈا ہوا ہے، دوسری طرف ٹھیک اسی نسبت سے آجکل کی ترقی یافتہ قوموں کی طرح، اخلاق و روحانیت کے چشمے خشک ہو چکے ہیں۔ نیکی اور پاکیزگی کی کھیتیاں پامال ہو چکی ہیں۔ دیانت و راستی کے باغیچوں میں خاک اڑ رہی ہے۔ عدل و امانت کے خزانے خالی ہو چکے ہیں۔ خالق سے رشتہ ٹوٹ چکا ہے، مخلوق پرستی دلوں میں رچی ہوئی ہے۔ اور مادی تمدن کے پہلو بہ پہلو اخلاقی جاہلیت اس نوبت کو پہنچی ہے کہ جن گردنوں کو کبھی اور سچے خدا کے آگے جھکنے سے عار و انکار ہے وہ ہر جھوٹے معبود کے آگے خوشی سے جھکی ہوئی ہیں۔ اور جن دلوں سے فاطر السمٰوٰت والارض کی یاد مٹ چکی ہے، وہ فطرت کے ہر ادنیٰ اور پست منظر، ہر چمکتے ہوئے تارے، ہر تراشے ہوئے پتھر، ہر خاک کے ڈھیر کی پرستاری میں لگے ہوئے ہیں۔

اس سرزمین پر اس فضا میں، اس قوم کے درمیان ایک اللہ کا بندہ آنکھیں کھولتا ہے اور پکارتا ہے کہ "میں تمہاری ان باطل پرستیوں سے بیزار ہوں، میں نے اپنی لو مخلوقات سے نہیں، خالق سے لگائی ہے، میں آثار و مظاہر فطرت کا پجاری نہیں۔ بلکہ فاطر السمٰوٰت والارض کے آگے سر جھکانے والا ہوں۔ یہ ستارے اور ماہتاب اور آفتاب جو میری ہی طرح بے بس و مجبور ہیں۔ میں ان کی سیوا کرنے والا نہیں۔ میں نے تو اپنا رشتہ اس سے جوڑ لیا ہے، جو سب مجبوریوں سے پاک و بالاتر ہے، جو سب پر قدرت رکھنے والا اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔" جہاں

کے درمیان ایک بچے کی یہ آواز بغاوت کی آواز تھی۔ بغاوت بھی کیسی؟ حکومت وقت سے بغاوت، قانون سے بغاوت، دستور، قوم و ملک سے بغاوت۔ آئین، تہذیب و تمدن سے بغاوت، کنبہ و قبیلے سے بغاوت، بزرگوں اور عزیزوں سے بغاوت، خاندان والوں سے بغاوت۔ ایسے باغی "مجرم" کو جس سلوک کی توقع ہو سکتی تھی، وہی ہو کر رہا۔ ایسے سخت باغی کو جو کچھ پیش آ سکتا تھا، پیش آیا۔

خانگی زندگی یوں تلخ ہوئی کہ باپ کو بت تراشی و بت پرستی پر ٹوکا۔ حکومت سے یوں چھڑی کہ بادشاہ وقت کو خدائی قانون اور ربانی آئین کی یاد دلائی۔ اس نے جھنجھلا کر جواب دیا "کہاں کی ربوبیت؟ اور کیسی الوہیت؟ سارے اختیارات تو مجھے حاصل ہیں، سب کچھ میں ہی کرتا ہوں، اشخاص و جماعات کی زندگی و موت، پرورش و ہلاکت تو میرے بس میں ہے، میرے سامنے کسی اور برتر و اعلیٰ قانون کی کیا بے معنی گفتگو کر رہے ہو!" قوم یوں بگڑی کہ اس کے معبودان باطل کی، اس کی باطل پرستیوں کی، اس کے جھوٹے دیوتاؤں کی علانیہ تحقیر و تذلیل کی۔ آج دنیائے متمدن کی کون قوم ایسی ہے، جو اپنے قومی جھنڈے کی توہین برداشت کر سکتی ہے؟ برطانیہ کے لئے شیر اور گھوڑا، جرمنی کے لئے عقاب امریکہ کے لئے ستارے، کس پرانی قوم کے دیوتاؤں اور بتوں سے کم اہمیت رکھتے ہیں۔ کیسی کیسی خونریز جنگیں انہی مقصد پر برپا ہوتی رہتی ہیں کہ ایک قوم کے کسی فرد نے دوسری قوم کے سرکاری نشان یا شاہی جھنڈے کی توہین کر دی، آج کی متمدن قوموں کو اپنے اسلحہ آتشیں پر ناز ہے اس متمدن قوم کے ہاں بھی سب سے بڑا اور قومی عذاب آگ ہی کا تھا۔ حکم ہوا کہ اس دعوائے توحید کے علمبردار کو، اس معبود قومی کی توہین و تحقیر کرنے والے کو، اس بے باک "باغی" کو آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا جائے۔ انسانوں نے انسان کے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن دیکھتے ہوئے انگاروں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں نے، جھلس دینے والی آنچوں نے انسان کا نہیں انسان کے پیدا کرنے والے کا کہنا مانا۔ اور مجبور و بے بس انسان کے بجائے اس قدرت والے اور اختیار والے کے حکم کی تعمیل کی جو سب کیمیاگروں سے بڑا کیمیا ساز ہے۔ اور جو آج بھی گرمی و سردی۔ خشکی و تری کے قوانین و ضوابط میں اپنی مرضی کے موافق اس طرح ادل بدل کرتا رہتا ہے کہ سائنس کے بڑے بڑے "ماہرین فن" کی عقلیں دنگ رہ رہ جاتی ہیں۔

بہر حال پاک اور بے نیاز مالک نے اپنے ایک ہی پرستار کی حفاظت کی اور ہر طرح پر کی۔ گھر چھڑایا۔ باپ کو چھڑایا۔ کنبہ والوں کو بیزار کیا۔ بستی والوں کو دشمن بنایا۔ قوم والوں میں نفرت پیدا کر دی۔ حکومت کو دشمنی پر آمادہ کر دیا۔ آگ میں زندہ ڈلوا دیا۔ [illegible]

[illegible] عمر کی جب آزمائش اور پوری کی پوری ناخن ہو چکی
[illegible] یہ خیال گذرا کہ اب بڑھاپا آ پہنچا ہے سکت نہ
[illegible] بیمار پڑے گی یا ہمیں لاحق اب شاید یاد رہے سب کا
[illegible] سامنے بہت سب لگی تھی تو اس کی کہ آئندہ تو جیسی کی وحشت
[illegible] ہوگا سمجھ تھا، تو اس کا کہنے کے بعد اس دولت بے بہا
اور اس نعمت عظمیٰ کا وارث کون ہوگا۔ دعا کی اور اس سے دعا کی جو
[illegible] اور مشکروں تک کی سنتا ہے۔ کہ رب ہب لی من الصالحین۔
سے سمجھ گیا! مجھے اولاد نیکوکار عطا کر۔ مانگنے والے کے الفاظ کو ذرا
دیکھئے دنیا میں لوگ اولاد خوبصورت مانگتے ہیں، تندرست مانگتے
ہیں جو والدین کو خوب کما کما کر کھلائے اور ان کا نام دنیا میں روشن
رکھے۔ لیکن اللہ کے در کا یہ بھکاری یہ کچھ نہیں مانگتا۔ وہ اولاد کا
لفظ تک زبان پر نہیں لاتا۔ اس کے دل میں طلب اور زبان پر آرزو
صرف ایک بندہ "صالح" کی ہے۔ سوال صرف کسی کریم سے تھا، دعا قبول
ہوتی ہے اور صرف منہ مانگی مراد ملتی ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بہت کچھ زائد
مرحمت ہو جاتا ہے۔ جواب ملتا ہے کہ ابراہیم! تمہیں لڑکے فبشرناہ بغلام
حلیم کی بشارت ہو۔ اور لڑکا بھی کیسا۔ محض تمہارا فرماں بردار ہی
نہیں، محض نیکوکار ہی نہیں۔ بلکہ نیکوکاری سے بڑھ کر تمہاری صفت "حلم"
سے موصوف ہو۔ جیسے تم حلیم ہو، ویسے ہی وہ بھی حلیم ہوگا۔[1]

بوڑھے باپ کا دل یہ بشارت پا کر باغ باغ ہو گیا۔ محض اسی
قدر وعدہ نہیں ہوتا۔ کہ اس کبر سنی میں ایک فرزند عطا ہوگا۔ بلکہ
صحیح وسالم، زندہ و تندرست فرزند عطا ہوگا۔ جو مادی و روحانی
دونوں حیثیتوں سے باپ کا عصائے پیری بنے گا۔ اور اپنے رشد و
سعادت، اپنے علم و صلاحیت کے لحاظ سے بھی باپ کا سچا جانشین ہوگا
اولاد کی نعمت جب کبھی بھی حاصل ہوتی ہے۔ دل کا کنول کھلا دیتی
ہے چہ جائیکہ بڑھاپے کی اولاد۔ اور پھر کیسی سعید و صالح اولاد!
بوڑھے ماں باپ نے خدا معلوم کن کن تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ
یہ زمانہ گزارا ہوگا! بالآخر وہ مبارک گھڑی آ ہی گئی۔ جس کے طلوع ہونے کی
خوش خبری خود زمینوں اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے نے سنائی تھی۔
بچہ پیدا ہوا اور بڑھا۔ ظاہر ہے کہ جو اپنے والدین کا اکلوتا نور نظر، اور
اپنے رب کا منظور نظر تھا، اس کی تربیت و پرداخت کس ناز و نعمت سے
ہوئی ہوگی! قدرت کی مخفی و باطنی توجہات اس کی خدمت کے لئے
وقف ہو گئیں۔ فطرت کی خاموش و بے زبان طاقتیں اس کی گہوارہ
جنبانی میں مصروف ہو گئیں۔ وہ پلا اور بڑھا۔ فلما بلغ معہ السعی
بڑھ کر سعی کے قابل ہو گیا۔ کہ باپ کے کام کاج میں مدد دینے لگے
باپ کے ساتھ [illegible] دوڑ دھوپ میں شریک ہو سکے۔ باپ کی خدمات

دین کا بوجھ اٹھانے لگے۔ جب سالہا سال کی پرورش، تربیت و نگہداشت
نے فطری محبت کے تعلق کو اور زیادہ گہرا اور مضبوط بنا دیا اور جب
باپ کے دل میں دین کی خدمت کے لئے بیٹے کی طرف سے سینکڑوں
آرزوئیں اور امنگیں جوش لے اور دلبستگی و تمنا بڑھ چکی۔ تو دفعتاً ایک
شب کو جبکہ اس نوجوان کے پجاری کی آنکھیں سو رہی تھیں۔ لیکن
دل جاگ رہا تھا اس کو دکھایا گیا۔ اور صبح کو اسی کی زبان سے اس کو
اسی لخت جگر کے سامنے بیان کرایا گیا۔ کہ جان نثار کرنے والا باپ اپنے
قال یا بنی انی اری فی المنام — ہاتھ میں چھری لئے ہوئے اس
انی اذبحک۔ — معصوم و دلبند، اپنے اسی آنکھوں
کے تارے، اپنے اسی کلیجے کے ٹکڑے کے حلقوم پر چلا رہا ہے۔

یہ خواب "واہمہ" کی کرشمہ سازی نہ تھی۔ یہ خواب فتور ہضم کا
نتیجہ نہ تھا۔ بدخوابی نہ تھی، خواب تھا۔ پریشان خاطری کا ثمرہ نہ تھا
روح کے عروج کا نشان تھا۔ جھوٹوں کا خواب و خیال نہ تھا سچے
کا رویائے صادق تھا۔ اس سچے کا خواب تھا، جس سے نسبت پانے
پر خود سچائی کو فخر و شرف ہے۔ نفس کی اس پاکیزگی، روح کی اس
لطافت کا آئینہ تھا جہاں تک ژونگ و فرائڈ[2] کا طائر فکر و وہم اڑ کر بھی
نہیں پہنچ سکتا۔ اس امی نے جو دنیا کے تمام "ماہرین نفسیات" سے
بڑھ کر نفسیات بشری کا ماہر تھا فرمایا ہے۔ اور بالکل سچ فرمایا ہے۔ کہ
"تم میں سے جو اپنی گفتگو میں زیادہ سچے ہوتے ہیں انہیں کے
خواب بھی زیادہ سچے ہوتے ہیں"[3] شعور خفی شعور جلی ہی کا عکس ہوتا
ہے جس نے اپنے شعور جلی کو بالکل خالص بنا لیا، اس کا شعور خفی بھی
لازمی طور پر خالص ہو کر رہے گا۔ جس نے سچائی کو اپنا کر لیا۔ سچائی
خود اس کی ہو گئی۔ جس کی شان صدق مطلق کی بارگاہ سے صدیقاً
نبیاً کی آیت نازل ہو چکی ہے۔ اس کی سچائی کی گہرائیوں کی کون
مشت خاک پیمائش کر سکتا ہے؟ راستبازوں کے اس سردار، سچوں
کے اس پیشوا کے آئینہ میں کوئی نقش کیونکر دھندلا آ سکتا تھا۔ وہ
آئینہ تو اپنی نورانیت سے ایسا جگمگا رہا تھا کہ دوسروں کے زنگ
کو جلا سے تبدیل کر دیتا تھا۔ جو فرماں بردار بندہ اپنے وقت کی
عزیز ترین و محبوب ترین گھڑیاں یعنی اپنی نمازیں اور اپنی طاعتیں
اپنی زندگی اور اپنی موت سب کچھ اپنے اللہ کے حوالے کر چکا تھا[4]

---

[1] ان ابراھیم لحلیم اواہ
[2] ماہرین نفسیات جدید کے نام ہیں۔ [3] اصدقکم رؤیا اصدقکم حدیثا
[4] ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

ابراہیم کے خواب تک اس کے اپنے باقی رہ گئے تھے۔ اس کی بیداری اور اس کی نیند دونوں اللہ ہی کی ہو چکی تھیں۔ جو اپنی توجہ اختیاری کے سارے رشتوں کو ماسوا سے توڑ کر صرف اللہ سے جوڑ چکا تھا[۱] اس کی توجہ اضطراری میں کب غیر کا دخل ممکن تھا۔ دہکتی ہوئی آگ کے تنور میں لوہے کا ٹکڑا ڈال دو، تو لوہا خود آگ کا انگارا بن جائے گا۔ ابراہیمؑ اپنا سب کچھ لٹا کر اپنے کو رضا الٰہی کے آتشکدہ میں جھونک کر اپنے شعور و حواس، اپنے احساس و ادراک، اپنی بیداری و خواب کے مالک ہی کب رہ گئے تھے۔

رات کا ماجرا صبح کو اپنے بیٹے سے بیان فرماتے ہیں۔ چشم بصیرت کو جو کچھ دکھایا اور سمجھایا گیا۔ جس دل سے اور جس زبان سے بھی ممکن ہوا فانظر ماذا ترٰی صاحبزادہ کے سامنے بیان فرماتے ہیں، اور بیان کر کے رائے و مشورہ طلب کرتے ہیں، کہ جان پدر اب کہو کیا کہتے ہو؟ دنیا میں آج تک کسی باپ نے اپنے بیٹے سے سوال کیا ہے؟ شفیق باپ نے نہ سہی کسی ظالم و بے درد باپ نے بھی اپنی اولاد سے اس کے قتل کر ڈالنے کا مشورہ کیا ہے؟ عزیز و محبوب اولاد نہ سہی، نالائق و بد خصال اولاد سے بھی اس نے ذبح کر ڈالنے کی صلاح پوچھی ہے؟ بیٹا جواب دیتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے، جو نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کبھی کسی بیٹے نے اپنے باپ کو دیا۔ عرض کرتے ہیں کہ ابا جان جو کچھ حکم ملا ہے اس قال یا ابت افعل ما تؤمر کی تعمیل فرمائیے۔ اگر اللہ چاہے گا تو ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ جواب کے الفاظ پر ایک بار پھر نظر ہو۔ "خواب" کا نام سن کر آجکل کے "روشن خیال محققین" کی طرح یہ جرح نہیں کرتے۔ کہ خواب و خیال کا کیا اعتبار، معلوم نہیں آپ نے کن اسباب طبعی کے جمع ہو جانے پر ایسا خواب دیکھا اور پھر یہ کیا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا ہے۔ اس پر خواہ مخواہ آپ عمل بھی کر گذریں۔ بیٹا معمولی انسانوں کا بیٹا نہ تھا۔ قرآن ہی کی زبان میں صالح تھا۔ حلیم تھا۔ صادق الوعد تھا۔ سچے باپ کا سچا بیٹا تھا۔ منصب نبوت کا مرتبہ شناس تھا۔ جانتا تھا کہ انبیاء کے خواب پر غیر انبیاء کی کتنی بیداریاں قربان ہیں۔ خواب اور خواب کی تعبیر، اس کے صدق و کذب پر ادنیٰ سی بحث بھی نہیں کی۔ بلکہ خواب کو صاف حکم الٰہی (ما تؤمر) سے تعبیر کیا۔ جانتا تھا کہ نبی کے دل پر جو کچھ القا ہوتا ہے، وہ سچ ہی ہوتا ہے خواہ القا اس وقت کیا جائے جب چشم ظاہر کھلی ہوتی ہے۔ یا اس وقت جبکہ چشم ظاہر بند ہوتی ہے۔ امر الٰہی ہر حال میں امر الٰہی ہی ہے۔ سعادتمندی و جواں مردی کے ساتھ اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے پیش کر دیا۔ کچھ یہ نہ تھا کہ صدمات و مصائب سہتے سہتے طبیعت

زندگی سے بیزار ہو چکی ہو۔ یا سن کی زیادتی نے دل دنیا سے سیر کر دیا ہو۔ نو عمری کا زمانہ تھا، امنگوں اور ولولوں کا سن تھا، طبیعت دنیا کی تلخیوں سے نا آشنا تھی۔ ابھی تمازت دنیا اور اس کی دلچسپیوں کو چھوڑنا فطرتاً طبیعت پر شاق تھا۔ اور ناگواری کو گوارا کر لینے کا نام "صبر" ہے چنانچہ اپنے تئیں "صابرین" میں شمار کر کے یہ سارا مفہوم ادا کر دیا۔ یہ دعوائے صبر زبان پر آ تو گیا۔ لیکن معصوم قلب کی معصوم زبان کو گوارا نہ ہوا۔ کہ اس دعوے میں ذرہ بھر بھی انانیت آنے پاتے۔ اس لئے اس کے قبل ہی لفظ "ان شاء اللہ" بھی ارشاد ہوتا ہے، یعنی یہ صبر و تحمل۔ یہ امتحان میں پورا اترنا بھی محض توفیق الٰہی ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اور اسی کا بھروسہ ہے۔

ابراہیمؑ دعوائے اسلام بار ہا کر چکے تھے۔ اپنے دعوے کا ثبوت اپنے عمل سے ساری عمر پیش کرتے رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کو "قربان بردار" کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ خدا معلوم کتنے فرمانوں کی تعمیل کر چکے تھے۔ ابراہیمؑ بازار محبت میں سودا کرنے کو نکلے تھے۔ معلوم نہیں آج سے پیشتر کتنی بار اپنی جان و مال، اپنی عزت و ناموس کے کیسے کیسے اس سودے پر نثار کر چکے تھے۔ لیکن آج کی آزمائش سب سے نرالی آج کا امتحان سب سے کڑا۔ آج کی گھڑی سب سے زیادہ نازک تھی دنیا کی تاریخ میں، کائنات کی عمر میں، موجودات منالی کی ساری روداد حیات میں یہ منظر بھی اپنی نظیر سے خالی ہے۔ ننانوے سال کا ایک پیر دہ بینہ سال ہے۔ جس کی ساری عمر کی کمائی، ساری امیدوں امنگوں کا چراغ ایک ہی شاداب و شگفتہ نونہال ہے۔ وعدہ یہی تھا اور اس کا وعدہ تھا۔ جس کی رحمت کی آس بڑے بڑے مجرم اور باغی تک کو رہتی ہے۔ کہ یہ اولاد پھلے گی، پھولے گی۔ اور اسی کی نسل سے وہ ہستی پیدا کی جائے گی (صلے اللہ علیہ وسلم) جو سارے زمین و آسمان کون و مکان اور سلسلۂ موجودات کے وجود میں لانے کا باعث ہے، وعدہ یہ تھا۔ اور اسی وعدہ کے آسرے پر ابراہیمؑ بڑھاپے کی منزلیں جوانوں کی زندہ دلی کے ساتھ طے کر رہے تھے۔ اور حکم یہ پہنچتا ہے۔ کہ اپنے اسی جگر کے ٹکڑے کو اپنے اسی آنکھوں کے تارے کو، اپنے اسی کلیجہ کی ٹھنڈک کو بے جرم و بے قصور ذبح کر ڈالو۔ جو ہاتھ اب تک شفقت ناز برداری کے لئے وقف رہے تھے، انہیں سے اس معصوم کے حلق پر چھری پھیر دو اور جو آنکھیں اب تک اسے دیکھ دیکھ کر تازگی و طراوت حاصل کر رہی ہیں۔ انہیں سے اس کے لاشۂ بے جان کو خاک میں تڑپتا اور خون میں پھڑکتا ہوا دیکھو۔ اللہ رے بے نیازی۔ کافروں اور منکروں کی اولادیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ بدعہدوں اور ناشکروں کی نسلیں پھلیں اور پھولیں۔ مجرموں اور باغیوں کو بے طلب یہ دولت پہ

[illegible] ہے لیکن اولاد بڑی عزیز تر چیز ہی ہوتی ہے۔ [illegible] تھا۔ وہ جس نے
[illegible] ہی چرکیٹ پریشانی گزرنے نہیں کر دی، اسی [illegible]
[illegible] اپنے ہاتھوں کی کھیلائی ہوئی اولاد۔ جن کی گودوں کی
پالی ہوئی اولاد کے حق میں جلاد بن سکے، بڑھ کر چلیں اور دعاؤں
سے [illegible] خاک بن جائے، کیا ابراہیمؑ انسان نہ تھے؟ کیا وہ دل جو
پھولوں کے لئے موم سے زیادہ نرم تھا، پتھروں سے بڑھ کر پتھر کے لئے
پتھر ہو گیا تھا؟ کیا جذبات پدری نہ تھی۔ جذبات بشری بھی اس
[illegible] باپ کے سینہ میں مردہ کر دیئے گئے تھے؟ ابراہیمؑ دہکتی ہوئی آگ
میں بے خوف کود چکے تھے۔ اپنی جان بے شبہ نذر کر چکے تھے۔ لیکن آج
مطالبہ یہ تھا کہ جو تحفہ جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہے، اسے نذر کر دو۔

آج تصور کرنے والوں کے کلیجے پھٹے جا رہے ہیں۔ اس وقت کیا
حالت ہوئی ہوگی۔ اگر زمین و آسمان ہل گئے ہوں۔ اگر عرش و کرسی جنبش
میں آگئے ہوں، اگر نور کے پتلے قدسیان فلک لرز اٹھے ہوں تو کچھ بھی عجب
نہیں۔ ابراہیم نے بڑے دعوے کا اعلان کیا تھا۔ کہا تھا۔ انا اول المسلمین
آج اس دعوے کا امتحان تھا۔ اتنا بڑا دعویٰ کس نے کیا تھا؟ پھر اگر امتحان
بھی ایسا ہی ہوا جیسا اب تک کسی کا نہیں ہوا تھا۔ تو کون سی حیرت کی بات
ہوئی؟ بہر حال امتحان ہوا اور بندہ فرماں بردار امتحان میں پورا اترا۔
دہی ہاتھ جنہیں اٹھا اٹھا کر کبھی اس نور نظر کے وجود میں آنے کی دعائیں
کی گئی تھیں، آج اس لخت جگر کو زمین پر پیشانی کے بل گرا کر اس کے گلے پر
فلما اسلما وتله للجبين چھری پھیرنے کو آمادہ ہو گئے۔ اس وقت جا کر معلوم
ہوا کہ ایک مشت خاک نے نور پاک کے ساتھ محبت کا جو دعویٰ کیا تھا
وہ دعویٰ سچا تھا۔ اس وقت جا کر ابراہیمؑ کا اسلام معتبر و مستند ہوا۔ اس
وقت جا کر ثابت ہوا کہ اسلام لانے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اس وقت اگر
چھری چلتی تو انسانی گلہ کی محض ایک بھیڑ ذبح ہو کر نہ رہتی، معصومیت
ذبح ہو رہی تھی۔ روح انسانیت کے حلق پر خنجر چل رہا تھا۔ جان کائنات
پہ خنجر آ رہی تھی۔

باپ اور بیٹے کا اسلام کی میزان میں کانٹے کی تول پورا اترنا تھا
کہ معاً عالم قدس سے ندا آئی کہ ابراہیمؑ تم نے خواب سچا کر دکھایا۔
وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت — سب سے بڑی نذر جو دنیا میں کوئی
الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين — پیش کر سکتا تھا۔ وہ تم نے پیش کر دی
ان هذا لهو البلاء المبين — تم نے وہ قربانی پیش کر دی جس سے
بڑھ کر نہ تم سے پہلے کسی نے پیش کی تھی، نہ تمہارے بعد کوئی پیش کرے گا۔
"بلاء مبین" واضح کر دینے والا کھوٹے کو کھرے سے الگ کر دینے والا امتحان
تمہارا ہی تھا۔ جان لینا مقصود نہ تھا۔ صرف تمہارے تقویٰ اور تمہارے
اسلام کی جانچ کر کے اس کا انعام دینا مقصود تھا۔ اور دیکھنا کہ ہم نیک
کرنے والوں کو کس طرح انعام سے سرفراز کرتے ہیں۔ عشق کی [illegible]
کس عقل کے محدود پیمانہ میں سما سکتی ہیں۔ قربانی طلب ہوئی تو کس
کی؟ اس اسمٰعیل کی۔ جو اس قابل تھا کہ ایک عالم اس پر قربان کر دیا جائے
اور جب ادھر سے ذوق و شوق اور جوش نیاز میں یہ نذر حاضر کر دی گئی
تو حکم ہوتا ہے کہ واپس لے جاؤ۔

طغیان نازہے کہ جگر گوشہ خلیل
آمد بزیر خنجر و قتلش نمی کنند

مفسرین کا بیان ہے کہ جس وقت باپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی
باندھ کر اور بیٹے کے ہاتھوں اور پیروں کو رسی سے جکڑ کر اس کے گلے پر
چھری پھیری ہے، تو معاً ایک مینڈھے کو جنت سے لا کر اس کی جگہ لٹا دیا
گیا۔ چھری کی دھار نے اسی مینڈھے کو ذبح کیا۔ اور اس مینڈھے کی قربانی
وفديناه بذبح عظيم وتركنا — کو اسمٰعیلؑ کا فدیہ بنا دیا گیا۔ یہ سوا ہوگا
عليه في الآخرين سلام على — لیکن اللہ جس فدیہ کو "عظیم" بتائے
ابراهيم كذلك نجزي المحسنين — جس قربانی کو "برابر" ٹھیرائے۔ اسے
کہیں ایک مینڈھے سے محدود کیا جا سکتا ہے۔ اب ابراہیمؑ کو نظر آیا، اسمٰعیلؑ
کو نظر آیا اور خیر وہ دونوں تو اللہ کے پیارے تھے، انہیں تو نظر آنا ہی۔ اللہ
سے بیگانوں۔ اللہ کے دشمنوں تک کو نظر آگیا کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا ہونے
والا نہ تھا۔ اور نہ جھوٹا ہوا۔ "فرزند حلیم" کی جو بشارت دی گئی تھی بڑی
قربانی سے بدلہ دینے کی جو نوید سنائی گئی تھی، ابراہیمؑ کی نیکنامی دنیا میں
باقی رہنے کا جو وعدہ کیا گیا وترکنا علیہ فی الآخرین، ابراہیم کے نام پہ جو
سلامتی اتاری گئی اس سب کا ظہور آج چشم کائنات نور البصیرت ہی سے
نہیں۔ ظاہری اور مادی آنکھوں سے بھی دیکھ رہی ہے؟ آزر اور اس
کی قوم کے بڑے بڑے ماہرین فنون لطیفہ "ARTISTS" آج کسی معنی
میں بھی زندہ ہیں؟ شداد اور اس کی بہشت کا نام لیوا آج دنیا کے کسی
حصہ میں کوئی بھی موجود ہے؟ کلدانیہ اور اس کی تہذیب و تمدن پر فاتحہ
پڑھنے والا بھی آج اس دنیا کے کسی حصہ میں کوئی بتا ہے؟ اللہ کے دشمنوں
کی، اللہ کے دوست کے دشمنوں کی نسل کا وجود پردہ ہستی پر کہیں بھی باقی ہے؟
لیکن ملت ابراہیمی کا نام آج دنیا کے کس گوشہ میں روشن نہیں؟ ابراہیم کے
دین حنیف کی چمک آج روئے زمین کے کس حصہ میں اجالا نہیں پھیلا رہی ہے؟
ہر سال لاکھوں مسلمان پابندی کے ساتھ اقوام عالم کے مرکز میں جمع ہو کر
آج کس کی یاد میں صفا و مروہ کے میدان میں دیوانہ وار دوڑا کرتے
ہیں؟ ہر سال بے شمار مسلمان چین سے، بخارا سے، افغانستان سے،
ترکی سے، مصر سے، ہندوستان سے جاوا سے، ایران سے، شام
سے، عراق سے، طرابلس سے، مراقش سے اور خود فرنگستان سے موسم کی
سختیاں جھیل جھیل کر، سفر کی تکلیفیں اٹھا اٹھا کر کس کے تتبع کئے ہوئے

بیت اللہ کے گرد چکر کاٹنے کے لئے مضطرب و بیتاب نظر آیا کرتے ہیں؟ مشرق و مغرب، شمال و جنوب کے ہر شہر میں، ہر قصبہ میں، ہر قریہ میں جہاں چند مسلمان بھی بستے ہیں ہر سال عید الضحیٰ کے موقع پر کس کی قربانی کی یادگار منائی جاتی ہے؟ کروڑوں بندگان خدا ہر سال نہیں ہر ماہ، ہر ہفتہ نہیں ہر روز اور ہر روز میں پانچ پانچ وقت اور ہر وقت بھی کتنی کتنی رکعتوں میں اللہ کی یاد کے ساتھ اس کے دو بزرگ ترین بندوں کا بھی نام جپتے ہیں۔ خالق کی عبادت بھی جن دو انسانوں کے نام پر سلام و رحمت بھیجے بغیر مکمل نہ ہو سکے، یہ شرف سارے کا سارا [illegible] اللہ کے خلیل کے سوا کسی مخلوق کے حصہ میں آیا ہے؟ اور یہ سلسلہ برکات خلیل پر ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کا دروازہ [illegible] خلیل کے ہر پیرو کے لئے اس کے ظرف و بساط کے موافق ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ کذالک نجزی المحسنین۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا

اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے ۔ تو ہی ہے دوست میرا بیچ دنیا کے

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

اور آخرت کے ۔ قبض کر مجھ کو مطیع اپنا اور ملا دے مجھ کو ساتھ صالحوں کے

اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے۔ اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ج وَمَا کُنْتَ

یہ ہے خبروں غیب کی سے کہ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیرے اور نہیں تھا تو

اے محمد یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو بتایا۔ کیونکہ تم (یوسف کے بھائیوں کے) پاس موجود نہ تھے

حضرت یعقوب کا جب مصر میں وفات کا وقت آیا تھا تو یوسف کو وصیت کی تھی کہ مجھے ملک شام میں لے جا کر ابراہیم کے پاس دفن کرنا چنانچہ یوسف نے ایسا ہی کیا جنازہ کے ساتھ یوسف کے علاوہ ان کے بھائی اور بڑے بڑے اعیان مصر [illegible] شامل ہو گئے تھے۔ جب یعقوب کی لاش [illegible] شام پہنچی تو اسی روز آپ کے بھائی حضرت عیص کا بھی وہاں انتقال ہو گیا تھا یوسف نے دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا۔ خود مصر واپس ہوئے۔ یہود کے بہکانے سے قریش نے حضرت سے بنی اسرائیل کے مصر جانے کی وجہ دریافت کی تھی۔ جس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ سارا قصہ ختم کر کے خدا نے حضرت سے خطاب کیا کہ تم یوسف کے بھائیوں کے ساتھ موجود نہ تھے۔ جب وہ یوسف کے ساتھ [illegible] تدبیر چل رہے تھے اور یہ سارا قصہ مع تفصیل اور سچائی کے ساتھ توریت میں موجود ہے مگر پہلے ٹھیک ٹھیک واقعات وحی کے ذریعہ تم پر ظاہر ہو گئے۔ یوسف کے وقت بادشاہ مصر بنی اسرائیل پر مہربان تھا۔ فرعون حضرت موسیٰ کے وقت [illegible] وہ بنی اسرائیل کا سخت دشمن تھا۔

حضرت یعقوب جب مصر میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے ساتھ کل اولاد تریسٹھ تھی جب چار سو برس بعد ان کو حضرت موسیٰ مصر سے لیکر چلے تو [illegible] تعداد تھی۔ (ابن کثیر، خازن [illegible])

حل لغات۔ [illegible] بدو کے معنی ہیں بادیہ یعنی جنگل کے اہل لغت کا بیان ہے کہ بدو اس کھلے ہوئے میدان کو کہتے ہیں جس میں آدمی دور سے ظاہر ہو جائے۔ [illegible] فاطر السموات فطر کے اصل معنی ہیں پھٹنے اور شق ہونے کے بولا کرتے ہیں "فطرت البعیر اذا بدا" [illegible] فانفطرت [illegible] معدوم [illegible] ظلمت میں ہوتی ہے [illegible] وجود میں آتی ہے [illegible] ظاہر ہوتی ہے۔ غرائب القرآن۔

مولوی نور محمد صاحب کا مشہور ترین معجز نما متوسط قرآن شریف دو ترجمہ والا جدید ایڈیشن

یہ وہ مشہور و معروف قرآن شریف ہے [illegible]

[illegible]

خاص رعایتی قیمت [illegible] ۳۰ ذی الحجہ تک مجلد [illegible] پونے چار روپے جلد قسم دوم، مجلد قسم اول چار روپے [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا۔ دہلی۔

عید کے دن دو بیچاریاں

([illegible] حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

دیکھنا یہ اندلس کا شہر اغمات ہے، وہ سامنے ایک مستحکم مکان ہے جس کے دروازے پر عرب تلواریں لئے پہرہ دے رہے ہیں۔ اور ان کا سردار عید کی خلعت پہنے ہوئے بنا ٹھنا کرسی پر بیٹھا ہے۔ جس کے سامنے دو مقبول صورت لڑکیاں کھڑی گا رہی ہیں۔ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، چہرے زرد ہیں، آنکھوں میں حلقے پڑے ہیں، ننگے پاؤں ہیں جن میں کیچڑ لگی ہوئی ہے۔

آوازیں دونوں کی اچھی ہیں، یہ گیت بھی مبارکباد عید کا ہے۔ مگر سننے والوں پر اثر الٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے گلے سے صدا لبند کرتی ہیں، تو درد و غم کی بجلی خود بخود کوندنے لگتی ہے۔

انہوں نے گایا آج حج کی عید ہے، خدا کے راستہ میں سفر کرنے والوں کا دن ہے، یہ اس قوم کا یوم مسرت ہے، جو اندلس میں حکومت کرتی ہے۔ مبارک ہو سننے والوں کو ہم روٹی کے لئے مبارکباد گاتے ہیں۔ ہمیں انعام درکار نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے باپ نے اس ملک کی بہت سی عیدوں میں انعام بانٹے ہیں۔ ہم امیر المومنین معتمد علی اللہ کے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ جو اس مکان کے اندر قید ہے۔

گاتے گاتے لڑکیاں رونے لگیں، اور پہرہ داروں کے داروغہ کو ان کے گانے اور رونے پر تعجب ہونے لگا۔ تو اس نے پوچھا کیا تم خلیفہ معتمد علی اللہ کی بیٹیاں ہو۔ جو اس مکان میں قید ہے۔ لڑکیوں نے روتے روتے جواب دیا۔ ہم نے تو ایک شاعر کا کلام سنایا ہے۔ کیا ہم ایک عزت والے خلیفہ کے نام کو بٹہ لگائیں گے۔ یہ کہہ کر کہ ہاں ہم اس کے گھر پیدا ہوئے تھے۔

داروغہ لڑکیوں کو ساتھ لے کر مکان کے اندر گیا۔ جہاں ایک عرب بیڑیاں پہنے بیٹھا تھا۔ بیڑیوں کی رگڑ سے اس کے ٹخنے سیاہ اور زخمی ہو رہے تھے۔ جوں ہی اس نے ان لڑکیوں کو دیکھا۔ تو بے اختیار ہو کر یہ شعر پڑھنے شروع کئے۔

> پچھلے دن پہلے اعیاد میں میری خوشی لہریں لیتی تھی، اور آج اغمات میں ایسی غمگین عید سے سابقہ پڑا۔ دیکھو میری بھوکی بیٹیوں کو دیکھو۔ جو پیٹ بھرنے کے لئے خلقت کو گانا سناتی پھرتی ہیں۔ اور آج مجھکو دیکھنے آئی ہیں کہ میں عید کی خوشی میں ان کے دل کو محبت کرنے والے باپ کی طرح مسرور کروں۔ مگر مجھکو یہ میسر نہیں ہے، میں تو خود ایک ذلیل قیدی بنا ہوا ہوں۔ اے لڑکیو تمہاری مایوس نگاہیں جو کچھ کہہ رہی ہیں۔ وہ اچھی طرح میری سمجھ میں آتا ہے۔ تمہارے پھٹے ہوئے کپڑے ننگے پاؤں کیچڑ میں لت پت دیکھکر مجھے یاد آتا ہے۔ کہ کچھ دن پہلے تم ہی ریشمی کپڑوں کی مالک تھیں۔ اور مشک و کافور کو روندتی ہوئی محلوں میں پھرتی تھیں۔ تم نے داروغہ جیل کو عید کا ترانہ خوب سنایا یہ دنیا کے جیلخانہ میں فانی خوشی کے متوالوں کا نشہ ہرن کر دے گا۔ اور پھر کوئی شخص اس دولت و حکومت پر گھمنڈ نہ کرے گا۔ جو خواب کی شکل ہے اور بیداری کے بعد نابود ہو جاتی ہے۔ میں اس ملک کا تاجدار ہوں۔ کیا واقعی مجھ پر ایسا انقلاب آیا۔ کیا سچ ہے میری بیٹیاں بازاروں میں گا گا کر پیٹ پالتی ہیں۔

سنہ ۴۸۸ ہجری کی بقر عید کا یہ ذکر ہے۔ سنہ ۱۳۵۱ ہجری کی بقر عید میں یہ سچا افسانہ عیش کے مغروروں کو چونکا دے گا۔

معتمد علی اللہ ابو القاسم محمد بن المعتضد باللہ خلیفہ اندلس یہی ہے جس کو یوسف بن تاشفین والی مراکش نے شکست دے کر یہاں قید کیا تھا۔

معتمد علی اللہ کی یہ بیچاری لڑکیاں سارے اندلس میں شہرہ آفاق لڑکیاں تھیں۔ ان کے لباس کی گھر گھر تقلید کی جاتی تھی۔ ان کا کلام بچہ بچہ کی زبان پر تھا۔ ان کے عیش خانوں کی ملکوں ملکوں دھوم تھی۔ مگر ایک ہی انقلاب کے بعد خلقت نے سب کچھ فراموش کر دیا۔ اور یہ بیچاریاں عید کے دن گانا سنا کر روٹی مانگ رہی ہیں۔

کیا یہ فقط اندلس کا ایک انوکھا واقعہ تھا۔ جس دہلی کے رسالہ میں یہ مضمون چھپے گا۔ وہاں اندلس سے بڑھکر کوئی مثال نہ ملے گی۔ نہیں یہ خیال نہ کرو۔ تم عید کی مبارکباد دوں کو سن چکو۔ اور عید کا لڈوں کو پڑھکر فارغ ہو جاؤ۔ تو میں تم کو اس دنیا کے عجائبات کی تصویر دہلی کے ان محلوں میں دکھاؤں۔ جہاں تیموریہ خاندان کے شہزادے اور شہزادیاں رہتے ہیں۔ اور جن کے لئے ہر عید قیامت کا غم لاتی ہے۔ لیکن تم پڑوس میں بیٹھے باجے بجاتے اور عیش اڑاتے ہو۔

اے اندلس تجھ میں دو چار ایسے گذرے ہوں گے۔ دہلی میں دو چار ایسے موجود ہیں۔ تو بتا تو زیادہ عبرت نما ہے یا میری دہلی۔

قربانی کی حقیقت

(از جناب مولانا عبد الماجد صاحب بی اے مدیر سچ)

حج کا موسم آگیا۔ دیار حبیب کی زیارت کی گھڑی آگئی۔ دیوانوں کے جوش جنوں کے تازہ ہونے کا زمانہ آن لگا۔ بچھڑے ہوؤں کے ملنے کا وقت آپہنچا۔ جن جن کے نصیب میں تھا، وہ باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے اپنے وطن از وطن سے چل کر سخت گرمی کے موسم میں طویل سفر کی کلفتیں اٹھا کر دھوپ کے تمتماتے ہوئے آفتاب۔ حجاز کی جھلسا دینے والی لو۔ ریگستان کی تپتی ہوئی زمین، گوارا کرتے، امیر غریب لاکھوں کی تعداد میں سب ایک ہی قسم کا لباس پہنے، سب ایک ہی چادر اوڑھے، اور ایک ہی تہمد باندھے۔ اپنے ایک ہی پیارے کی یاد میں، اپنے ایک ہی دلارے کی دھن میں اسی کا نام جپتے، اسی کی بڑائی پکارتے، سعی وطواف، حج وزیارت میں مشغول ہیں۔ آپ کا شمار اگر اب کے سال کے ان خوش نصیبوں میں نہیں، تو کیا خدانخواستہ آپ کے دل میں بھی اس کے لئے کوئی طلب اور کوئی تڑپ، ذوق وشوق، کوئی جذبہ و ولولہ موجود نہیں۔

اگر طلب صادق رکھنے کے باوجود اب کے سال حاضری کی سعادت آپ نہ حاصل کر سکے، تو زیادہ غم نہ کیجئے، کم از کم اپنی بستی میں تو اپنے ایمانی بھائیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے رب کعبہ کے آگے اپنا سر بہرحال جھکا ہی سکتے ہیں۔ اور اپنے مکان پر رہ کر لامکان کے مکین کی بڑائیاں توشب وروز پکار ہی سکتے ہیں، خانہ کعبہ کا معمار اول، دنیا کا یکتا اور بڑا موحد پروردگار عالم کا دوست آپ ہی جیسا انسان تھا۔ اس کی بڑی قربانی کی یاد میں تو آج ساری دنیائے اسلام قربانیاں کر رہی ہے جس خدا نے تو اس دیوتا کی قربانی کو یہ حسن قبول عطا فرمایا کیا وہ آپ کی قربانی قبول نہ کریگا؟ لیکن خود آپ بھی کبھی اپنی قربانی مقبول کرانے کی کوشش فرماتے ہیں، کیا قربانی محض ایک بے حقیقت رسم جو محض چند روپیہ کے خرچ سے ایک جانور خرید کر ذبح کر لینے سے پوری طرح ادا ہو جاتی ہے، کہا اللہ

"میری زندگی اور میری موت سب کچھ پروردگار عالم ہی کے لئے ہے"

یہ اس کا قول تھا، اپنی پیاری اولاد کو خدا کی راہ میں چھری کے نیچے لے آنا یہ اس کا عمل تھا۔ آپ کا عمل اس عمل سے کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ ایک مسلم وہ تھا جو اولاد کے حلق پر چھری پھیر رہا تھا۔ ایک مسلم آپ ہیں کہ جب آپ سے کہا جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو بجائے فرنگی قالب میں ڈھالنے کے، خدمت دین کے لئے تیار کیجئے، تو آپ ایسی تجویزوں کو تمسخر کے قابل سمجھتے ہیں۔ پھر آپ کو کیا حق ہے کہ آپ بھی اپنی قربانیوں کے مقبول ہونے کی کوئی توقع قائم رکھ سکیں؟ قربانی کا موسم تو خاص ایثار وتحمل۔ بے نفسی وبے لوثی، خدمت و خلوص کے جذبات کی ترقی و بالیدگی کا زمانہ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ کیا ہے۔ کہ اپنے وطنی بھائیوں کی نادانیوں کے جواب میں آپ بھی نادان بن جاتے ہیں۔ اور ان کی ضد کا جواب اپنی ضد سے دینے لگتے ہیں؟ دین کے اہم مقصدوں اور امت اسلامیہ کی وسیع مصلحتوں کے لئے تو آپ کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ذری انتقامی جذبات کی قربانی۔ تو بہت ہی ہلکی قربانی ہے۔ کیا خدانخواستہ آپ اتنی ہلکی قربانی کے لئے بھی آمادہ نہیں۔

پہلا سبق

(از جناب مولانا عبداللطیف صاحب بی اے دہلوی)

پہلی بلا وہ ہے جو بڑی سے بڑی آزمائشیں پیش آتی رہتی ہیں ان میں سب سے بڑی آزمائش وہ ہے جو بیوی بچوں، اہل وعیال، خاندان و کنبہ کے باعث سے ڈالی جاتی ہے۔ جری انسان اپنی ذات کے لئے سخت سے سخت تکلیف جھیل لیتا ہے، بڑی سے بڑی مصیبت سہ لیتا ہے، لیکن جہاں پیاری بیوی اور پیارے بچوں کا قصہ درمیان میں آیا، بہتوں کے پیر پھسل جاتے ہیں، اکثروں کی ہمت جواب دے دیتی ہے، اور خدا معلوم کتنے اپنی ایمان کھو لیتے ہیں۔ زندگی کا جو کھلا ہوا حصہ عام نظروں کے سامنے رہتا ہے، اس میں معمولی انسان بھی شہرت و ناموری و نیکنامی کے اثر سے بعض اوقات بڑی ہمت دکھا جاتا ہے۔ لیکن زندگی کے اندرونی حصہ پر کسی کی نظر نہیں پڑتی۔ پوری ہمت و دلیری کا ثبوت دنیا تاریخ کا نا ج کے شہ زریں واقعات میں سے ہے۔

اک پردہ زمین پر ایک زمانہ میں ہمارا ہی جیسا خاکی انسان ایک اور بھی گذرا ہے۔ جس نے گمراہوں اور بھٹکے ہوؤں کے درمیان پیدا ہو کر پرورش پا کر، رہ کر ہدایت پائی۔ اور پھر اسی راہ کی جانب سب کو بلانا شروع کیا۔ قوم دشمن۔ بادشاہ دشمن اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود باپ تک دشمن توحید کی منادی کرنے والوں کو ہر قوم اور ہر زمانہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے جو کچھ پیش آتا رہتا ہے، وہ سب اس بڑے موحد کو پیش آیا۔ یہاں تک کہ اسے دہکتے ہوئے انگاروں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے درمیان جھونک دیا گیا۔ لیکن قدرت کاملہ کی نیرنگیاں اس آگ کو گلزار بنا کر رہیں۔ پہلے زندگی کے ان سلسلے امتحانات سے گذرنے کے بعد اس امتحان کی باری آئی۔ جوان آزمائشوں سے زیادہ صبر آزما۔ زیادہ دشوار اور زیادہ کٹھن تھا۔

ایک شب کو عالم رویا میں اشارہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے لخت جگر بیٹے کو ہماری راہ میں ذبح کر دو۔ انسانی تمدن اس وقت تک اس منزل میں نہیں پہنچا تھا کہ انسانی قربانی حرام ہوتی۔ صبح ہوتے ہی رویا کی سرگذشت لڑکے سے بیان ہوتی ہے۔ اور جان نثار کرنے والا باپ خود پوچھتا ہے کہ بیٹا اب کیا کہتے ہو؟ قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا ترٰی۔ بیٹا بھی کس باپ کا تھا۔ کس کا خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ کس فضا میں اس نے پرورش پائی تھی جانتا تھا کہ باپ کے کشفی اشارات کیا معنی رکھتے ہیں۔ واقف تھا کہ رب والے کے صاف، بے رنگ ہو جانے کے بعد غیب کے نقش عالم رویا میں کس آسانی کے ساتھ انسان کی طبیعت قبول کرتی ہے۔ بے جھجک ہو کر، دنیا کی ساری بہاروں کی طرف سے بے پروا ہو کر کائنات علوی کی ساری لذتوں اور دلکشیوں سے بے نیازی برت کر جواب دیتا ہے کہ ابا جان آپ کو جو کچھ حکم ملا ہے۔ بسم اللہ، اس کی تعمیل فرمائیے۔ پروردگار کے فضل وکرم سے مجھے امید ہے کہ میرے قدم کو لغزش نہ ہوگی اور میں صبر کی راہ سے نہ ڈگمگاؤں گا۔ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین۔

کچھ یہ نہ تھا کہ باپ کی بہت سی اولادیں ہوں۔ جن سے دل اکتا چکا ہو، صرف یہی ایک اکلوتی اولاد تھی۔ بس ایسا نہ تھا کہ آئندہ کسی اولاد کی توقع ہو سکتی۔ یہ بات بھی نہ تھی کہ اولاد کی طرف سے کوئی خلقی بے التفاتی ہو۔ تمنا اور آرزو۔ دعا والتجا کے بعد خدمت دین کے لئے ایک خوشخو فرزند کی بشارت بڑھاپے میں ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد کہیں جا کر گھر میں ایک چاند کی صورت نظر آئی تھی۔ رب ھب لی من الصالحین۔ فبشرناہ بغلام حلیم۔ توریت (کتاب پیدائش) کی روایت ہے کہ یہ اولاد چھیاسی سال کی عمر میں عطا ہوئی تھی، اس سن میں جب کسی کا ایک اکلوتا لڑکا ہو۔ اور اس لڑکے سے خدمات دین کی توقع ہو۔ اسی فرزند دلبند کے لئے باپ کو یہ حکم ہو کہ اسے پیدا ہوتے ہی نہیں، بلکہ جب وہ پل کر اچھا ہوشیار ہولے جب ہر کام میں باپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو جائے۔ جب رشد ہونہاری کے آثار دیکھ دیکھ کر باپ کا دل باغ باغ ہونے لگے۔ جب علاوہ فطری محبت کے تربیت۔ پرورش۔ یکجائی کی بنا پر دل کا تعلق خوب مضبوط اور پختہ ہولے۔ فلما بلغ معہ السعی۔ اس وقت یہ حکم پہنچتا ہے کہ کلیجے کے اس ٹکڑے کو۔ آنکھ کی اس ٹھنڈک کو۔ گلاب کے اس نازک و شاداب پھول کو بلا وجہ و بے قصور، ہلاک کر ڈالو۔ کون انسانی قلب ہے، جو آج ہزاروں سال کے بعد محض اس قصہ کو سن کر تھرتھرا نہیں اٹھتا۔ بچپن اور نو عمری میں زندگی تلخیوں سے ناآشنا ہوتی ہے۔ جینے کی ہوس قدرتاً ہر دل میں ہوتی ہے۔ لیکن بیٹا معمولی انسانوں کا بیٹا نہ تھا۔ اللہ کے دوست کا بیٹا تھا۔ توحید کی منادی کرنے والے کا نور نظر تھا۔ فوراً جان دینے پر آمادہ ہو گیا۔ باپ کا دل صبر و توکل کی اس صحیح تصویر۔ رضا و تسلیم کی اس مجسم تفسیر کو دیکھ کر نہال ہو گیا۔ کوئی پبلک جلسہ نہیں۔ جو تماشائیوں کی داد و واہ پر تلنے کے لئے ہو۔ کوئی میدان مناظرہ نہیں۔ جو شہرت و ناموری کا خیال برت بند ہوسکے۔ ذبح کے حکم کا جاننے والا اور سننے والا کوئی دوسرا نہیں جو تعمیل نہ کرنے کی صورت میں بدنامی کا خوف ہو۔ معاملہ صرف بندہ اور پروردگار کے درمیان کا ہے۔ اس حال میں ایک طرف شفیق باپ ہے اور دوسری طرف سعادتمند فرزند معصوم

ایک ہی جذبۂ تسلیم ورضا سے سرشار۔ ایک ہی ذوقِ تعمیل سے بے قرار۔ فلما اسلما۔ نانہ بروالے باپ کلیجہ کو پتھر کا بنا کر ذبح کے لئے بیٹے کی پیشانی کے بل اپنے نورِ نظر کو لٹا دیتا ہے۔ وتلہ للجبین۔

یہ ہوش ربا منظر دیکھکر عالم بالا میں غلغلہ پڑ جاتا ہے۔ اور نور کے بنے ہوئے فرشتے ایک بار پھر اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہوتے ہیں کہ امانتِ الٰہی وخلافتِ ربانی کے بار اٹھانے کی قوت اگر کسی میں ہے تو وہ خاک کے پتلے ہی کے جسمِ زار وناتواں میں ہے۔ ندائے غیب سے بشارت پہنچتی ہے کہ ابراہیم تم سچے نکلے تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ محض ایک کشفی اشارہ پاکر عالمِ ناسوت کی بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کو آمادہ ہوگئے۔ اب اس ارادہ کو عمل میں لانے کی ضرورت نہیں۔ محض تمہارے عزم وخلوص۔ صبر واستقلال۔ تمہارے ہمت وایثار کی آزمائش منظور تھی سو تم پورے نکلے۔ اب خزانۂ غیب سے تمہارے لئے انعامات ہیں اور بخششیں۔ معافیاں ہیں اور مہربانیاں۔ الطاف ہیں اور عطایا۔ اور یہ لطف ونوازش تنہا تمہارے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہ عام سنتِ الٰہی ہے۔ جو کوئی بھی اپنی طرف سے خلوص ورضا کا ثبوت دے گا وہ ایسے ہی داد وعطا کا سزاوار ہوگا۔ ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین۔ ان ھذا لھو البلاء المبین۔

خزانۂ غیب میں انعامات کی کمی نہیں۔ مبارک باپ اور مبارک بیٹے کو اور جو کچھ انعامات ملے ہوں یا آئندہ ملیں ان کا علم تو عالم الغیب ہی کو ہو سکتا ہے۔ البتہ اتنا تو ہر ظاہر بیں کو نظر آ رہا ہے کہ ہزارہا سال سے اس واقعہ کی یادگار روئے زمین پر قائم ہے اور دنیا کے ہر گوشہ میں جہاں خدائے قدوس وبرحق کے چند ماننے والے بھی موجود ہیں، ہر سال بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کی جا رہی ہے۔ یہ محض ایک ظاہری پہلو تھا۔ ورنہ جس "فدیہ" کو پروردگارِ عالم خود ہی "ذبحِ عظیم" فرمائے اس کی عظمت ووسعت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس کی بڑائی کی تہ کو کون انسانی دماغ پا سکتا ہے۔ وفدیناہ بذبح عظیم۔ اس عبدِ مومن کی ثنا وتوصیف قیامت تک باقی رہے گی، آیندہ نسلیں اس پر رحمتیں اور سلامتیاں بھیجنا اپنا فرض سمجھیں گی۔ اور یہ سب کچھ عین فطرت کے اس قانون کے مطابق ہوگا کہ ہر نیکی کی جزا ایسی ہی نیک دی جاتی ہے وترکنا علیہ فی الآخرین سلام علیٰ ابراھیم کذالک نجزی المحسنین۔

اللہ کے اس بڑے فرماں بردار بندے، پروردگارِ عالم کے اس دوست کا قول یہ تھا کہ میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور عمل یہ تھا کہ اپنی عزت، اپنی جان، اپنی اولاد ہر شے قربانی کے لئے پیش کر دی۔ اللہ آج بھی وہی ہے، اس کی کریمی آج بھی برقرار ہے۔ اس کی داد وبخشش میں آج بھی ایک ذرہ کمی نہیں۔ اس کا خزانۂ غیب آج بھی جوں کا توں موجود ہے۔ لیکن آج کوئی ابراہیم بھی ہے؟ جان وفرزند کا قربان کرنا الگ رہا۔ اپنی کسی معمولی سی معمولی راحت کو بھی اسلام پر قربان کرنے کا جذبہ آج کسی میں زندہ ہے؟ ابراہیم خلیل اللہ کی زندگی کا یہی پہلا سبق ہے۔ ایمان کی کتاب کا یہی پہلا سبق ہے۔ اسلام کے مدرسہ کا یہی پہلا سبق ہے۔ ہے کوئی جو اس پہلے سبق کو بھی قبول کرے؟

عید قربان

(از جناب ... مدیر نظام المشائخ)

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

ریگستان عرب کا ایک ایک ذرہ آج خداوند قدوس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف ہے۔ وادی غیر ذی زرع یعنی ارض مقدس جس کا چپہ چپہ محامد صلوٰۃ کے نعرہ ہائے حق سے آج گونج رہا ہے، ابراہیم کدہ حجاز یعنی بلد امین جس کا ہر گلی کوچہ ملت حنیفہ کے عظیم الشان اجتماع سے آج فدویت ابراہیمی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ جانتے ہو کہ یہ کن آثار خیر کی یادگار ہے۔ یقیناً جانتے ہو اور ہر مسلمان پر اس کا جاننا واجب ہے۔ اور ہر بارہ مہینے کے بعد اس کی تکرار اور اس کا اعادہ باوجود انتہائے اعراض و تغافل کے کبھی اس کو فراموش نہ ہونے دے گا۔

یوم الحج یا عید الضحیٰ کا عام اسلامی اجتماع اور تقریب قربانی کے فوائد و فلاسفی اب اس قدر عام ہیں اور اس کا ذکر اس قدر کثرت سے کیا گیا ہے کہ تقریباً ہر مسلم ہستی اس سے واقف اور باخبر ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس یوم سعید و مسعود کے محاسن و برکات جو حیات ملی و قومی کے تمام شعبوں پر حاوی ہیں بیان کرنے کوئی نئی بات نہ ہوگی۔ لیکن جس طرح عید الاضحیٰ کی تکرار ہر بارہ مہینے کے بعد اس لئے خداوند حکیم نے رکھی ہے کہ اس اسوۂ ابراہیمی علیہ التحیۃ والثناء سے لوگ مستفید ہوں اور زمین جو سرکش انسان کی سال بھر کی عصیاں شعاری سے معصیت کدہ بن جاتی ہے اس یادگار فدویت و قربانی سے پھر کچھ دنوں کے لئے سچی خدا پرستی اور حقیقی اخوت اسلامی کا مرکز بن جائے اسی طرح اہل صحائف عید الاضحیٰ اور دوسری مذہبی تقاریب پر ایثار و خیر کا اعادہ اس لئے کرتے ہیں کہ غافل اور بھول میں پڑ جانے والے انسان خواب غفلت سے بیدار ہوں اور سمجھیں کہ یہ یادگار عظیم و جلیل کس لئے قائم کی گئی ہے، اس کا منشا کیا ہے، اور ہمارے لئے اس میں کتنی بصیرتیں اور کس قدر درس پند و موعظت ہے۔

آج سے چار ہزار سال قبل اس وادی غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) میں ایک بت تراش کے بت شکن اور خدا پرست فرزند نے یعنی دین حنیف کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثناء نے اپنے لخت جگر کی حکم ربانی اور رویائے صادقہ کی بنا پر راہ الٰہی میں قربانی چڑھائی تھی اور اپنی حقیقی خدا پرستی کا اس طرح ثبوت دیا تھا کہ اس خداوند ارض و سما کی راہ محبت و رضا جوئی میں جس کو بظاہر آثار فطرت کے مطالعہ سے جانا اور سمجھا تھا ان کو کوئی قوت باز نہیں رکھ سکتی، یہاں تک کہ اپنے فرزند دلبند کو بھی اس کی راہ تسلیم و رضا میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور ثابت کر دیا کہ استقامت علی التوحید سے ان کو کوئی محبوب سے محبوب اور عزیز سے عزیز شئے بھی روک نہیں سکتی تھی۔ اور وہ حصول خوشنودی اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہر ابتلاء و آزمائش میں پڑنے اور اس میں ثابت قدم اترنے کے لئے تیار و مستعد ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے بار بار یہی خواب دیکھا کہ گویا وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ تو آپ نے سمجھ لیا کہ خداوند کا حکم یہی ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے اس طرح اس کا ذکر کیا۔ یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ یعنی اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھکو ذبح کر رہا ہوں، تمہاری کیا رائے ہے۔ چنانچہ آپ نے جواب دیا۔ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (اے باپ جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے وہ کر ڈالئے، اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھکو صابر پائیں گے۔)

جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر کی باتیں سنیں تو حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت خلیل اللہ نے ان کو زمین پر ماتھے کے بل لٹا دیا۔ اور قریب تھا کہ شمشیر محبت الٰہی سے خدائے بزرگ و برتر کا ایک محبوب بندہ دوسرے صابر و شاکر بندہ کے گلوئے محبت کو ذبح کر ڈالے کہ خداوندی رحمت کا دریا جوش میں آیا۔ اور ندا آئی کہ اے ابراہیمؑ قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین۔ ان ھذا لھو البلاء المبین۔ وفدینٰہ بذبح عظیم۔ وترکنا علیہ فی الآخرین۔ سلام علیٰ ابراھیم۔ کذلک نجزی المحسنین۔

یعنی اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے۔ اسی طرح ہم بھلائی کرنے والوں کو بدلا دیتے ہیں۔ بے شک یہ صریح آزمائش اور کھلا ہوا امتحان ہے۔ اور اس کا بدلہ ایک ذبح عظیم کی صورت میں ہم نے تم کو دیا۔ اور اس کو آنے والی نسلوں پر ہمیشہ کے لئے واجب کر دیا۔ سلام ہو ابراہیمؑ پر، ہم یوں ہی نیکی کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

جب ابتلاء و آزمائش کے تمام مراحل طے پا گئے۔ ایثار و قربانی اور فدویت و سرفروشی نے مکمل صورت اختیار کر لی۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کا راہ خدا پرستی و جادۂ تسلیم و رضا جوئی میں ثبات ارادہ اور عزم و استقلال ثابت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی جگہ دنبہ کو ذبح کرا دیا۔ کیونکہ مشیت ایزدی صرف یہ تھی کہ خدائے برحق کے مقابلہ میں ماسوا اللہ کی محبت ان باپ بیٹوں کے قلوب میں ذرہ برابر باقی نہ رہے اور جب ایک نے اپنی جان اور دوسرے نے روح رواں کو اپنے خدا کے حضور میں پیش کر دیا اور پوری طرح سے تیار ہو گئے تو مقصد حاصل ہو گیا۔ اور چونکہ یہ فعل انتہائے رضا جوئی معبود و استرضائے رب ودود پر مبنی تھا۔ اس لئے غایت محبوبیت کی وجہ سے اس کو آئندہ کے لئے بطریق یادگار خلیلی کے لئے امت مسلمہ پر واجب کر دیا کہ حضرت خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے اس فعل محبوب سے مہینے کے

لئے ان کی عظمت وجلال قائم ہو جائے۔ اور دوسروں کے لئے رشد وہدایت کا باعث ہو۔ اور تاکہ یہ یوم قربانی ہمیشہ ان دونوں برگزیدگان خداوندی کی فدویت وسرفروشی کی یاد تازہ کرتی رہے۔ اور ان کو معلوم ہوتا رہے کہ دین حنیف کس ایثار وخلوص کا طالب ہے۔ اور ایمان کامل کیسے سخت رشد یا ابتلا وآزمائش میں پڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ پھر کتنے لوگ ہیں جو عید قرباں کے حقیقی اغراض ومقاصد کو سمجھتے اور ان پر کاربند ہوتے ہیں۔ کتنی مسلم ہستیاں ہیں جو قربانی کی اصل حقیقت اور اس کے مقصود عنہ ومفہوم کو اپنے اوپر طاری کرتے ہیں۔

کیا اس ذبح عظیم کا منشا صرف اسی قدر ہے کہ ہر سال چند حرف ریزوں کے ذریعہ کسی جانور کے گلے پر چھری پھیر دی جائے اور بس۔ کیا سیدنا ابراہیم کی فدویت اور حضرت اسمٰعیل کے ایثار وسرفروشی میں کوئی درس بصیرت نہیں۔ کیا داعی دین حنیف کے اس فعل محبوب میں جس کو غایت پسندیدگی کی بنا پر اللہ عزوجل نے قیامت تک کے لئے یادگار بنا دیا کوئی وجہ موعظت نہیں؟

اگر اس یادگار خلیل اور اس ذبح عظیم کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر اس یوم قربان میں کوئی دعوت خیر نہیں تو حیف ہے اس یادگار اور ربانی یادگار پر کہ اس کا ایک علم حکمت وموعظت سے خالی ہے۔ لیکن تم یقین کرو کہ ایسا نہیں ہے یعنی اس اسوۂ خلیل اللہی میں تمہارے لئے بہت کچھ عبرت وبصیرت کا سامان مخفی ہے۔ وہ ایک کھلی ہوئی دعوت ہے۔ جو خدا کی مخلوق کو اس کے حضور میں ایثار کامل کے ساتھ حاضر ہونے کی رہنمائی کر رہی ہے، وہ ایک اعلان ہے جس میں حیات ملی کا زبردست اصول نمایاں حروف میں جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ وہ ایک زبردست پکار ہے جس کے ذریعہ خدائے ابراہیم اپنے بندوں سے محبوب ترین اشیا کی قربانی کا اپنے لئے مطالبہ کرتا ہے۔ یعنی یہ ذبح عظیم ایک ایسی یادگار ہے جس میں پیروان دین حنیف سے رضائے الٰہی اور خوشنودی خداوندی حاصل کرنے کے سلسلہ میں ان کی جان، مال اور اولاد تک طلب کی گئی ہے۔ ورنہ محض جانوروں کا خون بہا دینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔

یعنی خدا کے حضور میں گوشت وخون نہیں پہنچتا۔ بلکہ وہاں تو صرف تمہارا التقوی اور تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو کیوں قربانی کے مفہوم سے اعراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ آج ملت بیضائی ہر شاخ ایثار وفدویت کی طلبگار ہے۔ خدا کی زمین فتنہ وشر سے بھر گئی ہے۔ اسلام کا بیڑا تلاطم خیز طوفان میں پھنس گیا ہے۔ دین حنیف کی کشتی بیم ورجا کے طوفانی سمندر میں ڈگمگا رہی ہے۔ مگر کوئی نہیں جو اللہ کی محبت ورضاجوئی کے لئے اپنے ذاتی اغراض کو قربان کر دے۔ اور اس فدویت ہوئی ناؤ کو بچا لے اور اس تباہ ہونے والے بیڑے کو گرداب بلا سے نکال کر ساحل مراد پر لگا دے۔ دلوں کی آبادی خوف ومحبت سے خالی ہو گئی۔ انسان کی روحیں رضائے الٰہی کے حصول سے بے نیاز ہو گئیں۔ نفس وشیطان نے اپنا تسلط جما لیا۔ مگر کوئی نہیں جو ابراہیم کے قائم کردہ اسوۂ حسنہ کی پیروی کرے اور اللہ کے ماسوا اللہ کو بھول جائے۔

ہر سال لاکھوں بھیڑ بکریاں موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہیں جو زیادہ تر رعونت اور محض نام ونمود یا رسم ورواج کی ماتحت ہوتی ہیں مگر ایک لمحہ کے لئے کوئی نہیں سوچتا کہ اس کی اصل غایت کیا ہے۔ جس طرح سال بھر تک غفلت ومعصیت میں عمر گذرتی ہے۔ اسی طرح آج بھی چشم ولب بند کئے ہوئے بغیر کسی بصیرت کے گذر جاتے ہیں۔ حالانکہ گردوپیش کے حوادث۔ اور خود ہمارے اندرون قلب کی ضلالت وگمراہی چیخ چیخ کر ہم کو دعوت دے رہی ہے کہ اسوۂ ابراہیمی کا اتباع کرو اور نفس اور ہوا وہوس کی قربانی سے اس خواب کو پورا کرو۔ جو آج سے چار ہزار برس پہلے تمہارے باپ ابراہیم نے دیکھا تھا اور جس کی یادگار کسب موعظت واعتبار کے لئے اس کے خدا نے ہمیشہ کیلئے قائم کر دی ہے۔

قربانی کی احتیاطیں

(از حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

بقرعید کے موقع پر مسلمانوں کو قربانی میں حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) قربانی کا کوئی جانور آراستہ کرکے بطور جلوس کے عام راستوں پر نہ نکالا جائے۔

(۲) قربانی کے وقت یا اس سے کچھ پہلے قربانی کے متعلق الفاظ کے ذریعہ یا اشارہ و کنایہ سے قطعیہ ایسی کوئی بات نہ ہونی چاہیئے۔ جس سے غیر مسلم قوموں کو اشتعال ہو۔ یا ان کی دل آزاری ہو۔

(۳) قربانی خواہ کسی جانور کی ہو ایسے مقام پر ہرگز نہ کرنی چاہیئے جہاں غیر مسلم لوگوں کی نظر قربانی کے جانور پر جاتی ہو۔ یا جا سکتی ہو۔

(۴) قربانی کا گوشت ایسے راستوں سے اور اس طریقہ سے گھروں پر نہ لانا چاہیئے۔ جہاں غیر مسلم قوموں کی آبادی ہو۔ یا غیر مسلم اقوام کی نظر گوشت پر پڑتی ہو۔

(۵) قربانی کے جانور اگر ایسے غیر مسلموں سے خریدے جائیں جو اس بات کو نہ جانتے ہوں کہ یہ جانور قربانی کے لئے خریدا جا رہا ہے تو مناسب ہے کہ تحقیق میں آسانی کے ساتھ فروخت کرنے والے کو آگاہ کر دیا جائے۔ کہ یہ جانور کس کام کے لئے خریدا جا رہا ہے۔ تاکہ بعد میں جانور فروخت کرنے والے غیر مسلم کو یہ کہہ کر فساد کرنے کا موقع نہ ملے کہ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ جانور قربانی کے لئے لیا جا رہا ہے۔

(۶) اگر مذکورہ بالا احتیاطوں کے باوجود غیر مسلم اقوام کی طرف سے زیادتی اور اشتعال کی کارروائی ہو۔ تب بھی حتے الامکان فساد کو ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے چھوٹے باپ کا بیٹا بن جانا چاہیئے۔

(۷) اگر مذکورہ احتیاطوں کے بعد بھی یہ اندیشہ ہو۔ کہ مسلمانوں پر حملہ کیا جائے گا۔ تو پوری تحقیقات کے بعد۔ کہ افواہیں غلط تو نہیں ہیں۔ مقامی حکام کو اطلاع دے دینی چاہیئے اور سب مسلمانوں کو ایک دوسرے کی امداد کے لئے ہمہ تن آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے۔ اور شر کی جتنی جائے طاقت ہو ذرا بھی پرواہ کرنی چاہیئے۔

خطاب بہ مسلم

(از جناب مولانا محمد مسلم صاحب بی۔ اے)

بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
ملت کا تیغہ ہاتھ میں لے غیرت کا تیغہ ہاتھ میں لے
سنت کا نیزہ ہاتھ میں لے وحدت کا تیشہ ہاتھ میں لے
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
اسے خیمے کے مانے بیٹھے ہیں آباء بے عقلے نے رنگ دنیا
ہے آج فضا میں شور بپا آتی ہے ندا یہ صبح و مسا
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
اے مسلم کیوں آزردہ ہے۔ کیوں پژمردہ افسردہ ہے
تو زندہ، دشمن مردہ ہے۔ تو دانا سو ہیں خردہ ہے
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
قربانی دین ہمارا ہے۔ تبلیغ آئین ہمارا ہے
قرآن مبین ہمارا ہے۔ آقا یٰسین ہمارا ہے
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
پھر سیکھ سبق خودداری کا غمخواری نیکوکاری کا
پھر توڑ صنم عیاری کا۔ نادہری کا بیکاری کا
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
صنعت میں سب سے بڑھکر ہے ختم زراعت ہی تجھ پہ
سرمایہ خوب اکٹھا کر۔ پھر بن جا عالم میں سوداگر
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
وحدت کی تان اڑاتا جا۔ داؤدی شان دکھاتا جا
دل غیروں کا برماتا جا۔ پتھر کو موم بناتا جا
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
اے مفتیٔ دین و شرع ہدے اس وقت ضروری ہے ایکا
رکھ طاق نسیاں پر فتوے تکفیر اہل قبلہ کا
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا
عرفاں ہے یہ احساں ہے یہ فرمانِ شہ ذیشاں ہے یہ
سربازوں کا اعلاں ہے یہ ہر مسلم کا اعلاں ہے یہ
بن ابراہیم سا جھگڑا نے الفور بتانِ آذر کا

حیاتِ ابراہیمؑ

(از جناب مولوی مسلم صاحب بی۔ اے)

ولادتِ مسیح سے پہلے دو ہزار سال قبل کا واقعہ ہے کہ عرب میں دجلہ فرات کے ساحل پر ایک آباد شہر اُور میں حضرت ابراہیمؑ تولد ہوئے۔ ماہرین اثریات کی کوششوں سے جو کتبے برآمد ہوئے ہیں ان سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ پُر رونق شہر عراق میں کلدانیوں کی زبردست حکومت کا پایۂ تخت تھا۔ کلدانیوں کی سلطنت ان دنوں بڑے عروج پر تھی۔ اور ان کو اپنے تمدن تہذیب رفیع الشان عمارتوں اور سر بفلک حویلیوں پر بڑا ناز تھا۔ متذکرہ کتبوں نے جو ہیرو گلیفک رخط تمثال) میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کے سلاطین نے آگ میں پکائی ہوئی مٹی کی تختیوں پر اپنے قوانین تعزیرات اور مذہبی اعتقادات کندہ کرا رکھے تھے۔ بہتیرے جن میلوں پر ان کے عقائد منقوش تھے وہ ظاہر کرتے ہیں کہ کلدانی حضرت ہودؑ کی شریعت کی پابندی کے دعویدار تھے۔ اور ان کو اپنا نبی تصور کرتے تھے۔ ابراہیم خلیل اللہ حضرت ہودؑ کے دوسرے بیٹے فلج سے پانچویں پشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کے اسم گرامی کے متعلق علمائے اسلام کا اختلاف ہے۔ امام رازیؒ کے نزدیک ابراہیمؑ کے باپ کا نام آذر" اور علامہ آلوسی حنفی صاحب تفسیر روح المعانی کی تحقیق انیق کے مطابق ان کا نام نامی "تارخ" تھا۔ جو مفسرین "آذر" کے دعویدار ہیں ان کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ کتاب الٰہی میں چونکہ "آذر" کے متعلق لفظ اب استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے خلیل اللہ کے والد کا نام آذر ہی ہے۔ علامہ آلوسی نے بے شمار محاوراتِ عرب۔ آیاتِ قرآن اور احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اب کا لفظ صرف باپ کے لئے نہیں۔ بلکہ باپ۔ چچا۔ دادا اور بزرگ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ علامہ موصوف نے اپنے دعویٰ کو مضبوط اور مستحکم ثابت کرنے کے لئے یہ لاجواب دلیل بیان کی ہے کہ جب آپ کو قطعی الفاظ میں یہ سمجھا دیا گیا کہ کسی مشرک کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے حق میں استغفار جائز نہیں تو آپ نے اب کے حق میں استغفار ترک کر دیا۔ لیکن آپ کی آخری دعا یہ ہے ربنا اغفرلی ولوالدی۔ اے اللہ مجھکو اور میرے والد کو بخشدے۔ والد بجز باپ کے کسی اور کو نہیں کہتے۔ ظاہر ہے کہ جس کے حق میں حضرت ابراہیمؑ آخری وقت تک دعا کرتے رہے۔ وہ اور تھا۔ اور جس کے لئے دعا سے اجتناب کیا وہ اور تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد مکرم کا نام آذر نہیں۔ بلکہ تارخ تھا۔ آذر مشرک اور تارخ موحد تھا۔

سولھویں پارہ کی سورۂ مریم میں آپ کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے "آذر" کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ آپ نے بڑے ادب اور بڑے موثر پیرایہ میں بت پرستی کی تردید کی۔ اور ہر طرح سے آذر کو سمجھایا کہ وہ بتوں کی پوجا ترک کرکے جہان کے پالنے والے کی بندگی اختیار کرے۔ ان ہدایات کے جواب میں آذر نے پرلے درجہ کی بے جا سختی سے کام لیا۔ اور کہا کہ۔ اے ابراہیمؑ اگر تو اپنی حرکت سے باز نہ آیا تو۔ تو اس جرم کی پاداش میں کہ تو ہم کو ہمارے بتوں کی پرستش سے منحرف اور روگرداں کرنا چاہتا ہے۔ ہم تجھے مار مار کر تیرا استخوان کر دیں گے۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے۔ تو ہمارے معبودوں کی تردید و تکذیب ترک کر دے۔ اور ہمارے وطن سے بھاگ جا۔ ان تحقیقی اور درشت کلامیوں کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا "سلام علیک" اللہ تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ تم کیوں مجھ سے اس طرح کا سلوک کرتے ہو۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مبلغ کا اخلاق کس قدر ارفع اور پاکیزہ ہونا چاہیئے۔

ابراہیمؑ اور آگ

ازاں بعد آپ نے اپنی قوم کو بھی ہدایت شروع کی کہ شاید ان میں سے کوئی سعید روح توحید پر مائل ہو جائے۔ اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ "تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم بے جان مٹی کی مورتوں کی پوجا کر رہے ہو۔ جب بتوں کو تم نے معبود بنا رکھا ہے۔ تو یہ تو کہو کہ کل دنیا کے پالنے والے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے"۔ یہ لوگ زیادہ تر ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے ستاروں کے طفیل ہو رہا ہے۔ جب آپ نے نجوم کا غیر خالق ہونا ثابت کیا۔ تو حاکم وقت نمرود نے آپ سے مناظرہ کیا۔ آپ نے سوال کیا۔ اے نمرود کسی کو مارنے اور زندگی بخشنے کی قوت کس کے ہاتھ میں ہے۔ نمرود جو خود معبود بنا بیٹھا تھا۔ گویا ہوا کہ یہ طاقت میرے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں اس ناداں نے سوال کی حقیقت کو نہ سمجھ کر ایک بے گناہ کو تختہ دار پر لٹکوا دیا اور ایک خونی قاتل کو جس کے حلق میں پھانسی کا حلقہ پڑنے والا تھا۔ رہا کر دیا۔ اور ان ظالمانہ افعال کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا۔ ابراہیمؑ جو اعلےٰ درجہ کے مناظر تھے۔ انہوں نے اپنے دعوے کو طرز جدید میں پیش کیا۔ آپ نے یہ سوال کیا کہ تم لوگ ستاروں کی پرستش کرتے ہو اور اے نمرود تم اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہو۔ ظاہر ہے کہ تم جب خدا ہوئے تو ستارے بھی تمہاری مخلوق اور محکوم ہونے چاہئیں۔ اگر تم واقعی خدا ہو تو سورج جو مشرق سے طلوع ہوتا ہے اس کو حکم دو کہ مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے۔ نمرود اس کفر شکن مطالبہ پر حیران ہو گیا۔ چنانچہ قرآن شریف کا ارشاد ہے فبہت الذی کفر۔ مردود و مطرود نمرود مبہوت ہو گیا اس مناظرہ میں حق کی فتح اور باطل کی شکست دیکھ کر فرزند ہو گئے اور ان پر منکشف ہو گیا کہ وہ معقولیت اور استدلال کے میدان میں نوجوان ابراہیم سے بازی نہیں لے جا سکتے۔ چنانچہ انہوں نے سفیہانہ

پر حجت تمام نہ ہوئی ما ۔ پیکار کرد و گشتہ رستہا

[illegible] پڑتی نہ رہا جاوے۔ اس میں آگ جلائی جاوے [illegible] تو ابراہیم کو اس آگ میں پھینک دیا جائے۔ چنانچہ [illegible] ابراہیم کو اس میں پھونک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان [illegible] اظہار فرمایا۔ وہ خدا جس نے آگ میں حرارت اور سوزش کا مواد [illegible] نار کو حکم دیا کہ وہ گلزار بن جائے۔ یا نارو کونی برداً و سلاماً [illegible] اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ اور زیادہ ٹھنڈی [illegible] اپنے آپ میں ایسی تبدیلی پیدا کر جو ابراہیم کے لئے باعث سلامتی ہو۔ خاص اشخاص کے ساتھ خاص سلوک۔ اور جیسے زندہ نفوس سے بوقت موت روح قبض کر لی جاتی ہے۔ اگر بعض اوقات بعض اشیاء سے ان کے خواص سلب کر لئے جائیں۔ تو یہ امر محال نہیں۔ نمرود ی یہ نظارہ دیکھ کر انگشت بدنداں ہوئے کہ نارِ ابراہیم کے حق میں گلزار بن گئی۔ علامہ اقبال نے کیا سچ فرمایا ہے ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حضرت ابراہیم اپنی قوم کی سرکشی۔ تمرد۔ خواہ مخواہ کی ہٹ دھرمی۔ مناظرہ میں فاش شکست کھانے اور قدرت کے اعجاز حیاتہ دیکھ لینے کے باوجود بھی ان کو اپنی شرارتوں اور ایذا رسانیوں پر مصر دیکھ کر سخت مغموم ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ہاجرہ اور اسمٰعیل

عین بڑھاپے کے عالم میں آپ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ مجھے کو فرزند رشید عطا فرما۔ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اور آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ سے جو مصر کے شاہی محل کی ناز پروردہ تھیں، اسمٰعیل پیدا ہوئے کتاب پیدائش کے باب سترہ میں ہے "اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کروں گا اور نہایت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ رئیس پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا"۔

چند برسوں کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے ہاں پہلی بیوی حضرت سارہؓ سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ دو دہیالہ اسحٰق، حضرت ابراہیمؑ ارشاد خداوندی کے ماتحت حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو لے کر حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ حجاز میں پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر اور شریک زندگی کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا جو ان دنوں مکہ کے نام سے مشہور تھی۔ یہی وہ مکہ ہے جو بعد ازیں مامن توحید اور شرافت و انسانیت کا گہوارہ قرار پایا۔ جب پانی کی ایک چھاگل اور چند کھجوریں دے کر حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ سے رخصت ہونے لگے۔ تو آپ نے پوچھا کہ آپ ہم کو اپنی مرضی سے یہاں چھوڑے جاتے ہیں۔ یا آپ کو ایسا کرنے کے لئے خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے۔ خلیل اللہ کے

اس جواب پر کہ وہ اپنے مالک کے فرمان کے مطابق ان کو چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہ نے بڑے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا محافظ خود خداوند کریم ہے۔ اور وہ ہم کو تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئے۔ جو لوگ صاحب اولاد ہیں وہ خیال فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ کے نام پر فدا ہونے والے کس دل و دماغ کے انسان تھے۔ جلتی ہوئی دھوپ۔ بے آب و دانہ صحرا بے سنگلاخ اور پتھریلے میدان میں اپنے شیر خوار بچے اور اپنی بیوی کو اکیلے چھوڑ کر چلے جانا۔ ابراہیمؑ ہی کا کام تھا۔ اور یہ سنتے ہی کہ یہ جو کچھ کیا جا رہا ہے خدا کے حکم سے کیا جا رہا ہے۔ کامل صبر و سکون کا اظہار کرنا۔ شکایت کا ایک لفظ تک اپنے منہ سے نہ نکالنا ہاجرہؓ ہی کا کام تھا۔ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلہ پر عرفات کا پہاڑ واقع ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ اس پہاڑ کے قریب پہنچے تو آپ نے پیچھے مڑ کر ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی۔ اور بڑے خشوع و خضوع سے یہ دعا کی۔

"اے ہمارے پرورش کرنے والے میں نے اپنی کچھ اولاد تیرے عزت والے گھر کے پاس اور ناقابل زراعت بیابان میں بسائی ہے۔ تاکہ وہ تیری عبادت کیا کریں۔ اے اللہ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور ان کو دوسرے ملکوں کی پیداوار سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر کریں"۔

اس عرفات کے پہاڑ پر ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا بھر کے حاجیوں کا عالمگیر اجتماع ہوتا ہے۔ اور ایک خطبہ پڑھا جاتا ہے دنیا کا کوئی سالانہ جلسہ۔ کانفرنس اس اجتماع کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایسا موقع کسی اور قوم کو میسر نہیں آ سکتا۔

مساوات

تاریخ شاہد ہے کہ اس زمانہ میں سینے پرونے کا عام رواج نہ تھا۔ عامۃ الناس ایک بن سلی چادر کمر سے لپیٹ لیا کرتے۔ اور ایک چادر کندھوں پر ڈال لیا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کا لباس بھی یہی تھا کہ ان کے جسم اطہر پر صرف ایک چادر گردن سے لے کر ٹخنوں تک لپٹی ہوئی تھی۔ مسلمان جو احرام باندھتے ہیں۔ وہ اسی لباس کی تقلید ہے۔ یعنی حاجی لوگ مقررہ مقام پر پہنچ کر ایک یا دو بن سلی چادریں اپنے جسم سے باندھ لیتے ہیں۔ اور سر کھلا رکھتے ہیں۔ حج کے مقام پر جب بے شمار مسلمان ایک ہی لباس میں ایک ہی قسم کے فرائض ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو مساوات کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا منظر پیش ہو جاتا ہے کہ اس کے اثرات کو فقط محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ آج لوگ دنیا میں کمیونزم (مذہب اخوت، سوشلزم (اشتراکیت) بولشوزم (مساوات مطلق)

...مشترکہ ... ٹریڈ یونین ... انجمن ہائے تجارت، انارکزم
... اقتصادی اور سیاسی طریقہ ہائے معاشرت کے ذریعہ
سے مساوات کے طالب ہیں۔ لیکن ان تحریکوں کی تاریخ میں ایک
وقت بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جب ان کے تمام کارپردازان ایک
لباس میں نظر آئے ہوں۔ یہ برکت اور عزت اسلام ہی کو حاصل ہے
کہ اس نے عملی اعتبار سے شاہ و گدا کو ایک ہی صف میں کھڑا ہونے
اور ایک ہی نوعیت کی وردی میں ملبوس ہونے پر برضا و رغبت بہ
نیت ثواب مائل کر دیا۔

قربانی

حضرت خلیل اللہ کے انتہائی صبر اور بے نیاز بردباری کی مثال یہ ہے
کہ جب حضرت اسمٰعیل جن کو آپ نے دعائیں مانگ مانگ کر حاصل کیا
تھا چلنے پھرنے لگ گئے تو حضرت ابراہیم نے حالت خواب میں دیکھا
کہ وہ اپنے پہلے اور چہیتے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے
اس خواب سے اپنے نور نظر کو آگاہ کیا۔ اور اس کی رائے دریافت کی۔
کہتے ہیں "ابن الفقیہ نصف الفقیہ" عالم دین کا بیٹا نصف عالم ضرور ہوتا
ہے۔ اسمٰعیل جس نے باپ کی گود میں پرورش پائی تھا۔ فی الفور بول اٹھا۔ اے
ابا جان۔ خواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری قربانی
کا حکم دیا ہے۔ آپ بے تامل اس فریضہ کو ادا کیجئے۔ آپ دیکھ لیں گے
کہ میں اپنے تربیت کرنے والے کی عنایت سے ایک صبر کرنے والا نوجوان
ہوں۔ جب دونوں اس قربانی پر تیار ہو گئے۔ تو حضرت ابراہیم نے
حضرت اسمٰعیل کو ماتھے کے بل زمین پر لٹا دیا اور آنکھوں پر مضبوط
پٹی باندھ لی۔ تاکہ شفقت پدری کے مارے جب ان کی نگاہ اپنے پیارے
بچے کی نگاہ سے دوچار ہو۔ تعمیل ارشاد میں توقف رونما ہو سکے۔ ابراہیم
نے اپنی طرف سے چھری چلا دی۔ مگر تقدیر نے اس پیکر ایثار کو بچا لیا
جس کی پشت سے سرتاج انبیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا
ہونے والے تھے۔ اسمٰعیل علیہ السلام کو بچا کر اور آپ کی جگہ دنبے کی
قربانی کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مشیت کا اظہار کر دیا۔ کہ اس
کو انسانوں کی قربانی اس انداز سے منظور نہیں۔ بلکہ اس کا طریقہ جداگانہ
ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان۔ ایران۔ شام عرب۔ مصر عراق یونان
چین۔ جاپان۔ اطالیہ۔ امریکہ اور انگلستان میں مختلف دیوتاؤں
کی رضامندی خوشنودی کے حصول کے لئے ابنائے آدم بے دریغ ذبح کئے
جاتے تھے۔ لوگوں کے دلوں سے اس جذبہ اور احساس کو نکالنا آسان
نہ تھا۔ یہ دیوی دیوتا تو کیا شے ہیں۔ رب العزت کو یہ بھی منظور نہیں کہ
اس کے نام پر بھی انسانوں کو اس طریق سے شہید کیا جائے۔ الحمد للہ
کہ قدرت کی یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔ اور آج جو انسانوں کے بچے
بھیڑ بکری۔ دنبے اور اونٹ کی مانند قربانی میں نہیں دیئے
جاتے۔ تو یہ سب ان عنایات کا اثر ہے۔ جو اسلام نے اقوام عالم
اور مذاہب عالم پر کیں۔

تعمیر کعبہ

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم جہاں کہیں تشریف لے
جاتے تھے۔ ایک بن گھڑا پتھر کھڑا کر کے اس کو مذبح یا قربانی گاہ بنا لیتے
تھے۔ مگر مکہ میں آپ نے حضرت اسمٰعیل کی مدد سے ایک چوطرفہ عمارت
قائم کی۔ یہی پاک اور مقدس عمارت اللہ کا گھر یا خانہ کعبہ کہلاتی ہے
اور اس کا جائے وقوع کوہ صفا اور مروہ کے قریب ہے۔ اس مادہ پرست
دنیا میں عبادت الٰہی کا یہ پہلا گھر تھا۔ جو ابراہیم اور اسمٰعیل کے ہاتھوں
جلوہ پذیر ہوا۔ یہ نور کا منبع چار ہزار برس سے ضیا ریز ہے۔ اور کروڑہا
دل اس کی تجلیوں سے کسب نور کر رہے ہیں۔

ابراہیمؑ کا مذہب

یہود کا دعوٰی ہے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے۔ عیسائی
کہتے ہیں۔ کہ آپ نصرانی تھے۔ قرآن شریف ان کے مضحکہ خیز دعوے کی
تردید کرتا ہے کہ ابراہیم نہ تو یہودی تھے۔ اور نہ عیسائی۔ بلکہ آپ حنیف
مسلم تھے۔ اور آپ ہی نے مسلمانوں کا نام "مسلمین" تجویز فرمایا۔ اس وقت
کرۂ ارضی پر ابراہیم کی تقلید میں قربانی کرنے والی قوم مسلم ہے۔ لہٰذا ہمارا
فرض ہے کہ اس امتیاز کی حقیقی روح سے سرشار ہوں۔ ایثار اور قربانی اپنا
شعار بنائیں۔ ہاجرہ اور اسمٰعیل قربانی کے پتلے تھے۔ ان کی قربانیوں کے
تذکروں کو ابد الآباد تک زندہ رکھنے کا فخر ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ پس ہر مسلم مرد۔ مسلم عورت اور مسلم
نوجوان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کے تحفظ۔ قوم کے بقا، ناموس ملت
کی صیانت و حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ و تیار ہونے
کا جذبہ صادقہ اپنے دل و جگر میں پیدا کرے۔

مناظر خلت

(از جناب مولانا سید احمد صاحب شفق ...)

محبت کی کششیں ... ۔ جلوہ حسن کی ... آنکھوں کی ... پوشیدہ ہیں اور ... دل کی سرگذشتیں نظروں سے مخفی ہوں گی۔ فراق و وصال کے مناظر محبت و مودت کے خطابوں کے آپ کی آنکھوں نے دیکھے ہوں گے۔ یہ کیا سبب ہے کہ آپ کے حسن باطنی و قلب سے کسی مادی محبت کی کشش باقی ہو اور اس کی لذت سے ... شناسائی ہو مجویت و فنائیت کے مناظر دیکھے ہوں لطافت و انتہا کی مجسم تصویر ... ہی ہو ... ہوں۔ تو کیا کبھی خیال ... دل میں ... آیا کہ اس مادیت و فنائیت ... کشش کس طرح انسان ہی کو نہیں بلکہ حیوانات کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہے جس طرح ایک مجنون صفت انسان اپنے محبوب کے عشق میں سرشار اور مطلوب کی طلب میں آوارہ ... نظر آتا ہے اسی طرح شگفتہ پھولوں کی فریفتہ بلبل گلستاں زلیخا و شیفتہ کہلاتی ہے۔

اگر ایک انسانی قلب فراق محبوب کی ناقابل برداشت صعوبت سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے تو اسی طرح بلبل نالہ شاد ... گلچینوں کی آتش رقابت سے جل جل کر اپنے کو فنا کے گھاٹ اتارنے کو آمادہ ہو جاتی ہے۔

بسان بلبل اگر با منت سر یاریست   کہ ما ہر دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

کیا کبھی خیال ہوا کہ شمع تنویر محفل کا کام دے رہی ہے اور اپنی نورانی شعاعوں سے پردہ ہائے ظلمت کو پارہ پارہ کر کے مادی اندھوں کی رہبری کر رہی ہے۔ لیکن آہ اس کی ستم ظریفی کے کرشمے اُن فنا ہو جانے والے پروانوں سے پوچھو کہ جو آتشکدہ محبت کی نذر ہو کر اس کے چاروں طرف ڈھیر لگے پڑے ہیں۔

ایک انسانی ماں اپنی شفقت مادری پر عزیز سے عزیز چیز قربان کر دینا سہل سمجھتی ہے لیکن ایک گھڑی کو گوارا نہیں کر سکتی کہ اولاد کی جدائی کا داغ کھا سکے۔ اسی طرح ایک حیوانی ماں اپنے بے زبان بچہ کی محبت و الفت میں جملہ عالم سے بے خبر ہے اور ایک ساعت کو اس کے بچہ کا نظر سے اوجھل ہونا اس کے لئے قیامت سے کم نہیں۔ تجھے انسانی قلب رکھنے والے حیوان بتلا کہ یہ سب کچھ نقش نفسیات کے مناظر کیونکر آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں۔ معلوم کر اور یقین جان کہ یہ سب کچھ قلبی تعلق و کشش کے اثرات اور ایک مقناطیسی جذب محبت کے نتائج ہیں کہ جو واہب العطیات کے دست کرم نے ہر قلب حیوانی کے اندر ودیعت رکھی ہے۔ پس خیال کر اور سوچ کہ جب فانی اور مادی تعلقات کے انجذاب و استغراق کا یہ عالم ہو محویت و فنائیت کی یہ حالت ہو تو اس ہمیشہ باقی رہنے والی ذات کا عشق اگر پیدا ہو جائے جگر میں پیوست ہو جائے۔ اگر اس کی محبت ... میں ... گھر بنا لے تو اس کی کیا حالت ہو گی۔ اور ہونی چاہیئے اس کی فنائیت و استغراق کا کیا عالم ہو۔

فنائیت و ترقی کے انتہائی مراحل طے کرکے اگر اپنے وجود و ظاہری سے بے خبر ہو جائے۔ ماسوا کے تعلقات یکسر توڑ دے ... وحدت ... تاکہ ... بیگانہ ہو جائے۔ اور شاہد المحبوب کی لذتوں میں ایسا محو و از خود رفتہ ہو جائے کہ تیری نظر اس کو نہ سمجھ سکے۔ تو اے دل کی آنکھوں کے بند ... اور عشق باقی کی لذت سے ناآشنا تو شب اول الست بہ نداں کیوں ہے۔

تو خود چہ آدمی کہ زعشق بے خبری

جس کی طرف تو شیرازی کی ... رہبری کر رہا ہے۔

مصیب وادی ایمن گہے رسد بمراد   کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

تو اے محبت و مودت کی داستانوں کو تعجب کی نظر سے دیکھنے والی آنکھوں اور اسے عشق حقیقی کی لذتوں سے بے خبر قلوب آؤ۔ دل کے کانوں سے سنو اور حقیقت بین نظروں سے دیکھو اپنے مردہ دلوں کے اوپر سے غفلت کے پردے اٹھاؤ۔ اور وحدت کے رازسے باخبر فنائیت و قربانی کی حقیقت سے آشنا ہو۔ اور اس مذہبی نفس خلیل کی خلت کے مناظر کا مشاہدہ کرو کہ جس کی مجسم تصویر مودت و خلت کی نظیر دنیا کی زندگی آج تک پیدا کر سکی۔ نہ کر سکے گی۔

تو یہی وہ حقیقت شناس قلب رکھنے والی ہستی ہے کہ جس نے وہمیات سے گذر کر حقیقت کا دامن پکڑا۔ سراب کی چمک دمک کو گرد آلود کر کے حقیقی روشنی کی تہ کو پہنچا۔ فنا ہو جانے والی دلفریبیوں پر لات مار کر باقی سے جا ملا۔ اور ایسا ملا کہ پھر جدا نہ ہو۔ اس کے اوپر چاند سورج اور ستاروں نے جمال آرائیں ڈالیں اور چاہا کہ اپنی دلفریبی پر اسے مائل کریں۔

لیکن حقیقی تنویر کی جھلک سے حصہ پانے والے قلب نے ان فنا ہو جانے والوں کے جہاں آرا جمال کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور باستطاعت ربانی کہہ دیا کہ میں ان اندھوں میں سے نہیں ہوں کہ جو حق کی راہ میں چلنے والے قدموں میں ان گمراہ کن زنجیروں کے حلقہائے سلاسل محبت پہن لیں۔

فلما جن علیہ الیل رای کوکبا	جبکہ چھا گئی اس پر تیرگی شب تو دیکھا تارہ
قال ھذا ربی فلما افل قال لا	کہا یہ میرا رب ہے پس جب وہ غروب ہو گیا
احب الآفلین۔ فلما رای القمر	تو کہا کہ میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں
بازغا قال ھذا ربی فلما افل قال	رکھتا۔ پھر جب چاند چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ
لئن لم یھدنی ربی لاکونن من	یہی میرا رب ہے۔ پھر جب یہ بھی غروب ہو گیا تو کہا
القوم الضالین۔ فلما رای الشمس	کہ اگر نہ ہدایت دیگا رب میرا تو ضرور میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا
بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر	پھر جب سورج کی چمک دمک دیکھی تو کہا یہی
فلما افلت قال یقوم انی بریء	میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب یہ
مما تشرکون۔	بھی غروب ہو گیا تو کہا اے قوم میں

ان چیزوں سے بیزار ہوں کہ جن کو تم شریک مانتے ہو۔

اس فنا و بقا کے مناظرے کے بعد کیا بتلاؤں کیا ہوا۔ ... فلسفہ ...

کے حل کرنے والے نونہال دماغ نے کیا کیا کیا۔ اور عشق و محبت مودت و الفت حق و صداقت کی علمبرداری کس بلند آہنگی سے کی۔ اور کس طرح شدائد و مصائب تکالیف و محن کی دشوار گذار گھاٹیوں کو طے کرتا ہوا عالی حوصلگی کے ساتھ فاتح حق و صداقت ہوا۔

آؤ اور قرآنی تعلیم کے ذریعہ اس کی حقیقت کو پاؤ۔ اس کی تہ سے ہمکنار ہو۔ ایک طرف آبائی اور مذہبی تقلید کے قعر ضلالت سے چھلانگ ماری۔ دوسری طرف وحدت الٰہی اور کلمۂ توحید کی وہ بلند اور مستحکم عمارتیں تعمیر کیں کہ دنیائے بھیانک فنا کا منہ نہ دیکھ سکیں۔ تجلیات الٰہی کے سامنے جملہ مادیات کا انکار کر دیا۔ صرف ایک وحدہٗ لاشریک کی طرف اپنی گرویدگی کا اعلان عام کر دیا۔

یٰقوم انی بریٔ مما تشرکون انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین

اے قوم میں بیزار ہوا ان چیزوں سے کہ جن کو تم شریک گردانتے ہو میں ہر طرف سے ہٹ کر محض ایک ہی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ہو گیا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ الحمد للہ کہ میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں

اس کے بعد کیا ہوا الٰہی روشنی کی جھلک سے تو اسی وقت قلب منور ہو چکا تھا۔ جبکہ چاند ستاروں کی نورافشانیوں پر بے اعتنائی کی۔ محبت کا دم بھرنے کی پہلی شرط ہے۔ کامل اطاعت و انقیاد۔ دوسری شرط ہے فنائیت و قربانی جذبات۔

آؤ دیکھو کہ سرعت توحید الٰہی لے بادۂ الفت میں چور ہو کر کیونکر دریائے محبت میں غوطہ مارا۔ اور کیسے کیسے در مکنون اس سے آشکارا ہوئے کہ جن کی چمک سے آج تک دنیا کی نظریں خیرہ ہیں۔

ابراہیمؑ کی ایک آواز تھی۔ کہ جو زبان سے نکلی جنگلوں میں گونج گئی اور پہاڑوں سے ٹکرا گئی۔ ملک و قوم سب کے سب اس اجنبی اور غیر مانوس عقیدے اور خیال سے نہ صرف بیزار ہوئی۔ بلکہ بر سر پیکار ہو گئی۔ تا آنکہ آغوش شفقت پدری آتشکدۂ نمرود بننے کو تیار ہے۔ اس کی الطاف و اشفاق بھری آنکھ عتاب و عقاب کے انگارے برسا رہی ہے۔

لئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا ٭

اے ابراہیم اگر تو اس محبت حق سے باز نہ آیا تو تجھکو سنگسار کر دوں گا۔ اور جا میری نظر سے دور ہو۔

لیکن وہ قلب جو بادۂ توحید سے سرشار ہو چکا۔ اس پر ان عتاب و عقاب۔ غضب و شدائد کا کیا اثر ہوتا۔ اور باپ کی پدری الفت کا فطرت پر کیسے غلبہ ہوتا۔ وہ آپ کے جذبۂ الفت میں مست ہے۔ اور اپنے خیال میں مگن۔

باپ کو آخری نصیحت کرتا ہوا سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ اور مادر پدر کے آغوش کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہتا ہوا ایک وحدہٗ لاشریک کا دامن پکڑتا ہے۔

یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا

اے باپ ایسی چیزوں کے کیوں دیوانے

بیصر ولا یغنی عنک شیئا ٭

جوکہ نہ دیکھتی ہیں اور نہ سنتی ہیں اور نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔

ساتھ ہی بزرگانہ حقوق اور پدرانہ الفت کا جذبہ مجبور کرتا ہے تو فرماتے ہوئے الگ ہو جاتے ہیں۔

سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا

ایک محبوب کی لگن میں گھر چھوڑے۔ اقربا سے منہ موڑا۔ وطن و قوم سے بیزار ہوئے۔ اور صرف اسی کے ہو رہے کہ جس کے ہونے سے سب کچھ ملا۔ مادی تعلقات کو ایک حقیقی جذبہ کی نذر کر دیا۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں برفروخت — ہر چہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

قلبی کلفتوں کا مظاہرہ دیکھا۔ جذبات عشق الٰہی کے مناظر دیکھے۔ اور آخر دیکھنے والوں نے وہ بھی دیکھا اور سننے والوں نے سنا کہ یہی جذبۂ عشق الٰہی اور تعصب و حسد قوم اور بغض و عناد ملک نے ابراہیمؑ کو آتشکدۂ نمرود کی سربفلک لپٹوں میں ڈال دیا۔ ظاہری آنکھوں نے دیکھا کہ ابراہیمؑ آگ میں پڑے۔ لوگوں نے سنا کہ آگ کی لپٹوں نے اس کے جسم کو بھسم کیا۔ لیکن باطنی آنکھوں نے دیکھا۔ روشن دل نے معلوم کیا کہ ابراہیمؑ نمرود کی آگ میں نہیں گرا۔ بلکہ آتش عشق کے جذبہ نے اُسے امتحان کی منازل پر بلایا۔ اور کامیابی و فائز المرامی کے بام تک پہنچا دیا۔ وہ آگ نہ تھی۔ بلکہ گلزار فائز المرامی تھا۔ اور گلستان راحت و آرام۔

ایک تیسرا وہ منظر کہ جو آنکھیں دیکھتیں۔ تو یقین کرتیں۔ لیکن کان سنتے ہیں اور اندھے دل انکار کرتے ہیں۔ اور درد و محبت سے آشنا اس کو یقین جانتے ہیں۔

قربانی کی انتہائی منزل سامنے ہے کہ جس کی حائل کبھی شفقت مادری ہے۔ کبھی لوم لائم۔ کبھی خوف۔ انحراف فرزند۔ کبھی منزل کے اس پار خلت کا خلعت ہے اور رضا و خوشنودی کا تمغہ۔ اور اس پار اور آئندہ ہونے والی پشتوں پر رحمت و فضل کے دروازوں کا فتح۔

محب کا اشارہ ہوتا ہے اور اشارہ بھی سوتے ہوئے۔ اور وہ بھی بصورت خواب۔

محض بہانہ اور اشاروں پر اپنی قربانیوں کو فلاح و بہبودی کا ذریعہ سمجھنے والے قلوب سے اس کا حل پوچھو۔ کہ ایک محبوب کا اشارہ اور دلگیر کا ایما چاہے عاشق کے لئے اور صادق محب کے لئے کیسے مستحکم فرمان کا کام دیتا ہے۔ اور اپنی انتہائی سعادت اسی کے اندر مضمر پاتا ہے۔ کہ اس کی تعمیل کی عزت نصیب ہو۔

اس کی محبت کی انتہا اس سے پوچھئے کہ جو درد الفت کا آشنا ہو اور جس نے اس چاشنی سے حصہ لیا ہو۔ ان کے قلوب خوشی سے بانسوں اچھلتے ہیں۔ اور گھڑیاں بھاری ہو جاتی ہیں۔ کہ کب تعمیل ارشاد

محبوب ... عزت نصیب ہو۔

حضرت ابراہیمؑ پر تعجب سے دیکھنے والو غور سے کام لو اور عزت کی آنکھ سے دیکھو کہ انکے ملکوتی جذبات عشقیہ نے کس بات پہ آمادہ کر رکھا ہوگا کیسے طرح عاشق کے ہیں کہ منتظر ہوگا کہ جب وقت اپنے محبوب کی خوشنودی ... ہو۔

یہاں ہوتا ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے کہ ہماری قربان گاہ پر قربانی ... اور قربانی یہاں کس چیز کی اونٹ کی نہیں، بکری کی نہیں یا کسی اور حیوان کی نہیں بلکہ جذبات کی۔ تعلقات کی دنیی سے زیادہ محبوب چیز ایک جگر کا ٹکڑا تھا، جو بوڑھے باپ کا سہارا تھا۔ ایک گھر کا چراغ تھا جو آنکھوں کی ٹھنڈک اور گھر کا اجالا تھا۔ وہی ساری عمر کی کمائی تھی کہ جس سے زیادہ دنیا میں اسے کوئی عزیز نہ تھا۔

خدا کے سچے پیغمبر کے لئے یہ وقت ہے اور نازک وقت۔ امتحان ہے اور سخت امتحان، آزمائش ہے اور کڑی آزمائش۔ مادیت و روحانیت کا تصادم ہے۔ اور طبیعت و فطرت کی معرکہ آرائی۔ عجب کشمکش ہے اور عجب ابتلاءٗ ذالك هو البلاء المبين۔

لیکن الٰہی محبت کے دربار میں ایک تلاطم بپا ہوتا ہے اور جذبات حقیقی میں ایک طغیانی۔ کہ مادیت و پدریت کے آتشکدہ ہائے الفت ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اور رضائے الٰہی کی جاودانی محبت کی خواہش شفقت پدری کی فانی الفت پر غالب آجاتی ہے۔ اور معصوم بچے اور دل کے سہارے کو خدائی بشارت سنا دیتا ہے۔

یا بنی انی اریٰ فی المنام انی	اے عزیز بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ
اذبحك فانظر ماذا تریٰ	گویا تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔

پھر تیرے خیال میں یہ کیسی بات ہے۔

لیکن آخر وہ بھی کون تھا۔ ابراہیمؑ کا لخت جگر، اور خلیل اللہ کا نورِ العین وہ گلدستۂ رسالت کا دلربا پھول اور گلزار خلت کا نونہال فرزند۔ حکم الٰہی سنتا ہے اور خدائی بشارت کے سامنے گردنِ اطاعت جھکا دیتا ہے۔

یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی	(اے پدر بزرگوار یہ تو خدائی رضا کا تقاضہ ہے)
من الصابرین۔	کر گذریئے جس کے لئے آپ مامور ہیں

انشاء اللہ تعالیٰ میں صابروں میں سے ہوں گا۔

اضطراب ہے نہ بے چینی خوف ہے نہ اندیشہ، ہراس ہے نہ صدمہ خدا کے منظورِ نظر ہو جانے پر فخر ہے۔ اور رضا اور خود قربان گاہِ حق کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔

بوڑھیا ماں پیارے بچے پر ایک وداعی نظر ڈالتا ہے۔ اور حسرت بھری زبانِ حال سے اس کو قربان گاہِ حق کی قربانی کی عزت سے باخبر کرتے ہوئے مادرانہ جذبات سے سفارش صبر و سکون کرتا ہے۔ اور رضا و دلجوئی کی خواہش و رضائے الٰہی کرتا ہوا قربان گاہِ حق کی طرف چل دیتا ہے۔

اللہ رے دل سے آنکھیں ٹھنڈی رکھنے والے ماں باپ دیکھیں اور سنیں اور غور کریں اور دیکھیں یہاں پہ کہیں اور خدائی عاشق کے جذبۂ الفت سے سبق لیں۔ اپنی جوانی پہ نازاں کرنے والے نوجوان پڑھیں اور دیکھیں غور سے کام لیں اور اس نونہال فرزند سعید سے درس لیں اور خدا کا سچا بندہ بنا باغی نوعِ انسان کا قدیمی دشمن ابلیس لعین راہ میں ملتا ہے اور اپنے قدیمی پیشہ رہزنی پر کمربستہ ہو کر باپ کے دل میں محبت پدری و شفقت فرزندی کے گہرے نقش جمانا چاہتا ہے بیٹے کے سامنے تمتعات و لذائذ دنیوی کے خوشگوار منظر پیش کرتا ہے۔ جوانی کی امنگوں اور نفسانی جذبات کے پامال کرنے پہ ملامت کرتا ہے، موت کے بھیانک خوفناک منظر پیش کرتا ہے۔ لیکن بادۂ توحید سے سرشار اور حکم الٰہی پہ قربان ہو جانے والوں کو بقول عذل العواذل حول قلبی التائه وهوى الاحبة منه فى سودائه اپنے کام سے کام اپنی دھن میں مست اور اسی لگن میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں، دشمن لعین اپنی قربانی و ناکامیوں پہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکراتا ہوا خاسر و بدنصیب ہوتا ہے۔

اللہ کا خلیل اور خلیل کا فرزند سعید امتثال امر الٰہی کے لئے کمربستہ اور راہِ حق میں قربان ہو جانے کے لئے سربکف ہے۔ دیکھو اور غور سے دیکھو۔ سنو اور ہوش کے کانوں سے سنو، اللہ کی محبت کا دیوانہ اور اس کی الفت و محبت سے سرشار و مست خلیل راہِ حق میں ذبح عظیم کا منظر دکھانے کو تیار ہے، اور اپنے لاڈلے معصوم بچے اسمٰعیلؑ کو بھیڑ اور بکری کی طرح زمین پہ لٹاتا ہے، ... اور بھولا چہرہ باپ کی نظروں کے سامنے ہے، شعلۂ محبت پدری کے بھڑک اٹھنے کا خیال ہے اور خوف ہے محبت و شفقت ... کے سمندر میں تموج و طغیانی کا اندیشہ آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے۔ اور نہایت تیزی کے ساتھ ہوا چھری نازک و نرم گلے پر چلا دیتا ہے تخت زمین میں زلزلہ ہے اور اس پر بسنے والے حیوانات اس حقیقی اور سچی قربانی کو آنکھوں دیکھ رہے تھے اور مضطرب و حیران ہیں، عالم افلاک میں ایک قیامت خیز ہنگامہ ہے اور ملاء اعلیٰ کے بسنے والے مقدس گروہوں میں ایک کھلبلی مچی ہے اور غوغا ہے کہ اے رب قدیر اور اے غنی حمید تیرا خلیل تیری محبت کے نشہ میں چور ہو کر اپنی تمام عمر کی دولت بھولے اور معصوم بچے کو قربان کئے ڈالتا ہے دریائے فضل و کرم الٰہی جوش کرتا ہے اپنے خلیل کی رضا اور ادا کو دیکھتا ہے۔ اور (وفدیناہ بذبح عظیم) کا قابل افتخار و احترام خطاب عطا کر خلت کا خلعت زیب تن ہو کر قدسی صفت انسان (اسمٰعیلؑ) کا فدیہ عنایت ہوتا ہے، خدا کا ناموس اکبر بہشتی دنبہ لاکر سامنے ڈالتا ہے اور وہ خلیل اللہ کے ہاتھ سے ذبح ہو جاتا ہے۔

زمین پر بسنے والے حیوانات اور اس پہ رہنے والے حجرات و شجرات بزبان قال و حال نغمہ سنج تسبیح و تقدیس رب العزت ہیں عالم قدس ملاء اعلیٰ سے مبارکباد اور ہدیۂ تہنیت کا شور بپا ہے۔ حوران بہشتی نغمہ سنج تبریک و تقدیس ہیں اور وہ قدسی النفس انسان خلیل اللہ شاداں و فرحاں با مسرت و بہجت لخت جگر سمیت گھر کی طرف لوٹتا ہے اور اس سنت مبارکہ یعنی قربانی کو اپنے بعد آنیوالے متبعین الٰہی کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے یادگار چھوڑ جاتا ہے کہ جس کی یاد کو آج دنیا کے گوشہ گوشہ اور عالم کے کونہ کونہ سے تازہ کیا جاتا ہے اور ہمیشہ

انتقادات

(جوائنٹ ایڈیٹر)

آئینہ بڑا سائز، ضخامت ۴۸ صفحے، سالانہ قیمت ۱۲؍، منیجر رسالہ آئینہ دہلی۔ ماہوار پرچہ ہے، جنوری ۱۹۳۳ء سے جاری ہوا ہے۔ بہترین لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ، اعلیٰ درجہ کے ادبی، تاریخی، معاشرتی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ بلند پایہ دلچسپ سلسلے بھی ہوتے ہیں۔ سائنٹفک مضامین کا بھی انتظام ہے۔ ترتیب میں خوش سلیقگی کا ثبوت دیا گیا ہے۔

آئینہ کے ایڈیٹر دہالک میرے محترم دوست مولوی سیادت الحسن صاحب فکر ایم اے ہیں۔ جن کی زور قلم الہلال، البلاغ، ہمدرد، آئینہ وغیرہ کی کامیابی کا رہین منت ہے۔

فکر صاحب خود ایک خوش فکر شاعر اور بہترین افسانہ نویس ہیں۔ اور صاف ستھرے ادبی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی رسالہ کو کامیاب بنانے کے لئے کیسی کچھ کوشش کی ہوگی۔ پھر اس کے علاوہ فکر صاحب کو ہندوستان کے شاہیر ہندو مسلمان اہل قلم کی خدمات آئینہ کے لئے حاصل ہوگئی ہیں۔ جن کے مضامین نے رسالہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ غرضکہ کم قیمت اور بہترین ادبی رسائل میں آئینہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ قارئین شیوا کو مفت نمونہ طلب کرکے فکر صاحب کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے۔

عادل بڑا سائز، ضخامت ۸ صفحے، قیمت فی پرچہ ایک آنہ۔ سالانہ پندرہ روپئے۔ منیجر روزنامہ عادل، دہلی۔

دسمبر ۱۹۳۲ء سے نہایت پابندی وقت سے روزانہ بہترین اور پُر از معلومات سیاسی، ادبی، تاریخی، اصلاحی مضامین۔ حالات حاضرہ پر دلچسپ نوٹ علاوہ مقالات اور تازہ خبروں کے ساتھ صحیح اردو میں شائع ہوتا ہے۔ ایڈیٹر سید ابن عربی صاحب ہیں۔ اور نگران حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ ہیں۔

دہلی سے آجکل جتنے رسائل اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں صرف پیشوا، نظام المشائخ، ساقی کے ایڈیٹر دہلوی ہیں۔ اور اب عادل، دہلی والوں کی زبان میں ایک مشہور کہنہ مشق دہلوی اہل قلم کی نگرانی میں دہلی کے ایک نوجوان اہل قلم کی ایڈیٹری میں شائع ہو رہا ہے۔ ان تینوں پرچوں کے علاوہ جتنے پرچے دہلی سے شائع ہو رہے ہیں ان میں سے کوئی پنجاب کا ہے تو کوئی آسام کا۔ اور کوئی میرٹھ کا ہے تو کوئی شیرکوٹ کا۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور کا انقلاب بھی اپنی زبان دانی کی ہوس نکالنے کے لئے پانی پت، شیرکوٹ جیسے لوگوں غیر غلط نویسوں کی تحریروں پر دہلوی زبان کا دھکا دیکر گرفت کیا کرتا ہے۔ اگرچہ اس کو خود خبر نہیں کہ صحیح اُردو کسے کہتے ہیں۔ مگر یہ فرہنگ آصفیہ کا حافظ سب کو ایک ہی لکڑی ہانکتا ہے اور ان گنواروں کی وجہ سے دہلی والوں کی زبان کو باعث ملامت بنا گیا ہے۔ جن بد تمیزوں کو زبان سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی نگرانی میں دہلی کی صحیح زبان میں ایک بہترین روزنامہ شائع ہو رہا ہے۔ جو ہر حیثیت سے اس قابل ہے کہ مسلمان اس کی ہمت افزائی کریں۔ نیز اخبار عادل کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے اچھوتے البیلے تازہ مضامین روزانہ اس میں شائع ہوتے ہیں۔

مسلمہ ایڈیٹر جنابہ میرا خاتون صاحبہ، حجم ۴۴ صفحے۔ بڑا سائز، سالانہ قیمت عہ، ایک روپیہ۔ منیجر رسالہ مسلمہ جالندھر۔

جالندھر میں مسلمان بچیوں کی تعلیم کے لئے عرصے سے مدرسۃ البنات جاری ہے۔ اور یہ ماہوار مسلمہ رسالہ بھی مدرسہ کا آرگن ہے۔ تمام مضامین اسلامی تعلیم کو سامنے رکھکر لکھے جاتے ہیں۔ اور فسانے بھی ذلیل اور گندے ادبی لٹریچر سے بچکر ایسے سبق آموز، اور اصلاحی و اخلاقی پہلو کو نمایاں کرکے لکھے جاتے ہیں کہ بلا تکلف تمام بہو بیٹیوں کو پڑھنا چاہیئے۔ غرضکہ مسلمہ ہر حیثیت سے قابل قدر پرچہ ہے۔ نمونہ مفت ملتا ہے۔

فانوس ایڈیٹر جناب سردار علی صاحب ناشر، ضخامت ۴۸ صفحے، اچھی لکھائی چھپائی، کاغذ سفید چکنا، قیمت سالانہ تین روپئے۔ پتہ دفتر رسالہ فانوس ۲۰۹ کشمیر بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور۔

فانوس ایک علمی اور ادبی ماہوار رسالہ ہے۔ دسمبر ۱۹۳۳ء سے لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ مشہور اہل قلم کی خدمات حاصل کر چکا ہے۔ مضامین محققانہ اور دلکش اور پڑھنے کے لائق ہیں۔ ملک کو قدر دانی کرنی چاہیئے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

سالنامہ نیرنگ خیال ضخامت سوا دو سو صفحات بڑی تقطیع، قیمت عہ، پتہ۔ منیجر رسالہ نیرنگ خیال شاہی محلہ لاہور۔

رسالہ نیرنگ خیال پنجاب کے تمام ادبی رسائل کا سرتاج ہے۔ جو میرے دوست جناب حکیم یوسف حسن صاحب کی نگرانی میں لاہور سے ۱۹۲۴ء سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ حکیم صاحب سال کے ۱۲ پرچوں کے علاوہ ہر سال عیسوی نو روز پر ایک سالنامہ بھی شائع کرنے کے موجد ہیں جو انگریزی رسائل کے بہترین سالناموں سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ زیر نظر سالنامہ ۱۹۳۳ء کا سالنامہ ہے جس میں حسب معمول مشہور شعراء اور مضمون نگاروں کے نام نظمیں ہیں۔ مزاحیہ مضامین، افسانے، تاریخی، علمی محققانہ مقالات، نئی آرٹ کی بہترین تصویریں، خوشنما مناظر کے فوٹو مجموں کے علاوہ غرضکہ سالنامہ کو بہترین بنانے میں ہر خیال کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور یہ سالنامہ یقیناً اس قابل ہے کہ ملک اس کی قدر کرے۔

نظام المشائخ کا نیا چولا نظام المشائخ نے پورے بائیس سال تک اپنی قدامت پسندی کو خیرباد کہہ کر بڑا سائز تبدیل کر لیا ہے۔ اور اب وہ ۴۸ صفحے کی ضخامت پر بہترین مذہبی، تاریخی، علمی مضامین کے ساتھ پوری پابندی وقت کے ساتھ ہر ماہ ۱۹۱۰ء سے شائع ہو رہا ہے۔

جناب مولانا واحدی صاحب کا شہزادہ [illegible] نظام المشائخ مضامین، ترتیب، لکھائی چھپائی [illegible] صف اول میں ہے۔ اور یقیناً اس قابل ہے کہ مذہب [illegible]

إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ

وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ

مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝

نئی صورت میں کیا ان خوبیوں والا قرآن شریف ابھی ابھی پریس سے آیا ہے

اور واقعہ یہ ہے کہ خوب چھپا ہے محنت ٹھکانے لگ گئی

یہ وہی ۲ ترجمہ والا قرآن شریف ہے جس کی ہزار ہا جلدیں ناظرین پیشوا کے پاس پہنچ چکی ہیں اور ہر جگہ مقبول ہوا ہے اس مرتبہ اس کی ضخامت بڑھا دی گئی ہے پہلے اس کا پارہ ۲۲ صفحوں میں تھا اور اب ۳۰ صفحوں میں کاغذ پہلے سے موٹا ہے مقابلہ کر کے دیکھئے ۔۔۔ کہ نام ہو جائے سبحان اللہ کیا کاغذ ہے اور کیا لکھائی ہے اس میں حسب ذیل کیا ان خوبیاں ہیں۔

(۱) پہلا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب کا (۲) اور دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ

هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی

لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ

اصلی خوشنما سوالہ مُہری

معری قرآن مجید جو ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے اور جو ہم کو پسند ہے اس لئے کہ اس سے پہلے ایسا قرآن شریف چھپا ہی نہیں

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپنے نہیں دیکھا ہوگا۔ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے یہی سبب
صاحب یگانہ خوشنویس ماہر کی کے کیمپ جالندھر ملکی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست
الفاظ کو اس قدر صحیح اور واضح رکھے ہیں کہ بلا قصد بچے غلط پڑھ ہی نہیں سکتے اور بچہ کو یہ بھی لینے کے لئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہوا اور کونسا بعد میں اسم
الفاظ کے درمیانی حسن۔ سی وغیرہ میں ہوتی ہیں اور حرف کی گنجائی اور حروف کی درستی اور دنگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے
الفاظ لئے یہ شوقی ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن کا سبق ڈیڑھ گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن مجید میں پندرہ منٹ میں یاد کر لیگا
اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گی ہر صفحہ کے گرداگرد نقش و نگار سے
ہر پارہ کے شروع آخر اور پر کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ دکھلایا ہے حافظوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادیا
اس قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں مولانا مستند حفاظ صحیح اور قرأت کی ضمانت کی مہر ہے
ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں چھپائی دعویٰ ہے اور نہ یہ دعویٰ کہ معری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں کیا اس کے بعد بھی کوئی قرآن شریف نہیں چھپا
یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن مجید کے سامنے آنے کے بعد مجوزہ بیان نہیں آپ پر کچھ نا اثر نہ ہوگا۔ الغرض یہی اثر ہوگا اور یہی آپ کے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس کی
پانچوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے ایک جلد مجلد عمری عمر مجلد چرمی عصر پانچ جلد مجلد چرمی للعہ مجلد پارچہ فی جلد
مجلد پارچہ للعہ دس جلد مجلد چرمی گیارہ روپے مجلد پارچہ دس جلد للعہ روپے اب محصول ڈاک بڑھ گیا ہے اس لئے ایک نسخہ جو چرمی ہو یا پارچہ
دو روپیہ بارہ آنے اور دس کا محصول ہوگا۔ اس لئے پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگا لیجئے ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل بارہ آنے یہاں ضرور خرچ آتا ہے
اسٹیشن کا نام اور انگریزی دونوں میں صاف طور سے لکھئے ریلوے پارسل کے لئے اور دیگر فرمائش آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔ ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ

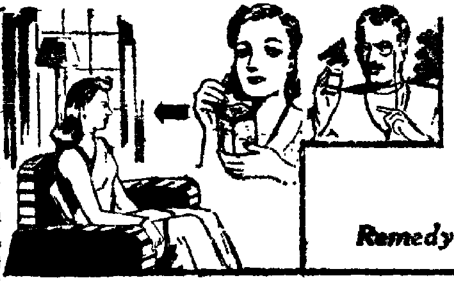
۲ روپے

فی پرچہ

۳ آنے

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

سفید پانی - پرمیوت - لیکوریا - سیلان الرحم کا ایک ہفتہ میں خاتمہ



Anis-e-Masturat
is the
Safest & Surest
Remedy for Leucorrhoea.

سفید پانی جانے کی بیماری :- جوان اور حسین عورتوں کو چند دن میں بوڑھی بنا دیتی ہے، بلکہ دیکھتے دیکھتے خاتمہ کر دیتی ہے۔ عورتیں شرم کے مارے گھل گھل کر مرجاتی ہیں مگر بیچاری اپنی زبان سے اس خوفناک مرض کا حال کسی سے نہیں کہتیں ان کے ماں باپ تو کیا شوہر کو بھی اصل بات کا پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جس بہن کو سیلان الرحم جیسے موذی مرض کی شکایت ہو وہ خود یا ان کے شوہر صاحب ایک کارڈ لکھ کر ملک کے مشہور و ہر دلعزیز گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ انڈو جینوئن کیمیکل ورکس دہلی سے "انیس مستورات" کی ایک شیشی دو روپے چار آنے میں وی۔ پی کے ذریعہ منگالیں۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ ہزارہا مریض عورتیں اس دوا سے صحتیاب ہو کر اپنی زندگی کا لطف اٹھا رہی ہیں۔ اس بیماری میں مریضہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ عورت کے خفیہ بدن سے وقت بیوقت سفید رنگ کا بدبودار پانی یا لیسدار رطوبت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا بدن کمزور رنگ پیلا، ہاتھ پیر میں جلن۔ دماغ میں چکر۔ کمر اور سر میں درد، پنڈلیوں میں اینٹھن، طبیعت اداس۔ ایام کی بیقاعدگی۔ بعض اوقات ایام کا رنگ رک کر آنا۔ درد کے ساتھ آنا وغیرہ شکایتیں لاحق ہو جاتی ہیں ان سب شکایتوں کے لئے ہماری یہ دوا ہندوستان کی سرتاج دوا ہے جس سے بیس ہزار خواتین نئی زندگی حاصل کر چکی ہیں۔ اگر کسی دوا خانہ میں اس قدر کامیاب دوا اس مقصد کے لئے موجود ہے تو ہم ہندوستان کے ہر بڑے چھوٹے دواخانہ کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ مقابلہ کیلئے پیش کریں۔

دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ } **انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی**

ہر جوان عورت



ہر مہینہ تکلیف کا شکار بنتی ہے
خوب روتی ہے۔ کراہتی ہے
ہر مہینہ ۵-۶ دن اسکی کمر اور پیٹ میں درد ہوتا ہے

اور ان سب باتوں کی وجہ ہے

ماہواری خرابی

کسی عورت کو ماہواری تکلیف دیکر ہوتی ہے۔ کسی کو کم مقدار میں آتا ہے۔ کسی کو رک رک کر آتا ہے۔ کسی کو زیادہ آتا ہے اور خود کو گھلاتا ہے۔ کسی کو مہینہ میں دو دفعہ اور کسی کو کئی کئی ماہ بعد ماہواری ہوتی ہے۔ اور بڑا درد ہوتا ہے اتنا کہ وہ بے چین ہو جاتی ہے۔

ماہواری خرابی اور ماہواری درد سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے

ملک کے بے شمار ڈاکٹر ویدوں اور حکیم تجربہ کر چکے ہیں کہ عورت کی مندرجہ بالا ماہواری خرابیوں کو ٹھیک کرنے کیلئے دوا کورس کا استعمال بڑا کارگر ثابت ہوا ہے۔ دوا کورس کی ایک شیشی استعمال کرنے سے عورت کی ماہواری پوری باقاعدگی کے ساتھ بغیر درد کے ٹھیک مقدار میں ہر مہینے ہونے لگتی ہے اور عورت ماہواری کے دنوں میں بھی ہنستی کھیلتی رہتی ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ آسانی کے ساتھ ہر مہینے ماہواری سے بغیر کسی درد کے فارغ ہو جاتی ہے۔ ایک شیشی کورس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔ اگر آپ کے گھر کوئی بہن ہر مہینہ ماہواری کی سخت تکلیف برداشت کرتی ہے تو

لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ۔ پی۔ سی۔ بکس ۲۲ دہلی

کو فوراً خط لکھکر دوا کورس کی شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے پارسل پر صرف دو آنے محصول لگیگا۔ اور آپ کو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائیگی۔ وہ دوا جو ہر مہینے تکلیف اٹھانیوالی عورت کیلئے ایک نعمت ثابت ہوگی۔

شوکت آرٹ پروڈکشنس

ڈائرکٹر شوکت حسین رضوی کی ہدایت کاری میں اپتی پہلی

بہترین تخلیق

جُگنو

پیش کرتے ہیں

جو خاندان، دوست، اور زینت سے زیادہ ڈرامیٹک اور زیادہ طاقتور موثر ہے

یہ تصویر

آپ کو مزاح و ظرافت سے محظوظ کرے گی
اپنی چمک دمک سے آپ کی آنکھیں خیرہ کردیگی
اپنی ٹریجیڈی سے یہ آپ کو انگشت بدنداں بنادیگی

اداکار

نورجہاں۔ دلیپ کمار۔ غلام محمد۔ سلوچنا
ضیا۔ لتیکا۔ پروین۔ سینگر۔ لڈن۔ ششی کلا
آغا مرزا۔ امیر علی۔ آغا میرجان۔ آغا راج اور جلو بائی

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا ایک ماہوار مذہبی، اخلاقی، اصلاحی ادبی رسالہ
مقام اشاعت اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی
(مینجر پیشوا)

قیمت سالانہ دو روپے
ممالک غیر سے ۴ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ر

جلد ۲۲ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ مطابق جولائی ۱۹۴۶ء | نمبر ۸

شذرات

(سید عزیز حسن دہلوی)

حکایت اور شکایت

رجب کا پیشوا ۱۴ رجب تک چھپ گیا تھا صرف ٹائٹل چھپنا باقی تھا اسی لئے میں نے لکھ دیا تھا کہ پیشوا وقت پہ آگیا مگر

تدبیر کند بندہ، تقدیر کند خندہ

پر عمل ہوا۔ یکایک ۱۴ رجب کو میرا اور میرے لڑکے سید امین حسن کا بمبئی جانا ہو گیا۔ واپسی ۸ شعبان کو ہوئی۔

ٹائٹل پریس نے چھاپا نہیں۔ کیونکہ کاغذ کا کوٹہ ختم ہو گیا تھا، اور میں اس کا بند و بست کرنا بھول گیا تھا۔

پیشوا آفس میں ایک ہندو اور ایک مسلمان کلرک۔ ہم کاتب دو ٹائپسٹ۔ ایک چپراسی تھے۔ ایک صاحب کے سپرد مضامین کی دیکھ بھال کی۔ مگر جب ہم دونوں باپ بیٹے دہلی آئے تو دیکھا کہ ہندو کلرک غائب ہے جس کے ذمہ روپیہ باقی ہے۔ مسلمان کلرک نے دفتر کو غسل خانہ، ہیر سیلون، لائبریری بنا رکھا تھا۔ تمام رجسٹروں کو تباہ کر دیا تھا۔ کچھ رقومات رسید بک میں موجود، لیکن کھاتے میں ندارد۔ جب میں آیا تو کاتبوں کے سب کاتب دو ایک روز میں کام چک کیا گیا، تو خریداروں کے پتوں کا فائل غائب۔ اور سارا کام سنیاناس۔ رسالہ بغیر ٹائٹل کے چھپا رکھا ہے۔ ایک ہی روز میں چھپائی کرائی گئی۔ مگر دوسرے روز سے ڈاک خانہ کی ہڑتال شروع ہو گئی، جو دہلی میں سب سے زیادہ مکمل ہوئی جس کے باعث رجب کا پیشوا شعبان کی ۲۳ کو دہلی سے کس طرح روانہ کیا۔ اس کی تفصیل بڑی صبر آزما ہے۔

ان سب کے باوجود تاخیر پرچہ میں میری ذمہ داری نہیں معذرت ہی کرنی ہے۔ یہ تھی پیشوا کے دیر میں شائع ہونے کی حکایت اب شکایت سنیئے۔

اس دوران میں ۵۰ فیصدی ڈاک کے ضائع ہونے کے باوجود کئی ہزار خطوط شکایتی آئے، جس کو مجھے شدید ملیریا میں مبتلا ہونے کے باوجود پڑھنا پڑا۔ ان خطوط میں سے اکثر خریداروں نے تمیز داری سے پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت کی تھی۔ لیکن کچھ بدتمیز ایسے تھے، جنہوں نے طعن و تشنیع سے کام لے کر میرے معتقدات و نیت پر حملہ کیا ہے۔

میں ایسے سب خریداروں کا جواب فرداً فرداً نہیں دے سکتا تھا، اور چونکہ ان کے ساتھ جوابی کارڈ نہ تھے۔ اس لئے مجھ پر جواب کی ذمہ داری بھی نہ تھی۔ ایسے تمام بدتمیز شکایت

کرسکنے والے سن لیں کہ

"ان کے خطوط قانون ازالہ حیثیت کی زد میں آتے ہیں۔ جن پر دہلی میں فوجداری اور دیوانی دعوے ہو سکتے ہیں۔ اور جن کا ثبوت فراہم کرنا ان کیلئے قطعاً ناممکن ہے۔ ایسے خطوط گاہک اور دوکاندار کے رشتۂ محبت کو خراب کرتے ہیں۔ ایسے خطوط گاہک کے خبث باطن کا ثبوت ہوتے ہیں، کیونکہ کوئی دوکاندار کسی ایسے گاہک کے ہاتھ زیادہ سے زیادہ قیمت پر بھی مال بیچنا پسند نہ کرے گا۔ جو اس کو گالیاں دے اور جھگڑا کرے۔

اس لئے جو لوگ پیشوا کی اشاعت میں تاخیر گوارا نہیں کر سکتے۔ اس کی پالیسی کو پسند نہیں کر سکتے، ان کو پیشوا خریدنا ہی نہیں چاہئے۔ اور اگر اب وہ چاہیں تو اپنی خریداری منقطع کرلیں"۔

میں انتہائی کوشش کرتا ہوں کہ پیشوا وقت پر شائع ہو۔ ۳۵ سال کا اخبار نویس ہوں۔ ۳۰ سال سے پابندی سے پیشوا شائع کر رہا ہوں، بچہ نہیں ہوں۔ چھپن سال کا بوڑھا ہوں۔ مجھ پر گالیوں، تہمتوں، طعنوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ نہ میرے پاس اتنا وقت اور استطاعت ہے کہ ہر بد تمیز کے بیہودہ خطوط کے جوابات دیتے جائیں۔ اس لئے جو لوگ مجھ پر اور میری انتظامی صلاحیتوں پر بھروسہ نہیں کرتے، وہ میرے اخبارات و رسائل کے خریدار نہ بنیں۔ میں نے ان کو زبردستی خریدار نہیں بنایا۔ نہ آئندہ کے لئے رکھنا چاہتا ہوں، وہ نمبر خریداری کے ساتھ خط لکھیں، ان کا بقیہ واپس کردیا جائے گا۔

ہر شخص ان مشکلات کو نہیں سمجھ سکتا جو میرے مخالفین میرے لئے سازشیں کرکے پیدا کرتے ہیں۔ دوسرے رسائل واخبارات کا حوالہ دینا حماقت ہے۔ کیونکہ ان کے راستے میں وہ مشکلات نہیں ہیں، جو میری راہ میں ہیں۔ میری ان کی راہ جدا ہے۔

کیا اس سے زیادہ مجھے لکھنے کی ضرورت ہے۔؟

پیشوا کو وقت پر لانے کے لئے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کر رہا ہوں۔ نتیجہ خدا کے اختیار میں ہے۔ میرا کام محنت اور کبھی نہ تھکنے والی محنت ہے، جس سے میں بڑھاپے اور بیماری میں بھی نہیں بھاگا۔ پھر دلخراش بکواس سے فائدہ۔؟

کلام اللہ طلب کرنے والے

پرانی مشتہرہ قیمتوں پر کلام اللہ پرانے اشتہارات کے مطابق طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ اس عرصہ میں دنیا بدل گئی۔ حکومتوں کے جغرافیے تبدیل ہوگئے۔

میرے مطبوعہ کلام اللہ ختم ہوگئے۔ بازار میں جس ہدیہ پر ملتے ہیں، اس پر فراہم کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے کلام اللہ طلب کرنے والے کچھ نہ کچھ پیشگی ضرور بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

تمام کاروبار بند

ڈاک خانہ کے نالائق افسروں کی بدولت ڈاک کے ذریعہ ہونے والا تمام کاروبار بند ہے۔ ایک منی آرڈر، رجسٹری وی، پی، بیمہ وصول نہیں ہوتا۔ ایک وی۔ پی پیکٹ، رجسٹری پارسل لیا نہیں جاتا۔

پس ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ جو حضرات پیشوا کے خریدار ہیں، اور ان کی میعاد خریداری ختم ہوگئی ہے، یا نئے خریدار ہونا چاہتے ہیں، وہ پوسٹل آرڈر کی صورت میں روپیہ بھیجیں اور کسی شہر یا قصبہ میں کئی خریدار ہوں تو وہ کسی بنک کا کراس چیک بھیجدیں۔ پرچہ وصولی رقم کے بعد ان کے نام جاری کردیا جائے گا۔

اگرچہ کتابوں کی فرمائشوں کی تعمیل اس صورت میں بھی نہیں ہوسکتی، جو پیشوا کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ تاہم اس طرح کاروبار کو جاری رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ آمدنی ہونی شروع ہوجائیگی ورنہ کاروبار بالکل بند ہے۔ جس کی تلافی کسی صورت میں نہ ہو سکے گی۔

خطوط کا بڑا حصہ ضائع جارہا ہے۔ اس لئے اگر تعمیل نہ ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ خط پہنچا ہی نہیں۔

کاپی نویسوں کی ضرورت

کاپی نویس کی ضرورت کے اعلان کو بعض بھولے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ محرر کی ضرورت ہے۔ اس لئے وہ درخواستیں بھیج دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

پس ایسے کوئی صاحب درخواست نہ بھیجیں، جو کاپی کے

کاغذی ہو، اور چھپا ہوا نمونہ بھیج سکیں۔

کسی خوش خط کاپی نویسوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ یا اجرت کا فیصلہ نمونہ دیکھ کر کیا جائے گا۔ اخباری کام سے واقفوں کو ترجیح دی جائے گی۔

ایسے کاتبوں کی بھی ضرورت ہے، جو اپنے گھر پر رہ کر کتابت کر سکیں۔

سب کے نمونے اور درخواستیں مینیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی کے نام آنی چاہئیں۔

مسلمانوں کے مذہبی لیڈر

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے مسلمانوں کے لئے ایک مذہبی لیڈر تلاش کر لیا ہے، جس کا تعارف وہ حسب ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"میرزا صاحب قادیانی کے مشورہ کے مطابق میرے پرانے دوست لالہ کرم چند صاحب ایڈیٹر پارس نے مسٹر جینا کی ہجو اور ہتک کے لہجہ کو نرم کر دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

غنیمت ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ایک مذہبی لیڈر کا نام لیا:"

خواجہ صاحب نے اپنے پرانے دوست لالہ کرم چند صاحب پر (جو اتنے ہی پرانے ہمارے بھی دوست ہیں جتنے خواجہ صاحب کے نمائشی طور سے ظاہر ہیں) جو شرمناک الزام مسٹر جینا کی ہجو اور ہتک کا لگایا ہے۔ اس کے اعتراف کو اگر وہ حقیقت ہو تو ہم ایک اخبار نویس کی اخلاقی اور صحافتی موت سمجھتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ خواجہ صاحب کی نادان دوستی پر لالہ جی کو مبارک باد دیں یا لالہ جی کی حماقت پر ان کو ملامت کریں۔ اگر یہ حقیقت ہو۔ کیونکہ ہمارے نزدیک پارس میں جو کچھ مسٹر جینا کے متعلق لکھا گیا وہ نہ توہین ہے نہ ہتک۔

اگر حقائق کا اظہار توہین اور ہتک سمجھا جانے لگا، تو پھر دنیا میں پبلک مفاد کے لئے کسی لیڈر پر بھی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی۔ جس کو آزاد صحافت نگار کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی اخبار نویس کسی لیڈر کے خلاف ذاتی عداوت کی وجہ سے کڑی نکتہ چینی کرتا ہے تو وہ یقیناً اخبار نویسی کے معزز پیشہ کو بدنام کرتا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ لالہ جی کو مسٹر جینا سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ وہ ان کو ملک کا غدار سمجھتے ہیں۔ اور غدار کسی ملک میں کسی عزت کے مستحق نہیں سمجھے جاتے۔ ملک کی آزادی کے خلاف مسٹر جینا کی غدارانہ جدوجہد قابل صد احترام۔ کانگریسی رہنماؤں پر جینا صاحب کا تہمتیں تراشنا۔ ان کو گالیاں دینا یقیناً اس سے کم جرم ہے، جس کے مرتکب خود خواجہ صاحب کانگریسی مسلمانوں کے قتل کا فتویٰ دے کر ہو چکے ہیں۔ اور لیگ کا ہر دریدہ دہن، چندہ خور، بدزبان، بدطینت پیر اور مولوی ہو چکا ہے۔

ہم خواجہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت خواجہ صاحب اور ان کے یہ قادیانی مذہبی لیڈر کس خواب خرگوش میں تھے۔؟

جس وقت علماء یہود و نصاریٰ کی طرح کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو علماء سو لیگی بنا رہے تھے۔ اس وقت مسٹر جینا کی فرضی ہتک سے ستائے ہوئے وہ کہاں تھے؟ کیا ان کے نزدیک لیگی ملاؤں، ایڈیٹروں لیڈروں کا یہ جرم اس قابل نہ تھا کہ اس پر توجہ کی جاتی؟ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مسٹر جینا کی عزت کلام اللہ کی عزت سے زیادہ تھی۔ (نعوذ باللہ)

جس وقت قادیانی خلیفہ جی کے باوا اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے تمام انبیاء و مرسلین ؑ، کلام اللہ، حضور سرور کائنات اہل بیت کرام ؑ، صحابہ کرام رضؓ، اولیاء عظام رحؒ کے دعاوی کی تکذیب کی جا رہی تھی۔ اور اب بھی تمام غیر قادیانی مسلمانوں کو خلیفہ جی کافر کہتے اور سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے مردے اپنے قبرستانوں میں دفن نہیں ہونے دیتے ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے، ہوا ان کو نہ مانے اس کی ماں کو کتیا سے مخاطب کریں، جو حضرت سیدہ فاطمہؓ کے زانو پر اپنے سر کو رکھنے کی گستاخی کرے اور جو سو حسینؓ کو اپنے گریبان میں ڈالنے کی ملعون جسارت کرے، اور جس کو دنیائے اسلام میں مرتد، کافر مسلمہ طور سے قرار دیا گیا ہو۔ اس کو خواجہ صاحب

"مسلمانوں کا مذہبی لیڈر"

قرار دیں اور نہایت فخر سے اس کا تذکرہ کریں۔ اللہ اللہ دین و مذہب کی یہ رسوائی کن کے ہاتھوں ہو رہی ہے جو مسلمان ہونے کے مدعی، مسلمانوں کے حقوق کے واحد پاسبان۔ قادیان نوازی کی یہ حکمت و مصلحت کیا ہے۔ اس [illegible] سر دست

دلچسپی نہیں دیکھتے۔

لیکن ہم خواجہ صاحب کو چیلنج دیتے ہیں کہ کانگریسی جمعیت کے کسی مولوی سے نہیں بلکہ سامراجی جمعیت کے کسی عالم سے یا کسی پیر سے اس کا اعلان کرا دیں کہ

"قادیانی خلیفہ جی مسلمانوں کے مذہبی لیڈر تو کجا رہے خود مسلمان بھی ہیں ؟"

جاپانی شیخ الہند مولوی عثمانی سے اپنے بیان کی تائید کرائیں پنجاب کے پیر جماعت علی شاہ آستانہ گولڑہ شریف کے سجادہ صاحب سے۔ مفتی آل رسول علی خاں دیوان اجمیر سے قادیانیوں کے اسلام کا اعلان کرائیے، اور اس سے پہلے یہ بتائیے کہ کروڑوں کانگریسی مسلمانوں کے قتل کا جھوٹا فتوی دے کر کلام اللہ کی آیات کو مسخ کرکے جو اشتہارات آپ نے شائع کئے تھے، اور جماعت سے کٹنے کا جو الزام آپ نے کانگریسی مسلمانوں پر لگایا تھا، اس میں قادیانی شامل تھے یا نہیں ؟

ہم جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب یا ان کے حواریوں میں سے کسی میں ہمت نہیں ہے کہ وہ ہمارے اعتراضات کے جواب دیں اور نہ مولوی شبیر احمد اور عثمانی میں یہ جرأت ہے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرسکیں۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ وہ کچھ لفنگوں سے سازش کرکے

"دہن سگ لقمہ دوختہ بہ"

پر عمل کرکے کسی چیتھڑے کو اسی طرح ہمارے خلاف لکھنے پر آمادہ کریں گے، جس طرح کوئی فاحشہ عورت نوجوان مجبور کو زنا کے لئے چمٹا کرتی ہے۔

اولادِ شمر و زیاد کی تلاش

فحش گالیوں اور قاتلانہ حملوں کے خطوط کا بڑا حصہ بمبئی کے مجاہدین لیگ نے بھیجا ہے جنہوں نے اپنی نسل کا اظہار خود اپنے قلم سے ابن زیاد، ابن شمر وغیرہ لکھ کر کیا تھا۔ اور مجھے بمبئی میں آکر قتل کرنے کا بڑے فخر اور جوش سے اعلان کیا تھا۔ بعض نے تو تاریخ بھی مقرر کردی تھی جس کا انتظار کرتے کرتے میں تھک گیا، اور میں نے اعلان کیا کہ

"بمبئی کی یزیدی فوج حسینؑ کی اولاد کو کربلا بھیج رہے تاکہ میں قتل کے لئے بمبئی پہنچ جاؤں"

لیکن ابن زیاد اور شمر کے ان نام نہاد جانشینوں نے نہ مجھے بلایا اور نہ خود آئے، اور یہ ثابت کردیا کہ کیرکٹر کے اعتبار سے ان کے آباؤ اجداد شمر، ابن زیاد، یزید، خولی وغیرہ لعنہم اللہ ان سے بہتر تھے۔

مگر اتفاق ہے کہ میں بمبئی ۱۵ جون کو پہنچا اور ۲۸ جولائی تک رہا بمبئی پولس نے اور میں نے ہر چند ان لیگی سورماؤں کو تلاش کیا، مگر یہ بہادر پاکستانی تلاش کے باوجود نہ ملے۔

میں شمر اور یزید کو بدنام کرنے والی اس کی اولاد کو مطلع کرتا ہوں کہ میں بمبئی پھر آؤں گا، اگر تمہارا باپ کوئی بھنگی نہ تھا، اور تم اس کی جائز اولاد ہو تو اپنے دعوے کے مطابق مجھے قتل کئے بغیر نہ چھوڑنا۔ اور اگر قتل نہ کرسکو تو تم سمندر کے کسی کونے میں ڈوب مرنا۔ اگر تم میں ذرہ برابر بھی غیرت ہے۔

بمبئی کے علاوہ پاکستانی سورما جس صوبہ میں مجھے قتل کے لئے بلانا چاہیں، جانے کے لئے تیار ہوں۔ فرمائیے کچھ ہمت ہے ؟

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہورہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ...... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کردیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کردیا جائے گا۔ اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی۔پی نہ بھیجا جائے گا کیونکہ وی۔پی بھیجنے کا قاعدہ بند کردیا گیا ہے۔ وی۔پی آنے کا انتظار نہ کیجئے اور آج ہی قیمت روانہ کردیجئے۔

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قربانی کی کتنی قسمیں ہیں۔ ایک تو حج کی قربانی اور دوسرے مطلق قربانی۔ مطلق قربانی ایام نحر میں کی جانی چاہیئے لیکن حرم اس کے لئے مخصوص و متعین نہیں ہے۔ اس کا کھانا اور صدقہ کرنا جائز ہے۔ حج کی قربانی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو حج کی قربانی اس کا کھانا اور صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔ دوسرے حج سے روک لئے جانے کی قربانی۔ حج و عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے کی قربانی۔ کسی جنایت کی قربانی۔ نفلی قربانی یہ چار قسم ہیں۔ ان سب کو اصطلاح میں ہدی کہتے ہیں۔ ان میں سے پہلی قربانیوں کا ذکر سورۂ بقرہ میں آیات فان احصرتم الخ اور فمن تمتع الخ میں ہو چکا ہے۔ تیسری قربانی کا ذکر سورۂ مائدہ میں آیت ومن قتلہ الخ میں کیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلی اور تیسری قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ان قربانیوں کے لئے قربانی کے دن مخصوص ہیں، جب چاہے کر دے۔ اور دوسری و چوتھی قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے۔ ان کو حرم کے اندر قربانی کے دنوں میں کرنا چاہیئے۔ اس آیت میں دوسری اور تیسری قسم کی قربانیوں کا ذکر ہے۔

۵۔ **حلق**۔ یعنی سر کے بال ترشوانا یا منڈوانا اس کا ذکر اس جملہ میں ہے لیقضوا تفثہم جس کا مطلب یہ ہے کہ ارکان و اعمال حج ادا کرنے کے بعد اپنے میل کو دور کر دو یعنی سر کے بال ترشوا دو یا منڈوا دو۔ ناخن کٹوا ڈالو اور بدن کے میل کو دور کر دو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں سر منڈانا یا بال ترشوانا۔ ناخن کٹوانا وغیرہ ممنوع ہے۔ بعض مفسرین نے تفث کے معنی ترک کے لئے ہیں۔ اور یہ مطلب بتایا ہے کہ احرام کی حالت میں میل کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یعنی نہ سر منڈاؤ نہ ناخن کٹواؤ اور نہ میل دور کرو۔ یہاں تک کہ اعمال حج سے فراغت کر لو۔

۶۔ **ایفاء نذر**۔ آیت کے جملہ ولیوفوا نذورھم میں نذر کو پوری کرنے کا حکم ہے اور یہ حکم وجوبی ہے اور یہاں نذر سے مراد ارکان و اعمال حج ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ واجب حج کو پورا کرو یا قربانی وغیرہ ارکان کو ادا کرو۔

اگرچہ اس موقع پر نذر سے مراد نذر مخصوص یعنی ارکان و اعمال حج مراد ہے لیکن علماء و فقہاء نے اس کو عام حکم پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ مطلق نذر کا ایفاء واجب ہے لیکن کسی حال میں نذر معصیت یا غیر اللہ کا ایفا واجب نہیں نذر اور عہد تقریباً ہم معنے لفظ ہیں۔ اصطلاحی فرق دونوں میں یہ ہے کہ نذر سے وہ عہد مراد ہے جو خدا کی خوشنودی اور حصول تقرب کے لئے کیا جائے۔ اور عہد اس کے خلاف تمام صورتوں کو شامل ہے۔

۷۔ **طواف زیارت**۔ آیت کے جملہ ولیطوفوا بالبیت العتیق میں طواف زیارۃ کا بیان ہے۔ اور یہ حکم بھی وجوبی ہے اور طواف کی تمام اقسام میں یہی طواف واجب ہے۔ اور حج کے تین بڑے ارکان میں سے ہے۔ جن کی تعداد تین ہے یعنی احرام، وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ۔

(۳۰۱)

شعائر اللہ کے احترام کا بیان

ذلک ومن یعظم شعائر اللہ	اللہ کے شعائر کا ادب کرنا
فانھا من تقوی القلوب	دلوں کی پرہیزگاری ہے
لکم فیھا منافع الی اجل	ان چارپایوں میں ایک وقت
مسمی۔ ثم محلھا الی	خاص تک تمہارے لئے
البیت العتیق	فائدے ہیں پھران کو بیت
	عتیق (خانہ کعبہ) کے پاس
	لے جا کر قربانی کرنی چاہیئے۔

تفسیر:۔ قرآن شریف میں صرف یہی ایک آیت ہدایا کی قربانی کے متعلق ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شعائر اللہ (یعنی خدا کی واضح ... تعظیم اشیاء) کی عزت و

عظمت کرے گا تو اس کی یہ تعظیم گویا پرہیزگاروں کا فعل ہوگا۔ شعائر اللہ سے مراد دین الٰہی، قرآن، حج اور مقامات حج ہیں۔

لکم فیہا منافع کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے لئے جو جانور تم حرم میں لے جاتے ہو اس میں تمہارے لئے ایک وقت خاص تک منافع ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قربانی کے جانوروں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، مثلاً ان کا دودھ ان کے بچے اون اور بال وغیرہ کو ذبح کرنے کے وقت تک ان چیزوں سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایک اور مطلب اس جملہ کا یہ ہو سکتا ہے کہ ان چارپایوں میں ذبح کے وقت تک تمہارے لئے دنیوی فائدے ہیں، اور ذبح کے بعد منافع جو دنیوی فوائد سے زیادہ اہم ہیں۔

فقہی مسئلہ قربانی کے جانوروں سے فائدہ اٹھانے کے متعلق یہ ہے کہ امام شافعی رح کے نزدیک، ہدایا یعنی قربانی کے جانوروں سے فائدہ اٹھانے کے متعلق یہ ہے کہ امام شافعی رح کے نزدیک ہدایا یعنی قربانی کے جانوروں سے نفع اٹھانا جائز ہے مثلاً ان پر سواری کرنا، سامان لادنا، دودھ پینا، اور بچوں کو ذبح کرنا وغیرہ) امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ ہدایا پر تو سواری کرنا جائز ہے مگر صرف اس وقت جبکہ آدمی چلنے سے مجبور و معذور ہو جائے اور نہ ان کا دودھ پینا درست ہے ہاں دودھ دوہ کر صدقہ کرنا جائز ہے اسی طرح اون اور بال وغیرہ صدقہ کر دینا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہدایا سے دنیوی فوائد حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ ان جانوروں میں تمہارے لئے دودھ پینے نسل لینے اور سواری کرنے وغیرہ کے فوائد ہیں۔ اس وقت تک کہ جب تک ان کو قربانی کے لئے نامزد نہ کیا جائے قربانی کے لئے نامزد کر دینے سے ان سے دنیوی منافع حاصل کرنا حرام ہیں۔ پھر چونکہ یہ ہدایا شعائر اللہ بن جاتے ہیں اس لئے بھی ان کی عظمت ضروری ہے۔ اور عظمت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان سے دنیوی فوائد حاصل نہ کئے جائیں۔

ہدایا کی عظمت و حرمت کا مطلب یہ ہے کہ بہتر سے بہتر جانور قربانی کے لئے انتخاب کیا جائے، جو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہو۔ یعنی خوب فربہ ہو اور قیمتی ہو۔ منقول

ہے کہ حضورؐ نے اپنے حج میں سو جانور قربانی کے لئے تھے ان میں ایک اونٹ ابوجہل کا تھا جس کی ناک میں سونے کی نتھنی پڑی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک اونٹ قربانی کے لئے خریدا تھا جس کی قیمت تین سو دینار تھی۔

اسی بنا پر فقہا نے اندھے، لنگڑے، کانے اور دُبلے جانوروں کی قربانی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور جن جانوروں کے اعضا کٹے ہوتے یا عیب دار ہوں، ان کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔

ثم محلها الى البيت العتيق کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے لئے ان جانوروں کو حرم محترم میں لے جایا جائے، اور وہاں ان کو ذبح کیا جائے۔

(۳۰۲)

قربانی کے جانور شعائر اللہ ہیں

والبدن جعلنا ها لكم من شعائر الله لكم فيها خير. فاذكروا اسم الله عليها صواف. فاذا وجبت جنوبها فكلوا منها واطعموا القانع والمعتر كذلك سخرنا ها لكم لعلكم تشكرون. لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم. كذلك سخرها لكم لتكبروا الله على ما هداكم وبشر المحسنين

مسلمانو! قربانی کے اونٹ بھی اللہ کے شعائر (یعنی ان چیزوں) میں ہیں تمہارے لئے اس میں بہت فائدے ہیں ان کو کھڑا رکھ کر ان پر اللہ کا نام لو اور جب وہ کسی پہلو گر پڑیں تو ان کو کھاؤ اور قناعت پیشوں اور گدائی پیشوں کو کھلاؤ۔ ہم نے یوں انہیں تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ تک ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے لیکن تمہاری پرہیزگاری اس تک پہنچتی ہے۔ یوں اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو تعلیم احکام حج راہ دین سکھائی۔ اے محمدؐ تم نیک کام کرنے والوں کو جنت کی بشارت دو۔

تفسیر:- اس آیت میں قربانی کے جانور اور اس کے گوشت کو کھانے اور صدقہ کرنے کا بیان ہے۔ اور ان جانوروں کو

شعائر اللہ بنایا گیا ہے۔ فاذکروا اسم اللہ علیہا کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم تقبل منک والیک کہو۔ اور بعض مفسر کہتے ہیں۔ فاذا وجبت جنوبہا کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے بعد جب جانور پہلو کے بل زمین پر گر کر ٹھنڈا ہو جائے تو تم خود بھی اس کا گوشت کھاؤ، اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ آیت کے الفاظ فکلوا منہا سے فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ گوشت کے تین حصے کرو ایک حصہ خود کھاؤ، ایک حصہ قناعت پیشہ اشخاص کو دو اور ایک حصہ ایسے محتاجوں کو دو جو سائل نہ ہوں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ایک حصہ کھاؤ، ایک حصہ آئندہ کے لئے رکھ لو اور ایک حصہ محتاجوں کو دیدو۔

آیت میں صواف کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کھڑا کرنے کے ہیں۔ اس بنا پر مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں بھی سے مراد صرف اونٹ ہے۔ اس لئے کہ اونٹ ہی کو کھڑا کر کے ذبح کیا جاتا ہے، گائے بکری کو کھڑا کر کے ذبح نہیں کیا جاتا۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا الخ کی نسبت مفسرین کا بیان یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ قربانی کے جانوروں کا خون کعبہ کی دیواروں پر ملا کرتے تھے اور گوشت کو بیت اللہ پر لٹکایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اے اللہ ان کو ہماری طرف سے قبول فرما۔ مسلمانوں نے بھی جانوروں کو ذبح کر کے ایسا کرنا چاہا۔ اس پر یہ جملہ نازل ہوا اور مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ قربانی کے جانوروں کا خون اور گوشت اللہ تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمہاری پرہیز گاری اور طاعت و خلوص اللہ تک پہنچتا ہے۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات صلعم کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۰۹)

دودھ بھرے ہوئے تھنوں کا جانور خریدنے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم من اشتری غنما مصراۃ فاحتلبہا فان رضیہا امسکہا وان سخطہا ففی حلبتہا صاع من تمر رواہ البخاری وابو داؤد۔

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں حضور صلعم نے فرمایا ہے جس شخص نے ایسی بکری خریدی جس کے تھنوں میں (کئی وقت کا) دودھ جمع تھا پھر اس نے اس کا دودھ دوہا اگر اس کے بعد بکری اس کو پسند ہو رکھ لے اور ناپسند ہو (تو واپس کر دے) اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجوریں دیدے۔

تشریح الفاظ:۔ المصراۃ۔ وہ جانور جس کے تھنوں کو دودھ جمع کرنے کے لئے باندھ رکھا ہو، یا جس کا دودھ کئی وقت سے نہ دوہا گیا ہو۔ سخطہا خریدار کو پسند نہ آیا ہو یا جانور کو رکھنا منظور نہ ہو۔ الصاع۔ ایک پیمانہ جو برابر ہوتا ہے دو پیالوں اور ایک تہائی پیالہ کے۔

تشریح معانی۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ بکری گائے یا بھینس کو بیچنا چاہتے ہیں، تو ایک دو روز اس کا دودھ نہیں دوہتے۔ یا اس کے تھنوں کو باندھ دیتے ہیں کہ وہ تین وقت کا دودھ تھنوں میں جمع ہو جائے۔ پھر اس کو بازار فروخت کرنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ جو شخص بیچنے والے کی اس حرکت سے واقف نہیں ہوتا۔ وہ فریب میں آجاتا ہے۔ اور جانور کے تھنوں کو دودھ سے لبریز دیکھ کر خیال کرتا ہے کہ کافی دودھ کا جانور ہے اور زیادہ قیمت دے کر جانور کو خرید لے جاتا ہے۔ لیکن جب وہ جانور کو گھر لے جا کر دوہتا ہے، تو پہلی بار کافی دودھ دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے۔ دوسرے وقت دوہتا ہے تو دودھ کو کم اور بہت کم پاتا ہے۔ تیسرے وقت دوہتا ہے تو اتنا ہی پاتا ہے۔ اس وقت اس کو خیال ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ دودھ کئی وقت کا تھنوں میں جمع تھا، اور اس نے یہ خیال کیا تھا کہ معمولاً اتنا ہی دودھ جانور دیتا ہوگا۔ یہ خیال کرکے وہ اپنے فریب کھا جانے پر افسوس کرتا ہے۔ اور نقصان سے رنج و غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں حضور صلعم نے بتایا ہے کہ جس شخص کو ایسا واقعہ پیش آئے یعنی وہ دودھ جمع کئے جانور کو خریدے تو اس کو اختیار ہوگا کہ بیع کو قائم رکھے یا فسخ کردے یعنی جانور کا دودھ دوہنے کے بعد اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا کہ جانور کو رکھ لے یا واپس کر دے اور جو دودھ اس نے دوہا ہے۔ جانور کی واپسی کی صورت میں اس کا معاوضہ ایک صاع کھجوریں فروخت کرنے والے کو دیدے اور اپنی قیمت واپس لے لے یہ اس لئے کہ بائع۔ فروخت کرنے والے نے اس کو دھوکہ دیا ہے۔ اس کے قلب کو صدمہ پہنچایا ہے، اور دیانت داری کا خیال نہیں کیا ہے۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ خریداری کو قائم رکھنے یا بیع کو فسخ کردینے کا اختیار خریدار کو دودھ دوہنے کے بعد حاصل ہوگا۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر خریدار کو دودھ دوہنے سے پہلے اس کا علم ہو گیا کہ جانور کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہے تو اس کو بیع کے فسخ کر دینے کا اختیار فوراً حاصل ہو جائے گا۔ یعنی دودھ دوہنے سے پہلے لیکن چونکہ دودھ کے جمع ہونے نہ ہونے کا اندازہ دودھ دوہنے کے بعد ہوتا ہے، اس لئے اختیار کو دودھ دوہنے کے بعد قائم رکھا گیا ہے، اور دودھ دوہنا اختیار کے ثبوت کی قید قرار دی گئی ہے۔

۲۔ دودھ جمع کئے ہوئے جانور کی بیع درست ہے لیکن خریدار کو بیع قائم رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ [illegible]

رہے گا، جیسا کہ بعض روایات حدیث سے معلوم ہوا ہے۔

۳۔ یہ حکم بکری ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اونٹ گائے اور بھینس وغیرہ ہر اس جانور کا یہی حکم ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ وہ ہے وہ جانور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ مثلاً لونڈی اور گدھی وغیرہ ان کے دودھ کا معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ خریداری کا مقصود دودھ نہیں ہے البتہ اختیار قیام و فسخ بیع حاصل ہوگا۔

اب رہی یہ بحث کہ پہلی بار دودھ دوہنے کے بعد اختیار حاصل ہوگا یا دوسری تیسری مرتبہ دوہنے کے بعد اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خریدار کو دوسری مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد بھی اختیار حاصل ہوگا اور پہلی مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد اس کا اختیار ختم نہ ہو جائے گا۔ تیسری مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء کا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد بھی اختیار حاصل رہے گا۔ اس لئے کہ پہلی مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد کی مقدار کی حقیقت واضح نہیں ہوتی۔ اور دوسری مرتبہ کے دوہنے کے بعد بھی پوری طرح حقیقت کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ دوسری مرتبہ میں ممکن ہے دودھ کی اصل مقدار سے کچھ زیادہ ہو یا جگہ بدلنے سے دودھ پر کچھ اثر پڑا ہو۔ تیسری مرتبہ دوہنے سے پوری حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اور خریدار کو جانور رکھنے نہ رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

۴۔ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جانور کی واپسی کی صورت میں ایک صاع کھجوریں دودھ کے عوض بیچنے والے کو دی جائیں اور اس حکم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دودھ واپس نہ کیا جائے اگرچہ وہ موجود ہو یعنی دودھ کی موجودگی میں بائع پر دودھ واپس لینا واجب نہیں ہے۔ بلکہ دودھ کا معاوضہ ایک صاع کھجوریں اس کا حق ہے اس لئے کہ حدیث نے اس کا حق یہی قرار دیا ہے۔ اب رہا یہ کہ دودھ کے معاوضہ میں کھجوریں ہی دی جائیں یا اس شہر کی خوراک کی چیزوں میں سے کوئی اور چیز دیدی جائے۔ یا کھجوروں کے عوض ان کی قیمت دیدی جائے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دودھ زیادہ ہو یا کم ہر حال میں ایک صاع کھجوریں دی جائیں اور یہ اس لئے

کہ دودھ کی قلت و کثرت پر فریقین میں نزاع واقع نہ ہو۔

علماء احناف کا مسلک اس حدیث کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ دودھ جمع کئے جانے کے عیب پر جانور کو واپس نہیں کیا جائے گا، اور نہ دودھ کا معاوضہ ایک صاع کھجوریں دی جائیں گی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کا حکم اصول معلومہ کے خلاف ہے۔ اور جو چیز اصول معلومہ کے خلاف ہو اس پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ اصول معلومہ یہ ہیں کہ جو چیزیں مثلیات (یعنی ہم مثل) میں سے ہیں، ان کا معاوضہ مثل ہی ہوگا اور جو چیزیں قیمیات میں سے ہیں ان کا بدلہ زر نقد ہوگا۔ اس مسئلہ میں اگر دودھ مثلیات میں سے ہے تو اس کا ہموزن دودھ ہوگا تو زر نقد ضمان ہوگا۔ حدیث میں ضمان کا ذکر تمر کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور یہ مذکورہ بالا دونوں اصول کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ چیز کی مقدار کے موافق ضمان ہونا چاہیئے اور اس حدیث میں کھجوروں کی مقدار ایک صاع بتائی گئی ہے۔ خواہ دودھ زیادہ ہو یا کم۔

تیسری بات یہ کہ ایک صاع کھجوریں اس حالت میں بھی دی جائیں گی جبکہ دودھ موجود ہو۔ اس صورت میں اصل چیز موجود ہونے کے باوجود ضمان میں دوسری چیز دی جا رہی ہے۔ حالانکہ اصل چیز کی موجودگی میں کسی دوسری چیز کو بدلہ میں نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ جبکہ اصل چیز ضائع ہو جائے۔ تو دوسری چیز معاوضہ میں دی جا سکتی ہے۔

علماء احناف کی دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث خبر احاد ہے جو محض ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ اور اصول معلومہ شرع کی یقینی چیز ہوتی ہے۔ اس لئے یقینی چیز کی موجودگی میں ظن کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

ان دلائل پر کافی رد و قدح ہوئی ہے۔ اور ان کے معقول جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ مقام تفصیل کا نہیں ہے۔ اصول کی کتابوں میں اس بحث کو دیکھنا چاہیئے۔

(۱۱۰)

خرید و فروخت میں خیار مجلس کا ثبوت

عن حکیم بن حزام رضؓ ان النبی صلعم قال البیعان

حکیم بن حزام رضؓ کہتے ہیں حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ

بالخیار مالم یتفرقا	خریدار اور فروخت کرنے والا
فان صدقا وبینا بورك	جب تک اپنی جگہ سے جدا
لھما فی بیعھما وان کتما	نہ ہوں بیع کو قائم اور فسخ کر دینے
وکذبا محقت برکۃ بیعھما"	کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر خریدار
رواہ البخاری ومسلم	اور بائع دونوں سچ بولیں اور
وابوداؤد ونسائی واحمد	چیز کی حقیقت بیان کر دیں تو
	ان کی بیع میں برکت دی جاتی

ہے اور اگر چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو بیع کی برکت مٹا دی جاتی ہے۔

تشریح الفاظ:۔ البیعان بیچنے والا اور خریدنے والا الخیار۔ دو باتوں میں سے ایک بہتر بات کو اختیار کر لینے کا مطالبہ یعنی بیع کو قائم رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار اس موقع پر مراد خیار مجلس ہے یعنی جس مقام پر خرید و فروخت کا معاملہ ہو رہا ہے۔ اس مقام پر معاملہ کا فیصلہ کر لینا یا تو بیع کو قائم رکھنا یا فسخ کر دینا ایجاب و قبول کے ذریعہ یا اس جگہ سے ہٹ جانے کے [illegible] یتفرقا دونوں یعنی بائع اور مشتری (خریدار) کا اس جگہ سے جہاں بیع ہوئی ہے ہٹ جانا یا چلے جانا۔ بعض لوگ کہتے ہیں یتفرقا سے مراد زبانی معاملہ کو ختم کر دینا ہے یعنی بیع کو مکمل کر لینا اور ایجاب و قبول کے ذریعہ بیع کو ختم کر دینا، جدا ہونا ضروری نہیں اور بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ یتفرقا سے مراد زبانی بیع کو ختم کر دینا اور اس جگہ سے چلے جانا یا ہٹ جانا ہے۔

بیہقی کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

حتی یتفرقا من مکانھما — یہاں تک کہ بائع اور خریدار دونوں اس جگہ سے ہٹ جائیں۔

ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ یتفرقا سے مراد زبانی معاملہ کو ختم کر دینا نہیں بلکہ اس مقام سے ہٹ جانا مراد ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کی نسبت یہ بتایا گیا ہے کہ جب وہ کوئی چیز فروخت کرتے یا خرید کرتے اور بیع کو کامل کر دینا چاہتے تو معاملہ کرکے اٹھ کھڑے ہوتے اور ادھر ادھر ٹہلنے لگتے۔ صدقا و بینا۔ یعنی بیچنے والا خریدار کے سامنے چیز کی حقیقت بیان کر دے اور یہ بتا دے کہ وہ ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہے اور عیب ہو تو اس کو ظاہر کر دے۔ اور خریدنے والا بیچنے والے کو معاوضہ کی نسبت یہ بتا دے کہ وہ زر نقد دے گا یا کوئی اور چیز دے گا۔ اور یہ کہ اس کا زر نقد یا چیز ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اور عیب ہو تو اس کو ظاہر کر دے کتما وکذبا یعنی خریدار اور بیچنے والا دونوں اپنی اپنی چیز کے عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں۔ مثلاً خریدار زر نقد کے عیب کو چھپاتا ہے اور اس کو کھرا بتاتا ہے۔ اور بیچنے والا چیز کے عیب کو چھپاتا ہے اور جھوٹ بول کر عیب کو ظاہر نہ ہونے دے۔ مطلب یہ کہ بیچنے والا اور خریدار دونوں ایک دوسرے کو دھوکہ دیں۔ محقت برکۃ بیعھما یعنی ان کی بیع کی برکت کم یا ضائع ہو جاتی ہے گی۔ یعنی وہ فائدہ جس کے متوقع بیچنے اور خریدنے والے تھے۔ وہ ان کو حاصل نہ ہوگا۔ (باقی)

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۷۶)

موت کو کیوں بُرا سمجھتے ہیں

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ مشہور اُموی خلیفہ سلیمان بن عبد الملک ؒ نے شیخ ابو حازم ؒ سے ایک دن پوچھا "شیخ کیا بات ہے کہ ہم موت کو بُرا خیال کرتے ہیں" شیخ ممدوح نے فرمایا "اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے چونکہ دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو برباد، اس لئے تم آباد دنیا سے برباد آخرت کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے اور اس کو برا سمجھتے ہو" سلیمان بن عبد الملک نے کہا "شیخ تم نے سچ بات کہی۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا کے ہاں جب میں پہنچوں اور اس کے حضور میں حاضر ہوں تو اس کے پاس نجات کا کوئی ذخیرہ پاؤں۔ بتلائیے کیا چیز اپنے لئے خدا کے ہاں جمع کروں"۔ شیخ ابو حازم نے فرمایا "کتاب اللہ پر عمل کر کے خدا کے ہاں اپنی نجات کا ذخیرہ جمع کرو" سلیمان ابن عبد الملک نے کہا "میں قرآن مجید میں وہ چیز کہاں پاؤں جس سے اپنے اعمال کا جائزہ لے سکوں" شیخ ابو حازم رح نے فرمایا "قرآن مجید کی اس آیت کو ہر وقت پیش نظر رکھو ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم" سلیمان بن عبد الملک نے کہا "خدا کی رحمت کہاں ہے" شیخ ابو حازم نے کہا "خدا کی رحمت محسنین کے قریب رہتی ہے" سلیمان عبد الملک نے کہا "خدا کے حضور میں لوگ کس حالت میں حاضر ہوں گے یا پیش کئے جائیں گے" ابو حازم نے کہا "محسن اور مخیّر وہ تو اس طرح پیش کیا جائیگا کہ وہ گویا عرصہ دراز سے اپنے اہل و عیال سے دور اور غائب تھا اور یکایک ان سے آکر ملا ہے اور خوش و خرم نظر آرہا ہے" اور گناہگار کی حالت یہ ہوگی کہ وہ گویا بھاگا ہوا غلام ہے اور آقا کے حضور میں جانے سے خائف و لرزاں ہے" یہ سنکر سلیمان بن عبد الملک بہت متاثر ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(۲۷۷)

ایک بزرگ کے نماز پڑھنے کا طریقہ

کسی نے شیخ ابو الحازم رح سے پوچھا "آپ نماز کیونکر پڑھتے ہیں؟" شیخ نے فرمایا "جب نماز کا وقت آجاتا ہے تو میں کامل وضو کرتا ہوں یعنی وضو کے فرائض، سنن وغیرہ سب کا خیال رکھتا ہوں۔ پھر قبلہ کی جانب منہ کر کے کھڑا ہوتا ہوں اس طرح کہ خدا کا گھر (کعبہ) میری دونوں بھووں کے درمیان ہوتا ہے جنت میرے دائیں جانب ہوتی ہے اور دوزخ بائیں جانب، اور پل صراط قدموں کے نیچے، اور خداوند تعالیٰ مجھ کو دیکھتا ہوتا ہے، اور میرے قلب میں یہ خیال ہوتا ہے کہ میری نماز خدا اور صرف خدا کے لئے ہے۔ اور اس نماز کے بعد ممکن ہے کہ میں اور کوئی نماز نہ پڑھ سکوں (یعنی مجھ کو موت آجائے اور دوبارہ نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے) پھر خدا کی عظمت و کبریائی میرے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں غور و فکر کے ساتھ اس کا کلام تلاوت کرتا پھر عاجزی اور ذلت کے ساتھ رکوع و سجدہ کرتا ہوں اور سلام پھیر کر نادم و شرمسار بیٹھ جاتا ہوں اور عذر کرتا ہوں کہ میری نماز خدا ہی کو معلوم ہے قبول ہوگی یا نہیں۔ اور قبول نہ ہوئی تو پھر قیامت کے دن میرے منہ پر مار دی جائے گی" سائل نے ابو حازم رح کا یہ بیان سنکر پوچھا "آپ ایسی نماز کب سے پڑھتے ہیں؟" فرمایا "چالیس سال سے" سائل نے کہا "کاش میں اپنی ساری عمر میں ایک دفعہ بھی ایسی نماز پڑھ سکتا تو اپنے آپ کو کامیاب اور نجات یافتہ خیال کرتا۔

۲۷۸- اجابت دعا کا ایک عجیب واقعہ

حضرت ابراہیم ادہم رح فرماتے ہیں کہ میں سیاحت

کرتا ہوا ایک شہر میں پہنچا، اور ایک مسجد میں گیا۔ دن بھر وہاں رہا۔ رات کو عشا کی نماز کے بعد جب تمام نمازی چلے گئے مسجد کا امام میرے پاس آیا اور کہا "اب تم بھی جاؤ، میں مسجد کا دروازہ بند کروں گا"۔ میں نے کہا "میں ایک غریب مسافر ہوں، رات مسجد ہی میں بسر کرنا چاہتا ہوں"۔ امام نے کہا "مسافر لوگ مسجد کی شمعیں اور چٹائیاں چرا کر لے جاتے ہیں اس لئے میں رات کو یہاں کسی کو نہیں رہنے دیتا اگرچہ وہ ابراہیم ادہم ہی کیوں نہ ہو"۔ میں نے کہا "ابراہیم ادہم ہی ہوں"۔ رات چونکہ بہت سرد تھی، اس لئے میں نے عاجزی کے ساتھ کہا "میرا خیال تم سے مخفی نہیں ہے"۔ امام نے کہا "زیادہ کہنے سننے اور جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ یہ کہہ کر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو گھسیٹتا ہوا لے چلا۔ یہاں تک کہ مسجد کے باہر لے جا کر ایک حمام کے تنور کے دروازہ پر مجھ کو ڈال دیا اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں اٹھا اور تنور کے قریب پہنچا اور دیکھا کہ ایک شخص تنور میں لکڑیاں وغیرہ جھونک رہا تھا۔ اس کے قریب پہنچ کر کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اس شخص نے سلام کا تو جواب نہیں دیا، صرف بیٹھنے کا اشارہ کر دیا اور میں بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ خوفزدہ انسان کی طرح وہ کبھی دائیں جانب دیکھتا ہے اور کبھی بائیں جانب۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھ پر بھی خوف طاری ہو گیا۔ جب وہ لکڑیاں جھونک چکا اور تنور روشن ہو گیا تو اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ میں نے کہا "آپ تو عجیب آدمی معلوم ہوتے ہیں جس وقت میں نے سلام کیا تھا اس وقت تو آپ نے جواب نہیں دیا اور کافی دیر کے بعد اب جواب دے رہے ہیں"۔ اس شخص نے کہا "واقعہ یہ ہے کہ میں مزدور آدمی ہوں، تنور میں لکڑیاں جھونک رہا تھا، اور مالک کے کام میں مشغول تھا، اگر اس وقت سلام کا جواب دیتا اور تم سے باتیں کرنے لگتا تو ممکن تھا مالک کے کام میں حرج واقع ہوتا اور میں گنہ گار اور خائن قرار پاتا"۔ میں نے کہا "اور یہ جو آپ بار بار دائیں بائیں خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے"۔ کہا "میں موت سے خائف ہوں خدا جانے وہ کب اور کس طرف سے آ جائے"۔ میں نے پوچھا "تم روزانہ کتنی مزدوری کر لیتے ہو؟" اس نے کہا "ایک درہم اور ایک دانگ"۔ میں نے پوچھا "اور اس اجرت کے مصارف کیا ہیں؟" کہا "ایک دانگ تو اپنے اور بیوی بچوں کے کھانے پینے پر صرف کرتا ہوں اور درہم اپنے بھائی کی اولاد پر خرچ کرتا ہوں"۔ میں نے کہا "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟" کہا "میرے والد تو انتقال کر گئے، ماں اور ان کے بچوں کا کفیل میں ہوں"۔ میں نے پوچھا "کیا تم نے خداوند تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے لئے دعا کی ہے؟" کہا "ہاں، میری ایک آرزو ہے اور تقریباً بیس سال سے اس کے بر آنے کی خدا سے دعا کر رہا ہوں، اور اب تک یہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے"۔ میں نے پوچھا "وہ کیا آرزو اور دعا ہے؟" کہا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے، جو زاہدوں میں ممتاز درجہ رکھتا اور عابدوں پر فضیلت رکھتا ہے اس کا نام ابراہیم ادہم ہے۔ میں نے خدا سے یہ دعا کی ہے کہ میں اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور اس کے سامنے میری روح پرواز کر جائے"۔ میں نے کہا "میرے عزیز بھائی میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ میں یہاں خود نہیں آیا ہوں، بلکہ گھسیٹ کر یہاں لایا گیا ہوں، میرا ہی نام ابراہیم ادہم ہے"۔ یہ سُن کر وہ شخص فوراً کھڑا ہو گیا اور مجھ سے بغل گیر ہوا۔ اور پھر میں نے اس کو یہ دعا کرتے سُنا "اے اللہ! تو نے میری ایک دعا قبول کر لی، اب دوسری دعا بھی قبول کر لے"۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ اور تھوڑی دیر میں سرد ہو گیا۔ خداوند تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست　　اندر آ مادر مدہ دولت ز دست

ترجمہ :۔ ماں (ڈرو مت) اندر آجا کہ خوش نصیبی کا موقع آگیا ہے۔ ماں اندر آجا اور ایسی دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

تشریح :۔ جو دولت مجھ کو آگ میں پہنچکر ملی ہے۔ اے ماں تو اس کو ضائع نہ کر اور یقین کر کہ خوش نصیبی اور اقبال کا موقع آگیا ہے

قدرت آں سگ بدیدی اندر آ　　تا بہ بینی قدرت و لطف خدا

ترجمہ :۔ اس کتے (یہودی وزیر) کی قوت و قدرت تو تو نے دیکھ لی۔ اب اندر آ اور خدا کی قدرت و مہربانی دیکھ۔

تشریح :۔ اے ماں تو نے یہودی وزیر کی قدرت کو تو دیکھ لیا یعنی یہ کہ اس نے مجھ آگ کے اندر ڈلوا دیا اب تو آگ کے اندر آکر خدا کی قدرت اور مہربانی کو بھی دیکھ۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تو نے یہودی وزیر کی قدرت تو دیکھ لی کہ اس نے مسلمانوں کو آگ کے اندر جھونک دیا۔ لیکن اب خدا کی قدرت اور مہربانی بھی دیکھ کہ اس نے اس آگ کو گلزار بنا دیا ہے۔

من ز رحمت میکشایم پائے تو　　کز طرب خود نیستم پروائے تو

ترجمہ :۔ میں محبت کی وجہ سے تیرے پاؤں کی زنجیر کو کھولنا چاہتا ہوں، ورنہ جس مسرت سے میں دوچار ہوں اس کے مقابلہ میں مجھ کو تیری پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔

تشریح :۔ یعنی میں جو تجھ کو بلا رہا ہوں، یہ صرف محبت کا تقاضہ ہے کہ اس محبت کے سبب میں تیرے پاؤں کی زنجیر کو کھول کر یہاں کے عیش کی دعوت دے رہا ہوں، ورنہ یہاں کی راحت و خوشی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ میں تیری پرواہ بھی نہ کروں۔

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں　　کاندر آتش شاہ بنہادست خواں

ترجمہ :۔ ماں تو بھی اندر آجا اور دوسروں کو بھی اندر بلا لے اس لئے کہ بادشاہ حقیقی نے آگ کے اندر خوان نعمت لگا رکھا ہے۔

تشریح :۔ آگ کے اندر خداوند تعالیٰ نے جو نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں، ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے تو بھی آگ کے اندر آجا اور دوسروں کو بھی بلا لے کہ سب اس سے متمتع ہوں۔

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ　　غیر عذب دیں عذاب است آں ہمہ

ترجمہ :۔ مسلمانو (تم بھی اس آگ کے) اندر سب کے سب آجاؤ کیونکہ مذہب کے شیریں پانی کے سوا تمام چیزیں روحانی عذاب ہیں۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار　　اندریں آتش کہ دارد صد بہار

ترجمہ :۔ مسلمانو تم سب کے سب اندر آجاؤ اس طرح جس طرح پروانہ شمع کی طرف دوڑتا ہے۔ ماں اس آگ میں جو سینکڑوں بہار رکھتی ہے کود پڑو۔

اندر آئید اے ہمہ مست خراب　　اندر آئید اے ہمہ بہر عتاب

ترجمہ :۔ اے وہ مسلمانو جو دنیا کی محبت میں مست و خراب ہو رہے ہو اور جو یہودی بادشاہ کے عتاب اور عذاب میں مبتلا ہو آگ کے اندر آجاؤ۔

اندر آئید اندریں بحر عمیق　　تا کہ گردد روح صافی و رقیق

ترجمہ :۔ ہاں اے مسلمانو تم اس گہرے دریا کے اندر آجاؤ تاکہ تمہاری روح صاف اور لطیف ہو جائے۔

تشریح :۔ لڑکا ماں کو آگ میں آجانے کی دعوت دیکر ان اشعار میں عام مسلمانوں کو آگ میں کود پڑنے کی دعوت دیتا اور کہتا ہے کہ اے مسلمانو تم یہودی بادشاہ کے غیض و غضب اور عذاب و عتاب کا شکار کیوں ہو رہے ہو آگ میں کود پڑو اور ان تمام مصائب سے نجات حاصل کر لو۔ یہ آگ جس میں مجھ کو ڈالا گیا ہے ظاہر میں آگ دکھائی دیتی ہے، لیکن حقیقت میں ہزاروں بہار رکھتی ہے۔ اس میں خدا کی رحمت کا دریا موجزن ہے اور ہر قسم کی آسائش و راحت یہاں موجود ہے تم کوئی تردد نہ کرو، اور فوراً آگ میں آجاؤ۔ یہ آگ نہیں۔ روح کو لطیف و صاف کرنے والی چیز ہے تم اس میں داخل ہو کر دنیا کے مصائب و آفات سے نجات پا جاؤ گے۔ اور تمہاری روح پاک و صاف ہو جائے گی۔

شرح دیوان حافظ

(از معاون ایڈیٹر)

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

ترجمہ :- مناسب نہیں ہے کہ راز پردہ سے باہر نکلے۔ ورنہ رندوں کی مجلس میں کون سا راز ہے جس کی انہیں خبر نہیں ہے۔

تشریح :- رندوں یعنی دنیا سے بے تعلق لوگوں کو دونوں جہان کے راز معلوم ہیں۔ لیکن وہ ان کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے اس لئے کہ ان کا اظہار مناسب نہیں ہے، ممکن ہے ایسی باتوں کو سنکر لوگوں کے دلوں میں تشویش پیدا ہو جائے، اور وہ راہ راست سے بہک جائیں۔

بجز ایں نکتہ کہ حافظ ز تو ناخوشنود است
در سراپائے وجودت ہنرے نیست کہ نیست

ترجمہ :- تجھ میں کون ایسا ہنر یا خوبی ہے جو موجود نہیں ہے۔ ہاں صرف ایک بات ہے اور وہ یہ کہ حافظ تجھ سے ناراض ہے۔

تشریح :- تجھ میں اے سالک ساری خوبیاں اور کمالات پائے جاتے ہیں۔ لیکن ایک خرابی بھی ہے جس نے تیری ساری خوبیوں پر گرد ڈال رکھی ہے، اور وہ عیب یہ ہے کہ مرشد کامل تجھ سے ناراض ہے اور یہی وہ وجہ ہے جس نے تیری خوبیاں مٹی میں ملا دی ہیں، اور تو ایک بے حقیقت انسان بن کر رہ گیا ہے۔

روے تو مگر آئینہ لطف الٰہی ست
حقا کہ چنیں است دریں روئے وریا نیست

ترجمہ :- تیرا چہرہ خدا کی مہربانی کا آئینہ ہے۔ قسم ہے کہ واقعہ یوں ہی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

تشریح :- سالک پیر و مرشد کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تیرا چہرہ حقیقت میں خدا کی مہربانی کا آئینہ ہے کہ اس میں انوار خداوندی نظر آتے اور قلب و دماغ کو کیفیت بخشتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تیرے چہرہ کو دیکھ کر خداوند تعالیٰ کی یاد بے چین کر دیتی ہے اور غیر اللہ سے بیگانہ بنا دیتی ہے اور یہ لطف الٰہی ہے کہ وہ اپنے بندے کو ما سوا سے بیگانہ بنا دے۔

چوں چشم تو دل می برد از گوشہ نشیناں
دنبال تو بودن گنہ از جانب ما نیست

ترجمہ :- جب تیری آنکھ گوشہ نشینوں کا دل لے جاتی ہے یا لبھاتی ہے تو تیرے پیچھے ہمارا جانا کوئی گنہ نہیں ہے۔

تشریح :- سالک پیر و مرشد کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ جب تیری آنکھ کی کشش گوشہ نشین اور دنیا سے بیزار انسانوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ یعنی سلوک کے بلند مراتب پر فائز ہو جانے والے اشخاص پر یہ اثر کرتی ہے تو ہم مبتدی لوگوں کا تیرے پیچھے پھرنا کون سا گناہ ہے۔ یعنی ہم جو رغبت و محبت تم سے رکھتے ہیں۔ یہ کوئی عجیب و غریب بات نہیں ہے۔

گفتن بر خورشید کہ من چشمۂ نورم
دانند بزرگاں کہ سزاوار سہا نیست

ترجمہ :- آفتاب یا ماہتاب کے سامنے اگر سہا یہ کہے کہ میں بھی نور کا چشمہ ہوں تو اس کا یہ دعویٰ پذیرائی کے قابل نہیں ہے۔

تشریح :- سالک اپنے پیر و مرشد کی تعریف دوسروں سے مقابلہ کرتا ہوا کہتا ہے کہ سہا (ایک چھوٹا سا ستارہ جو بنات النعش میں شامل ہے) اگر یہ دعویٰ کریں کہ میں نور کا ایک چشمہ ہوں یعنی میرے اندر بھی روشنی پائی جاتی ہے تو اس کا یہ دعویٰ ماہتاب یا آفتاب کے سامنے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس لئے کہ کہاں آفتاب کی عالمتاب روشنی اور کہاں سہا کی معمولی چمک۔ اسی طرح میرے پیر و مرشد کے سامنے اور لوگ یہی حیثیت رکھتے ہیں۔

عاشق چہ کند گر نخورد تیر ملامت | با ہیچ زرہ ولا در سپر تیر قضا نیست

ترجمہ :- عاشق کیا کرے اگر ملامت کے تیر نہ کھائے اس لئے کہ قضا کے تیروں کے روکنے کی کوئی سپر نہیں ہے۔

تشریح :- عاشق یا سالک ہمیشہ مطعون رہتا اور ملامت کے تیروں کا نشانہ بنا رہتا ہے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے پاس انسان کے پاس بھی کوئی ایسی ڈھال نہیں ہے جو قضا کے تیر کو روک سکے مطلب یہ ہے کہ سالک پر جو افتادیں پڑتی ہیں اور جن مصائب کا سامنا ہوتا ہے وہ قضا و قدر ہی کی طرف سے ہوتی ہے، جن سے بچنا کسی انسان سے ممکن نہیں ہے۔

فقرائے اسلام

(از سید عزیز حسن دہلوی)

رجب کے پیشوا میں فقرائے اسلام کا مضمون دو جگہ غلطی سے درج ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضؓ کا سلسلہ پورا کر کے اس پرچہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کے بقیہ حالات درج کئے جاتے ہیں اور سلسلہ درست کر دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۱۔ تقریر خلافت کے آخری حصہ میں آپ نے فرمایا: "لوگو! شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے۔ بہت ممکن ہے وہ کبھی مجھ پر غالب آ جائے۔ اس لئے جب تم مجھ کو غضب ناک پاؤ تو مجھ سے دور رہو اس وقت نہ تو تمہارا مشورہ میرے لئے مفید ہوگا اور نہ تمہارے اشعار"

۱۲۔ فرمایا ہے کہ "لوگو! تم میں سے جو شخص کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں اس کا حق انشاء اللہ تعالیٰ دلا دوں گا اور جو شخص تم میں سے قوی ہے وہ میری نظر میں کمزور ہے۔ میں انشاء اللہ اس سے حق لے لوں گا"

۱۳۔ فرمایا ہے: "جس قوم نے راہِ خدا میں جہاد کو چھوڑ دیا خدا اس کو ذلیل کر دیتا ہے"

۱۴۔ فرمایا ہے: "جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے اس پر خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے"

۱۵۔ لشکروں کو جہاد کے لئے روانہ فرماتے تو یہ ہدایات دیتے: "خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، افسر کی نافرمانی نہ کرنا، کسی شخص کے جسم کے اعضاء نہ کاٹنا، کسی بچے بوڑھے اور عورت

کو قتل نہ کرنا۔ کھجور یا اور کسی پھلدار درخت کو نہ کاٹنا۔ بکری گائے اور اونٹ کو بجز کھانے کے اور کسی غرض سے ذبح یا قتل کرنا۔ جو لوگ عبادت خانوں میں عبادت کرتے ہیں، ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

۱۶۔ حضرت یزید بن سفیان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "خدا کے نزدیک وہی شخص بہتر و برتر ہے جو خدا سے سچی محبت رکھے، اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اس کے تقرب کا جویاں ہو"

۱۷۔ فرمایا ہے: "جب تم لوگوں کو نصیحت کرو تو مختصر الفاظ میں ہدایت و نصیحت کرو کیونکہ جو شخص لمبی تقریر کرتا ہے، اور کلام کو طول دیتا ہے، وہ اپنی کہی ہوئی باتوں کو بعض اوقات بھول جاتا ہے (یعنی بعض اوقات گذشتہ الفاظ کے خلاف تقریر کرنے لگتا ہے)"

۱۸۔ فرمایا ہے: "کسی کے حالات کی تفتیش اور اندرونی امور کا تجسس نہ کرو۔ کسی کی کمزوری کا راز افشا نہ کرو۔ کسی کو ذلیل و رسوا نہ کرو۔ کسی کے راز معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو، کسی کے راز کو لوگوں پر ظاہر نہ کرو"

۱۹۔ فرمایا ہے: "فضول گو اشخاص کے پاس نہ بیٹھو۔ دفادار اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ ملاقات میں خلوص اور سچائی کا اظہار کرو"

۲۰۔ فرمایا ہے: "خیانت فقر و افلاس کو پیدا کرتی ہے"

۲۱۔ یرموک کے معرکہ میں فوجی افسروں کو ہدایت کی تھی کہ: "تم لوگ خدا کے مددگار ہو، اور خدا اپنے مددگاروں کی مدد کرتا اور منکرین کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔ تمہارے جیسا لشکر تعداد کی کمی کے سبب مغلوب نہیں ہو سکتا لیکن گناہوں کے سبب تم کیا لاکھوں کا لشکر بھی مغلوب ہو جاتا ہے"

۲۲۔ حضرت جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ توحید میں حضرت ابوبکر رض کے اس کلام سے بہتر کوئی انسانی کلام نہیں "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے عجز کے سوا کوئی اور راستہ نہیں بنایا"

۲۳۔ حضرت سلمان فارسی رض نے ایک روز عرض کیا "حضرت کچھ نصیحت فرمایئے" حضرت ابوبکر رض نے فرمایا: "سلمان! خدا سے ڈرتے رہو۔ وہ وقت قریب ہے۔ جب تم کو شاندار فتوحات حاصل ہوں گی، اور تم کثیر مال و دولت کے مالک ہو گے مگر تم اس بات کو یاد رکھو کہ اس مال میں سے تمہارا صرف اس قدر حصہ ہونا چاہیئے جتنا کہ

تنہا نے پیٹ کے لئے کافی ہو یا اتنا کہ جسم کو چھپائے۔"

حضرت سلمان فارسی رضؓ

اگر ۱ھ میں حضرت سلمان فارسی رضؓ کا قبول اسلام درست تسلیم کر لیا جائے تو ۱ھ سے ۵ھ تک کا زمانہ حضرت سلمان فارسی رضؓ نے یا تو غلامی میں بسر کیا ہوگا، یا اصحاب صفہ کے ساتھ دینی تعلیم اور دینی خدمت میں مشغول رہے ہوں گے اور ۵ھ میں ان کو جنگی و سیاسی کاموں میں حصہ لینے کا موقع ملا ہوگا۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ غزوہ خندق یا احزاب پہلا معرکہ تھا جس میں حضرت سلمان فارسی رضؓ نے شرکت کی تھی۔

اس معرکہ کی صورت یہ پیدا ہوئی تھی کہ ۴ھ میں یہود بنو نضیر کو حضور صلعم نے خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا، خیبر پہنچ کر یہودنے اس خیال سے کہ خیبر میں وہ ہر طرح سے مطمئن ہیں، عرب قبائل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش شروع کی اور بہت سے عرب قبائل اور قریش مکہ کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ ۵ھ میں مسلمان مختلف چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں مشغول تھے، یہود اور قریش نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بیس ہزار کا لشکر فراہم کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کر لیا۔

حضور کو اس کا علم ہوا تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض صحابہ نے رائے دی کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے اکثر کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے۔ مدافعت پر اتفاق رائے ہو جانے کے بعد حضورؐ نے مدینہ کی حالت پر نظر ڈالی۔ اس وقت مدینہ کی حالت یہ تھی کہ تین جانب سے مدینہ محصور تھا یعنی تین طرفوں میں نخلستان اور مکانات تھے۔ اور ان اطراف سے دشمنان اسلام کا مدینہ پر حملہ ناممکن صرف ایک سمت سے مدینہ ایک کھلا ہوا میدان تھا یعنی شامی رخ پر اس کا جائزہ لینے کے بعد حضورؐ نے صحابۂ کرام سے مشورہ لیا کہ کھلی ہوئی سمت میں مدافعت کی کیا صورت اختیار کی جائے، لیکن کوئی صحیح صورت کسی کے سمجھ میں نہ آئی۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ نے حضورؐ سے عرض کیا: "میری رائے یہ ہے کہ کھلے ہوئے میدان کی سمت میں خندق کھود لی جائے، تاکہ دشمن یکایک اور یکبارگی حملہ نہ کر سکے۔ یہ صورت مدافعت کی ایران میں رائج تھی، اور اس کے فوائد اور شاندار نتائج سے

حضرت سلمان فارسی ان سے خوب واقف تھے۔ اس لئے اس موقع پر یہ تجویز انہوں نے پیش کی تھی حضور اور صحابہ کرام نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت سلمان فارسی رضؓ کی ہدایت کے بموجب خندق تیار کرنے کا کام شروع ہوا۔

صحابہ کرام کی بڑی تعداد خندق تیار کرنے میں مشغول تھی۔ خود حضور بہ نفس نفیس اس کام میں شریک تھے مہاجرین اور انصار دونوں کی خواہش یہ تھی کہ حضرت سلمان فارسی، ہماری جماعت میں شامل ہو کر کام کریں، چنانچہ مہاجرین یہ کہتے تھے کہ سلمان رضؓ ہم میں سے ہیں اور ہمارے ساتھ کام کریں گے۔ انصار کہتے تھے سلمان رضؓ مدینہ میں رہتے تھے، اس لئے ہم میں سے ہیں۔ مہاجرین و انصار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

سلمان منا اهل البیت　سلمان ہم میں سے یعنی اہلبیت میں سے ہے۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ نے صحابہ کرام رضؓ کو مخاطب کر کے ایک روز فرمایا کہ "سلمان رضؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی جنت مشتاق ہے"!

مورخین کا بیان ہے کہ خندق کی کھدائی کے کام میں تین ہزار صحابہ شریک تھے، اول حضرت سلمان فارسی رضؓ کے مشورے سے خندق کا نشان لگایا گیا اور پھر اس دس آدمیوں کو دس دس گز زمین خندق کھودنے کے لئے دی گئی۔ اس طرح بیس دن میں یہ خندق ۵ گز گہری کھد کر تیار ہوئی۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ چونکہ اہل صفہ میں سے تھے اور رات دن اسلام کی تعلیم اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے، اس لئے سیاسی اور جنگی امور میں ان کا ذکر بہت کم آتا ہے۔ اگرچہ وہ جنگوں اور خاص خاص مہموں میں شریک رہا کرتے تھے لیکن یہ شرکت ذاتی دلچسپی کے سبب نہیں بلکہ احکام خدا و رسول کے ماتحت تھی۔

حضورؐ کو اہل صفہ سے غیر معمولی محبت تھی، اور آپ ہر وقت ان کی دلداری میں مشغول رہا کرتے تھے، اور دوسرے صحابہ پر ان کے تفوق کو مقدم رکھتے تھے۔

(باقی آئندہ)


SOUND
PLASTER
Wonderful Cure by
External Application
TRY ONCE
Before
OPERATION
بلا اپریشن فوطہ بڑھنے اور آنت اترآنیکا شرطیہ علاج
اپریشن کرا کر جان کو خطرہ میں نہ ڈالیے
ساؤنڈ پلاسٹر
قیمت چار روپے آٹھ آنے
CHEMICAL WORK
MASJID: DELHI

یہ سال آپ پر کیسا گزریگا

آپ کی قسمت کے پوشیدہ راز

اگر آپ عام پیشہ ور نجومیوں سے بدگمان ہوگئے ہوں، تو آزمائش کے طور پر ہم کو لکھیں۔ ہم آپ کو مشہور مستند تاجک سسٹم اور جاتکا چندر کا کے اصولوں کے مطابق آپ کا برش پھل جس میں پورے ایک سال کے اندر آنیوالے نیک وبد حالات: زندگی ترقی، تبدیلیٔ ملازمت، امتحان، سفر، تندرستی ازدواجی زندگی، بیوی کا حال، شادی، اولاد، مقدمہ، حکام سے فائدہ یا نقصان اور تمام قسمت کے حالات پانچ روپے میں بھیج دیں گے۔

اس برش پھل کے علاوہ اگر آپ صرف چھ سوالات کرنا چاہیں، ان کی فیس دو روپے ہوگی۔ سوالات ہر قسم کے کئے جاسکتے ہیں۔ فیس دو روپے مثلاً بیاہ، شادی، اولاد، روزگار، تلاش محبوب، رشتہ شادی، تندرستی، ملازمت، امتحان، سفر، تبادلہ، بازار کا بھاؤ، نفع، نقصان، حاملہ کے لڑکا ہوگا یا لڑکی وغیرہ وغیرہ ہر حالت میں خود سوال کیجئے، خواہ برش پھل نکلوائیے، یا جنم کنڈلی بنوائیے، اپنا پورا نام اور خط لکھنے کا صحیح وقت لکھئے، اگر تاریخ پیدائش اور وقت پیدائش معلوم ہو وہ بھی لکھئے تو حساب میں ہم کو بہت سہولت رہے گی اگر جنم کنڈلی بنوانی ہو تو اس کی فیس تیس روپے ہوگی جس میں پیدائش سے موت تک کے تمام مختصر حالات درج ہونگے اور ونشوتری مہادشاؤں اور ان کے انتروں اور پرت انتروں کے نتائج اور پاپک گرہوں کو شانت یا نحس ستاروں کے اثرات کو زائل کرنے کی تدبیریں بتائی جاوینگی حصول ہر مزید حالتوں میں علاوہ ہے سیاسی معاملات چوری، قماربازی، سٹہ بازی کے سوالات کے جوابات نہ دیئے جائیں گے

مینیجر گولڈن اسٹرالوجرانسٹی ٹیوشن پوسٹ بیگ نمبر ۴ دہلی

رشتہ شادی کے لئے ضروری پیغام

شریف مسلمانوں کی مشکلات کیلئے

ادارہ رہنمائے رشتہ شرفاء اسلام میدان عمل میں

شریف اور معزز مسلمانوں کو اپنی اولاد کیلئے رشتہ شادی تلاش کرنے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ خاص کر بیٹی والوں کی حالت تو اور بھی صبر آزما ہوتی ہے۔ نظام معاشرت ان کے لبوں پر مہر سکوت لگا دیتا ہے، وہ اپنی زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے، لڑکی کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے مناسب رشتہ نہیں ملتا۔ خدا کا فضل ہے کہ اب یہ مشکل آسان ہوتی نظر آ رہی ہے۔ شرفاء اسلام کی ان ہی دشواریوں کے پیش نظر محض بے لوث خدمت کیلئے یہ ادارہ قائم کیا ہے جسے دہلی اور بیرون دہلی کے عمائد تجارت پیشہ حضرات اور بڑے بڑے عہدہ داران اور معزز حضرات کا اعتماد حاصل ہے۔

اگر آپ بھی ضرورت مند ہوں تو ہزارہا ممبران کی طرح آپ بھی ایک ممبر بن جایئے اپنی خاندانی حالت۔ لڑکے یا لڑکی کی عمر، تعلیم، آمدنی، کس صوبہ اور کس شہر میں رشتہ مطلوب ہے برادری یا ذات کی قید ہے یا نہیں، رشتہ کیلئے کن خیالات کا لڑکا یا لڑکی پسند فرماتے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات پوری دیانت اور ایمان داری کے ساتھ تحریر فرمایئے۔ ہم مکمل رازداری کی شرط پر آپ کی لڑکی یا لڑکے یا خود کے لئے بہترین رشتہ تجویز کر کے بعد تحقیقات ضروری آپ کے نام روانہ کر دیں گے جن سے آپ براہ راست ہمارے ادارہ کا حوالہ دیتے ہوئے یا ہماری ہی معرفت خط و کتابت سے معاملہ طے کر سکتے ہیں۔ ایک لڑکا یا لڑکی کے نام کے درج رجسٹر کرانے کی فیس داخلہ صرف تین روپے ہے۔ باقی خط و کتابت کرتے وقت ہمیشہ اُر کا جوابی لفافہ ارسال کیا جاوے۔ خط و کتابت ہمیشہ راز میں رہے گی۔

مہتمم صاحب ادارہ رہنمائے رشتہ شرفاء اسلام اہلسنت والجماعت دہلی

قرآنی نقشِ اعظم سے جسکو چاہو اپنا تابعدار بنالو

نامرادی کا دور ختم ہوا

نقشِ قرآنی

نامرادی کیلئے دنیا میں سب سے بڑا سہارا خدائے قدوس کا ہے جب ہر چہار جانب سے پریشانی کے آثار ہوں اور کوئی خاص اہم بات کسی طرح بھی حل نہ ہوتی ہو اور اس کی طرف سے ہر وقت طبیعت پریشان ہو کوئی مونس و غمخوار نہ ہو تو خدا تنگدستوں کے کلام ربانی کی مدد آپکی ہر مشکل کو آسانی سے حل کر لیجئے خدائے برتر و توانا کے کلام میں بڑی منفعت ہے یہ قطعی ممکن ہے کہ اس قرآنی نقش کی برکت سے آپ شادکام ہو جاویں جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا خاص عطیہ ہے ۔

لایردُ القضاءُ الا الدُعاءُ الفقراء کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہوں؟ خواہ وہ کسی کا ہی کیوں نہ ہو ۔ حاکم کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو دوست کا ۔ دشمن کا ۔ خاوند کا ۔ بیوی کا ۔ افسر کا ۔ ماتحت کا ۔ محبوب کا ۔ ان سب کو مطیع و تابعدار بنایا آقا و افسر پر قابو پانا میعت کے چکار حاصل کرنا ۔ غرضکہ تمام دلی مقاصد کیلئے تیر کی طرح اثر کرتا ہے حتیٰ کہ مقدمہ کے سلسلے میں کچہری کے حاکم کو اپنے محبوب کو مرد کو ۔ عورت کو ۔ اجنبی کو غرضکہ جس کو چاہو اپنا بے دام غلام بنالو کیسا ہی مغرور آدمی کیوں نہ ہو بس نقشِ اعظم کو باندھ کر اس کے سامنے جاؤ گے آپکی مرضی کے مطابق آپکا کام غیر معمولی طریقہ پر کرنے کیلئے مجبور ہو جاویگا دشمن کو محبت سے بدل دینے چلتے آدمی کو مسخر و مطیع ہمخیال بنالینا سات پردوں میں چھپے ہوئے محبوب کو کھینچ بلانا ۔ تجارتی ترقی امتحان میں کامیابی ۔ ادائیگی قرض ۔ دفع بیماری و آسیب سحر و دیگر مشکلات ۔ شادی بیاہ رنجش و فساد اور کشائش رزق کیلئے یہ نقش ہمیشہ پاس رکھئے جس شخص کے گلے میں یہ نقش مبارک ہوگا وہ دنیاوی آفات سے مامون و محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سربلند رہے گا صرف مسلم عوام کے لئے یہ نقش دیا جا سکتا ہے اس نقش کے اعلان سے چنداں مالی منفعت ہی مقصود نہیں ہے بلکہ پبلک مفاد بھی پیش نظر ہے ۔ خرچہ اشتہارات اور حق المحنت تین روپے پانچ آنے اور محصول رجسٹری لفافہ پانچ آنے کل تین روپے دس آنے ہے ۔

صوفی میاں چشتی آستانہ عالیہ قرآن منزل جامع مسجد دہلی ۶

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَ

اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور

رْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ

زمین کی اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے آپ کہہ دیجئے کہ اے جاہلو کیا

تَاْمُرُوْۗنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں ان

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام غارت ہو جاوے گا اور تو خسارہ میں پڑیگا

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ صلے

بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور شکر گذار رہنا اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ

حالانکہ ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے

تفسیر ۱۔ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (اور) اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی (یعنی موجد بھی وہی ہے وہو قولہ خالق ومبقی اور حافظ بھی وہی وہو قولہ وکیل اور متصرف بھی وہی وھو قولہ لہ مقالید لان المتصرف فی الخزائن عادۃ ھو صاحب المقالید پس ایسے اوصاف کمال رکھنے والا شریک سے بھی منزہ ہوگا اور جزا و سزا کا بھی مالک ہوگا اس سے اوپر کے دونوں مضمون توحید و وعد و وعید کی تائید ہوگئی) اور چونکہ خالق و حافظ و مالک مقالید ہونا مخالفین کے نزدیک بھی مسلم تھا پس مقدمات کے تسلیم ہونے سے مقاصد یعنی ثبوت توحید و صحت مجازاۃ کا تسلیم کرنا زیادہ تر موکد ہو گیا پس) جو لوگ (اس پر بھی) اللہ کی آیتوں کو (جو کہ مشتمل ہیں توحید و مجازاۃ پر اور موید ہیں مقدمات مسلمہ سے) نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے (اور اے پیغمبر یہ لوگ خود تو کفر و شرک میں مبتلا تھے ہی مگر ان کا یہاں تک حوصلہ بڑھا ہے کہ نعوذ باللہ آپ کو اپنے طریقہ پر لانے کی فرمائش کرتے ہیں سو) آپ (ان کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اے جاہلو کیا (بعد اس کے کہ توحید ثابت ہو چکی اور شرک باطل ہو چکا) پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو اور (اے پیغمبر بھلا آپ میں نعوذ باللہ عمداً شرک کا کب احتمال ہے جس پر وہ احمق توقع کرتے ہیں کیونکہ) آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کی طرف بھی یہ (بات) وحی (میں) بھیجی جا چکی ہے (کہ اپنے ہر امتی کو پہنچا دیں کہ) اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جاوے گا اور تو خسارہ میں پڑے گا (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ) اللہ ہی کی عبادت کرنا اور (اللہ کا) شکر گذار رہنا (یہ دلیل ہے قبح شرک کی کہ وہ اشد درجہ کی ناشکری ہے، پس جب انبیاء کو

تتمہ شرک وحی سے معلوم ہے اور دوسرے دن تک اس کے پہنچانے کا حکم ہے تو ان سے کہ ان میں سے آپ بھی ہیں صدور
شرک کب ممکن ہے تو ایسی ہوس رکھنا ان کا خلل دماغ ہے) اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت
نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی قارئین عظمت سے مراد توحید ہے اور اس کی نفی سے مراد شرک) حالانکہ (اس کی وہ
شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں
(اور کوئی دوسرا ایسا ہے نہیں پس) وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے (اور اس آیت میں تقریر توحید کے ساتھ
آئندہ مضمون کی تمہید بھی ہو گئی) ربط اوپر مذکور من اللہ الخ میں بعض اثبات توحید و ابطال شرک مضمون مجازاۃ
کی تمہید تھی اور اس سے اوپر بھی بعض آیات میں اجمالاً اس کا ذکر ہوا ہے آگے مقصوداً و مفصلاً ختم سورت تک یہی مضمون ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ

اور صور میں پھونک ماری جاوے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس میں دوبارہ

اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ

پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جاویں گے دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جاوے گی

رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

اور نامۂ اعمال رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور وہ سب

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا

کے کاموں کو خوب جانتا ہے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاویں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس

فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ

تو اس کے دروازے کھول دیئے جاویں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے کافر کہیں

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

گے ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا کہا جاوے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو ہمیشہ اس میں رہا

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ

غرض تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے

زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

جاویں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہاں کے محافظان سے کہیں گے السلام علیکم

طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ

تم مزہ میں رہو سو اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا

اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَ

مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں۔ غرض عمل کرنے والوں کا اچھا بدلا ہے اور آپ فرشتوں

تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا

بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جاوے گا اور کہا جاوے گا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

تفسیر: اور (قیامت کے روز جس کا اوپر ذکر آیا ہے) صور میں پھونک ماری جاوے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جاویں گے (پس زندہ تو مر جاویں گے اور مردوں کی روحیں بے ہوشی پر ہو جاویں گی) مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس بیہوشی اور موت سے محفوظ رہے گا) پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعۃً سب (ہوش میں آکر اور ارواح کا تعلق ابدان سے ہو کر قبروں سے نکل) کھڑے ہو جاویں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے (جیسا حادثہ غریبہ کے وقوع کے وقت عادت طبعی ہے) اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جاوے گی (اور حق تعالیٰ حساب کے لئے زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول و تجلی فرماویں گے اور) زمین اپنے رب کے نور بے کیف سے روشن ہو جاوے گی۔ اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے (گواہ مفہوم عام سے شامل ہے پیغمبروں کو کما قال فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد اور فرشتوں کو کما قال تعالیٰ معها سائق وشهيد جس کی تفسیر ابن کثیر نے مرفوعاً و موقوفاً وارد ہے اور امت محمدیہ کو کما قال تعالیٰ لتکونوا شهداء على الناس اور اعضاء و جوارح کو کما قال تعالیٰ الیوم نختم على افواههم وتشهد ارجلهم) اور سب (مکلفین) میں (حسب اعمال) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیک عمل جو بشرائط واقع ہوا ہو چھپا رہ جاوے یا کوئی بدعمل بڑھا دیا جاوے) اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جاوے گا (اعمال نیک میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود نفی کمی کی ہے اور اعمال بد میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود زیادتی کی نفی ہے) اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے (پس اس کو ہر ایک کے موافق جزا دینا کچھ مشکل نہیں) اور (بیان اس بدلہ کا جو نتیجہ فیصلہ کا ہے یہ ہے کہ) جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر (فرشتے ان کو ذلت و خواری کے ساتھ) ہانکے جاویں گے (گروہ گروہ اس لئے کہ اقسام و مراتب کفر کے جداجدا ہیں ایک ایک طرح کے کفار کا ایک ایک گروہ ہوگا) یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو (اس وقت) اس کے دروازے کھول دیے جاویں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت کے) کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے (کہ اس صورت میں فیض لینا بھی آسان تھا) پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ کافر کہیں گے کہ ہاں (رسول بھی آئے تھے اور انہوں نے ڈرایا بھی) لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر (جن میں ہم بھی داخل ہیں) پورا ہو کر رہا (ہمارا عقیدہ یہ نہیں بلکہ اعتراف ہے

کہ باوجود ابلاغ کے ہم نے کفر کیا اور کافروں کے لئے جو عذاب موعود تھا وہ ہمارے سامنے آیا واقعی ہماری نالائقی ہے۔ پھر ان سے کہا جاوے گا (یعنی یہ فرشتے کہیں گے) کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور) ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے (پھر اس حکم کے بعد وہ جہنم میں داخل کئے جاویں گے اور دروازے بند کر دیئے جاویں گے کما قال تعالیٰ علیہم نار مؤصدۃ یہ تو کفار کا حال ہوا) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے (جس کا ابتدائی مرتبہ ایمان ہے پھر آگے مراتب مختلفہ ہیں) وہ گروہ گروہ ہو کر (کہ جس کا مرتبہ تقوی ہوگا اس مرتبہ کے متقی ایک جگہ کر دیئے جاویں گے اور) جنت کی طرف (شوق دلا کر جلدی جلدی) روانہ کئے جاویں گے یہاں تک کہ جب اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے (پہلے سے) کھلے ہوئے ہوں گے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے اور نیز اہل اکرام کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے جیسا مہمان کے لئے عادت ہے کہ پہلے سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے کما قال تعالیٰ مفتحۃ لہم الابواب) اور وہاں کے محافظ (فرشتے) ان سے (بطور اکرام و ثنا کے) کہیں گے کہ السلام علیکم تم مزہ میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ (اس وقت اس میں داخل ہو جاویں گے) اور (داخل ہو کر) کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں (یعنی ہر شخص کو خوب فراغت کی جگہ ملی ہے کہ خوب کھل کھیل کر چلیں پھریں مقیمیں اغلبیں قیام کے طور پر تو اپنی ہی جگہ میں اور سیر کے طور پر دوسرے جنتی کے درجہ میں بھی) غرض (نیک) عمل کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے (یہ یا تو ان ہی کا کلام ہو یا اللہ تعالیٰ کا ہو) اور (آگے اجلاس سے اخیر فیصلہ تک کے اسی مضمون کو مختصراً و پرشوکت الفاظ میں بطور تلخیص کے فرماتے ہیں کہ) آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ (نزول اجلاس للحساب کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاوے گا اور (اس فیصلہ کے ہونے پر ہر طرف سے جوش کے ساتھ یہی خروش ہوگا اور) کہا جاوے گا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے ایسا عمدہ فیصلہ کیا پھر اس نعرہ تحسین پر دربار برخاست ہو جاوے گا) (ربط اس تمام تر سورت کا حاصل تین مضمون ہیں ایک توحید کہیں اس پر استدلال ہے کہیں اس کا امر اور اس کے ضد سے نہی ہے اور کہیں اس کے اعتقاد رکھنے والوں کی مدح اور [illegible] ہے۔ دوسرا مضمون مجادلین فی الحق کی کہ عموم حق میں رسالت وغیرہ بھی داخل ہے تہدید ہے کہیں عقوبت دنیویہ سے کہیں عذاب اخری سے تیسرا مضمون رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے اور تہدید و تسلیہ کی تاکید و تائید کے لئے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ کسی قدر مفصل اور انبیاء سابقین کا ارسال بعنوان مجمل بیان فرمایا ہے اور سورت سابقہ کے ختم پر مومنین و کفار کا تفاوت حال آخرت میں کہ ایک ناجی ایک مبتلا ہے نکلا ہے اور اس سورت میں فریقین کا تفاوت حال دنیا میں کہ ایک مومن منقاد دوسرا گرفتار جدال و ضلال ہے مذکور ہوتے سے دونوں کے خاتمہ و فاتحہ میں بھی تناسب ظاہر ہو گیا اور اس بیان حال فی الدنیا سے پہلے جو منزل بالفتح کی حقیقت اور منزل بالکسر کی بعض صفات مع توحید وارد ہیں وہ بطور تمہید و تعیین محل اختلاف مجادلین اور ان کے مقابلین سمجھنا چاہیئے پس خاتمہ و فاتحہ کے مضمون میں تخلل اجنبی کا شبہ نہ کرنا چاہیئے۔

سورۃ المومن مکیۃ وھی خمس وثمانون آیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ

حٰم یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ

کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ

کی ان آیتوں میں وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہیں جو منکر ہیں سو ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے۔ ان سے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَ هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ

پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو کہ ان کے بعد ہوئے جھٹلایا تھا اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کے گرفتار

لِيَاْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ

کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے ان پر دار و گیر کی سو میری

كَانَ عِقَابِ ۝ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

طرف سے کیسی سزا ہوئی۔ اور اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ دوزخی ہوں گے۔ جو

النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ

فرشتے کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر

بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا

ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر چیز کو شامل

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا

ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور آپ کے رستے پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اے

وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

ہمارے پروردگار اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور ان کے ماں باپ

اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ

اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں ان کو بھی داخل کر دیجئے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں اور ان کو تکلیف سے بچائیے

تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ بڑی کامیابی ہے

تفسیر:- حمٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے (پس قرآن اور توحید کی حقیت کا مقتضا یہ ہے کہ اس میں انکار وجدال نہ کیا جاوے مگر پھر بھی) اللہ تعالٰی کی ان آیتوں میں (یعنی قرآن میں جو کہ مشتمل توحید پر بھی ہے) وہی لوگ (ناحق کے) جھگڑے نکالتے ہیں جو (اس کے) منکر ہیں (اور اس انکار کا مقتضا یہ ہے کہ ان کو سزا ہو جاتی لیکن عاجلاً سزا نہ ہونا استدراج ہے) سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن وامان سے خطوہ دنیویہ کے لئے) چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے (کہ اس سے ان کا سزا سے ہمیشہ کے لئے بچا رہنا سمجھ لیا جاوے اور آپ کے اس خطاب سے دوسروں کو سنانا مقصود ہے غرض ان پر کسی نہ کسی وقت دار و گیر ضرور ہوگی چنانچہ) ان سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو ان کے بعد ہوئے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم دین حق کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت (میں سے جو لوگ ایمان نہ لاتے تھے انہوں) نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا (کہ پکڑ کر قتل کر دیا جاوے) اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے (آخر) ان پر دارو گیر کی سو (دیکھو) میری طرف سے (ان کی) کیسی سزا ہوئی اور (جس طرح ان کو دنیا میں سزا ہوئی) اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں) دوزخی ہوں گے (یعنی یہاں بھی سزا ہوئی اور وہاں بھی ہوگی۔ اسی طرح کفر کے سبب ان کفار حاضرین کو بھی دار و گیر اور سزا ہونے والی ہے خواہ دونوں عالم میں یا آخرت میں۔ یہ تو حال منکرین کا ہوا کہ مستحق اہانت وعقوبت ہیں اور جو لوگ موحد اور مومن ہیں وہ ایسے مکرم ہیں کہ ملائکہ مقربین مثل ایمان وتسبیح کے ان کے لئے دعا و استغفار کرنے میں مشغول رہتے ہیں جو کہ حسب قاعدہ یفعلون ما یؤمرون علامت ہے ان کے مامور بالاستغفار ہونے کی جس سے مؤمنین کا محبوب عند اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ) جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے (اس طرح دعا و) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے (پس اہل ایمان پر بدرجہ اولیٰ رحمت ہوگی اور ان کے ایمان کا آپ کو علم بھی ہے) سو ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے (شرک وکفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے رستے پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے (جو کہ مقتضا ہے مغفرت کا کیونکہ سبب عذاب کا ذنوب ہیں ان کے ارتفاع سے وہ بھی مرتفع ہو جاوے گا) اے ہمارے پروردگار اور (دوزخ سے بچا کر) ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں (گو ان کے عمل ان کے درجہ کے نہ ہوں) ان کو بھی داخل کر دیجئے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں (کہ مغفرت پر قادر ہیں اور ہر ایک کے مناسب اس کو درجہ عطا فرماتے ہیں) اور (جیسا ان کو دوزخ سے جو کہ عذاب اعظم ہے بچانے کے لئے آپ سے دعا ہے اسی طرح یہ بھی دعا ہے کہ) ان کو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف سے بچائیے (گو وہ جہنم سے خفیف ہوں جیسے میدان قیامت کی پریشانیاں) اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچا لیں تو اس پر آپ نے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ (جو مذکور ہوا مغفرت وحفاظت عذاب اکبر و اصغر سے اور دخول جنت) بڑی کامیابی ہے (پس اپنے مومن بندوں کو اس سے محروم نہ رکھئے) ف یہاں سے سورۂ احقاف تک متصل سات سورتیں حمٓ سے شروع ہوتی ہیں اور عجیب لطیفہ ہے کہ ساتوں قرآن مجید کے منزل ومنزل من اللہ ہونے کے مضمون سے شروع ہوتی ہیں۔ اور ایک آیت میں جو یستغفرون لمن فی الارض آیا ہے اس میں یا تو من فی الارض سے مراد مومنین ہیں یا استغفار سے مراد دعائے ترک معاجلت عقوبت ہے ربط اوپر تہدید میں ھم اصحب النار سے کفار کا دوزخ میں داخل ہونا مذکور تھا آگے دخول نار کے بعد کا حال مذکور ہوتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ

جو لوگ کافر ہوئے ہیں ان کو پکارا جاوے گا کہ جیسی تم کو اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو نفرت تھی جبکہ تم ایمان کی

تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا

طرف بلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دو بار مردہ رکھا

اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا

اور دو بار زندگی دی سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا نکلنے کی کوئی صورت ہے ترجمہ اس کی یہ ہے کہ جب

دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝

صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے

تفسیر:- جو لوگ کافر ہوئے وہ جب دوزخ میں جاکر اپنے کفر و شرک کے اختیار کرلینے پر حسرت و افسوس کریں گے اور خود ان کو اپنے سے سخت نفرت ہوگی حتیٰ کہ غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاویں گے اس وقت) ان کو پکارا جاوے گا کہ جیسی تم کو (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر (بلانے کے بعد) تم نہیں مانا کرتے تھے (اس کہنے سے مقصود زیادت تحسیر و تندیم ہے) وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار (ہم جو حیات ثانیہ کا انکار کیا کرتے تھے اور اسی کے انکار سے کفر و شرک و جمیع معاصی پر دلیر تھے اب ہم کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی چنانچہ ہم نے دیکھ لیا کہ) آپ نے ہم کو دو بار مردہ رکھا (ایک بار قبل تولد جبکہ حالت جمادیت میں تھے جس میں جان متعلق نہیں ہوتی اور دوسری بار جس کو سب موت کہتے ہیں) اور دو بار زندگی دی (ایک دنیا کی زندگی دوسری آخرت کی وہذا کقولہ تعالیٰ کنتم امواتا الآیۃ یہ سب چار حالتیں ہوئیں۔ گو ان میں انکا ایک ہی کا تھا اور اسی کا اقرار اس وقت مقصود ہے لیکن بقیہ تین حالتیں اس لئے ذکر کردیں کہ وہ یقینی تھیں پس مقصود یہ ہوگا کہ یہ رابعہ بھی مثل ان ہی ثلثہ کے متیقن و متحقق ہے) سو ہم اپنی خطاؤں کا (جس میں اصل انکار بعث ہے اور باقی اس کے فروع) اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے (کہ دنیا میں پھر جاکر ان سب خطاؤں کا تدارک کرلیں کقولہ تعالیٰ ھل الی مرد من سبیل قولہ فارجعنا نعمل صالحا جواب ارشاد ہوگا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا اور) وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا (یعنی توحید کا ذکر ہوتا تھا) تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے کقولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وحدہ الخ) سو (اس پر) یہ فیصلہ اللہ کا (کیا ہوا) ہے جو عالیشان (اور) بڑے رتبہ والا ہے (یعنی چونکہ حق تعالیٰ علو و کبریاء کے اعتبار سے یہ جرم عظیم تھا اس لئے فیصلہ میں عقوبت بھی عظیم تجویز ہوئی یعنی خلود) ربط اوپر شروع کی آیتوں میں جو توحید و تہدید کا مضمون ہے آگے پھر اسی طرف عود ہے نیز متصلا اوپر اذا دعی اللہ الخ میں سبب عقاب کا شرک سے مذکور ہے۔ اگلے مضمون سے اس کی بھی تقریر ہوگئی۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ

سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان بڑے رتبہ والا ہے وہی ہے جو تم اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے اور صرف وہی شخص

إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ٥ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ٥

نصیحت قبول کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کرکے پکارو گو کافروں کو ناگوار ہو

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ

وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم

مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ٥ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ٥ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

بھیجتا ہے تاکہ اجتماع کے دن سے ڈرائے جس دن سب لوگ سامنے آموجود ہوں گے ان کی کوئی بات خدا

مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ٥ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ

سے مخفی نہ رہے گی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا غالب ہے آج ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ٥ وَأَنْذِرْ

دیا جاوے گا آج کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور آپ ان لوگوں

هُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ٥ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ

کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے گھٹ گھٹ جاویں گے۔ ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست

حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ٥ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ٥

ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جاوے وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ

اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ

إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ٥ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ

سب کچھ دیکھنے والا ہے کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا وہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا

لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے بہت زیادہ تھے سو ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے ان پر

فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ٥

دار و گیر فرمائی اور ان کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ ہوا

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے

تفسیر:- وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں (قدرت کی) دکھلاتا ہے (تاکہ ان سے توحید پر استدلال کرو) اور (وہی ہے جو) آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے (یعنی بارش کرتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے یہ بھی منجملہ مذکورہ نشانیوں کے ہے) اور (ان نشانیوں سے) صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے (کیونکہ قصد رجوع سے غور و تامل کرتا ہے اور تامل سے حق تک پہنچ جاتا ہے) سو (جب توحید پر دلائل قائم ہیں تو تم لوگ کفر و شرک کو چھوڑ کر) خدا کو خالص اعتقاد کرکے (یعنی توحید کے ساتھ) پکارو (اور مسلمان ہو جاؤ) گو کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ وہ (صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن سے (یعنی قیامت کے دن سے) ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے سامنے) آموجود ہوں گے (کہ) ان کی کوئی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے آج ہر شخص کو اس کے کئے (ہوئے کاموں) کا بدلہ دیا جاوے گا آج (کسی پر) کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور (جیسا سب پیغمبروں کو اس دن سے ڈرانے کا حکم ہوا ہے کما صرح فی قولہ تعالیٰ الخ اسی طرح آپ بھی اس کے مامور ہیں پس) آپ (بھی) ان لوگوں کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے (غم سے) گھٹ گھٹ جاویں گے (اس روز) ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جاوے (اور) وہ (ایسا ہے کہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (جن کو دوسرا نہیں جانتا مطلب یہ کہ اس کو تمام اعمال عباد کا احاطہ علمیہ ہے جس پر مجازاۃ موقوف ہے) اور (چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور جمیع صفات کامل ہیں اس لئے وہ) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا فیصلہ نہیں کر سکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے (اسی طرح اس میں اور بھی صفات کمال ہیں اور دوسرے معبود ان صفات کمال سے عاری ہیں اس لئے اس کے سوا کوئی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا اس سے دو مضمون ثابت ہوئے ایک مجازات کا تحقق دوسرے نفی شرکت کی اور یہ لوگ جو ایسے مضامین مجازاۃ و مکافات کے منکر کفر و شرک کے موجب ہونے سے انکار کرتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (اس کفر کی بدولت) ان کا کیسا انجام ہوا وہ لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں (مثل عمارات وغیرہ) ان (موجودین) سے بہت زیادہ تھے سو ان کے گناہوں کی وجہ سے (کہ اشد درجہ ان میں کفر تھا) خدا نے ان پر دارو گیر فرمائی (یعنی عذاب نازل کیا) اور ان کا کوئی خدا (کے عذاب) سے بچانے والا نہ ہوا (آگے ان ذنوب کی تفصیل ہے کہ) یہ (مواخذہ) اس سبب سے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں (یعنی معجزات و دلائل نبوت ہیں) لیکر آتے رہے پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے (پس جب علت مواخذہ کی کفر و شرک ہے جو ان میں بھی مشترک ہے پھر یہ مواخذہ سے کیسے مامون ہیں خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں۔

ربط اوپر جابجا منکرین حق توحید و رسالت کی تہدید کے ضمن میں کفار کا خلاف و عناد مذکور ہے جو منشاء ہے حزن رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا آگے تسلیہ رسول کے لئے نیز تائید تہدید منکرین توحید و رسالت کے لئے قصہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور دونوں کے اتباع کا مذکور ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں

وَقَارُونَ فَقَالُوا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا

نے کہا کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے — پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس دین حق لے کر ہماری طرف سے آئے تو

قَالُوا اقْتُلُوٓا أَبْنَآءَ الَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَآءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ

ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو

الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِيٓ أَقْتُلْ مُوسٰى وَلْيَدْعُ

اور ان کافروں کی تدبیریں بے ٹھکانے ہوتی ہیں اور فرعون بولا کہ مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اس کو چاہیے کہ اپنے

رَبَّهُ ۚ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ

رب کو بلا لے مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دین کو بدل دے گا یا ملک میں فساد پیدا کر دے گا

وَقَالَ مُوسٰىٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ

اور موسیٰ نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن

اور ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھا اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا کہا کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل

يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِالْبَيِّنٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كٰذِبًا فَعَلَيْهِ

کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا

كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا

جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوگا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص

يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِينَ

کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس

فِي الْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِن بَأْسِ اللّٰهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ

سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر وہ ہم پر آپڑا — فرعون نے کہا کہ میں تم کو وہی

أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرٰى وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيٓ

رائے دیتا ہوں جو خود سمجھ رہا ہوں اور میں تم کو بھلائی کا طریقہ مصلحت بتلاتا ہوں — اور اس مومن نے کہا کہ بھائیو

اٰمَنَ يٰقَوْمِ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ

مجھے تمہاری نسبت اور امتوں کی طرح کے روز بد کا اندیشہ ہے — جیسا قوم نوح اور عاد اور

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۝

ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا

وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ

اور صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہوں گی جس روز پشت پھیر کر لوٹو گے . تم کو خدا

مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ

سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں . اور اس سے قبل تم لوگوں

يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ

کے پاس یوسف دلائل لے کر آچکے ہیں سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے حتیٰ کہ

إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ

جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ حد سے باہر

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ

ہوجانے والوں شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی

أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ

آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کو بھی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور

عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا

جابر کے پورے قلب پر مہر کردیتا ہے اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان

لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ۝ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَ

پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں پھر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں . اور اسی

إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ

طرح فرعون کی بدکرداریاں اس کو مستحسن معلوم ہوتی تھیں اور رستے سے رک گیا

السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ

اور فرعون کی تدبیر غارت ہی گئی اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو تم میری

اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں اے بھائیو یہ دنیوی زندگی محض چند روزہ ہے

مَتَاعٌ ۖ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا

اور ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے ۔ جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سزا بھی بدلا ملتا ہے

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے

يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى

وہاں بے حساب ان کو رزق ملے گا اور اے میری قوم یہ کیا بات ہے کہ میں

النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ

تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ شرک کروں اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی

لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ

بناؤں جس کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تم کو خدائے زبردست خطابخش کی طرف بلاتا ہوں یقینی بات ہے کہ جس

لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ

چیز کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی میں اور ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے

هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ

اور جو لوگ دائرہ سے نکل رہے ہیں وہ سب دوزخی ہوں گے سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا

إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ

ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کو ان لوگوں کی مضرتدبیروں سے محفوظ رکھا۔ اور فرعون والوں پر

سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

موذی عذاب نازل ہوا وہ لوگ صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی

أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

فرعون والوں کو نہایت سخت آگ میں داخل کرو

تفسیر :- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے احکام اور کھلی دلیل (یعنی معجزہ جو دلیل ہے صدق دعوائے نبوت کی) دے کر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں (میں) سے بعض نے (یا کل) نے کہا کہ (نعوذ باللہ) یہ جادوگر (اور) جھوٹا ہے (جادوگر معجزہ میں کہا اور کذاب دعویٰ نبوت و احکام میں کہا اور قارون چونکہ بنی اسرائیل میں سے تھا اس لئے اس کا ساحر کہنا اور نہ کہنا دونوں محتمل ہیں اگر اس نے نہ کہا ہو تو قالوا میں تغلیب ہو جاوے گی) پھر (اس کے بعد) جب وہ (عام) لوگوں کے پاس دین حق (ثابت بالدلیل) جو ہماری طرف سے تھا لے کر آئے تو ان میں بعض

لوگ مسلمان بھی ہو گئے) تو ان (مذکورہ) لوگوں نے (بطور مشورہ کے) کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ (ہو کر) ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو (تاکہ ان کی جمعیت اور قوت نہ بڑھنے پاوے جس سے اندیشۂ زوال سلطنت کا ہے) اور (چونکہ لڑکیوں سے ایسا اندیشہ نہیں، نیز ہمارے گھروں میں کار و خدمت کے لئے ان کی ضرورت ہے اس لئے) ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو (غرض انہوں نے غلبۂ موسویہ کے انسداد کی یہ تدبیر کی) اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر ہی رہی (چنانچہ آخر میں موسیٰ علیہ السلام غالب آئے خواہ یہ تدبیر عمل میں لائی گئی ہو یا نہ لائی گئی ہو کوئی روایت اس کے متعلق نہیں دیکھی اور یہ قتل مغایر ہے قتل اول قبل ولادت موسویہ کے پھر اس کے بعد خود موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارہ میں گفتگو ہوئی) اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا کہ مجھ کو چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اس کو چاہئے کہ اپنے رب کو (مدد کے لئے) پکارے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی (نہ) پھیلا دے (کہ ایک ضرر دین ہے دوسرا ضرر دنیا۔ اور فرعون کا ذرونی کہنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ اہل دربار نے شاید اس لئے قتل کی رائے نہ دی ہوگی کہ اس کو مصلحت ملکی کے خلاف سمجھا ہوگا کہ عام چرچا ہوگا کہ ایک بے سروسامان شخص سے ڈر گئے اور یا یہ کہنا بطور تمویہ کے ہے کہ عام سننے والے سمجھیں کہ اب تک توقف قتل میں مشیروں کے روکنے کے سبب ہے گو واقع میں قتل پر جرأت نہ ہونے کا سبب نزول بلاء آسمانی کا خوف ہو کیونکہ دل میں تو معجزات کا یقین ہو ہی گیا تھا اور اسی طرح ولیدع ربہ کہنا اظہار جلادت کے لئے ہو گو دل اندر سے کانپ رہا ہو) اور موسیٰ (علیہ السلام نے جو یہ بات سنی تو انہوں) نے کہا میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خر دماغ شخص (کے شر) سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا (اور اس لئے حق کا مقابلہ کرتا ہے) اور (اس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور) اب تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے (یہ مشورہ سنکر لوگوں سے) کہا کیا تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوے پر) دلیلیں بھی لے کر آیا ہے (یعنی معجزات بھی دکھلائے جو دلیل ہے صدق دعوئ نبوت اور مامور من اللہ تبلیغ التوحید ہونے کی اور دلیل موجود ہوتے ہوئے صاحب دلیل کی مخالفت کرنا اور مخالفت بھی اس درجہ کی کہ قتل کا قصد کیا جاوے نہایت نازیبا ہے) اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا (اور آپ ہی مخذول من اللہ ہوگا قتل کرنے کی کیا ضرورت) اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے (کہ ایمان نہ لانے کی صورت میں ایسا ایسا عذاب ہوگا) اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا (تو اس صورت میں قتل کرنے سے اور زیادہ بلا اپنے سر پر لینا ہے، غرض اس کے کذب کی صورت میں قتل فضول اور صدق کی صورت میں مضر پھر ایسا فعل کیوں کیا جاوے اور قاعدہ کلیہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا (اور) بہت جھوٹ بولنے والا ہو (یعنی گو اتفاقاً چندے اس کی بات چل جاوے مگر انجام اس اسراف اور کذابیہ کا خذلان اور حرمان و ناکامی ہے پس اس قاعدہ کلیہ کے اعتبار سے اگر موسیٰ علیہ السلام بالفرض کاذب ہوں تو بوجہ اس کے کہ جھوٹا دعوئ نبوت کا حد درجہ کا اسراف اور کذب ہے ایسے کاذب کو اگر مقہور و ہلاک نہ کیا جاوے تو تلبیس علی الخلق لازم آتی ہے اور یہ عقلاً حق تعالیٰ سے منفی ہے تو لامحالہ یہ مغلوب و مخذول ہوں گے پھر حاجت قتل کیا اور اگر صادق ہیں تو تم لوگ بالیقین کاذب ہو اور کذب میں مسرف بھی ہو کہ مدعی الوہیت فرعونیہ ہو اور مسرف کذاب کو کامیابی ہوتی نہیں پس تم لوگ قتل میں کامیاب نہ ہوگے یا تو قدرت نہ ہوگی یا اس کا انجام برا ہوگا بہرحال دونوں شقوں کا مقتضا یہی ہوا کہ ان کو قتل نہ کیا جاوے اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ پھر اس تقریر سے تو کسی مفسد کو قتل نہ کیا جایا کرے جواب یہ ہے کہ یہ تقریر اس صورت میں ہے جہاں کاذب یا صادق ہونے میں شبہ ہو اور معجزات سے اقل درجہ احتمال صدق کا ضرور تھا اور جہاں دلائل صحیحہ سے کذب متیقن ہو وہاں یہ تردید نہیں ہے اور گو اس مومن کو موسیٰ علیہ السلام کے صدق کا پورا یقین تھا مگر اس طرز سے گفتگو کرنا تلطیف فی الدعوت اور تدریج فی الہدایۃ ہے آگے بھی اسی قتل سے روکنے کے متعلق مضمون ہے کہ) اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے

کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر (ان کے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آ پڑا (جیسا کہ احتمال صدق میں اس کا احتمال ہے) فرعون نے (یہ تقریر سنکر جواب میں) کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ ان کا قتل ہی مناسب ہے) اور میں تم کو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں اور اس مومن نے (جب دیکھا کہ نصیحت میں نرمی اور رعایت خیال مخاطب یعنی تلطیف سے کام نہیں چلتا تو اب تہدید و تخویف سے کام لیا اور) کہا صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے جیسا قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں (یعنی قوم لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا (لیکن جب تم حرکتیں ہی ایسی کرو گے تو ضرور ہی اپنی سزا کو پہنچو گے) اور (یہ تہدید تھی عذاب دنیا سے آگے تہدید ہے عذاب آخرت سے کہ) صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہوں گی (یعنی وہ دن مشتمل ہے واقعات عظیمہ پر کیونکہ نداؤں کی کثرت واقعات کے عظیم ہونے میں ہوتی ہیں چنانچہ سب سے اول ندا نفخ صور کی ہوگی جس سے مردے زندہ ہوں گے ایک حساب کے لئے ندا ہوگی ایک تنادی باہم اہل جنت و اہل نار میں ہوگی ایک ندا اخیر میں وقت ذبح موت کے ہوگی اور آگے اس دن کی ایک اور حالت بیان کی گئی ہے کہ) جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے (کذا فسر البغوی اور اس وقت) تم کو خدا (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور (یہ مضمون بدرجہ غایت مقتضی ہدایت ہے لیکن) جس کو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور (آگے توبیخ ہے اس پر کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور پیغمبر کی بھی تکذیب کر چکے ہیں یعنی) اس کے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوت کے) لے کر آ چکے ہیں (یعنی اس قوم قبط میں جن میں سے تم بھی ہو اور آبا سابقین سے تم تک بھی ان کی خبر متواتر پہنچی ہے) سو تم ان امور میں بھی برابر شک (و انکار) ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے حتیٰ کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا (یہ قول بطور شرارت کے تھا مطلب یہ کہ اول تو یوسف بھی رسول نہ تھے اور اگر بالفرض تھے بھی تو جب ایک کو نہ مانا تو اللہ میاں کہیں گے دوسرے کو بھیجنا کیا ضرور تو ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا پاک ہو گیا مقصود اصلی اس سے نفی مسئلہ رسالت کی ہے جیسا کہ اگلے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس مسئلہ میں تم غلطی کار ہو) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایسے حد سے باہر ہو جانے والوں (اور شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے) جو بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں (یہ کج بحثی) خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کے نزدیک بھی اور (جس طرح تمہارے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے (کہ اس میں اصلا گنجائش حق فہمی کی نہیں رہتی۔ یہ تقریر تھی اس مومن بزرگ کی اور اس تقریر سے ان بزرگ کا کتمان ایمان جاتا رہا خواہ اول تقریر سے خواہ بعد کی تقریر سے) اور فرعون نے (چونکہ یہ تقریر لاجواب تھی تو اس مومن کو تو کچھ جواب دے نہ سکا اپنی جہالت قدیمہ پر زعم خود حجت قائم کرنے کے لئے ہامان سے) کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنوا تو میں اس پر چڑھ کر دیکھوں گا) شاید میں آسمان پر چلنے کی راہوں تک پہنچ جاؤں پھر (وہاں جا کر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو (اس دعوے میں کہ اور خدا ہے) جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (پھر خدا کو معلوم محل بنایا نہیں بنا) اور آگے بطور تلخیص کے فرعون کی مجموعی حالت کی مذمت ارشاد ہے کہ اسی جہالت پر کیا منحصر ہے) اسی طرح فرعون کی (اور) بدکرداریاں (بھی) اس کو مستحسن معلوم ہوتی تھیں اور (سیدھے) رستے سے رک گیا اور (موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں بڑی بڑی تدبیریں کیں مگر) فرعون کی (ہر) تدبیر غارت ہی گئی (اور کسی میں کامیاب نہ ہوا) اور اس مومن نے (جب دیکھا کہ فرعون سے کوئی معقول جواب نہیں بن پڑا تو پھر مکرر) کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں (یعنی سبیل الرشاد میرا بتلایا ہوا رستہ ہے نہ کہ فرعون کا جیسا اس نے کہا تھا ما اھدیکم الا سبیل الرشاد) اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض چند روزہ ہے اور (اصل) ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے (جہاں جزا کا یہ قانون ہے کہ) جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی بدلا ملتا ہے اور جو نیک

[redacted]

کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب ان کو رزق
ملے گا اور (قوم کے حال یا قال سے اس مومن کو معلوم ہوا کہ میری باتوں پر متعجب ہیں اور خود مجھ ہی کو اپنے طریقہ کفریہ
کی طرف بلانا چاہتے ہیں اس لئے یہ بھی کہا کہ) اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو (طریق) نجات کی ۴
طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو (طریق) دوزخ کی طرف بلاتے ہو (یعنی) تم مجھ کو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ (توبہ توبہ)
میں خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس (کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس کوئی بھی
دلیل نہیں (بلکہ واقع میں بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف پر دلیلیں قائم ہیں) اور میں تم کو خدائے زبردست خطا
بخش کی طرف بلاتا ہوں یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں (کسی حاجت
دنیویہ کے لئے) پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ (رفع عذاب کے لئے) آخرت ہی میں (کیونکہ حق دعوت کے
لئے علم و قدرت علی الکمال شرط ہے اور شرط مفقود ہے) اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے
اور (یقینی بات ہے کہ) جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں (جیسے عابدین غیر اللہ) وہ سب دوزخ میں جاکر دوزخی
ہوں گے سو (اب ہو یا کہنا تمہارے جی کو نہیں لگتا مگر) آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے اور (آثار یا کلمات سے
قوم کی طرف سے کچھ دھمکی معلوم ہوئی ہوگی کذا فی الدر اور اگر کچھ شبہ تو تھا ہی تھا اس لئے اس مومن نے یہ بھی کہا کہ)
میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد (اور حوالہ) کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا (خود) نگران ہے (میں تم سے اصلا نہیں ڈرتا)
پھر خدا تعالیٰ نے اس (مومن) کو ان لوگوں کی مضرت تدبیروں سے محفوظ رکھا (تفصیل نظر سے نہیں گذری کہ فرعونیوں
نے اس کے واسطے کیا تدبیر سوچی ہوگی بہرحال وہ محفوظ رہا چنانچہ حسب سیاق قصہ اس کو بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ غرق
سے نجات ہوئی کذا فی الدر) اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہوا (جس کا آگے بیان ہے کہ)
وہ لوگ (برزخ میں) صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں (اور ان کو بتلایا جاتا ہے کہ تم قیامت کے روز اس میں
داخل ہوگے) اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت عذاب میں
داخل کرو (چنانچہ وہ داخل ہوں گے اور مراد اس سے دوزخ ہے اور پھر دوزخ کا بھی سخت طبقہ اور برزخ میں اس آگ
کا عرض معاینہ و قرب و وصول اثر ہے اور جس آگ سے برزخی عذاب ہے وہ برزخی آگ ہے خواہ اس کی حقیقت
کچھ جدا ہو یا وہ نار جہنم کا ہی اثر ہو) ربط اوپر کفار کو چند جا وعید سنائی گئی ہے شروع سورت میں کیف کان عقاب
اور انہم اصحب النار دوسرے رکوع میں انذرہم یوم الازفۃ الخ اور قصہ میں ان المسرفین ہم اصحب النار
آگے اہل نار کے بعد دخول نار کے بعض حال مذکور ہوتا ہے جیسا ان الذین کفروا ینادون الخ میں یہی مضمون تھا اور
ان اہل نار کے عموم میں آل فرعون بھی داخل ہیں جن کا قصہ ابھی مذکور ہوا تھا۔

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ

اور جبکہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے

تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا

کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ

إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

میں ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا اور جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے جہنم کے موکل فرشتوں

جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ

سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے ہلکا عذاب کر دے فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے

رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

پاس تمہارے پیغمبر معجزات لیکر نہیں آتے رہے تھے دوزخی کہیں گے کہ ہاں آتے تو رہے تھے فرشتے کہیں گے تو پھر تم ہی دعا کر لو اور کافروں کی دعا

تفسیر :- اور (وہ وقت بھی پیش نظر کرنے کے قابل ہے) جبکہ کفار لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے (یعنی متبوعین سے) کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو (یعنی جب تم ہم سے اپنا اتباع کراتے تھے تو اب تم کو ہماری مدد کرنا چاہئے) وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ میں (پڑے) ہیں (یعنی جیسے تم دوزخ میں ہو ہم بھی دوزخ میں ہیں سو اگر ہم کو کچھ قدرت مدد کرنے کی ہوتی تو اول اپنی ہی فکر کرتے جب اپنے ہی سے عذاب دفع نہیں کر سکتے تو تم سے کیا دفع کریں گے) اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے درمیان (قطعی) فیصلہ کر چکا (اب اس کے خلاف محتمل نہیں اس فیصلہ میں ہم سب ناری ٹھہرے اب کیا ہوتا ہے) اور (اس کے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے (یعنی متبوعین و تابعین سب ملکر) جہنم کے موکل فرشتوں سے (درخواست کے طور پر) کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے (یعنی اس کی تو کیا امید کریں کہ عذاب بالکل ہٹ جاوے یا ہمیشہ کے لئے ہلکا ہو جاوے مگر خیر ایک ہی دن کے لئے ہلکا ہو جاوے) فرشتے کہیں گے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے (اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے تھے) دوزخی کہیں گے کہ ہاں آتے تو رہے تھے (مگر ہم نے ان کا کہنا نہ مانا) فرشتے کہیں گے تو پھر (ہم تمہارے لئے دعا نہیں کر سکتے کیونکہ مکذبین کے لئے دعا کرنے کا اذن نہیں ہے) تم ہی (اگر جی چاہے) دعا کر لو (اور تمہاری دعا کا بھی کوئی نتیجہ نہ ہوگا کیونکہ) کافروں کی دعا (گو حق تعالیٰ ہی سے ہو آخرت میں) محض بے اثر ہے (کیونکہ اس دعا کا اور اس کی شرط اجابت کا کہ ایمان ہے موقع دنیا ہی میں تھا کہ دار العمل ہے یہاں کہ دار الجزاء ہے عمل سے کار ہے) ربط اوپر جابجا بمضمون تہدید منکرین حق ان کا خلاف وجدال مذکور ہے جس سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا جیسا تمہید قصہ موسویہ میں تقریر کی گئی ہے آگے آپ کا تسلیہ اخبار عن النصرۃ سے کہ اس پر قصہ موسویہ مذکورہ سے استشہاد اور اس میں وقوع عذاب مذکور متصلاً کی تعیین بھی ہے اور اخبار عن بنی اسرائیل سے جس میں مسئلہ رسالت کی تائید بھی ہے۔ اور امر بالصبر والتسبیح والاستغفار سے اور آپ کے تسلیہ کے ساتھ مجادلین منکرین کو توبیخ اور ان کے بعض مافیہ الجدال سے متعلق کچھ کلام ہے

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝

ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝

کھڑے ہوں گے جس دن کہ ظالموں کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس عالم

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّ

میں خرابی ہوگی۔ اور ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ دے چکے ہیں اور ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت اور



دختر کشمیری کی تابدار زلفوں کی سحر آفریں مہک

نئی دلہن کے بال

سہاگ رات میں گل کشمیر ہیر آئل سے آراستہ کیجئے

بیوی کیلئے ضروری ہے کہ شوہر کا محبت بھرا دل اپنی دلفریبی اور جاذبیت سے قابو میں رکھے، شوہر اگر ایک باغبان ہے تو بیوی ایک گلشن اور وہ گلشن جس میں ہزارہا پھول کھلیں گے اور ہزارہا پھل اپنی بہار دکھائینگے اس لئے ہر سمجھدار بیوی کو چاہیئے کہ گل کشمیر ہیر آئل بالوں میں استعمال کرے جس کی مسحور کرنیوالی جیسی اور سہانی مہک سے مرد کا دل باغ باغ ہوگا اس وقت بیوی پھول سے زیادہ دلربا اور چاند سے زیادہ نظر فروز معلوم ہوگی غسل کے بعد بھی تین روز تک لطیف اور خوشگوار خوشبو سے کمرہ مہکتا رہتا ہے۔ چونکہ تمام چمنستان کے مختلف پھولوں کی روح کھینچ کر ڈالی گئی ہے اسلئے اسکی خوبیاں بیان کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے پھولوں کی خاص روح میں جنگلی جڑی بوٹیوں کا ست ڈال کر نیا در نایاب مرکب تیار کیا ہے جس کے لئے ہم فخریہ کہہ سکتے ہیں کہ مارکیٹ میں اس تیل کا جواب نہیں جو اس قدر خوبیاں رکھتا ہو کہ

بالوں کو لمبا بنائیے، گنج پن دور کرکے نئے بال پیدا کرے، سفید بالوں کو سیاہ چمکدار اور بالوں کو گرنے سے روکے نیز دماغی کمزوری دور کرے

باوجود سحر آفریں اور فردوسی مہک کے نزلہ ہرگز نہیں کرتا۔ جڑوں کو مضبوط بالوں کو ریشم کے مانند نرم بناتا ہے۔ اسی وجہ سے ہزارہا مردوں عورتوں کا محبوب ترین ہیئر آئل ہے پیکنگ اور خوبصورتی میں تمام ہندوستانی اور ولایتی تیلوں پر امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس کی دل آویز مہک ہوا کے ہر جھونکے میں کیف و نشاط پیدا کرتی ہے قیمت فی شیشی تین روپے، دو شیشی پانچ روپے، محصول وغیرہ ایک روپیہ لیکن تین شیشیوں کے خریدار کو محصول بھی معاف اور کل سات روپے آٹھ آنے میں ۳ شیشیاں رسال کی جاتی ہیں

تھوک کے بیوپاری ایجنسی کا معاملہ خط و کتابت سے طے کر سکتے ہیں

راکی فراک اینڈ کمپنی کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ پوسٹ بکس ۵۴ جامع مسجد دہلی

ROCKI FRAK & CO.

BOX NO 54 DELHI.



پیشوا
ایک ماہوار مذہبی و اصلاحی رسالہ
ایڈیٹر :- سید عزیز حسن بقائی

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ

يَسْتَهْزِئُونَ قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ

[illegible]

سبحان اللہ

[illegible]

[illegible] ترجمۃ القرآن [illegible]

[illegible] ان تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ [illegible] مجلد [illegible] ملنے کا پتہ منیجر [illegible]

نئی شان کیساتھ بیشمار خوبیوں والا قرآن شریف ابھی چھپکر آیا ہے

دہلی کے سب سے بہتر پریس میں چھپا ہے جس کی طباعت خوشنمائی صحت و صفائی ہر قرآن سے بڑھ گئی

خالصاً لله پوچھیے کیوں یہ قرآن خرید

اب تک جس قدر قرآن شریف مع ترجمہ چھپے ہیں ان میں ترجمہ والا قرآن شریف باوجود بہترین طباعت کا مذکور ایسا کوئی نہیں دہلی کے مطبوعہ قرآنوں میں مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا قرآن اس ہدیہ کا آج تک طبع نہیں ہوا۔ خدا نے چاہا تو یہ قرآن شریف مقبولیت کی حرارت کو پہونچ جائے گا۔ آپ کو اس قرآن شریف کے خریدنے کی ترغیب دیتا ہوں کیونکہ آپ کے اور اپنے تعلق کی بنا پر میرا فرض ہی ہے کہ آپ کی پسند کا تاب میں لوگ کیلئے یہی خالصاً لله اسی قرآن پاک کا مشورہ دوں گا کیونکہ آپ کو مجھ پر اعتماد ہے اس لئے مجھے یہ کہنا پڑا ورنہ آپ یقین فرمائیے کہ باعتبار ظاہری منافع کے اس میں میرا حصہ کمتر ہے لیکن چونکہ میرے نزدیک قرآن شریف آپ تک ضرور پہنچایا جانا چاہئے اسلئے آپ خاص طور پر کہہ رہا ہوں۔

(۱) مسلسل چھ سو صفحہ کا قرآن ہم ۲۴ صفحہ کا مقدمہ پورے چمڑے کی نفیس جالدار جلد اور ہدیہ صرف ڈیڑھ روپیہ عجب تعجب کیا نہیں۔

(۲) مولوی اشرف علی صاحب کا واضح ترجمہ جو بعد لفظ ثانی مولانا کا پسندیدہ ہے وہ اس کے متن پر بہت صاف صحیح چھاپا ہے۔

(۳) کتابت مولوی ابتار علی صاحب کے جانشین ارشد شاگرد جناب عبدالغنی صاحب کی ہے ملاحظہ فرمایئے عیاں راچہ بیاں

(۴) ابتدا میں ایک ایسا مفید مقدمہ ہے جو آپ نے اس سے پہلے کسی قرآن میں نہ دیکھا ہوگا اور نہ پڑھا ہوگا۔

(۵) قرآن شریف پڑھنے کا مقصد اسی قرآن شریف سے حل ہوگا جبکہ اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی موثر دعائیں لکھدی گئی ہیں تاکہ تلاوت کے ساتھ یا بعد ہر ضرورت پر پڑھنے کے لئے حاجت وا ہیں حاصل ہو اور یہی قرآن پاک کی تلاوت کا سب سے بڑا مقصد ہے اور یہ تفسیر بہت ہندوستان کے کسی اور قرآن شریف میں آپ کو نہیں ملیگی۔

(۶) معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ اس کے مقدمہ میں موجود ہے اس لئے یہ قرآن شریف خرید کر آپ قرآن پاک کی بہت سی غیر معمولی معلومات و معارف سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

دیکھا آپ نے

ڈیڑھ روپیہ والا قرآن مجید کستا سستا ہے

مجلد حرمی کامل

خوشنما لباس پہنے ہوئے خوشنما صحیح مستند و تحقیقی

رسالہ نبوی کی نما

ابتدائی ترتیب یہ ہے بیان نمونہ حاضر ہے

خاندان غزالی

مرزا قبول کر لیجئے بلا شبہ عمر میں بلا خطا عجیب خطا شدہ

رعایت

اس زیادہ کیا ہو کہ ایک روپیہ ملنے کا بیس یا رعایت سلیقہ

مجلد حرمی کامل

نفیس جالدار جلد قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول

دیکھیے آنحضرت

صلعم

سارا قصہ حضرت محمد صلعم کے بیمار ہونے کی

وفات کی بابت ... کیا ہے

... بعد ...

... اسلام

... کے گھر

... ذکر کیا

... لکھ دیکھو

کہا ملک ...

... بلکہ

کان لگا کر سو کر وہ

ایک ... اس کے بعد

... حضرت صلعم

... کی جانب

... لے گئے

اور ... محمد کی آواز

کان تک آئی تو

آنحضرت صلعم نے

ٹھیک کہا آج ملک

... جبرئیل

(بقیہ آئندہ)

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لیے بہت جلی چوب قلم

قرآن شریف مترجم معرّا

آسان دید بہت سستا

مترجم تحت اللفظ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن چھپائی خوب صورت چمکدار کاغذ سفید ولایتی سوپڑا
کا بہت موٹا وزن پانچ سیر کے قریب مجلد شدہ بستی بڑے بڑے
کام کرنیوالے حیران ہیں کہ ایسا چکیلی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا

قرآن شریف جاری ہے ہیں نہیں چھپ سکتا ہمدرد کتابت اعراب پر عاد اور حروف کشادہ ایک قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے اگرچہ نمونہ کے زیادہ جلی ہے اور بیشک حروف کے پیچ و خم الفاظ کے سنے ہی بیشک موٹے معلوم ہو جاتے ہیں قرآن شریف چونکہ بہت موٹے حروف کا اس لئے ہیں بھی جو ایک نمبر کی عینک لگاتا ہو وہ چار گز کے فاصلے سے پڑھ لیتا ہو اچھی نگاہ والے تو دور رکھ کر پڑھ سکتے ہیں اور

ضعیف العمر بزرگ ہلکی روشنی اور چاندنی میں لیکر تلاوت کر لیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان دید قرآن شریف ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور حقیقت قرآن پاک پر اس کی نسبت ہے یہ مقدمہ بہت اہم معلومات سے پر ہے۔ ہدیہ مجلد حرفی پشتہ منقش شدہ چار روپے محصولڈاک ذمہ خریدار ریل کے ذریعہ منگائیں ہدیہ ۸ نرلنڈنی آنے زیادہ بھیجیں

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ روشن دید

کے نام سے ہدیہ ہو رہا ہے اس کا قلم آسان دید سے بھی جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں کاغذ اتنا موٹا نہیں ہے اس لیے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے بہت صاف چھپائی ہے کاغذ سفید ناریل کا ہے بلا ترجمہ قرآن شریف کا ہدیہ مجلد حرمی پشتہ صرف تین روپے محصولڈاک دو روپے تقطیع ۱۵×۱۱

بائیس طرف آئیوری کاغذ والا چوب قلم مترجم

کی ایک سطر کا نمونہ قلم اور ترجمہ اتنا جلی ہے کہ حروف بالکل الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ رف ہوتا ہے اس لئے کہ چکنا دیسی کاغذ اس سے ڈہائی گنی قیمت کا ہوتا ہے اور ولایتی کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس کے باوجود بالآخر بہترین کاغذ والا قرآن شریف ہم لے ہی آیا اس کا کاغذ آئیوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے آپ میں سے فلسکیپ سائز کا کاغذ ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا اور اچھا بڑا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا اب تصور کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ ہو سکتا ہے ویسا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن فرم پیشوا کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی قرآن شریف ناظرین پیشوا کیلئے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس لئے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تجویز ہوا ضخامت ۲۰۸ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ کاغذ کا تقریباً ایک ریم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ دو روپے فی ریم ملتا ہے ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں قرآن کی مکمل فہرست ہے مترجم تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ہیں اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس طرح عربی زبان کی بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے ہدیہ مجلد حرمی پشتہ تین روپے محصولڈاک عمر گو پانچ روپے ہیں مگر ہم نے شائقین کے لئے رعایت کر دی ہے قرآن شریف منگانیوالے صاحب اپنا مکمل پتہ اور ریلوے اسٹیشن بھی تحریر کریں اور ہر قسم کا پارسل زائد۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

اے رب ہمارے مت گرفت کر ہماری اگر ہم بھول جائیں یا خطا ہو جائے ہم سے

معلم عربی

ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ [illegible] ضرور جان جائے جس کو وہ قرآن کریم کی صورت میں پڑھتا ہے [illegible] عربی الفاظ کے معنی [illegible] طریقہ بہت [illegible] صرف و نحو [illegible] پڑھنا [illegible] قرآن کا [illegible] سلسلہ [illegible] یہ ہے کہ ہر شخص اگر بتوجہ [illegible] روزانہ [illegible] تو ۳ مہینہ میں وہ خاصہ قرآن کا مطلب سمجھنے لگے گا اور اس کے بعد نماز میں کیسی کیفیت ہوتی ہے اس کا اندازہ کیجئے۔ قیمت ۸ ر محصول ۴ ر

دستر خوان

ایڈیٹر صاحب رسالہ پیشوا کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب کس قدر جلد مقبول ہوئی حیرت ہوگی اسلامی دستر خوان وہ اصل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس کو ہر ایک چھوٹی بچی نا خواندہ عورتیں اور مرد بھی باسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا سکتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جو ہندو مسلمانوں دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ اچھی خاصی تعداد میں فروخت ہوتی ہے جہاں یہ کتاب کھانا پکانے کی استانی ہے وہاں خاوند کو موہ لینے کا عمل بھی رکھتی ہے ضخامت [illegible] قیمت ۸ ر محصول ڈاک ۳ ر

میاں بیوی کے فرائض

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں آپکو یہ کتاب میاں بیوی کے فرائض سے مطلع ہوگا آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور ایک اچھا خاوند بھی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے راستہ پر چلے۔ اسلامی جوڑا ایک ایسا نمونہ ہوگا جس کو آئندہ نسلیں بہترین ہونگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس کے عامل ہونے کے بعد لڑائی کبھی نہ ہوگی قیمت ۸ محصول ۳ ر

رسول اکرم

اسلام کی آئندہ بنیاد اس پر ہے کہ قوم کے بچوں کو رسول اللہ کے حالات [illegible] اسوقت جو بات بچوں کے ذہن نشین ہو جائیگی وہ تمام عمر [illegible] قوم کی تعمیر کیونکر ہوسکتی ہے اگر آپ اپنی آخرت درست کرنی چاہتے ہیں تو بچوں کا مستقبل درست کیجئے رسول اکرم کی سیرت رسول جسے بچے باسانی سمجھ سکتے ہیں انداز بیان ایسا آسان اور تمثیلات اتنی سادہ ہیں کہ بچہ بشوق تمام اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے اور ذہن نشین بھی کر سکتا ہے ۱۲۰ صفحات قیمت ۸ محصول ڈاک [illegible] مدارس میں کتاب داخل نصاب ہو جائیگی ان کو زیادہ تعداد میں رعایت ملیگی

زبان کا چٹخارہ

اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارے بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں کو واقف نہوں دہلی کا باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امرا و شرفاء دہلی کے تمام لذیذ اور نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں جو جناب حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا کی تصنیف ہے ضخامت تقریباً سوا سو صفحہ سے زیادہ ہے قیمت آٹھ آنہ محصول ڈاک چار آنہ

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت قرآن پاک پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ [illegible] کے مطالعہ قرآن شریف اور تمام عجائب آسمانی کا مجموعہ ہے قرآن کے متعلق غیر مسلم شعرا کے مشہور سردار ان کفار قریش کی رائیں منکرین [illegible] کا اسکو سنکر مسلمان ہونا قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجزنما ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل اشاعت قرآن حکیم کی پوری تاریخ یہ کتاب تبلیغ اسلام کیلئے غیر مسلموں میں اگر مفت تقسیم کیجائے تو صدہا غیر مسلم اسلام کی آغوش میں آجائیں کاغذ سفید چکنا قیمت صرف ۸ ر علاوہ محصول ڈاک

بلا ترجمہ روشن دید

یہ قرآن شریف روشن دید کے نام سے ہدیہ ہو رہا ہے اس کا قلم بہت ہی جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں۔ کاغذ بہت موٹا نہیں ہے اس لئے اس کا وزن چار سیر کے قریب ہے۔ بہت صاف چھپائی، کاغذ خوب سفید نارنجی کا ہے۔ بلا ترجمہ روشن دید قرآن شریف کا ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف دو روپے محصول ڈاک دو روپے۔ تقطیع ۱۱ × ۱۵

ہر گھر میں اس کا ہونا باعث برکت ہے

تعویذی عکسی لاکٹ حمائل شریف وزن تقریباً ۵ ماشہ لمبائی سوا انچ چوڑائی پون انچ۔ مع لاکٹ و آلی گلاس جس کے ذریعے سے تلاوت ہو سکتی ہے۔ بچوں کے گلے میں لٹکائیے ہدیہ صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

افشائے راز نہاں

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب اپنی قسم کی عجیب و غریب کہ آپ اس موضوع پر بھی دلچسپ کتاب شاید کوئی کہیں ہو [illegible] کنواری لڑکیوں عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات [illegible] علم کے [illegible] امریکہ کی ایک مس جلی عورت نے [illegible] ایک کیلی فورنیا میں [illegible] اور امریکہ میں ایک ہلچل مچا دی اب اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے خدا جانے کب تک [illegible] کے مطالعہ میں جاسکے۔ ہر وقت اس کے بند ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلد منگا لیجئے قیمت ۱۲ محصول ۶ ر

دلہنوں کی کانفرنس

سات دلہنوں کی شہائے خلوت کی دلچسپ داستان سات دلہنیں ایک جگہ جمع ہو کر اپنے واقعات شب عروسی کو نہایت صحیح لیکن شستہ الفاظ میں سناتی ہوئی اصلاح رسوم کا بیڑا اٹھاتی ہیں اور تعلیم و حقوق نسواں پر زور دیتی ہیں ہر دلہن کی الگ بھی سرگذشت ہے قیمت ۱۲

عیش و نشاط

اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش و لطف کیف تندرستی بلند اقبال اولاد عورت کی محبت اور شادی کی لذت چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جاتی ہیں قیمت ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصولڈاک

قانون مواصلت

عیش دنیا کی زندگی کا رہبر اگر اس کتاب کی ہدایت پر عمل کیا گیا تو ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وقت سے پہلے آپکی قوت میں کمزوری نہیں پیدا ہو سکتی اور شباب کی پوری کیفیت سے آپ لطف اٹھائیں گے اس میں مواصلت کی بابت تمام ضروری باتیں درج ہیں قیمت ۱۲

اتالیق نسواں

عورتوں کو سینے پرونے کا اور انتظام خانہ داری سکھانے بہو بیٹیوں کو سگھڑ اور سلیقہ شعار بنانے والی مشہور و مقبول کتاب ایک شریف لڑکی کو جو کچھ ضرور جاننا چاہیئے وہ سب اس کتاب میں ہے ۱۰ حصے ۱۲۰۰ شکلیں ۱۳۰۰ صفحے مشاہیر قوم کے نزدیک نہایت پسند ہے قیمت ۱۲ ر

فلاح دین و دنیا

ہر مسلمان کیلئے جو دین و دنیا کی فلاح چاہتا ہے جو اسلام کی ہدایات اور ضروری مسائل کو واقف ہونگے علاوہ دنیا میں بھی عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اس کیلئے فلاح دین و دنیا نہایت ضروری ہے اس کتاب کو پڑھکر ہر مسلمان دین اور دنیا سے واقف ہو جاتا ہے [illegible]

کتاب التعویذات

با علاج روحانی از معدۃ المعنیین تنہا الحمد نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب بہ ہندی مترجمہ کے ۱۳ منزلی کتاب ہے اور اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس لئے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہوگی جس کا عمل وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت تبحر علمی اس کتاب کے علاوہ مجرب ہونے کی ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت خدا کے فضل سے یہ کتاب پوری کر لیتی ہے قیمت ۱۰ ؍

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص متبرک کتاب جو ہر عامل کیلئے تیر بہدف ہے اس کے پانچ حصہ ہیں اور ایک ہی جلد میں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اور سورہ یٰسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص ہیں حصہ سوم میں مؤکلات کے تابع ہونے کے اعمال اور اوراد ہیں حصہ چہارم اذکار کے لئے مخصوص ہے جس میں تمام ضربوں کے خواص ہیں پانچویں حصہ میں استعمال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں بڑی مجرب کتاب اور بہت عرصہ سے مقبول ہے قیمت ۱ ؍

خاتمہ تصوف

مسائل طریقت کا فتاوی سلوک سیر الی اللہ کا رہنما اور اس تمام تعلیم کا مجموعہ جس کی سچا صوفی بننے اور اولیاء اللہ میں شامل ہونے کے واسطے ضرورت ہے جو باتیں کہ سالہا سال مرشد کامل کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو آداب طریقہ بزرگان دین کے ہاں رائج ہیں وہ سب اس کتاب میں تحریر کئے گئے ہیں غرضکہ ابتداء سے انتہا تک تعلیم تصوف کا بیان ہے اور اس کے آخر میں رسالہ اذکار و مراقبات بھی شامل کیا گیا ہے تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز مترجمہ مولوی یٰسین علی صاحب قیمت ۸ ؍ (آٹھ آنہ)

ہدایت الطالبین

کتاب کیا ہے دریائے طریقت کو کوزہ میں بند کر دیا ہے لطائف عشرہ دائرہ امکان عالم امر عالم خلق شغل نفی و اثبات ذکر اسم ذات تصور شیخ وقوف قلبی بازگشت وقوف عددی علامت تصفیہ باطن سیر آفاقی و انفسی کشف جمالی و جلالی مراقبہ ذکر رابطہ شیخ دائرہ ولایت صغریٰ توجہ جمعیت حضور شیخ باب مقامات عشرہ و آداب جذبات اختلائے قلب توحید وجودی دائرہ امکان لاہوت جبروت ناسوت غرضکہ پوری کتاب میں ہزارہا اسرار و رموز فن تصوف ہیں قیمت ۱۴ ؍ صرف محصول ۶ ؍

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ اگر دو میں کوئی صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا۔ اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ کامل ایسا ہو جو صحیح تعبیر دے سکے یا خواب کے مفہوم و مطلب کو معلوم کرنا چاہیں تو معلوم کریں۔ یہ خواب کی کتابوں میں نایاب ہے اس میں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات پیٹ کی خرابی تخیلات کا اثر اور فلسفہ خواب جیسا مضامین ہیں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں قیمت سوا روپیہ محصول ۶ ؍

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصہ ہیں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ اس میں عقائد کا ابتدائی حصہ و طہارت دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں عقائد کی دیگر باتیں روزہ نماز چوتھا حصہ میں حج اور حقوق العباد وغیرہ اب تک ان رسائل کی تعداد دس لاکھ چالیس ہزار شائع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ساتھ ساتھ ملتے ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت ۱۲ ؍ محصول ۶ ؍

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدارس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چند مہینہ میں بغیر استاد کی مدد پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے ۲۴ صفحات فی جلد ۳ ؍ ایک روپیہ کے آٹھ

شرح کریما

جیسا مصنف ویسا ہی شارح حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے کریما سعدی کی شرح کی ہے جو مردوں اور عورتوں بچوں سب کے لئے مفید ہے کریما کا ہر شعر گویا حدیث ہے اور اسکو حدیث رسول ہی ثابت کیا ہے پھر اس کی شرح میں حقائق معارف حکایات سلف صالحین سب کچھ ہے گویا یہ بھی وعظ کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور بہت مقبول ہے مدارس اسلامی کے اساتذہ کرام کو یہ کتاب ضرور پڑھاتے ہیں قریباً ہر جگہ داخل نصاب ہو گئی ہے عوام بھی اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں قیمت صرف ۵ ؍

عروس کربلا

مصر کے مشہور مصنف علامہ جرجی زیدان نے اپنی کتاب عروس کربلا اس میں اسلام کی جو دبی ہوئی جوش کی ہے اس کا بدلہ اس کتاب میں جو خوبصورتی سے لیا گیا ہے کہ بے ساختہ قابل مصنف کی داد دینی پڑتی ہے کربلا کے واقعات اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی شہادت کے حالات خود کچھ کم درد انگیز نہیں اس پر شاہ شہ... کی قلم نے تو وہ غضب ڈھایا ہے کہ آنکھوں سے دریا بہہ جاتے ہیں کاغذ نہایت عمدہ قیمت ۱۲ ؍

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ بینظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے بسانے والے لوگوں کو بابلیوں نے مٹا دیا مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ و ذکر حرمین صفا و مروہ و منیٰ اور چاہ زمزم اور دیگر ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں قیمت ۱۲ ؍ ایک روپیہ چار آنہ

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کا لغات کی تنی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض دفعہ ان کا غلط استعمال ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں سے بھی اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا غصہ آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذراسی تکلیف گوارا کیجئے جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپکی بول چال انتقو پرشائستہ موزوں برجستہ ہو جائے گی ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲ ؍

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانیوالی کتاب فارسی بول چال ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کے اعلیٰ ڈگری یافتہ فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اسکے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے ہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں دستاویزات داری مبارکباد کی اور تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں قیمت ۱۲ ؍

قرآنی دعائیں

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی، اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقے سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہوجائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا قبول ہو اگر آپکے اولاد نہیں تو صاحب اولاد ہوجائینگے مفلس ہیں تو زردار ہوجائینگے بیکار ہیں تو روزگار ہیں لگ جائینگے مقروض ہیں تو صاحب مال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہوجائینگے غرض ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں ہر طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت ہی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر کتاب ہے قیمت ۸ محصول ۴ کل ۱۲

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے لے کر رسول اللہ کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین سے منقول مجرب معمولات سے پراثر وظائف لکھے گئے ہیں جن کے متعلق کسی قسم کا کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالے نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے ازواج مطہرات اور صحابہ کو تعلیم کیں یا وہ دعائیں جو حضور کے صحابہ نے اپنے ہونے والوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں ہیں یہ سینہ بسینہ وظائف اپنے اندر رضا بھی اثر رکھتے ہیں مختصراً قیمت صرف چھ آنہ محصول ڈاک ۴ کل ۱۰

معلومات نماز

نئی تکنیک ترتیب کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں مذہب اسلام، حکمت، احکام عبادت کے منافع ثمرات عبادت، ثمرات حرمت تارک نماز، نماز کے طبی فائدے، امتیازی عبادت، کہ نماز، نفلی عبادت نماز کا ثبوت قرآن سے، بے نمازیوں کی کہانیاں نماز قرآن میں اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان ۶۰ صفحات قیمت صرف آٹھ آنہ محصول ۴

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل کی ضرورت ہے یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے اور یہ تفسیر مولانا عبد مصری کی تفسیر قرآن سے مستند ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں سب کے سوال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی قائل ہوجاتا ہے صرف تفسیر کے کالمے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک لفظ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر اس کتاب میں ہے نفس مسائل پر بہت دلچسپ بحث ہے قیمت ۸ محصول ۴

سیرت باقی

سلسلۂ نقشبندیہ کے حضرت خواجہ غریب نواز محبوب خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ بخاری کی مفصل و مشرح زندگی حضرت خواجہ کے تمام خلفاء کا تذکرہ اولاد خواجہ کا تذکرہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی تعلیم تزکیۂ نفس کے آسان طریقے مجرب المجرب اور وظائف حضرت خواجہ غریب نواز کی صوفیانہ قرآن حکیم کی تفسیر پڑھنی چاہیے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ کریں جس کے مصنف پیرزادہ سید عزیز حسن صاحب بقائی نبیرہ خواجہ باقی باللہ ایڈیٹر رسالہ پیشوا دہلی ہیں اس میں پیرزادہ صاحب نے اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے جو بہت موثر ہے قیمت ۱۲ رعایتی ۸

بگڑی ہوئی قسمت بنگئی

دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس و یاور نظر نہ آتا تھا کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بنگئی خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں فکر معاش میں مبتلا ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی بیمار عزیز ہے تو عملیات باقی منگائیے اس میں ہندستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر طریقت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی کے مجرب عمل و وظائف ہیں جن کی مدد سے آپکی ہر مراد پوری ہوگی طباعت و کاغذ اعلیٰ قیمت صرف ۶ محصول ۴

تاریخ مرہٹہ

ہندوستان میں جب اسلامی سلطنت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا اور محمد شاہ رنگیلے جیسے عیش پسند بادشاہ کو مرہٹے آنکھیں دکھا رہے تھے دہلی کی جامع مسجد میں شیواجی کی مورتی رکھی جائے اس وقت سب سے بڑا مجاہد اسلامی بہادری کے آفتاب نے افق کابل سے طلوع کیا اس کا نام احمد شاہ ابدالی ہے جس نے ہندوستان کو توڑا اور مرہٹہ قوم کی پوری جنگی طاقت کو شکست دی اور دس ہزار فرزندان توحید نے میدان جنگ میں دس لاکھ مرہٹوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر ڈالدیا اس کتاب میں مرہٹہ قوم کے مفصل حالات ہیں ۱۲۰ صفحہ قیمت ۱۲

اورنگزیب عالمگیر رح

ہندوستان میں اسلامی شوکت کے آخری علمبردار اور صحابہ کرام کی زندگی بسر کرنے والے نامدار شہنشاہ حضرت محی الدین اورنگزیب عالمگیر غازی کے نام سے شایع ہوگئی اس کتاب میں درویش صفت تاجدار کے مفصل سوانح حیات کے علاوہ متعصب اور تنگ خیال معترضین کے تمام غلط و متعصبانہ اعتراضات کی بزور تردید بھی کی گئی ہے قیمت صرف آٹھ آنہ (۸) محصول ۴ کل ۱۲

درس معاشرت

مایۂ ناز انشاء پرداز کے نو پرکیف عبرت خیز دلچسپ و سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی بولتی تصویر ہے افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو نہایت موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۹۰ صفحات باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنہ رکھی ہے بہت جلد طلب فرمائیے بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں قیمت ۸ محصول ۴ کل ۱۲

اسلام کے سو سپاہی

یہ مفید اور اہم کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے بہادر سپاہی کا نتیجہ ہے پیشوا کو پڑھنے والے خوب واقف ہیں جس سحر طراز قلم سے وہ اپنے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے محیر العقول شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دلوں میں بھی اسلامی بہادری کا جذبہ بیدار ہوجاتا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں اتحاد کی غیرت ملی پیدا ہوگی وہ خانہ جنگی کے طوق کو گلے سے اتار کر پھینک دینگے اور جب سلف کی تیرہ سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات وہ پڑھیں گے تو وہ کھوئی ہوئی عزم و استقلال کو واپس لانے کے لئے تیار ہوجائیں گے

عام فہم اردو قاعدہ

جو کچھ نہیں جانتا وہ سب کچھ جانتا ہے یہ قاعدہ طلسمی نہیں اعجازی ہے مصنف نے اس انداز سے مرتب کیا ہے گویا اسکول کے بچوں کی ذہنیت کی کنجی کا الہام ہوگیا ہے جتنے قاعدے اب تک چھپے ہیں سب سے زیادہ آسان قاعدہ اب تک نہیں دیکھا گیا اس قدر عجیب و غریب کہ اس قاعدہ کے پڑھانے کے بعد بچہ اور سمجھانے کی ذرا بھی ضرورت نہیں اور ہلکا کند ذہن بچہ بھی آسانی کو حروف پہچان لیتا ہے اور اس میں وہ تمام اردو پڑھنے اور لکھنے کی ترکیبیں ہیں جو آجکل کے صدہا قاعدوں میں ہونگی قیمت فی جلد ایک روپے کے بیس

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں جو طلبا انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور تجارت پیشہ انگریزی میں خط و کتابت نہیں کرسکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز ہوں اور اونچے کلبوں میں بلند درجہ پائیں جو بچے قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں مدرسوں میں داخل ہوکر پڑھنا بہت طول عمل ہے یہ کتاب کیوں نہیں منگالیتے جو اپنی انداز تعلیم میں یگانہ ہے اور بالکل آپ ٹو ڈیٹ ہے تینوں حصے تینوں ایک جا قیمت ۱۲ محصول ۴

ہارون رشید

خلفاء عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اس میں انتہا درجہ تاریخی حالات عہد سابقہ شجرہ نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت کمال اور عروج زوال خاندان برمکی ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید۔ ہارون رشید کے بیٹی حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون رشید کی لیاقت اور عشق و ارتقاء اسلام سحر انگیز ضخامت ۳۲۴ صفحہ قیمت رعایتی ۱۲ محصول ڈاک ۵

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی تاریخ کا ایک ... مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ بیگانہ روزگار ہے اور تحریر بھی دلچسپ جو ان کی تصانیف کو ہمیشہ شاہی کی دکھی مصنف کو حاصل ہوا اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں حمیدہ بانو بیگم مریم ... قوم حمیدہ حسن ابو الملک ابن منصور ثابت افلاطون ... بال البیلا رسال ... ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ سلف لٹریچر بھی ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ رعایتی ۱۲ محصول ۶

الغزالیؒ

مصنفہ موسوعہ علامہ شبلی نعمانی امام الانتقاد والا صفا حضرت امام محمد غزالی کی سوانح حیات یہ کتاب جس پایہ کی ہے کم ہو اسرار و رموز تصوف شریعت و طریقت کی جنگ ہیں ہے اور یہیں وہ درست ہوئی ہے امام کا فیصلہ کہ شریعت مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کی سوانح علمی اور تصوفی رنگ پیش کرتی ہے یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے پہلے قیمت اس کی ایک روپیہ تھی اور معمولی ایڈیشن بھی حسنا سے فروخت ہوئے مگر اب اس کی قیمت ۱۲ کردی ہے محصول بھی ۵

ابوذر غفاریؓ

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز خود رسول کریم اٹھاتے تھے ۲۹۶ صفحہ کی کتاب اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اور زبان نہایت ... سوانح عمری جو تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے قیمت ۶ محصول ۵

میلاد نامہ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی

اس کے چودہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں فضیلت مولود حضور کے بزرگوں کے حالات ولادت آنحضرت اور طفولیت سے شادی تک کے حالات ہیں اس کے بعد دوسرا حصہ رسول شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیمہ کی بشارتیں معراج غریب مسلمانوں پر ستم حضرت حمزہ کا اسلام حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کا بائیکاٹ ہجرت اور غزوات کے حالات حضرت عائشہ اور تمام امہات المومنین کے حالات غرضکہ وفات رسول تک کے پورے حالات ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ کل ۱/۵

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی لاجواب تصنیف جس کا کئی سال کا انتظار تھا اب چھپ کر تیار ہے عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اہل غیر مسلم بھی اس کو بڑے ذوق سے ... یہ کتاب لاثانی ہے کیونکہ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے اس لئے تعلیم یافتہ مرد بھی بہت ذوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں نثر کے ساتھ نظمیں بھی ہیں آمنہ کے لال میں مولانا ممدوح کا بہترین لٹریچر ہے آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت محنت سے ہوا ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۳ کل ...

سیرۃ الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

یہ مولوی فاضل محمد عبدالتواب صاحب کی تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر و تواریخ احادیث صحیحہ سے نہایت سلیس اور سلیس اردو میں ترجمہ کرکے حضور پرنور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے احادیث و آیات کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم و حوالے نقل کئے ہیں ہر چند علماء کرام نے اس کے آسان و عام فہم ہونے صحیح و مستند ہونے کی بنا پر اس کی بہترین حد تک تعریف کی ہے اور نہایت عمدہ نعتیہ نظمیں بھی لکھی ہیں قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۵ کل ...

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر یہ مشہور میلاد نامہ جس کی والہانہ نظمیں زبان زد خلائق ہیں انداز بیان نہایت ہی دلچسپ جلی قلم ہے عورتوں کے پرشوق مطالعہ کی کتاب ہے قیمت ۳

زیور ایمان یہ خالص عورتوں کی زبان میں بہت دلچسپ انداز ہے صاف لکھائی چھپائی ہے موٹا قلم ہے نظمیں نعتیہ غزلیں بہت زور دار ہیں عورتوں کیلئے صد ہا نعتیں ہیں میلاد عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے قیمت ۳

دونوں یکجا مجلد میں اور دونوں کی قیمت ۱۰ محصول ۵

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمنان رسول کریم تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ و حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفریں ہے کتاب پڑھنے ہی پر اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہو گی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی ہے جس سے مسلمان متاثر ہوں قیمت ۱۲ محصول ۶

مسدس حالی

اسلامی ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا کہ خدا کے سامنے حشر میں یہ کتاب لیکر جاؤں گا یہ مسدس اسلام کی درد ناک تاریخ ہے اور مدو جزر اسلام ہے لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی زیر اہتمام اعلیٰ ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ابتدا میں ایک بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہو کتاب نفیس ۲۰۰ صفحات مجلد ہے قیمت ۶

عقائد اسلام

انسان کی نجات کا دار و مدار سعادت اخروی اور عقائد کی پختگی پر موقوف ہے اگر آپ اپنے عقائد و اعمال کو سنت نبوی کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو کتاب عقائد اسلام کا مطالعہ فرمائیے اس میں تمام اسلامی معتقدات و معلومات کا خلاصہ اور لب لباب اور ہر قسم کے مسائل دلائل عقلیہ و نقلیہ اور سلیس اردو میں درج ہیں مصنفہ علامہ عبدالحق صاحب حقانی دہلوی قیمت رعایتی صرف ایک روپیہ (عہ/۱)

کارڈ سائز مترجم حمائل

پوسٹ کارڈ کے برابر ہر صفحہ کاغذ سفید اعلیٰ کتابت نہایت یگانہ منشی عبدالغنی صاحب استاد الاساتذہ ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی چھپائی معہ حاشیہ بطرز جدید عالیجناب مولانا مفتی عبدالتواب صاحب ملتانی کا ... بہت دلچسپ و دلکش ضخامت ۱۲۰۰ صفحات کے قریب کتابت اتنی واضح کہ باوجود چھوٹی تقطیع ہونے کے صاف اور آسانی سے پڑھی جاتی ہے مجلد چرمی انمول کار ہے حمائل نہیں ہے مہر اسلام ایک ہی ادا بہت مقبول ہوئی قیمت سوا روپیہ محصول ... کل ہم بہت ہی تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں جلد طلب فرمائیے۔

ہر قسم کی کتابیں اور قرآن مجید و حمائلیں وغیرہ ملنے کا پتہ :- مینجر رسالہ پیشوا - زیر جامع مسجد دہلی

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی حالت وشان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو علم کا مان طریقت کی جان معرفت کی کان ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف میں شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک سیرابی کر دی ہے کوئی صوفی و صافی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت فاضلوں لیکچراروں فقیروں اور لیڈروں کو اس کی ضرورت غرضکہ ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے ضخامت ۰۰۔۵ صفحات قیمت ۱۲ محصول ۱۲ ر کل ۱۲ر

نماز کی پانچ کشائیں

چشتیوں دنائشمندوں کی جستجو اور بندگی کو مد نظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل چکے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اس میں نماز پڑھنے کی تمام ترکیب اور دعائیں ہیں (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز و مسائل و ترتیب وغیرہ ہیں پانچوں کی قیمت عہ محصول ۶ر

مناجات مقبول

۴۴ آنہ کی مجلد کتاب مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر اور مناجاتیں ہیں اور مانگنے کا طریقہ اور اولیاء عظام کی نبوتیت عا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی دعائیں اولیائے کرام کی مجرب دعائیں ہیں جن کو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا پھر استعاذہ منزل پھر دعا بعد ختم قرآن و شجرہ امداد یہ نظم مترجم درود شریف منظوم مولوی اشرف علی صاحب بہت موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت مجلد ۸ر محصول ۵ر

زیارت رسول ؐ

تا جہاں حضور کی سوہنی صورت دیکھنے کو کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا۔ پھر بہت کم لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہونگے خوش نصیب وہ ہے طالع حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کریم کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت رسول یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و فضائل ہیں ۸ر

فالنامۂ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تا کہ اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قواۃ الانبیاء فالنامہ پیغمبران فالنامہ دلیا کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اب تک اس میں پسیے ٹھیک اب ملتے ہیں جو شائد ہی اور فالناموں میں ہوں اسکے لئے خوب فروخت ہوتا ہے آخر میں علم قیافہ کا اضافہ ہے اور قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر

چار ولیوں کے اعمال

۱۔ عملیات غوثیہ ابتداء میں حضرت غوث پاک کی سوانح حیات پھر خاص خاص اعمال ۳۲ صفحہ ۲۔ عملیات صابریہ حضرت خواجہ صابر کلیری کے خاص عملیات اور ان کی سوانح حیات ۳۲ صفحہ ۳۔ عملیات چشتیہ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی سوانح عمری مع عملیات نادرہ مجربہ ۳۲ صفحہ۔ ۴۔ عملیات ہجویری حضرت داتا گنج بخش کے عملیات خصوصی مجاہدات اور سوانح حیات یہ سب ۱۲۵ صفحات کی کتابیں ہیں اور یکجا مجلد ہیں اعمال کی کتابوں میں ان کی بڑی شہرت ہے مجلد کی قیمت صرف عہ محصول ۶ر

صابر بیبیاں

مؤلف دعا سعید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تالیف ہے ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آج کل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اسی وجہ سے ان کی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے اس میں حضرت آسیہ حضرت مریم اور امہات المومنین کے علاوہ دلیر خواتین کے صبر کے حالات ہیں جس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف آتا ہے بلکہ ہزار مسائل بھی عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھ کے سنائے تو اس کا گھر جنت بن جائے دور ہو جائیں قیمت ۱۲ر

چار تعلیم نسواں سیٹ

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی و دینی سبق (۱) اللہ پاک کی نیک بندیاں پیغمبروں کے عالی مقدس عورتیں مشہور خواتین ۴۲ صفحات۔ (۲) اللہ کے احسانات بندوں کے قصے مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات (۳) ایمان اسلام قرآن ہر موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۸ صفحے (۴) تعلیم طریقہ زندگی لباس زیور دینداری بیانات صحابیات کا طریق زندگی یہ چاروں کتابیں ۲۵۰ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت صرف ۱۰ر محصول ۶ر

تفسیر بیان القرآن

اردو زبان کی وہ سب سے بڑی تفسیر جس کا ثانی ملنا مشکل ہی ہوگا حضرت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی تصنیف لطیف اردو زبان میں حقائق و معارف قرآن معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے یہ قرآن پاک کی ایسی کامل تفسیر ہے کہ اس کے بعد کسی بڑی سے بڑی عربی تفسیر کی ورق گردانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی یہ بارہ جلدوں میں کامل ہے اور دنیا بھر کے فریضہ نہایت عمدہ کاغذ صحیح اور اعلیٰ ہے۔ پہلے اس کا ہدیہ ۲۰ روپیہ تھا اب صرف تیرہ روپیہ کو ملتی ہے تیرہ روپیہ منی آرڈر بھیجکر ریل کے ذریعے منگا لیجیے۔

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بد نصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو مگر آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحات بھر گئے ہیں اولیاء اللہ کی وہ وہ نکتے اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ دنگ رہ جائینگے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں ۳ اعمال بھی ہیں ۲۰۰ صفحات ضخامت قیمت ۱۲ر ہی مگر اب اس کا ہدیہ ۸ر محصول ۶ر

تاریخ و معارف قرآن

معلومات قرآنی کی بیش بہا کتاب قرآن شریف پڑھنے کا لطف ہی جب ہے اس کتاب کو پڑھ لیجئے آتا اس میں تاریخ قرآن و لوح محفوظ، نزول، وحی کی تحریر جمع قرآن، قرآن کی حفاظت، علامات قرأت اور قرأت کے مدارج، آداب تلاوت فضائل تلاوت باعث قرآن شریف پڑھنا تلاوت کی کتابیں سجدہ تلاوت اسی قسم کے قرآن شریف کے متعلق ایک سو زیادہ مضامین ہیں مولوی سید نذیر الحق صاحب مولف کتاب الاسلام کی تالیف ہے قرآن شریف پڑھنے والوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے قیمت ۱۰ر محصول ۶ر

اوراد و ظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب کوئی مصیبت پیش آجائے اور دنیا کے اسباب شکست ہو جائیں انسانی تمنائیں دو مجبور ہو کر تیرہ جالت اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسان ہی ایک دوسری طرف رجوع کرتا ہے اسکا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی ترقی کا آخری زینہ ہے یہاں آکر انسان کو اطمینان ملتی ہے جس میں مجبور انسان شہنشاہ بن سکتے ہیں اس حالت میں ہوتی ہیں فقرا کی کرامات اس میں حضرت جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کا مجموعہ ایک عالم کو ہمکنار رکھا ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا ماہوار مذہبی اخلاقی اصلاحی ادبی رسالہ

پیشوائے اعلیٰ

جو سنہ ۱۳۴۴ھ سے ہر قمری مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو نہایت پابندی سے شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ہندوستان سے | اعلیٰ ایڈیشن دو روپے | ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ

چندہ سالانہ ممالک غیر سے | اعلیٰ ایڈیشن ۴ شلنگ | ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد | ۱۱ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶

اردو خطبہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ

(از عزیز حسن بقائی نقشبندی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد! برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو حضرت حق جل مجدہ وعز شانہ کی جس نے ہمیں کفر و ضلالت اور جہل و حمق کی تاریکیوں اور گمراہیوں سے نجات دے کر ہمارے دل و دماغ کو نور اسلام سے منور کیا اور ہمیں اقوام عالم میں اپنے دین کی خدمت کے لئے چن کر خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا اور درود و سلام بھیجو اس نبی مکرم ہادی اعظم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی تعلیم نے ہمیں پاکیزگی حیات کا نور بخشا اور جن کے طفیل سے ہمیں عالم کی سرواری ملی۔

برادران ملت! آج کے خطبہ کا موضوع امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ یہ عنوان اس قدر اہم اور توجہ طلب ہے کہ ہر مسلمان اس کو گوش ہوش سے سنے اور پھر اپنی زندگی کو اسی چیز کے مطابق بنائے۔ اللہ تعالےٰ اپنے کلام معجز نظام میں فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ۔ یعنی تم اقوام عالم میں سب سے بہتر ہو اس واسطے کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو بُرے کام سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس آیت مقدسہ کے مطابق ہر مسلم کو نیک اور گناہ سے مجتنب ہونا چاہئے کیونکہ اگر وہ خود بدکار عیاش اور خدا کا نافرمان ہو تو وہ دوسروں کو کیسے نیکی اور بھلائی کی طرف بلا سکتا ہے بھلا اندھا بھی کہیں راہ بتا سکتا ہے ہرگز نہیں لیکن دوسری جگہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ۔ یعنی اسی طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے مقابلہ میں رسول تم پر گواہ ہو۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ جل شانہ نے امت محمدی کی عزت و کرامت بیان فرمائی ہے کہ امت مسلمہ کو بہترین مرکز توحید کا پہلا گھر اور آخری نبی کا قبلہ نوازش کیا کیونکہ عالمگیر مذہب اور خیر الامم کے لئے یہی موزوں و مناسب تھا۔ اب اس آیت میں فرمایا کہ جس طرح تم کو بہترین مرکز (قبلہ) نوازش کیا گیا ایسے ہی ہم نے تم کو امت عادلہ بنایا ہے تاکہ تم تمام دنیا کے لئے راہ اعتدال و توسط میں ایک عمدہ نمونہ بنو ہر قوم و ملت تمہیں دیکھ دیکھ کر اخلاق و روحانیت کا سبق لے تمہاری اخلاقی زندگی سے پاکیزگی حیات کا نور حاصل کرے اور راہ نجات پر مستقیم ہو جائے حق و صداقت اور دارین کی فوز و فلاح صرف تمہارے ہی پاس ہے اور تمہارے لئے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات اقدس بہترین نمونہ ہے یعنے تم اقوام عالم کے لئے نمونہ اور تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی ذات اقدس نمونہ ہے۔

برادران اسلام! خدارا ان دونوں آیتوں کے مفہوم و مفاد پر غور کرو اور اندازہ لگاؤ کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے اور ہمیں اسلام کہاں تک کیا بنانا چاہتا ہے مگر آہ ہمیں اس بلند و برتر مقام کی ہوا بھی نہیں لگی جہاں اسلام پہنچانا چاہتا ہے بلکہ پیچھے کو ہٹتے چلے جاتے ہیں جب یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ہمیں تو دنیا کا امام و پیشوا ہونا چاہئے تھا اور ہر قسم کی گندگی بداخلاقی کمزوری درماندگی ذلت و رسوائی اور سیاہ کاری سے پاک ہونا چاہئے تھا مگر او کھیو کیا انقلاب اور قیامت ہے کہ ہم اقوام عالم میں سب سے زیادہ دنیاوی حیثیت سے ذلیل و خوار اور پسماندہ ہیں۔

سید عزیز حسن بقائی نقشبندی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں دو چیزوں کا بیان کیا گیا ہے مسلمان دنیا کا امام دیکھنا چاہتے ہیں ان کی زندگی دوسروں کیلئے نمونہ ہے وہ ہے دنیا میں ہر نیکی کے قائم کرنیوالے اور ہر برائی کے دور کرنے والے ہیں ان دو چیزوں کو پیش نظر رکھ کر ہر مسلم کا مقصد حیات و منصب حقیقی اور ذہنی فرض خود بخود معلوم ہوگیا اور وہ یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق بنا دے اور شریعت کا مضبوط تھامنا اور قرآن کریم کو جو ہاتھ میں لیکر اس کی تعلیمات کی سرگرم کوشش کرے دنیا کا گوشہ گوشہ چھان مارئیے اور کوئی امت ایسی نہ چھوڑئیے جس میں اسلام کی تبلیغ نہ کی ہو ہماری مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالت زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ عوام تو ہے ایک طرف تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس طرف توجہ نہیں اور اگر چند بااحساس اور متبرک نفوس کو توجہ بھی ہے تو مستحکم نظام اور تنظیم جیسی قوت کا فقدان ہے۔

فرزندان اسلام! آہ کہ وہ قوم جو دنیا کی راہنمائی کیلئے آئی تھی وہ خود ہی محتاج اصلاح ہے دوسری قوموں کے سامنے عاجزی سے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے اور غیروں کی اندھی تقلید کر رہی ہے کیا ہمارے لئے شرم کا مقام نہیں کہ ہم بھی دوسری قوموں کی طرح شراب نوشی، جواری اور عیاش و بدکار ہوں اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کریں ہمیں تو نیکی اور برائی کو مٹانا چاہئے تھا مگر ہم اور اکثر ناچ گانوں اور سینماؤں کی زینت بنے ہوئے ہیں عوام اسلامی تعلیمات سے قطعی ناآشنا ہیں کئی چیزوں کو اصل مذہب سمجھے بیٹھے ہیں اور دنیا کی سمجھدار و ہوشمند قوموں کے لئے سامان تضحیک و استہزا بنے ہوئے ہیں۔

عزیزان ملت! جو چیز شرع میں پسندیدہ ہے اس کو معروف کہتے ہیں اور ناپسندیدہ کو منکر کہتے ہیں اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا واجبات دین میں سے ہے اسی کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے اس واجب کو ادا کیا اور مخالف نے نہ مانا تو اس کے ذمہ سے یہ واجب ساقط ہوگیا مثلاً کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو نماز پڑھنے اور شراب چھوڑ دینے کی نصیحت کی مگر وہ ترشی سے اُلٹا سیدھا جواب دے تو نصیحت کرنیوالے کے ذمہ سے یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے کوئی مانے یا نہ مانے اگر کوئی شخص باوجود قدرت کے امر و نہی نہ کریگا تو گناہ گار رہیگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد گرامی ہے مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ یعنی اللہ کی حد کی چیزوں میں سستی کرنے والے اور ان میں پڑنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ ایک جہاز میں بیٹھنے کے لئے قرعہ ڈالیں اور اس میں سے کچھ نیچے کے درجہ میں ہوں اور کچھ اوپر کے درجہ میں اور جو شخص نیچے کے درجہ میں ہے وہ پانی لیکر اوپر کے درجہ والوں پر گذرتا ہے اور وہ لوگ اس سے اذیت پاتے ہیں تو اس شخص نے ایک تبر لیا اور جہاز کے نیچے کے حصہ میں سوراخ کرنا شروع کیا تو اوپر والے اس کے پاس آئے اور کہا تو یہ کیا غضب کرتا ہے اس نے کہا کہ تم نے مجھے ایذا پائی اور مجھ کو پانی کی ضرورت ہے تو اگر اوپر والے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیں گے تو اس کو بھی بچا لیں گے اور اگر اس کو چھوڑ دیں گے تو جیسا کرے گا ویسے ہی اس کو بھی ہلاک کریں گے اور اپنی جانوں کو بھی ہلاک کریں گے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسی طرح اگر لوگ فاسق و بدکار کو گناہ سے منع کریں گے تو خود بھی نجات پائیں گے اور اس کو بھی نجات ملے گی اور اگر ایسا نہ کریں گے اور خاموش بیٹھے رہیں گے تو گناہ کی نحوست سے وہ لوگ بھی ہلاک ہونگے۔

خطبۂ ثانی

(تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد)

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ وَآلِهِ وَعِتْرَتِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝ أَمَّا بَعْدُ برادران اسلام! درود و سلام بھیجو ہمارے آقائے دوجہاں، رحمت عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ بتلائی اور ہمیں پاکیزگی کا نور بخشا جس کے طفیل ہم اقوام عالم کے لئے شمع ہدایت بنے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی مرتضیٰ ع پر جو شمع رسالت کے پروانے تھے اور جن کی زندگی کا مقصد تمام روحانی و جسمانی امراض و مفاسد کا قلع قمع کرنا اور حق و صداقت کا بول بالا کرنا تھا اور سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت حفصہ رض وغیرہ پر جنہوں نے عالم نسواں کو نیکی و پارسائی کا راستہ بتلایا اور جو صحیح معنوں میں مومنہ اور مبلغہ تھیں اور سلام بھیجو آنحضرت کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رض پر جنہوں نے اپنے بیٹوں کو مجسم دعوت و اصلاح بنایا اور جن کی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف تھی اور سلام بھیجو آنحضرت کے نواسوں حضرت امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع پر جنہوں نے تبلیغ و دعوت کے لئے اپنی زندگیاں اسلام پر قربان کیں۔

اور سلام بھیجو حضرت امام زین العابدین ع حضرت امام محمد باقر ع اور حضرت امام جعفر صادق ع حضرت امام موسیٰ کاظم ع حضرت امام علی رضا ع حضرت امام علی نقی ع حضرت امام محمد تقی ع حضرت امام حسن عسکری ع اور سیدنا حضرت حمزہ رض اور سیدنا حضرت عباس رض پر اور حضرت خالد بن ولید رض حضرت ابو عبیدہ رض حضرت عبدالرحمن رض حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض وغیرہ اصحاب رسول اللہ پر جنہوں نے اسلام و قرآن کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچائی اور کفر و شیطان کے جھنڈوں کو الٹ دیا۔

اور سلام بھیجو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رح حضرت خواجہ باقی باللہ رح حضرات ائمہ مجتہدین حضرت امام ابو حنیفہ رح حضرت امام مالک رح حضرت امام شافعی رح اور حضرت امام احمد بن حنبل رح وغیرہم کا دین اور علمائے امت پر جو ہر نیکی کے آمر اور ہر برائی کے ناہی تھے اور جنہوں نے ہمیں باطل کی پرستش کی زنجیریں کاٹیں۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالَىٰ أَعْلَىٰ وَأَوْلَىٰ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ کی رپورٹ

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ گذشتہ مہینہ جمادی الاول نئے خریداروں اور خرید کتب کے لحاظ سے ربیع الثانی سے بہتر رہا مگر اس کے باوجود جمادی الاول کا آمد و خرچ برابر نہ ہوا۔ انتہائی کوشش اور بے حد کفایت شعاری کے باوجود دو سو روپے کا نقصان گذشتہ مہینہ ادارہ پیشوا کو برداشت کرنا پڑا۔

اگرچہ نقصان زیادہ ہوا مگر خرید کتب سے جو حقیر نفع ہوا تھا وہ رسالہ کو دیکر بھی افسوس ہے کہ دو سو روپے قرض کے اور دفتر پیشوا پر اس مہینہ بڑھ گئے دو سو روپے کا مزید قرضہ نہ میرے لئے ہمت افزا ہے اور نہ قارئین پیشوا کی قدر شناسی اور جوش تبلیغ کا کوئی اچھا نتیجہ ہے اس لئے ضرورت ہے کہ قارئین کرام اور زیادہ مستعدی سے نئے خریدار فراہم کریں اور خرید کتب اور کلام اللہ کے لئے نہ صرف یہ کہ ادارہ پیشوا کو اپنی خدمت کا موقعہ دیں بلکہ اپنے دوستوں اور بزرگوں اور عزیزوں کو بھی دفتر پیشوا سے کلام الٰہی اور کتابیں خریدنے پر آمادہ کریں کہ یہی ایک صورت ایسی ہے کہ اس سے اصلاح اور تبلیغ اسلام کا سفینہ جاری رہ سکتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ جو پروگرام پیشوا کی ترقی کے لئے میں نے بنایا تھا اس پر جھوٹے مقدمات کی مصروفیت کی وجہ سے عمل نہ ہوسکا اور اس کی وجہ نہ صرف یہ کہ پیشوا کی اشاعت نہیں بڑھی بلکہ گھٹ گئی مگر تاہم پھر بھی پیشوا کے مضامین اور ترتیب میں پہلے سے زیادہ خوبیاں پیدا کی گئی ہیں اور امید ہے کہ اب پہلے سے زیادہ پیشوا کو بہتر بناؤں گا ضرورت اس کی ہے کہ آپ بھی پہلے سے زیادہ توجہ نئے خریدار فراہم کرنے کے لئے کریں تاکہ مجھ مزدور کی ہمت افزائی سے مزید محنت کا ولولہ پیدا ہو۔

جھوٹے مقدمات کی حقیقت

خدا کا شکر ہے کہ مجھ پر جتنے جھوٹے مقدمات تھے وہ سب خارج ہوگئے اور پورے سات مہینہ عدالتی مصروفیت، روحانی اذیت، مالی خرچ، جسمانی حملے کاروبار کی تباہی انتہائی بے عزتی برداشت کرنے میں گذر گئے ہزاروں بھائیوں کی خواہش ہے کہ میں ان جھوٹے مقدمات کی حقیقت سے انکو باخبر کردوں اور میں خود بھی یہ چاہتا ہوں کہ پیشوا کے پڑھنے والے اور مجھ سے واقعی محبت رکھنے والے میرے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو معلوم ہو کہ میں گذشتہ سات ماہ سے کن مصائب سے دوچار رہا [illegible]

میں نے بارہا لکھا ہے کہ میں نے جب اس نیلگوں آسمان کے نیچے آنکھیں کھولیں تو میرے والد انتقال کرچکے تھے ننھیال بے حد غریب تھی ددھیال نے باپ دادا کی جاگیرے (دہلی اور حیدرآباد دکن میں اتنی تھی کہ اس گئی گذری حالت میں بھی ہزار ہا روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی) اور میرے علاوہ کوئی دوسرا شرعی وارث نہیں تھا جبراً نہایت بے دردی سے مجھے محروم کردیا۔ غرضکہ نہ کوئی سرپرست تھا اور نہ ظاہری اسباب ایسے تھے کہ میں آبرو سے اپنی زندگی گذارتا، بیوہ اور بے کس ماں نے محنت و مزدوری کرکے پالا اور اپنی کم استطاعتی اور حالات کے ماتحت تعلیم بھی دلائی میں نے ہوش سنبھالتے ہی محنت مزدوری شروع کردی تاکہ ضعیف ماں کا بار ہلکا ہو، خداوند قدوس کا فضل شامل حال ہوا اور میں عزت کی بلندیوں پر پہونچا۔ عزت و اقبال کا درخشاں ہونا اور یہ دونوں باتیں میری ننھیال کے بعض حاسد اور کمینہ فطرت انسانوں کے لئے بار خاطر ہوئیں اور میری لنتیمری ہی میری عداوت کا باعث ہوئی۔ حالانکہ ان حاسدوں کے ساتھ میرا برتاؤ کتاب و سنت کے ماتحت تھا اور میں اپنے ہاں کی زکوٰۃ و خیرات کا سب سے زیادہ اور جائز مستحق ان ہی کو سمجھتا تھا جن کی سازشوں سے میں مصائب میں گرفتار ہوا مگر کفران نعمت کی جیسی بدترین مثال ان شریف صورت انسانوں (اگر ان کی حرکتیں مسلمانوں کی اور انسانوں کی ہوسکتی ہیں) نے پیش کی ہیں اس کی نظیر فرات کے کنارہ پر ہی مل سکتی ہے)

چنانچہ ان بد باطنوں نے بغض اور حسد کی آگ سے مشتعل ہوکر میری لڑکی حور بانو کی شادی میں کوشش کی کہ میری ذلت و رسوائی ہو۔

مگر عزت اور ذلت چونکہ خدائے عزوجل نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھی ہے اس لئے یہ ساری ابلیسانہ سازشیں ناکام ہوئیں اور میں لڑکی کی شادی سے بخیریت فارغ ہوا دوست خوش ہوئے اور دشمن حسد کی آگ میں جلے

(۱) پیشوا کے کاروبار کی وسعت ایک وسیع مکان چاہتی تھی جو کاروباری اعتبار سے کوچہ چیلان ہی میں ہونا چاہئے تھا کیونکہ دس سال سے پیشوا کوچہ چیلان سے شائع ہوتا تھا لہذا اسی محلہ میں ایک وسیع مکان میں پیشوا کا دفتر منتقل کیا گیا مگر ایک مہینہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ فوجدار خانی خاندان کے چشم و چراغ میری ننھیال کے دور کے رشتہ دار اور میرے سمدھیانے کے قریبی عزیز اقبال شاہ موٹر ڈرائیور اور میر بادشاہ موٹر ڈرائیور نے اپنی شرافت نسبی کا اظہار شروع کردیا اور کوئی فحش گالی ایسی نہ تھی جو مجھ کو اور میرے معصوم بچوں اور میری بے گناہ اور بوڑھی ماں کو ان شریفوں [illegible]

نے نہ دی ہو اور کوئی ذلیل سے ذلیل الزام ایسا نہ تھا جو ہم پر نہ لگایا گیا ہو مجھ پر جسمانی حملے بھی کئے گئے مگر میں نے ان سفاکانہ اور وحشیانہ مظالم کو صبر کیا ختنے کے عید کے تیسرے روز رات کے ۹ بجے ان ... میرے ... کرمجھ پر لکڑی سے حملہ کیا اور انتہائی فحش گالیاں انہوں نے دیں جنہوں نے حملہ کیا تھا کر دہ مجھے نہ ستائیں گے اور بہت معافی مانگی تھی۔ اور عدالت میں ان کے معافی نامے بھی داخل ہوئے تھے اور ان کی ضمانت میرے سمدھی حکیم اور دوسرے حضرات نے بھی دی تھی میں نے دو مہینے روزنامچہ داخل کئے اور حکام صاحبان اور پولیس کو اطلاع دیکر اخبار کو اس کو شہ سے ہجرت کی جس کے باشندوں نے ایک مظلوم سید پر اور اس کے بے گناہ بچوں اور عورتوں پر ظلم ہوتے دیکھا اور اس کو ظالموں کے پنجے سے نہ بچایا اب میں نے شیا محل میں رہائشی مکان کرایہ پر لیا اور پیشوا کے دفتر کے لئے میرے عزیز دوست حافظ عبد المنان صاحب نے زیر جامع مسجد بالا خانہ تیسر کرادیا مگر افسوس ہے کہ میرے مصائب کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا۔

(۲) ۱۹ جنوری کو ایک استغاثہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس اسی میر بادشاہ موٹر ڈرائیور نے اپنی بیوی سے کرادیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملزم عزیز حسن نے مجھ پر اور میرے بچوں پر بندوق اٹھائی اور جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ میں اس تاریخ کو اس کوچہ سے ہجرت کر چکا تھا۔ مگر پولیس کو تحقیقات کرنی تھی لہٰذا تحقیقات کی گئی اور خدا کا شکر ہے کہ میں اس الزام سے بری کیا گیا جس کی سزا دو سال تک ہو سکتی تھی اور لطف یہ ہے کہ اس جھوٹے استغاثہ پر جھوٹی شہادت میرے ایک ہمسایہ کے مالک نے دی جن کا نام مولوی حمید الدین ہے اور جو لب گور ہیں اور پانچوں وقت نہایت پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور بہت ہی متشرع صورت رکھتے ہیں مگر مواخذہ آخرت ...

(۳) ۱۴ فروری کو اسی میر بادشاہ موٹر والے نے اپنے نابالغ لڑکے سے یہ جھوٹا دعویٰ دائر کرادیا کہ رات کو عزیز حسن نے دو آدمیوں کے ہمراہ اس کے گھر کے پاس اس کو مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ عدالت نے سمن جاری کر دئے میری حاضریاں ہونے لگیں مگر ۳ جولائی کو محض اس جرم میں کہ موٹر والے کے جھوٹے گواہ پر میرے وکلا نے سخت جرح کی اور اس جھوٹے گواہ نے جرح میں کہدیا کہ وہ جھوٹی شہادت دے رہا ہے لہٰذا ایک سخت قاتلانہ حملہ اقبال شاہ اور میر بادشاہ موٹر والے نے مع اپنے ساتھی غنڈوں کے مجھ پر کیا اور یہ محض اتفاق اور خدا کا فضل تھا کہ میں بچ گیا اور ایک راہ گیر جو بیچ بچاؤ کرا رہا تھا سخت زخمی ہوا اور اس کے سر میں ایک زخم ۳ انچ لمبا اور ڈیڑھ انچ گہرا اور دوسرا دو انچ لمبا آیا اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو اسی روز میری زندگی کا خاتمہ ہو گیا تھا کیونکہ جتنا خون اس بے گناہ راہ گیر کا نکلا ہے اتنا ہی اگر میرا نکلتا تو میرا زندہ رہنا قطعی ناممکن تھا۔

(۴) ۱۳ جولائی کو میرے اور میرے چند دوستوں کے خلاف مچلکوں اور ضمانت کا استغاثہ جناب چودھری بلدیو سنگھ صاحب فرسٹ کلاس مجسٹریٹ دہلی کی عدالت میں مسمی میر بادشاہ موٹر والے نے کیا جس میں مجھ پر یہ دلچسپ الزام بھی تھا کہ "میں اس کی ٹوپی اور گھڑی اٹھا کر لے گیا" اس الزام کی تحقیقات حضرت مولانا سید احمد صاحب امام جامع دہلی اور جناب مولانا حکیم محمد علی صاحب مجسٹریٹ کے سپرد ہوئی اور حکیم صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"عزیز حسن بقائی کی لڑکی کی شادی میں کچھ زیور رہن ہوا تھا جس کا شبہ مستغیث (میر بادشاہ ڈرائیور) کی بیوی پر مستورات کو ہوا یہ کشیدگی کی ابتدا تھی۔"

"عزیز حسن بقائی اہل قلم ہے اور مستغیث موٹر ڈرائیور۔ اہل قلم تلمی جنگ کرسکتا ہے اور جس کام میں وہ (عزیز حسن) مصروف ہے وہ اس کو جاہلانہ کارروائی کی طرف نہیں لا سکتا۔"

"بحالت موجودہ ہرگز اسید نقض امن کی نہیں ہے جب کہ عزیز حسن رفع شر کے لئے دوسرے محلے میں دور چلا گیا۔"

مذکورہ بالا رپورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے جناب چودھری بلدیو سنگھ صاحب نے اس استغاثہ کو بھی خارج کردیا۔

(۵) ۳۱ اگست کو اس موٹر والے کے لڑکے کے جھوٹے استغاثہ کی تاریخ تھی اور ذیل استغاثہ کے بیان کی بموجب گواہ استغاثہ بھی موجود نہیں تھا کہ یکایک عدالت میں شور مچا کہ مستغیث غائب ہے مستغیث کے باپ اور چچا نے اور نانا نے علانیہ عدالت میں اور عدالت کے باہر مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں نے نابالغ مستغیث کو عدالت سے غائب کرادیا۔ یہ الزام اتنا سنگین ہے کہ اس کی سزا حبس دوام بعبور دریائے شور تک ہے اور اتنا شرمناک توہین آمیز ہے کہ اس کا اثر میرے کاروبار میری شہرت اور عزت پر بہت بڑا اثر پڑا۔ مستغیث کے باپ، چچا، نانا، ماموں اور دوسرے رشتہ داروں اور اس کے حمایتیوں نے میرے خلاف ایسا کامیاب پروپگنڈا کیا اور دوڑ دوڑ کر ایسا اچھا ایکٹ کیا کہ دشمنوں ہی کو نہیں بلکہ میرے محترم اور مخلص ترین دوستوں کو بھی یقین آگیا کہ میں نے نابالغ مستغیث کا اغوا کیا۔

۱۴ اگست کو مجھ کو کوتوالی میں میر بادشاہ ڈرائیور کی درخواست پر طلب کیا گیا اور اس کے الزام نابالغ بچے کے اغوا کی جواب دہی مجھے کرنی پڑی میں نے جناب میاں الٰہی چند صاحب انسپکٹر پولیس سے حقیقت بیان کردی۔ مع ہربات کا تحریری ثبوت پیش کردیا پورے ایک ہفتہ بے لاگ اور کامل تحقیقات کے بعد میں اس بیہودہ اور شرمناک توہین آمیز الزام سے بری ہوا جو ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ تھا اور جس کی سزا حبس دوام بعبور دریائے شور تک ہو سکتی ہے۔

۱۷ اگست کو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ اور شہر کے سم علمائے دین

کی موجودگی میں اقبال شاہ . میر بادشاہ موٹر والے نے بحلف اقبال کیا کہ آج تک جتنے الزام عزیز حسن پر لگائے گئے سب جھوٹے جتنے مقدمات قائم کئے سب فرضی، جتنی درخواستیں پولیس میں دیں سب غلط تھیں، ہماری فریاد تحریریں کے متعلق عزیز حسن کا بیان بالکل سچا ہے؛ اور یہ جھوٹے مقدمے ایک میرے سابق ملازم کی سازش سے ہوئے تھے.

۱۰ اگست کو صاحبزادہ نواب عزیز احمد خاں صاحب بی اے کی عدالت سے میں بری کیا گیا اور استغاثہ خارج ہوا اور ۲۰ اگست کو پولیس افسران نے بھی رپورٹ کر دی کہ عزیز حسن پر لڑکے کے اغوا کا الزام غلط ہے اور ساتھ ہی معلوم ہوا کہ میرے خلاف سب مقدمات جھوٹے ثابت ہوئے اور خود دشمنوں نے میری بے گناہی اور مظلومیت کا صدہا مسلمانوں کے سامنے اقرار کیا. الحمد للہ علیٰ احسانہ

سات مہینے بلا جرم عدالتوں کے دھکے کھائے روحانی اذیت برداشت کی پانی کی طرح روپیہ بہایا کاروبار تباہ ہوا. گھر بے گھر ہوا مجھ پر قاتلانہ حملے کئے غنڈوں کو لالچ دے کر مجھے جان سے مارنا چاہا اور جب ان تمام مصائب میں نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور مجھے ذلیل کرنے والے خود ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کے تمام فرضی مقدمات جھوٹے ثابت ہوئے تو پھر میرے بزرگوں اور دوستوں کے پاس مسمیان اقبال شاہ و میر بادشاہ صلح کی درخواستیں لے کر پہنچے ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

میں نے اس سات مہینے کے عرصہ میں دوستوں، بزرگوں، عزیزوں اور رشتہ داروں کے طرز عمل کو اخلاص اور عمل کے کانٹے میں تولا اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر کا بہت ہی تلخ تجربہ ہوا. بہت سے ایسے تھے جنہوں نے اپنی چھپی ہوئی عداوت کا انتقام لینے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور بہت سے ایسے تھے جنہوں نے شروع میں دشمنوں کی طاقت دیکھ کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور جب دشمن پست ہوئے تو ان کی جانب سے صلح کا پیغام لکھا ہر ہمدردی میں لیکر آئے، حالانکہ ان کو میری بجائے میرے دشمنوں سے زیادہ ہمدردی تھی اور یہ میرے ہمدرد و غمگسار بن کر بھی نہیں چاہتے تھے کہ میرے دشمن ذلیل ہوں بہت سے تھے جو میرے ہمدرد تھے مگر دشمنوں سے سرخرو ہونے کے لئے مجھے ایسے طریقے سے متاثر کرتے تھے کہ میں دشمنوں سے مرعوب ہو جاؤں بہت سے تھے جو مجھے مظلوم سمجھتے تھے مگر میری حمایت اور امداد میں میرے حریفوں کے خوف سے زبان ہلانا بھی نہیں چاہتے تھے بہت سے تھے جو میرے دشمنوں سے مجھے کچلوانے کا ثواب عتبات عالیہ کی زیارت سے کم نہیں سمجھتے تھے کچھ ایسے بھی تھے جو چالاک حریف سے رشوت لے کر میرے ہمدرد گروپ میں نہایت عیاری سے میرے ہمدرد بن کر پھوٹ ڈلوانا چاہتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جنہوں نے مجھے مظلوم سمجھا. میری بے کسی میں اعانت کی اور میرے بلند کیریکٹر کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوئے اور کسی خوف اور لالچ اور مصلحت پر میری عزت کا نیلام نہ ہونے دیا. بہرحال میں ان سب کا ممنون ہوں جنہوں نے حاضر و غائب میرے ساتھ یا میرے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کی اور جنہوں نے دو رسے تماشا دیکھا آ رہا ہے وہ وقت جب کہ ان کے ہاتھ پیر اور زبان . . . . . کی گواہیاں ان کے خلاف ہوں گی اور اس وقت وہ کف افسوس ملیں گے، سب سے زیادہ میں اپنے قانونی مشیروں جناب مولوی سید رضا مرزا صاحب بی اے ایڈوکیٹ اور جناب مولوی حافظ محمد سعید احمد صاحب بی اے ایڈوکیٹ کا مشکور ہوں جنہوں نے اس مصیبت کے وقت اپنے فرائض سے زیادہ میرے ساتھ ہمدردی کی اور جن کے مخلصانہ مشوروں سے ظالم اور پست فطرت حریفوں کی تمام ابلیسانہ سازشیں ناکام ہوئیں اول الذکر میرے مخلص ترین دوست اور مقدم الذکر میرے عزیز رفیق ہیں.

میری یہ داستان ادھوری و نامکمل رہیگی اگر میں اس موقعہ پر یہ ظاہر نہ کردوں بقول مسمیان اقبال شاہ میر بادشاہ کہ میرے ان مصائب کی بڑی ذمہ داری بڑی حد تک ان خضر صورت . . . اور خاندانی خائن پر ہے جنہوں نے اٹھارہ سال کے تعلقات کی احسان شناسی اور نمک حلالی کے ثبوت میں جھوٹے مقدمات میں سازش کی حالانکہ وہ مجھ سیاہ کار سے بہت زیادہ پابندی سے نماز پڑھتے اور بلا مبالغہ داڑھی ناف سے نیچی کر کے اپنی پُر فریب ایمانداری کی دوکان لگا کر بیٹھے علماء ہند کی ہمسایگی کے جھوٹے مدعی ہیں ان ذوات کے بڑے ایکسٹر تھے اور یہی شیخ صاحب ڈرائیور کے لڑکے کا اغوا بھی ان ہی کے سنہرے مشورہ سے ہوا تھا. یہ ہے اس داڑھی باز نمازی کی ایمانداری

افسوس ہے کہ میری یہ داستان طویل ہوگئی مگر میں چاہتا ہوں کہ قارئین پیشوا میرے تجربوں سے استفادہ حاصل کریں اور میری یہ دکھ بھری داستان آنے والے مورخ اخلاق کے لئے بہترین رہنما ثابت ہو لہٰذا میں ان بھائیوں سے اس سمع خراشی کے لئے معافی کا خواہاں ہوں جن کو ان واقعات سے کوئی ہمدردی نہ تھی.

مسلمان ریاستیں اور مہاسبھائی شورشیں

الور اور کشمیر میں مسلمان رعیت کے ساتھ جو شرمناک اور سخت متعصبانہ سلوک کیا جا رہا تھا اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں چونکہ مسلمان سب سے آگے تھے اس لئے مہاسبھائیوں نے الور اور کشمیر کا انتقام لینے کے لئے ایک وسیع سازش کے ماتحت مسلمان ریاستوں میں بے چینی پیدا کرنی شروع کی اور چونکہ شورش پیدا کرنے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا تھا اس لئے بہت ہی جلد مالیر کوٹلہ، لوہارو اور مسلمانوں کے محبوب تاجدار حضور دکن کی قلمرو آصفیہ میں شورش شروع ہوگئی کہیں متوازی حکومت قائم کی گئی

تو کہیں رسومات کی آزادی اور مشرکہ کے عام استعمال کے فتنہ نے سر اٹھایا اور کہیں آرتی کا شور نماز میں خلل ڈالنے کے لئے پیدا کیا گیا۔ غرضکہ ایک عام بے چینی ان فتنہ پردازوں اور سبھائیوں کی سازش نے مسلمان ریاستوں میں شروع کردی گئی جس کا نتیجہ ہندو مسلم فسادات کی صورت میں نمایاں ہوا، اور خاتمہ میں گولی چلا کر امن قائم کیا گیا۔

ہر شریف انسان مرنے والوں کے پس ماندگان سے ہمدردی کرے گا، اور یقیناً انسانوں کی ایک بڑی تعداد کے ضائع ہونے اور زخمی ہونے پر ظہارِ افسوس کیا جائے گا مگر حقیقت ہے کہ اس فساد و بد امنی کے تار دہلی اور لاہور کے ہوشیار اور بلیک میلر اخباروں اور متعصب سبھائیوں کے ہاتھوں میں ہیں جو نہایت عیاری کے ساتھ خود تو محفوظ رہتے ہیں مگر بھولے بھالے ریاستی ہندوؤں کو جس بل چاہتے ہیں نچاتے ہیں۔

لاریب نوابزادوں میں ناقابل برداشت ٹیکس ہیں مگر اس کا جواب دہ تو دہی حکومت نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ مالیر کوٹلہ کے فضول خرچ اور ہندوؤں سے مرعوب نواب کے متعلق بھی کچھ شکایات صحیح ہوں مگر یہ تو قطعی ناممکن ہے کہ ہندوؤں کے خوف سے مسلمانوں سے آزادی عبادت کا حق چھین لیا جائے۔

اعلیٰ حضرت کی حکومت کی رواداری اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ قلمرو آصفیہ میں محض ہندوؤں کی تالیف قلوب کے لئے گائے کی قربانی قانوناً منع ہے مگر اس کا جواب بجائے تشکر کے کفران نعمت ہے اور سکندرآباد دکن میں مساجد کے آگے نماز کے وقت باجہ بجا کر مسلمانوں کی عبادت میں خلل ڈالا جاتا ہے اور پولیس کے احکام کی نہایت شوریدہ سری سے خلاف ورزی کی جاتی ہے اور اس کے بعد بلوہ کر کے دو مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپا کر شہید کیا جاتا ہے اور صدہا مسلمانوں کو زخمی کیا جاتا ہے اور عام شاہراہ کے آزادانہ استعمال کا مطالبہ نہایت شوخ چشمی سے کیا جاتا ہے حالانکہ یہ وہ حق ہے جو ہندوؤں کو برطانوی حکومت کے بڑے سے بڑے متمدن شہر میں بھی حاصل نہیں۔

اگر آج ہندوؤں کا یہ مطالبہ سرکار عالی کی حکومت تسلیم کرلیتی ہے تو اس کو اپنے اجراء حکم کو بھی منسوخ کرنا پڑے گا جس میں قربانی گاؤ کی ممانعت قلمرو آصفیہ میں کی گئی ہے کہ جس طرح ہندوؤں کو مسلمانوں کے جذبات کی پروا نہیں ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کے جذبات کا خیال نہ ہونا چاہیے۔

ہندوؤں کی اکثریت کا گھمنڈ اس طرح توڑا جا سکتا ہے کہ آزاد سرحد کے ممتاز قبائل کی نوآبادیاں ہندو آبادی کے قلب میں قائم کی جائیں۔ امید ہے کہ اعلیٰ حضرت کی حکومت میری مخلصانہ گزارش پر توجہ کرے گی۔

ایک ملعون کتاب کی دوبارہ اشاعت

"اُمہات الامّہ" ڈپٹی نذیر احمد کی وہ ملعون کتاب تھی جس کو مصنف نے علماء کرام کے احتجاج پر اپنی زندگی میں نذر آتش کرکے اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا تھا۔ اس ملعون کتاب پر ایک مدلل تنقید مولانا ابوالاعلیٰ صاحب دہلوی کی صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیے۔ مسلمانوں کو مولانا ابوالاعلیٰ صاحب کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس پر توجہ فرمائی۔

جو آنکھیں راج پال کی گستاخانہ کتاب سے اشکبار رہتی تھیں اور جو ہاتھ کالی چرن اور ناتھو رام کی اشتعال انگیز اور توہین آمیز کتابوں کے مطالعہ سے وقف سینہ کوبی تھے ان سے کہو کہ اب اغیار کی شکایت بے جا ہے۔ ایک ملعون کتاب امہات الامہ میں ایک مسلمان کے قلم سے وہ بکواس کی گئی ہے کہ آج تک کسی خبیث سے خبیث دریدہ دہن غیر مسلم نے بھی اس سے زیادہ گستاخی سرور کائنات روحی فداہ کی شان میں نہیں کی تھی۔ ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام کی شان میں دریدہ دہنی کرنے والے نذیر احمد کے پوتے مسٹر شاہد احمد نے اس کتاب کو پھر دوبارہ چھپوا کر مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال دئے ہیں اور افسوس ہے کہ مسلمان قوم اور علماء کرام نے ابھی تک اس گستاخانہ کتاب کے خلاف مؤثر ایجی ٹیشن نہیں کیا اور اس سے زیادہ افسوس اس کا ہے کہ دہلی کی حکومت نے بھی ابھی تک اس کتاب کو ضبط نہیں کیا۔

میں دہلی کے مستعد اور فرض شناس ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے درخواست کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اس ملعون کتاب کو ضبط کیا جائے تاکہ مسلمانوں کا ایجی ٹیشن کوئی غلط راستہ اختیار نہ کرے اور یہ کتاب گستاخ آریہ اور عیسائی مصنفوں کی دریدہ دہنی کے لئے شمع راہ ثابت نہ ہو۔

امہات الامہ کے قابل ضبطی ہونے کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ مصنف نے خود تلف کر دیا تھا اور اس وقت اس کتاب کے ایجی ٹیشن کے داعی حضرت مولانا شبلی جیسے روشن خیال عالم تھے مگر تعجب ہے کہ آج شبلی اسکول سے کوئی آواز اس کتاب کے خلاف نہیں اٹھتی دیوبند، سہارنپور لاہور دہلی کے اکابر علماء، نہ معلوم کیوں خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے؟ کیا جو تحریرات بیس سال پہلے قابل ضبطی تھی، وہ اب دوبارہ اسی حالت میں اشاعت کے بعد قابل ضبطی نہیں رہی۔؟ اور کیا جس تحریر سے ابتک ۳۰ سال پہلے مسلمان مشتعل ہوئے اب اس سے اسلام اور داعی اسلام اور ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام کی توہین نہیں ہوتی؟ اگر ان سب کا جواب اثبات میں ہے تو خدا کیلئے مجھے بتاؤ کہ کشمیر سے لے کر اس کماری تک جلسوں کا ایک طوفان کیوں نہیں اٹھتا اور حکومت دہلی سے کیوں نہیں مطالبہ کیا جاتا کہ وہ اس ملعون کتاب کو جتنے جلدی ہو سکے ضبط کرے۔

میں معاصرین کرام میں مدینہ، الجمعیۃ، ہند، زمیندار، احسان سیاست، انقلاب، خلافت، البشیر، الامان، ایمان، معارف، جامعہ وحدت، حق، النجم وغیرہ اخبارات و رسائل سے درخواست کرتا ہوں کہ انہوں نے جس طرح رنگیلا رسول کی دریدہ دہنی کے وقت ایک متحدہ محاذ پیش کیا تھا

تھا اس طرح اس وقت بھی متحدہ محاذ خدا اور اس کے رسول پاک کی عزت کے تحفظ کے لئے قائم کریں اور جب تک اس گستاخانہ اور ملعون کتاب کو ضبط کرا کر اس کے ناشر کو قرار واقعی سزا نہ دلا لیں چین سے نہ بیٹھیں۔

مسلمانوں خدا کے لئے آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ تمہارے رسول ہی کو یہ لکھا جاتا ہے ان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوئی (نعوذ باللہ) تمہارے رسول پاک کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی (حضرت صدیقہؓ) اور سب سے لاڈلی بیٹی (حضرت سیدہؓ) کی شان میں تبرا جیسے بازاری الفاظ لکھے جائیں اور تم اس کو خاموشی سے برداشت کر لو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کل قیامت کے روز تم کو اپنے آقا اور مولا کی شفاعت کی ضرورت ہوگی اس وقت کس منہ سے سرکار سے اپنی شفاعت کی درخواست کرو گے؟ جو زبان آج امہات الامہ کی ضبطی کے لئے نہیں کھل سکتی اس کو کیا حق ہے کہ وہ سرکار دو عالم سے اپنی نجات کے لئے درخواست کرے۔

ضرورت ہے کہ جس آبادی میں دس گھر بھی مسلمانوں کے ہوں، وہاں بھی مسلمان سر جوڑ کر جمع ہوں اور جلسہ کرکے حکومت دہلی سے اس ناپاک کتاب کی ضبطی کا جلد از جلد مطالبہ کیا جائے۔

میں نے اس کتاب پر تنقید لکھنے کے لئے ایک نوجوان محقق اور قانون دان بھائی کی خدمات حاصل کر لی ہیں بہت جلد ایک مفصل اور مدلل جواب تنقید شائع کی جائے گی (مفصل پروگرام آئندہ)

پتے درکار ہیں

پیشوا کے پرانے پرچے بچے ہوئے دفتر میں موجود ہیں میں چاہتا ہوں کہ بچے ہوئے پرچے تبلیغ اسلام کے فدائیوں تک پہونچ جائیں اس لئے قارئین پیشوا سے درخواست ہے کہ وہ مجھے ایسے پڑھے لکھے مسلمان بھائیوں کے مفصل اور مکمل پتے بھیجیں جن کے متعلق یقین ہو کہ ان کو مذہب سے لگاؤ ہے تاکہ میں پیشوا ان کی خدمت میں اپنے پاس سے محصول ڈاک خرچ کرکے مفت بھیجدوں اس طرح میں اور پتے بھیجنے والے بھائی تبلیغ اسلام کا ثواب حاصل کریں گے۔

پٹواری، ڈاکخانہ، اسکولوں کے مدرس، ملازمان پولیس، ملازمان تحصیل، ملازمان ریل، کپڑا بننے کے کارخانوں کے ملازم وغیرہ حضرات کے پتے بھیجے جا سکیں البتہ ڈاکخانہ کے ملازموں کے پتے ہرگز نہ بھیجے جائیں ان کا بڑا حصہ قیامت کی جوابدہی سے بے پرواہ ہو کر تقریباً ہر مہینہ پانچ سو پرچے خریداران پیشوا کی امانت میں خیانت کرکے پڑھ لیتے ہیں۔ اور مجھے خریداروں سے گالیاں کھلاتے ہیں اور پیشوا جیسے تبلیغی ادارہ کو [illegible] کے گھاٹے میں مبتلا کرا رہے ہیں اور عیسائیوں کی وہ خدمت کر رہے ہیں جو وہ لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بھی انجام نہیں دے سکتے۔

مہاراجہ دھار ہوش میں آئیں

مدہوش والی ریاست دھار کو ہوش میں آکر اپنی ریاست کی بڑھتی پر خود کلہاڑا نہ چلانا چاہئے اور دھار کی جامع مسجد کو "بھوج شالہ" بنا کر خدا کے انتقام کی غیبی قوتوں کو چیلنج نہ کرنا چاہئے کہ اس کی طاقت دھار کے والی کی سے بہت بڑی ہے۔

جن متعصب ناعاقبت اندیش خوشامدی نمک حرام ملازموں نے مہاراجہ کو اس مسلم آزاری کے لئے آمادہ کیا ہے وہ صحیح معنوں میں نہ ریاست کے خیر خواہ ہیں اور نہ والی ریاست کے نمک حلال کیونکہ چند گز زمین پر قبضہ کرکے نہ ریاست کی آمدنی میں کچھ اضافہ ہوگا اور نہ دھار کی تاریخ میں نیک نامی بلکہ آنے والا مورخ مسجد شکن سخت متعصب مہاراجہ کے الفاظ لکھے گا۔ اور بہت ممکن ہے کہ مظلوم مسلمان انہیں اور مظلوموں کا حامی خدا اس طاقت کو ٹھکرا دے جس نے فرعون اور نمرود اور زار جیسے طاقتور بادشاہوں کی حکومتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

دنیا کا کوئی مذہب عبادت گاہوں کے احترام کے خلاف نہیں ہے پھر نہیں معلوم مہاراجہ دھار کس مذہب کے ماننے والے ہیں جو مظلوم مسلمانوں کی عبادت گاہ پر جبراً قبضہ کرکے اپنی نیک شہرت کو نقصان پہونچانے کی ناعاقبت اندیشانہ جسارت کر رہے ہیں چند گز زمین پر قبضہ کرنے کی بجائے یہ زیادہ بہتر تھا کہ مسلمانوں کے قلوب پر قبضہ کیا جاتا اور مسلمان قوم کو شکر گزاری کا موقع دیا جاتا اور غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈے سے جو ریاست کی جانب سے کرایا جا رہا ہے اجتناب کیا جاتا۔

ضرورت ہے کہ مسلمانان دھار کا ایک نمائندہ وفد مہاراجہ صاحب اور ریزیڈنٹ بہادر سے ملاقات کرے اور تمام معلومات اور دلائل مسجد کے ثبوت میں پیش کرے اور اس کے بعد شملہ میں پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کے سامنے اپنے کیس کو پیش کرے اگر ان درخواستوں کو ٹھکرا دیا جائے تو پھر پوری قوت اور کامل عزم و استقلال کے ساتھ مسجد کی واگذاری کا مشن شروع کر دینا چاہئے کہ کسی زندہ قوم کی عبادت گاہ پر دنیا کی کوئی جابر سے جابر سلطنت بھی قبضہ نہیں کر سکتی۔

پیشوا کے بعض خریداروں سے شکایت

پیشوا کے بعض خریداروں سے مجھے یہ جائز شکایت ہے کہ وہ پیشوا کے خریدار ہو کر دوسری جگہ سے کتابیں طلب فرماتے ہیں مجھے ان کی اس حرکت کا اس لئے علم ہوا کہ اکثر کتابیں ایسی ہیں کہ ان کے اشتہارات صرف میں ہی شائع کرتا ہوں اور وہ صرف میرے ہی دفتر سے مل سکتی ہیں۔ اس لئے اگر وہ کتابیں کسی ایسی دوسری جگہ سے طلب کی جائیں۔ جہاں ان کتابوں کا

اشتہار نہ ہو تو اس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ میں جائز نفع بالداد کا پیشوا مستحق تھا اس سے محروم کر دیا گیا اور اس طرح پیشوا کو مالی دلدل میں پھنسانے کی ذمہ داری سے یہ حضرات بری نہیں کئے جا سکتے۔

سلسلہ کہ پیشوا کا غریب ایڈیٹر اپنا سب کچھ کھو دینے کے بعد بھی سرکاری اشتہارات والیان ریاست کے درباروں کی گداگری سینما کمپنیوں اور والیان ریاست سے بلیک میلنگ کرنے کے ذلیل ذریعہ آمدنی پر متوجہ نہ ہوا۔ اور دو ہزار روپے ماہوار کے مستقل نقصان کو فروخت کتب سے پورا کرنے کی سعی کرتا رہا ہو۔ آپ ہی فرمائیے کہ [illegible] پیشوا کے لئے یہ خبر اور بعض خریداران پیشوا کا یہ عمل کس قدر تکلیف دہ ہے کہ وہ خرید کتب کے وقت دفتر پیشوا کو فراموش کر دیتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ پیشوا جیسے تبلیغی اور اصلاحی پرچہ کی موت اور زندگی کا انحصار فروخت کتب پر ہے اگر میں ایک ہاتھ سے چند پیسے فروخت کتب کے ذریعے آپ سے لیتا ہوں تو یہ واقعہ ہے کہ اسی وقت دوسرے ہاتھ سے وہی نفع آپ کی خدمت میں پیشوا کے نقصان کی تلافی کے لئے پیش کر دیتا ہوں جس کے معنے یہ ہیں کہ اگر پیشوا اچھی حالت میں اور وقت پر شائع ہوتا ہے تو اس کا کریڈٹ بھی آپ کو اور صرف آپ کو ہے اور اگر وقت سے بے وقت اور ردی مضامین شائع ہوں تو اس کی ذمہ داری سے بھی آپ بری نہیں ہو سکتے۔

مجھے امید ہے کہ اس صاف اور کھری بات کے سننے کے بعد قارئین پیشوا اب خرید کتب کے وقت دفتر پیشوا کو فراموش نہ کریں گے۔ البتہ اگر دفتر سے بھول چوک ہو یا دفتر کے کارکن کسی غلطی کا مرتکب ہوں یا پیشوا کے دفتر سے کتابوں کی قیمتوں میں رعایت نہ کی جائے تو پھر خریدار صاحبان کو مجھے براہ راست خط لکھنے چاہئیں تاکہ میں عملۂ پیشوا سے باز پرس کر کے شکایات کا قرار واقعی انسداد کر دوں۔

اگلا پرچہ علیؑ نمبر ہوگا

چونکہ رجب میں حضرت علیؑ کی پیدائش ہوئی ہے اس لئے حسب معمول رجب کا پیشوا علیؑ نمبر ہوگا لہٰذا جتنی جلدی ہو سکے نظم و نثر کے مضامین جن میں کسی صحابی کی ذات پر حملہ کئے بغیر حضرت علیؑ کے فضائل، حضرت علیؑ کی اسلامی خدمات آپ کے فلسفہ، آپ کی روحانی عظمت کا تذکرہ ہو، میرے نام جلد از جلد بھیجدیں۔

میں چاہتا ہوں کہ یہ علیؑ نمبر گزشتہ تمام نمبروں سے بلحاظ مضامین بہتر شائع ہو اس لئے پیشوا کے قلمی معاونوں کو خصوصیت سے توجہ فرمانی چاہئے۔

تیج کا کرشن نمبر

۲۰×۲۲ ڈبل سائز، ضخامت سوا سو صفحے، بہترین لکھائی چھپائی مع رنگا رنگ ٹائیٹل، ۷ اعلیٰ درجے کی سہ رنگی تصاویر و ہمہ سری کرشن جی مہاراج [illegible]

قیمت صرف چھ آنہ۔ ملنے کا پتہ: منیجر اخبار تیج دہلی۔

لالہ دیش بندھو جی ڈائرکٹر اخبار تیج جو کانگریس کے پرانے ساتھیوں میں سے ہیں تیج کے ذریعہ وہ ہندو قوم اور ہندوستان کی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں زیر نظر کرشن نمبر ان کی اعلیٰ صحافتی قابلیت اور ہمہ گیر اثر کا مجموعی حصہ ہے۔

سری کرشن جی ہندوستان کے واجب التعظیم پیغمبر ہیں جن کی پاک اور [illegible] تعلیم کو انہی کی تعلیم نے ان کو انسانیت کے درجہ اعلیٰ کر ہندوؤں کے بعض طبقوں میں خدا کے درجہ تک پہونچا دیا ہے۔

سری کرشن جی ہی وہ ہندوستانی پیغمبر ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے آقا اور مولا کے ظہور کی پیشین گوئی اپنی مبارک زبان سے کی ہے یہی وجہ ہے کہ میں ان کی عزت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ عام مسلمان بھی ان کے مرتبہ کو سمجھیں اور ان کی صحیح تعلیم سے واقفیت حاصل کریں۔ مجھے خوشی ہے کہ کرشن نمبر کی ترتیب میں اس کا خیال رکھا ہے کہ کرشن جی کا بلند کیرکٹر اور ان کی اعلیٰ تعلیم ہندوستان کی تمام اقوام کے سامنے کوری عقیدت سے ہٹ کر عقل کی روشنی میں پیش کیا ہے کرشن نمبر کی لاگت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک نامہ نگار یورپ اور امریکہ کے مشاہیر سے مضامین حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس نامہ نگار کے مصارف سفر کیا ہوئے ہوں گے غرضکہ دل کھول کر کارکنوں نے کرشن نمبر پر روپیہ خرچ کیا ہے اور انتھک محنت کی ہے اور ہندو قوم نے اپنے پوجیہ اوتار کی محبت کا ثبوت اس طرح دیا کہ تیج کا چالیس ہزار کرشن نمبر صرف ایک ہفتہ میں تمام ہندوستان میں فروخت ہو گیا۔ میں کرشن نمبر کی تیاری اور کامیابی پر لالہ دیش بندھو جی اور لالہ رام لال جی کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ سال اس سے بھی بہتر کرشن نمبر نکالیں۔ کاش مسلمان قوم میں بھی ایسی ہی زندگی ہوتی اور وہ بھی اپنے نمبروں کی کم سے کم اتنی ہی قدر دانی کرتی؟

پیشوا کی اشاعت میں تاخیر

کئی مہینے سے پیشوا تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اس کی وجہ میری نئی مصروفیت ہے جو [illegible] فوجداری نسل کے چند شریف زادوں نے جھوٹے مقدمات میرے خلاف عدالت میں دائر کر کے پیدا کی ہے نیز چونکہ وقت کا بڑا حصہ عدالت اور وکلا کے پاس گزارنا پڑا اس لئے کاروبار کے لئے وقت نہ مل سکا اور وہ پیشوا جو دس سال میں کبھی بے وقت شائع نہیں ہوا تھا کئی مہینے مسلسل وقت پر شائع نہ ہو سکا جس کا مجھ کو بے حد افسوس ہے امید ہے کہ اب بہت جلد پیشوا وقت کی پابندی سے شائع ہوگا۔

صرف ۲۵ رعایتی خریداروں کی گنجائش ہے

دو سو پچیس رعایتی قیمت دینے کا جو اعلان ایک بھائی کے سو روپے کے عطیہ سے کیا گیا تھا اس کی میعاد تقریباً پوری ہو گئی اب صرف ۲۵ درخواستیں اور قبول کی جائیں گی اور اس کے بعد رعایتی اعلان منسوخ سمجھنا چاہئے مجھے افسوس ہے کہ بعض ایسے بھائیوں نے بھی اس خیراتی چندے سے فائدہ اٹھایا جن کے حالات ایسے نہ تھے کہ وہ پیشوا کی پوری قیمت نہ دے سکتے ہوں بہر حال اب صرف ۲۵ درخواستوں پر رعایتی قیمت سے پیشوا جاری کیا جائے گا جو پہلے وصول ہوں اور اس کے بعد جو آٹھ آنہ کا منی آرڈر آئے گا وہ واپس کر دیا جائے گا۔

تفسیر القرآن

ایک نایاب مصری تفسیر کا ترجمہ

(مترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

ترجمہ:۔ بھلا کیونکر ناشکری کرتے ہو اللہ کے ساتھ (کہ اس کے احسانوں کو بھلائے رہتے ہو، اور غیروں کا کلمہ پڑھتے ہو، حالانکہ اس کے استحقاق عبادت میں یکتا ہونے پر دلائل قائم ہیں کہ) تم محض بے جان (نطفہ میں جان پڑنے سے پہلے) سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے۔ پھر تم کو زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن)۔ پھر ان ہی کے پاس لے جائے جاؤ گے (یعنی میدان قیامت میں حساب کتاب کے لئے اجلاس پر حاضر کئے جاؤ گے)۔

تفسیر:۔ یہ آیت توحید باری کی آیت سے تعلق ہے مطلب یہ ہے کہ (اے کافرو) جب تم کو خدا کا مربی، خالق، رازق اور محسن ہونا معلوم ہو گیا تو پھر تم کیونکر خدا کی ناسپاسی کرتے اور اس کے منکر ہوتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ تم ایک بے جان چیز (نطفہ) تھے۔ خدا نے تم میں روح ڈالی۔ پھر کچھ دنوں بعد خدا تم کو موت دے گا پھر تم کو (قیامت کے دن خدا) زندہ کریگا اور پھر تم کو حساب و کتاب کے لئے خدا ہی کے پاس لے جایا جائیگا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ترجمہ:۔ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب (خواہ کسی قسم کا فائدہ ہو کھانے کا پینے کا یا فائدہ کو تازگی بخشنے کا نفس یا روح کو حظ دینے کا۔ کسی چیز کو دیکھ کر علم صحیح توحید کا حاصل ہو جانے کا) پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف (یعنی اس کی تکمیل و تخلیق کی طرف) سو درست کر کے بنا دئے ان کو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔

تفسیر:۔ اس آیت میں ان عام نعمتوں کا بیان ہے جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے مہیا کی ہیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ خدا ایسا ہے جس نے تمہارے فائدے کے لئے زمین کی اندر کی تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، تاکہ تم ان سے اپنی معاش میں کام لو اس کے بعد اس نے اپنی توجہ اور ارادہ کو آسمان کی طرف پھیرا اور ان کے سات درجے بنائے اور وہ خدا تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔

اس آیت میں خدا نے حکم یا ہے کہ زمین کی ہر اس جائز و مباح چیز سے فائدہ اٹھاؤ جو نقصان رساں نہ ہو خواہ یہ فائدہ محسوس و معلوم ہو یا نہ ہو البتہ مٹی کا کھانا حرام ہے اس لئے کہ وہ زمین کے اندر کی پیدا کی ہوئی چیز نہیں خود زمین ہے ہاں دوسرے کاموں میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ:۔ اور (اے محمد) اس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے (تاکہ وہ اپنی اطاعت ظاہر کریں ورنہ اللہ تعالیٰ تو باطن کو بھی جانتے ہیں اور نیت میں ان سے مشورہ لینا نہ تھا بلکہ اتمام حجت تھی بہر نوع اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ فرمایا) کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب (یعنی وہ میرا نائب ہوگا کہ میں اپنے احکام شرعیہ کے اجراء و انفاذ کی خدمت اس کے سپرد کروں گا) فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خون ریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح اور بحمد اللہ کی تقدیس کرتے رہتے ہیں (آپ کی۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تو سب کے سب آپ کے مطیع و فرماں بردار ہیں اور ان میں کوئی مفسد و سفاک بھی ہوگا سو اگر یہ کام ہمارے سپرد کیا جائے تو ہم سب لگ لپٹ کر اس کو انجام دیں گے اور وہ لوگ سب اس کام کے نہ ہوں گے البتہ جو مطیع ہوں گے وہ تو جان و دل سے اس میں لگ جائیں گے مگر جو مفسد و ظالم ہوں گے ان سے کیا امید ہے کہ وہ اس کو انجام دیں خلاصہ یہ کہ جب کام کرنے والوں کا گروہ موجود ہے تو ایک نئی مخلوق کو جن میں کوئی کام کا ہوگا کوئی نہ ہوگا اس خدمت کے لئے تجویز فرمانے کی کیا ضرورت ہے) خدا نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے (یعنی جو امر تمہارے نزدیک مانع تخلیق بنی آدم ہے یعنی ان میں سے بعض کا مفسد و سفاک ہونا وہی امر واقع میں باعث ان کی تخلیق کا ہے کیونکہ اجرائے احکام و انتظام تو جب ہی ہوگا جب کوئی اعتدال سے تجاوز کرنے والا بھی ہو)

تفسیر:۔ پچھلی آیت میں خدا کی نعمتوں کا ذکر ہوا تھا اس آیت میں

یہی ایک نعمت ہی کا ذکر ہے اور وہ نعمت آدم علیہ السلام کو علم کی دولت سے نوازنا اور مسجود ملائک بنانا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ (اے محمد ص) جب رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ (نائب) بناؤں گا تاکہ وہ زمین کی تعمیر کا کام انجام دے اور اس کا چیز کو کامل کرے. جس کی خدمت اس کے سپرد کی جائے گی یعنی انسانی مخلوق کو کامل بنائے تو فرشتوں نے محسوس وادراک کیا کہ یہ انسان اپنی مادی فطرت سے یقیناً فساد کا موجب ہوگا۔ اس ادراک کی بنا پر فرشتوں نے محض علم حاصل کرنے کے لئے (اعتراض کی حیثیت سے نہیں) خدا سے اس بات کی حکمت پوچھی کہ اس نے انسان ہی کو اپنا خلیفہ بنانے کی فضیلت کیوں عنایت کی ہے. حالانکہ وہ (یعنے فرشتے) اس کی اطاعت میں سرنگوں اور اس کی عبادت میں سرگرم ہیں اور خلافت کے ہر طرح مستحق ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کی مصلحت میں ہی جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ
فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین
قال سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک
انت العلیم الحکیم ۝ قال یا آدم انبئہم
باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم قال الم اقل لکم
انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون
وما کنتم تکتمون ۝ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا
لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من
الکافرین ۝

ترجمہ:- اور علم دیدیا اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم ع کو (ان کو پیدا کرکے) سب چیزوں کے اسماء کا (مع ان چیزوں کے خواص وآثار کے یعنے تمام موجودات روئے زمین کے اسماء وخواص کا علم دیدیا) پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں، پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھ کو اسماء ان چیزوں کے (یعنے مع ان کے آثار وخواص کے) اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ پاک ہیں (اس الزام سے کہ آدم ع پر اس علم کو ظاہر فرمادیا ہم سے پوشیدہ رکھا آپ کی طرف سے تو کوئی اخفا یا دریغ نہیں ہوا مگر) ہم کو ہی علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا (یعنے جس قدر ہماری پیدائش میں استعداد رکھی ہے اور اس کے موافق ہم کو علم عنایت ہوا اس کے سوا ہم کو دوسرے علم سمجھنے کی قوت نہیں ہے) بے شک آپ بڑے علم والے ہیں (کہ آپ کو سب علوم حاضر ہیں ہمارے اور آدمیوں کے معلومات سب حضور پر منکشف ہیں) حکمت والے ہیں (کہ جس قدر جس کے لئے مصلحت جانا اسی قدر فہم وعلم عطا فرمایا) حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم تم بتلا دو ان کو ان چیزوں کے اسماء، سو جب بتلادئے ان کو آدم ع نے چیزوں کے اسماء تو حق تعالےٰ نے فرمایا (دیکھو) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کردیتے ہو اور جس کو دل میں رکھتے ہو اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔

تفسیر:- فرشتوں سے استفسار واتمام حجت کے بعد خدا نے آدم کو پیدا کیا اور ان کے دل میں ہر وہ چیز ڈالدی جن کی استعداد نوع انسانی میں تھی یعنے صوری ومعنوی ترقیاں اور پھر تمام چیزوں کی حقیقت اور آثار وخواص کا علم ان کو سکھایا اور ساری چیزوں کے نام بتلائے اور اس کے بعد وہ تمام چیزیں جن کی حقیقت اور جن کے اسماء سے آدم کو آگاہ کیا تھا فرشتوں کے روبرو رکھ دیں اور ان سے فرمایا کہ اگر تم اپنے خیال وگمان میں سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے عرض کیا اے بزرگ وبرتر خدا تو پاک ہے ہم تو صرف اتنا ہی علم رکھتے جتنے کی گنجائش ہماری پیدائش میں رکھی ہے اور تو بڑا علیم اور حکمت والا ہے اس کے بعد خدا نے آدم کو حکم دیا کہ وہ ان چیزوں کے نام اور آثار وخواص فرشتوں کو بتلائے اور اپنی نوع کی استعداد نیابت کو ظاہر کرے جب آدم نے خدا کے حکم کے موافق فرشتوں کو چیزوں کے نام وخواص بتادئے، تو فرشتوں نے محسوس کیا کہ وہ زمین میں خدا کی نیابت کے فرائض کو ادا کرنے کی اہلیت واستعداد نہیں رکھتے، اور اس احساس سے ان کو خدا کے انتخاب کی حکمت ومصلحت بھی معلوم ہوگئی اور اس کے بعد انہوں نے خدا کے اس حکم کو جو آدم کو سجدہ کرنے کے لئے دیا گیا تھا قبول کرلیا یعنے خدا کی عظمت وبزرگی کو سجدہ کرنے کا حکم عبادت کا سجدہ نہیں مگر ابلیس نے اس حکم کو نہ مانا یعنے غرور کیا اور سجدہ سے انکار کردیا اور اس وجہ سے وہ کافروں میں شامل ہوگیا.

اس موقعہ پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ فرشتوں نے خدا سے جھگڑا کیا یا فرشتے خدا سے مجادلہ کرسکتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ یہ اس کیفیت کی ایک شان ہے جو فرشتوں پر اس وقت طاری ہوئی تھی جبکہ عالم روحانی میں ان کو یہ معلوم ہوا کہ زمین پر ایک ایسی مخلوق کو نائب بنایا جائے گا جو فساد پھیلائے گی خدا نے فرشتوں کے ان وسوسوں کا جواب دیا اور ان کے شکوک رفع کردئے یہ تاویل اس موقعہ پر ضروری ہے اس لئے کہ خداوند تعالےٰ کی ذات کا دیدار نا ممکن ومحال ہے یہاں تک کہ ملاء اعلےٰ تک خدا کو نہیں دیکھ سکتے جیسا کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔

وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا
رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا
من الظالمین فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما

وَمَا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ترجمہ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بی بی (حوا جن کو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا) بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں پس لغزش دیدی آدم و حوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو ہر طرح کر کے نکال کر اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو، تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے چند روز اور کام چلانا ایک میعاد معین تک بعد ازاں حاصل کر لئے آدم نے اپنے رب سے چند الفاظ یعنے معذرت کے کلمات تو اللہ تعالے نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر (یعنی توبہ قبول کر لی بے شک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان۔ ہم نے فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت (یعنی احکام شرعیہ بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے) سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا اس پر اور نہ ایسے غمگین ہوں گے، اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر ان آیات میں آدم ؑ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے یعنے خداوند تعالے نے آدم و حوا کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم اور تمہاری بیوی حق جنت میں رہو۔ اور جنت کے پھلوں میں سے جہاں اور جس جگہ تمہارا جی چاہے کھاؤ۔ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا یعنے خدا نے ایک درخت کو معین کر دیا تھا کہ اس کے پاس نہ جانا پھر شیطان نے آدم و حوا کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اس درخت تک پہنچا دیا اور اس نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے جنت کے عیش و عشرت سے آدم و حوا کو محروم کر کے زمین پر اتار دیا جہاں مادی تکالیف جسمانی حاجتیں اور وہ تمام منازعات و مخاصمات پائے جاتے ہیں جو حیات ارضی کے مقتضی ہیں اس کے بعد خدا نے آدم پر رحم فرمایا اور چند کلمات ان کے دل میں ڈالے کہ وہ ان سے دعا مانگیں چنانچہ انہوں نے دعا مانگی اور ان کی توبہ قبول کی گئی اور ان کی ذریت و اولاد کے لئے یہ قرار دیا گیا کہ وقتاً فوقتاً ان کے پاس رسول بھیجے جائیں گے جو گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھائیں گے اور غافلوں کو متنبہ کریں گے پس جو شخص ان رسولوں پیغمبروں پر ایمان لائے گا اور ان کی نصیحت پر عمل کرے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو ان کو جھٹلائے گا اور خدا کی نشانیوں یا آیات کا انکار کرے گا۔ وہ ہلاک و تباہ ہوگا۔

احکام القرآن

(از علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(۶) مساجد کا انہدام اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکنا حرام ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۂ بقر آیت ۱۰۸)

ترجمہ اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدائے تعالے کی مسجدوں میں ان کا ذکر کئے جانے سے ان کی بندش کرے اور ان (مساجد) کے ویران (اور معطل ہونے) کے بارہ میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بیباک ہو کر (ان مساجد) میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی نصیب ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔

تفسیر و تشریح ۔جب قبلہ بدلنے کا حکم نازل ہوا تو یہود نے (تبدیلی پر) طرح طرح کے اعتراضات کرکے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے تاکہ وہ رسالت کا انکار کر دیں اور نماز پڑھنا چھوڑ دیں اور مساجد ویران ہو جائیں جس طرح مسیحیوں کے رومی بادشاہ طیطوس نے شام پر حملہ کرکے مسجد بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا

امام زاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت رومی بادشاہ طیطوس کے حق میں نازل ہوئی ہے جس نے یہود سے نفرت و عداوت کے سلسلہ میں بیت المقدس کو خراب و ویران کر دیا تھا تورات کو جلا کر نجاست میں پھکوا دیا تھا، یہود کو بے دریغ قتل کیا تھا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام و لونڈی بنا لیا تھا یا یہ آیت بخت نصر بادشاہ کے حق میں اتری ہے جو آتش پرست تھا اور جس نے مسیحیوں کو خوش کرنے کے لئے یہود کو ذلیل و رسوا اور بیت المقدس کو خراب کیا تھا جس کا پورا قصہ سورۂ بنی اسرائیل میں مذکور ہے۔

مختصر یہ کہ اس آیت میں مساجد سے مراد بیت المقدس ہے اور مساجد (جمع) کا لفظ عظمت کے لئے استعمال کیا گیا ہے یا جمع کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ مسجد بیت المقدس یا بیت المقدس کی ہر جگہ اور ہر حصہ سجدہ کی جگہ ہے

بعض مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے رسول اللہ صلعم کو حدیبیہ کے سال میں مکے کے اندر داخل ہونے سے روک دیا تھا اور مسلمانوں کو مسجد حرام میں نماز و عبادت سے روک کر گویا مسجد مکہ کو ویران کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ آیت خواہ کسی واقعہ سے تعلق رکھتی ہو اور کسی شخص کے حق میں نازل ہوئی ہو مگر اس کا حکم عام ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر و عبادت کرنے سے لوگوں کو روکے اور مسجدوں کو خراب و ویران کرنے کی کوشش کرے ان لوگوں کو جو مساجد میں خدا کی عبادت سے مسلمانوں کو روکتے ہیں یہ چاہئے تھا کہ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ مسجدوں میں آتے اور عبادت کرنے والوں کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچانے کا خیال تک دل میں نہ لاتے دنیا میں ان لوگوں کو ذلت و رسوائی نصیب ہوگی یعنی ان میں سے جو لوگ مقابلہ و مقاتلہ کریں گے وہ قتل ہوں گے اور قید کئے جائیں گے اور جو لوگ مقاتلہ نہ کریں گے ان کو جزیہ دینے کی ذلت نصیب ہوگی اور آخرت میں تو اس کے لئے دردناک عذاب ہی ہے

آیت کا حکم یہ ہے کہ جس طرح مسجد کا انہدام اور تخریب ممنوع و حرام ہے اسی طرح نماز و عبادت سے لوگوں کو روکنا بھی حرام ہے خواہ مسجد کی مملوک ہو یا نہو۔

(۷) قبلہ کی تعیین کا حکم

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (سورۂ بقر آیت ۱۰۹)

ترجمہ:۔ اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی تو تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ تعالی (کی ذات پاک) کا رخ ہے کیونکہ اللہ تعالے (خود تمام جہات اور اشیا) کو محیط ہیں (جس طرح کا احاطہ ان کی شان کے لائق ہے مگر باوجود محیط و غیر محدود ہونے کے پھر بھی جہت عبادت کو معین اس لئے فرمایا کہ وہ کامل العلم ہیں (کہ ہر شے کے مصالح خوب جانتے ہیں)

تفسیر و تشریح:۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت منسوخ الحکم ہے لیکن اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے اگر اس آیت کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ بلاد مشرق و مغرب خدا کے ہی مملوک ہیں جس طرف بھی منہ کرکے نماز پڑھو گے ادھر ہی خدا کا رخ ہے تو یقینا اس کو

منسوخ الحکم ماننا پڑیگا اس لئے کہ قبلہ متعین ہو چکا ہے اور اگر اس میں یہ تاویل کر لی جائے کہ یہ حکم سواری پر نفل نماز پڑھنے کے متعلق ہے یا قبلہ کی سمت معلوم نہ ہونے کی حالت میں یہ حکم دیا گیا ہے تو منسوخ الحکم نہیں ہے اور اس کا حکم بدستور باقی ہے۔

اور اگر آیت کے یہ معنے لئے جائیں کہ جس مقام پر بھی تم اپنا منہ قبلہ کی طرف کر کے نماز پڑھو گے خدا وہیں ہے تو آیت کے معنے میں نہ تو تاویل کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ منسوخ الحکم ماننا پڑے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ مکہ کی جانب نہیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور کافروں نے اس تبدیلی پر یہ اعتراض کیا تھا کہ مسلمان مکہ سے بیت المقدس کی طرف کیوں پھر گئے۔ خداوند تعالے نے کافروں کے اعتراض جواب دینے کے لئے فرمایا کہ تم لوگ جس طرح بھی منہ کرو وہ بھی اللہ ہے "یعنے قبلہ صرف کعبہ ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ اے مسلمانوں جدھر منہ کر کے تم نماز پڑھو گے اُدھر ہی اللہ تعالے ہے۔ اس کے بعد یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی مسجد حرام کی جانب اپنا منہ پھیرلو امام زاہد کہتے ہیں قرآن مجید کا یہ سب سے پہلا حکم ہے جو اسلام میں تبدیل کیا گیا ہے۔

مفسرین کی ایک بڑی جماعت کی رائے یہ ہے کہ آیت کے معنے یہ ہیں کہ مشرق و مغرب خدا ہی کی ملوک ہیں اگر اے مسلمانوں تم کو مسجد حرام یا بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے روکا جائے تو تم جس مقام پر قبلہ کی طرف نماز پڑھو گے وہی سمت وہ ہے جس کا تم کو خدا نے حکم دیا ہے۔

ابن عمر رضہ کہتے ہیں کہ یہ حکم صرف اس مسافر کے لئے ہے جو سواری پر نماز پڑھے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آیت میں نماز پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ دعا اور ذکر الٰہی کا حکم ہے اور اس کے لئے کسی سمت کی ضرورت نہیں ہے ہر جگہ اللہ موجود ہے۔

امام زاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت نجاشی شاہ حبش کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ وہ مسلمان ہو کر مدینہ کی جانب روانہ ہوا اور راستہ میں وفات پا گیا جبرئیل حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیام خداوندی پہنچایا کہ نجاشی کے جنازہ پر نماز پڑھو یہ حکم سن کر رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے صاحب یعنے مسلمان بھائی نجاشی کے جنازہ پر نماز پڑھو صحابہ نے عرض کیا ہم اس کے جنازہ پر کیونکر نماز پڑھیں جس نے تو ہمارے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی تھی یعنی وہ اہل قبلہ نہ تھا۔ خداوند تعالے نے اس اعتراض یا شبہ پر یہ آیت نازل کی جس کا مطلب یہ ہے کہ نجاشی نے جس طرف بھی نماز پڑھی ہو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ شرع کا حکم معلوم ہونے کے بعد قابل عمل ہوتا ہے۔

(۸) خداوند تعالے اولاد سے پاک ہے

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ۔ سورہ بقرہ آیت ۱۱۰

ترجمہ اور یہ لوگ یعنے یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب مختلف عنوان سے کہتے ہیں کہ خدا تعالے اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ کیا مہمل بات ہے) بلکہ ان کے تو اولاد ہونا عقلاً ممکن ہی نہیں اس لئے کہ اولی تو) حاصل اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور دوسرے یہ کہ مملوک ہونے کے ساتھ) سب ان کے محکوم (بھی) ہیں۔

تفسیر و تشریح یہود کہا کرتے تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پیغمبر خدا کے بیٹے ہیں نصاریٰ کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مشرکین عرب کا خیال تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ خداوند تعالے نے ان خرافات کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ خداوند تعالے تمام خرافات سے پاک ہے وہ تو ہر چیز کا پیدا کرنیوالا اور مالک ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اس میں ملائکہ عزیر اور مسیح بھی داخل ہیں اور جہان میں ہر چیز خدا کی مطیع و منقاد بھی ہے کہ اس کی مشیت و تکوین سے خارج و جلیل نہیں ہے جس چیز کی صفت یہ ہو کہ خدا کی پیدا کی ہوئی اس کی مملوک اور اس کی مطیع و منقاد ہو وہ کیونکر اس کی ہم جنس یا مثل یا مشابہ ہو سکتی ہے بحالیکہ یہ تمام چیزیں اس کی مطیع و منقاد ہیں اور اس کی عبودیت کی معترف۔

آیت کا مقصود یہ ہے کہ مملوک و منقاد چیز مالک کی اولاد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اولاد مالک کی ہم جنس مثل اور مشابہ ہوتی ہے اگر ان چیزوں کو خدا کی اولاد کہا جائے گا تو وہ بھی خدا کی طرح قائم بالذات اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہوں گی اور خدا کی سہیم و شریک بھی جائیں گی حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کی مملوک چیزوں میں سے ایک بھی اس کے مشابہ اور سہیم و شریک نہیں بلکہ اس کی مطیع ہیں اور اس کی عبودیت کی معترف ہیں۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی اولاد کا مالک ہو جائے یہ ملکیت فوراً اس کو آزاد کر دیگی یعنی اولاد اپنے باپ کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گی اس صورت میں ظاہر ہے کہ جب ان چیزوں کو خدا کی اولاد کہا جائیگا تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جائیں گی اور اس کے مساوی قرار پائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ تمام چیزیں خدا کی ملکیت میں ہیں اور خدا کی مطیع و منقاد ہیں۔

اس آیت سے یہ حکم ظاہر ہوتا ہے کہ اولاد باپ کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ عَتَقَ عَلَيْهِ یعنی جو شخص کسی ایسے رشتہ دار کا مالک ہو جائے جس سے اس کا تعلق رحم ہو اور اس سے نکاح کرنا حرام ہو وہ فوراً اس کی ملکیت سے نکل جائے گا اور آزاد ہو جائے گا۔

قرآنی تعلیم

(از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبرآبادی)

صداقت وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (مائدہ)

اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۔

اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ اور جو سچی بات لے کر آیا (اور نیز وہ جس نے) اس کو سچ جانا یہی لوگ تو پرہیزگار ہیں۔

اخلاص يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

مسلمانو تم ایسی بات کیوں کہا کرتے ہو جو تم کرکے نہیں دکھاتے (یہ بات) اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو (سب کچھ) اور کرو (کچھ) نہیں۔

حلم و رحم وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

اور اپنے پروردگار کی مغفرت کی اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ جیسے زمین اور آسمان کا۔ اُن پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے جو خوشحالی اور تنگدستی میں رضائے نام پر خرچ کرتے اور غصہ کو روکتے اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔

عفت و عصمت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

مسلمانو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو اور جو شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو شیطان (اس کو بے حیائی اور بُرے ہی کام (کرنے) کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک (وصاف) نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سب کی سنتا (اور سب کچھ جانتا ہے)۔

حسن خلق لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (حجر)

اے محمد ؐ ہم نے جو کچھ کافروں کے گروہ کو دے رکھا ہے اس پر نظر ہی نہ ڈالو اور نہ ان پر رنج وافسوس کرو اور مسلمانوں کے لئے اپنے بازو جھکا دو یعنی خاطر تواضع مدارات اور اخلاق سے پیش آؤ۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۔

اے پیغمبر برائی کو بھلائی سے دفع کرو اور ہم خوب واقف ہیں جو کچھ مخالفین تمہاری صفات بیان کرتے ہیں۔

عفو و کرم وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۔ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتے اے پیغمبر بُرائی کا جواب بھلائی سے دو تاکہ ایسا شخص کہ تم میں اور اس میں عداوت ہو مثل دوست اور رشتہ دار کے ہو جائے اس کی تلقین صرف ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ تلقین ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جن کے بڑے نصیب ہیں اور اگر تم کو کوئی شیطانی وسوسہ گذرے تو خدا سے پناہ مانگو کہ وہ بے شک سننے والا واقف کار ہے۔

قرآنی قصے

تذکرۂ انبیا علیہم السلام

(از جناب مولانا مفتی محمد انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبرآبادی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۝ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (پ ۱۸ سورہ مومنون ع ۳)

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پر وہ شیخی میں آگئے اور تھے ہی گھمنڈی لوگ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کو مان لیں اور ان کی (ساری) قوم تو ہماری غلام ہے پھر ان دونوں موسیٰ اور ہارون کو ان لوگوں نے جھٹلایا آخر تباہ ہوئے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) اس لئے دی تھی کہ ان کو ہدایت ہو۔

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ۝ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ

اور اے پیغمبر وہ وقت یاد کر جب تیرے مالک نے موسیٰ کو پکارا گناہ گار لوگوں کے پاس جا (فرعون اور اس کی قوم کے پاس) کیا وہ (ہمارے عذاب اور غضب سے) نہیں ڈرتے؟ موسیٰ نے عرض کیا مالک میرے مجھ کو ڈر ہے وہ کہیں مجھ کو جھٹلائیں اور میرا جی رک جائے اور میری زبان بند ہوجائے تو ہارون کو (بھی میرے ساتھ) پیغمبر بنادے اور میں نے ایک قصور بھی کیا ہے اس لئے میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھ کو اس خون کے بدلے مار ڈالیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں تو تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم خود تمہارے ساتھ (جو گفتگو ہوگی اس کو) سن رہے ہیں تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو ہم اس کے بھیجے ہوئے ہیں جو سارے جہان کا مالک ہے [illegible] ساتھ روانہ کر دے اور ان کو آئندہ مت ستا) فرعون نے کہا موسیٰ تو تو وہی ہے نا جس کو ہم نے بچہ سا پالا پوسا تھا اور تو اپنی عمر کے کئی برس ہم میں رہ چکا ہے اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی اور تو ناشکروں میں سے ہے۔

(نوٹ) إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۔ بے شک فرعون وہامان اور اس کے لشکر والے قصوروار تھے (قصص)

فرعون دراصل فرہ سے مشتق ہے جس کے معنے شاہنشاہ اعظم کے ہیں یہ شاہان مصر کا لقب تھا جو مصر بن حام بن نوح کی نسل سے تھے۔ عہد موسوی میں جو فرعون تھا اس کا نام امینوفس ثالث بن توتمس رابع تھا یہ فراعنہ مصر کے اٹھارویں خاندان کا جلیل القدر اور نامور تاجدار تھا ۱۴۰۶ ق م میں امینوفس (فرعون موسوی) نے عنان حکومت مصر ہاتھ میں لی تھوڑے عرصہ میں قرب جوار کے ممالک پر اقبالمندانہ طور سے قابض ہوگیا۔ فتحیابی دو دنیاوی ساز و سامان اور مادی قوت و شوکت کے گھمنڈ میں بد دماغی سے اپنے تئیں انسانیت سے گذر کر ایک ارفع و اعلیٰ ہستی سمجھنے لگا اور اپنا لقب روشن آفتاب اور شاہ چار دانگ عالم رکھا۔

اس فرعون نے رود نیل کے بائیں جانب ایک معبد بنوایا تھا جس میں بہت سے بت پتھرے تراش کر بنائے گئے تھے ان میں ایک بت اپنا بھی بنوایا تھا اور ایک بت ایسے پتھر سے بنایا گیا جس کی طبعی خاصیت یہ تھی کہ شبنم کے بعد جب اس پر آفتاب کی شعاعیں پڑتیں تو اس میں سے آواز پیدا ہوجاتی تھی یہ بت ۵۹۵ء کے زلزلہ میں ضائع ہوگیا اسی امینوفس کا شکستہ مجسمہ قاہرہ کے عجائب خانہ میں ہے اور اس کے سوانحات اس کے ہی تعمیر کردہ محل کی شکستہ دیوار پر کندہ ملے ہیں جو توریت مقدس کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ ۱۳۳۰ ق م میں امینوفس بحر قلزم (خلیج سویز) میں مع فوج کے غرق ہوا۔ اس کے بعد مصر میں دوسرا خاندان فراعنہ کا فرمانروا ہوا۔

ھامٰن ۔ کو مصری زبان میں امن کہتے ہیں یہ امن کے مندر کا سردار کاہن تھا اسی مندر کی مناسبت سے قرآن مجید نے ہامان مخاطب کیا ہے جس طرح حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام ہارون تھا علاوہ وہ بنی اسرائیل کے سردار کاہن تھے مگر قرآن مجید میں انکو ابن عمران نہیں فرمایا اسی نسبت سے امن کے سردار کاہن کو ہامن کہا ہے۔ یہ ہامان محکمۂ تعمیرات کا افسر بھی تھا مندروں کی فوج کا جرنل دخزانہ کا نگراں تمام شمالی و جنوبی مصر کے دیوتاؤں کے پجاریوں کا افسر اعلیٰ بھی ہوتا تھا اور جنوبی مصر کے علاقہ کی نظارت بھی اس سے متعلق تھی۔ امن دیوتا کا مندر [illegible]

انتخاب الاحادیث

از جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب الشہابی اکبرآبادی

اخلاقیات

اخلاص خالص کر اپنے دین کو (شرکت و بدعات وغیرہ سے) تھوڑا عمل بھی تیرے لئے کافی ہو گا[1]

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو اور کاموں کو دیکھتا ہے[2]

اللہ تعالیٰ ان ہی اعمال کو قبول کرتا ہے جو خالص اللہ ہی کے لئے ہوں اور صرف اللہ ہی کی رضامندی ان سے مطلوب ہو[3]

اعمال مثل ظرف کے ہیں جب نیچے یا اندر کا حصہ صاف ہو گا تو اوپر کا بالائی اچھا ہو گا[4]

بغیر طلب کے اجر نہیں ملتا اور بغیر نیت کے کوئی عمل نہیں۔

اے لوگو اپنا عمل خالص اللہ کے لئے کرو۔

جو شخص قصد کرے کسی نیکی کا اور اس کو کیا نہ ہو اس کے لئے ایک نیکی بھی ہو جاتی ہے[5]

آنحضرت صلعم نے معاذ بن جبل رضی سے فرمایا اخلاص کے ساتھ عمل کر کہ اس میں تجھ کو تھوڑا ہی کافی ہو گا[6]

نیت اعمال معتبر نیتوں ہی پر ہیں[7]

جو شخص ہجرت کرے کہ کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ اسی کا ہو گا[8]

جو شخص لڑا اور اس کی نیت سوا مال کے اور کچھ نہ ہو تو اس کو وہی ملیگا جو نیت کی[9]

ہر ایک بندہ اسی چیز پر اٹھایا جائے گا جس پر کہ مرا ہے[10]

جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر بھڑتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے[11]

اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو نیت کی پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اس کو ملے یا عورت کی طرف اور جس کو نکاح میں لاوے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہو گی جس کی طرف ہجرت کی ہے[12]

[1] کنز العمال (عن معاذ رض) [2] (عن ابوہریرہ) [3] مسلم (عن ابوہریرہ رض) و عن ابی امامہ رض (عن معاویہ رض) [4] مسند فردوس دیلمی [5] بخاری و مسلم [6] بخاری و مسلم عن عمر رضی [7] طبرانی [8] احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۰۳ بروایت عبادہ بن صامت [9] مسلم [10] بخاری و مسلم (عن ابی بکرہ)

بے شک جسم میں ایک پارہ گوشت ہے کہ اگر وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن اس کے سبب سے درست ہو جاتا ہے[1]

احسان جنت میں احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنیوالا اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہ ہو گا[2]

جس کو کچھ عطا کیا جائے چاہیے کہ اس کا بدلا دے اور عوض نہ دے سکے تو اس کی تعریف کرے جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے چھپایا کفران نعمت کیا[3]

احسان کنندہ کے لئے دعا مانگے تو رد نہیں ہوتی۔

اے احسان تو کہدے اور روح القدس ترے ہمراہ ہے۔

اپنے محسن سے اس نے احسان نہ کیا۔

احسان کی جزا احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص اچھا ہے جو اپنے احباب کے ساتھ اچھا ہو" اور پڑوسیوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے[4]

سب سے بڑھ کر نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا ہے باپ کے کہیں چلے جانے مر جانے کے بعد[5]

[1] بخاری و مسلم [2] مشکوٰۃ (عن ابن عمر رض) [3] اخلاق محمدیہ مطبوعہ دل معرفہ [4] … [5] مسلم (عن ابن عمر رض)

اسلامی معاشرت

گذشتہ سے پیوستہ

(از جناب علامہ مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

دعائے مغفرت | وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

سفیان کہتے ہیں جس طرح زندے محتاج ہوتے ہیں طرف کھانے پینے کے اسی طرح مردے زیادہ تر محتاج رہتے ہیں طرف دعا کے (رواہ ابی الدنیا)

انس رضہ نے مرفوعاً کہا ہے یہ امت میری اُمت مرحومہ ہے قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر جب نکلے گی تو بے گناہ نکلے گی ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب دور ہو جائیں گے[1]

عطا نے کہا کہ بعد موت کے ثواب عتق و حج و صدقہ کا پہنچتا ہے[2]

حضرت امام محمد باقر کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ رضہ کی طرف سے امام حسن حسین آزاد کیا کرتے تھے

حجاج بن دینار مرفوعاً کہتے ہیں بحق ہر والدین کے ایک یہ بات ہے کہ نماز پڑھے ان کے لئے ہمراہ اپنی نماز کے اور روزہ رکھے ان کے لئے ساتھ اپنے روزے کے اور صدقہ دے ان کی طرف سے ہمراہ اپنے صدقہ کے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ سے مرفوعاً آیا ہے جو کوئی مرگیا اور اس پر روزے تھے تو واجب ہے کہ روزہ رکھے اس کی طرف سے اس کے قریب اس کا[3]

بریدہ رضہ نے کہا کہ ایک عورت نے حضرت سے پوچھا میری ماں پر دو مہینے کے روزے واجب تھے میں اگر اس کی طرف سے روزہ رکھوں تو اس کو کفایت کریں گے فرمایا ہاں اس نے کہا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں اس کو کافی ہوگا فرمایا ہاں[4]

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ اے رسول خدا میری ماں ناگہاں مرگئی کچھ وصیت نہ کرسکی مجھ کو گمان ہے کہ اگر کچھ بات کرتی تو صدقہ دیتی اس کو کچھ ثواب ملے گا اس کی طرف سے میں کچھ تصدق کروں (آپ نے) فرمایا ہاں[5]

سعد بن عبادہ رضہ نے کہا کہ اے رسول[6] خدا میری ماں مرگئی اور میں حاضر نہ تھا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں (تو) اس کو کچھ ثواب ہوگا (آپ نے) فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے

دوسرا لفظ یہ ہے کہ میری ماں مرگئی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا پھر سعد نے ایک کنواں کھدوایا کہا اس کا ثواب ام سعد کو ہے

ابن عمر رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے تم میں جب کوئی صدقہ نفل کرے تو اس کو اپنے ماں باپ کی طرف ٹھہرالے اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو پہونچے گا اور اس کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا[1]

عقبہ بن عامر رضہ نے کہا کہ ایک عورت نے حضرت صلعم سے پوچھا میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں فرمایا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی کہا ہاں فرمایا حج کر[2]

بزار و طبرانی نے بسند حسن انس سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے حج کرے ابوہریرہ رضہ کا یہ لفظ ہے کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی حج کرتا ہے مردہ کی طرف سے تو حاجی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوتا ہے[3]

جنازہ لیجانا | حدیث ابوہریرہ رضہ میں مرفوعاً آیا ہے تم جلدی کرو جنازہ میں اگر نیک ہے تو تم اس کو طرف خیر کے لئے جاتے ہو اور اگر کچھ اور طرح پر ہے تو ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار کر رکھتے ہو (رواہ الشیخانی)

ابن مسعود نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ جنازہ کے ہمراہ کس طرح چلیں (آپ نے) فرمایا دوڑنے سے کچھ کم اگر خیر ہے تو اس کو جلدی لیجانا چاہیئے اگر اور طرح پر ہے تو اہل نار کو دور کرنا اچھا ہے[4]

آداب دفن | عثمان بن عفان کی حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم دفن میت سے فارغ ہوتے اور کھڑے ہوکر فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے تم استغفار کرو اس کے واسطے ثابت (قدم اسلام پر) رہنا مانگو وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے[5] (باقی آئندہ)

[1] طبرانی [2] طبرانی [3] طبرانی [4] ابوداؤد [5] ابوداؤد

[1] مسلم [2] طبرانی فی الاوسط [3] صحیحین [4] مسلم [5] بخاری۔ [6] بخاری [7] رواہ احمد و اصحاب السنن الاربعہ

شرح مثنوی مولانا روم

(از معاون ایڈیٹر)

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما

ترجمہ :- اے عشق خوش رہ کہ تیری بدولت ہمارے خیالات درست ہوتے ہیں اور تو ہماری ساری بیماریوں کا طبیب ہے ؛

تشریح مولانا نے ماسوائے اللہ سے قطع تعلق کا ایک پسندیدہ و موثر طریقہ عشق بتایا تھا اب عشق کی خوبیاں بیان فرماتے اور کہتے ہیں اے عشق و رہ نموت الٰہی ہے کہ تیری بدولت ہمارے خیالات درست ہو جاتے ہیں اور تجھ سے ہمارے امراض کا علاج ہو جاتا ہے ۔

اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

ترجمہ اے عشق تو ہماری نخوت و ناموس کی دوا ہے اور تو ہی ہمارا افلاطون و جالینوس ہے ۔

تشریح یعنی عشق سے نخوت و ناموس (غرور و تکبر) ریاکاری و فریب تمام اخلاق ذمیمہ دور ہو جاتے ہیں اور انسان ان تمام برائیوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اس لئے کہ عشق میں عموماً انسان کو ذلت نصیب ہوتی ہے اور ذلت کے بعد نخوت و غرور اور عزت و عظمت کا خیال جاتا رہتا ہے گویا عشق بُرے اخلاق کی بیماریوں کو دفع کرنے میں ہمارے لئے ایسا کامل طبیب ہے جیسے کہ افلاطون و جالینوس تھے ۔

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد

ترجمہ :- عشق ہی کی بدولت ایک خاکی جسم آسمان پر پہونچا اور عشق ہی کی بدولت پہاڑ رقص میں آیا اور تجلیات الٰہی کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوگیا ۔

تشریح :- شعر کے پہلے مصرعہ میں حضور کی معراج اور عیسیٰ علیہ السلام کے عروج کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ عشق ہی کی بدولت حضور کو معراج نصیب ہوئی اور عشق ہی کے سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا ۔

اور دوسرے مصرعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ عشق ہی کی بدولت حضرت موسیٰ کی خواہش دیدار الٰہی پوری ہوئی یعنی تجلیات الٰہی نے کوہ طور پر نازل ہو کر پہاڑ میں حرکت و جنبش پیدا کی اور وہ تجلیات الٰہی کو قبول کرنے پر تیار ہوگیا ۔

عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صاعقا

ترجمہ اے عاشق عشق ہی طور پہاڑ کی جان تھا کہ اس عشق کی بدولت طور مست ہوگیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے ۔

تشریح :- یہ شعر اوپر کے شعر کی تشریح ہے مطلب یہ ہے کہ اے عاشق ذرا اس بات کو جان لے کہ طور کی جان بھی عشق ہی تھا یعنے حضرت موسیٰ کے عشق کے نور نے پہاڑ میں جان پیدا کر دی تھی اور جب اس پر تجلیات الٰہی کا نزول ہوا تھا تو وہ رقص میں آگیا تھا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے ۔ یہ شعر گویا اس آیت کا مفہوم ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا یعنے جب پہاڑ پر حضرت موسیٰ کے پروردگار کی تجلی کا نزول ہوا تو پہاڑ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے ۔

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ
زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

ترجمہ :- ساری موجودات عین معشوق ہے اور عاشق ایک پردہ ہے ۔ معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ۔

تشریح :- عشق کی تعریف و توصیف کے بعد مولانا بعض اسرار عشق کو ظاہر کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی جس قدر چیزیں اور جتنی موجودات ہیں سب معشوق کی ذات میں شامل ہیں اور وہ خداوند بزرگ و برتر کی ذات ہے اور عاشق کی ذات خداوند بزرگ و برتر کا ایک پردہ ہے مطلب یہ ہے کہ جتنی موجودات و ممکنات ہیں گویا وہ عاشق کی حیثیت رکھتے ہیں اور ذات حق سبحانہ تعالےٰ کا پردہ ہیں یعنی ان چیزوں کو دیکھ کر خدا کی ذات کا یقین ہو جاتا ہے ۔ جب یہ پردہ درمیان سے اُٹھ جائے گا اور دنیا فنا ہو جائے گی تو صرف ذات حق باقی رہ جائے گی یعنے معشوق کی ذات ہی زندہ رہنے والی ہے اور تمام ممکنات یعنی عاشق، فنا ہونے والے ہیں ۔

اس شعر میں وحدت الوجود کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ شعر کے مطابق یہ ہے کہ اگرچہ دنیا کی تمام چیزیں موجود و ممکن ہیں اور ان

کا وجود سب کو نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے اس لئے کہ وجود اعظم کے سامنے (خدا کے سامنے) ان موجودات کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہ تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں اور صرف خدا ہی کی ذات کو دائمی بقا حاصل ہے۔

چوں نہ باشد عشق را پروائے او
او چو مرغے ماند بے پروائے او

ترجمہ:۔ اگر معشوق کو طالب کی پروا نہ ہو تو وہ بے بال و پر جانور کی مانند رہ جائے اور اس پر افسوس کیا جائے۔

تشریح:۔ عشق کی تعریف اور اس کے بعض اسرار بیان کرنے کے بعد مولانا پھر اصل مسئلہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں یعنی اس امر کے بیان کرنے کی جانب کہ عشق کیونکر خدا کے قرب کا ذریعہ ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کو (شعر میں عشق سے مراد معشوق ہے) جو خدا وند بزرگ و برتر کی ذات ہے عاشق کی پروا نہ ہو تو وہ بے بال و پر جانور کے مانند رہ جاتا ہے اور کسی طرح معشوق تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس بے پروائی کی حالت میں عشق ہی باقی نہیں رہتا۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق کے عشق کی بقا صرف اس وجہ سے ہے کہ معشوق کو عاشق کی پروا ہوتی ہے اور وہ اس کے حال پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نگرانی کرتا ہے یعنے انسان خدا کا عاشق ہے اور خدا اس پر مہربان ہے اور اس کی مہربانی و توجہ ہی سے انسان باسانی ماسوی اللہ سے تعلق منقطع کر لیتا ہے۔ اگر شعر میں عشق سے مراد عشق ہی لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر عشق کو عاشق کی پروا نہ ہو تو عاشق بے بال و پر جانور کی مانند ہو جائے اور عشق ہی فنا ہو جائے۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس
چوں نباشد نور یارم ہم نفس

ترجمہ:۔ اگر میرے دوست کا نور (توجہ) میرا ہم نفس (مددگار) نہ ہو تو مجھ کو پس و پیش کی بھی خبر نہ رہے۔

تشریح:۔ اس شعر میں بھی معشوق کی پروا اور توجہ کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ اگر خدا اپنے طالب کی اعانت نہ کرے اور اس کا نور ہدایت رہنمائی نہ فرمائے تو مجھ کو پس و پیش کی بھی خبر نہ رہے اور راہ سلوک کے دشمن مجھ کو گمراہ کر دیں۔ نور سے مراد ذات حق سبحانہ کا نور ہے جو تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے یہاں تک کہ انسان کی رگ رگ میں جاری ہے اسی نور سے سالک راہ ہدایت پاتا ہے اور ہر چیز میں خدا کے جلوہ کو دیکھتا ہے۔

آئینہ کز زنگ و آلائش جدا ست
پر شعاع نور خورشید خدا ست

ترجمہ:۔ جو آئینہ زنگ و آلائش سے صاف ہے اس میں خدا کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔

تشریح:۔ مولانا کہتے ہیں کہ اے سالک اگر تو عشق کے اسرار سے واقف ہونا چاہتا ہے جو غیر متناہی ہیں تو اپنے دل کو زنگ و کدورت سے صاف کر تاکہ اس میں خدا کا نور جلوہ گر ہو اور معارف الٰہی وارد ہوں جب تیرا دل کدورت سے صاف ہو جائے گا تو تو نور الٰہی کا ادراک کر سکے گا۔

شرح دیوانِ حافظ رحمۃ اللہ علیہ

از معاون ایڈیٹر

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

ترجمہ:- ساقی شراب کے نور سے ہمارے جام کو روشن کردے۔ مطرب ہم کو یہ بشارت سنا کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔

تشریح:- اس شعر میں تمام الفاظ کے معنے اصطلاحی ہیں ساقی سے مراد مرشد کامل ہے، شراب سے مراد محبت ہے جام سے مراد باطن ہے اور مطرب سے مراد بھی مرشد کامل ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے مرشد کامل ہمارے باطن کو یعنے دل و دماغ کو محبت کے نور سے منور فرمادے اور پھر ہم کو یہ بشارت دے کہ ہمارا مقصد حاصل ہو گیا یعنی ہم کو محبت کی سوزش سے نجات مل گئی اور ہم اصلی منزل کی راہ پر پڑ لئے۔

مرشد کامل جب عشق کے معارف و اسرار کو بیان کرتا ہے اور ان سے سالک کو ذوق حاصل ہوتا ہے تو بے اختیار سالک وجد میں آجاتا ہے اسی حالت کا مطالبہ پہلے شعر میں کیا گیا ہے پھر جب مرشد دیکھتا ہے کہ سالک کا دل بھر آیا ہے اور عشق کے معارف نے اس کے دل کو مضطرب کر رکھا ہے تو وہ اس کی تسکین و دلداری کرتا اور بشارت دیتا ہے دوسرے مصرعہ میں اسی حالت کا مطالبہ تھا اس لئے وہاں مرشد کامل کو ساقی سے تعبیر کیا گیا ہے جو نہایت اچھی تعبیر ہے اور دوسرے مصرعہ میں چونکہ بشارت کی خواہش تھی اس لئے وہاں مرشد کو مطرب کہا گیا اس لئے کہ مطرب سالک کے قلب میں ذوق و کیف پیدا کرتا ہے۔

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

ترجمہ:- ہم کو شراب کے پیالہ میں معشوق کے چہرہ کا عکس نظر آتا ہے اے وہ شخص جو اس دیدار کی لذت سے بے خبر و محروم ہے تو کیا جانے کہ ہم ہمیشہ شراب کیوں پیتے ہیں۔

تشریح:- سالک اس شعر میں ملامت گر کو خطاب کرتا اور کہتا ہے کہ تو جو ہماری دائمی شرابخواری پر اعتراض و ملامت کرتا ہے واقعہ یہ ہے کہ تو حقیقت حال سے واقف اور باخبر نہیں ہے ہم شراب کے پیالہ میں اپنے معشوق کے چہرہ کا عکس دیکھتے ہیں اور اس جلوہ سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔

اس شعر میں پیالہ سے مراد یا تو دل ہے اور اس صورت میں یہی مطلب ہوگا کہ ہم دل کے پیالہ میں انوار الٰہی کا عکس دیکھتے ہیں اور مطلوب ہر وقت ہمارے سامنے رہتا ہے عشق و محبت سے ناواقف شخص تو ان اسرار کو کیا جانے یا پیالہ سے مراد معشوق مجازی یا مرشد کامل ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اے عشق و محبت کے اسرار سے ناواقف شخص ہم معشوق مجازی کے چہرہ میں انوار الٰہی کو جلوہ گر پاتے ہیں اور ہر وقت مطلوب ہمارے سامنے رہتا ہے تو ان اسرار اور لذتوں سے چونکہ واقف نہیں ہے اس لئے ہماری کیفیت پر اعتراض کرتا اور ہم کو برا بھلا کہتا ہے۔

چنداں بود کرشمہ و ناز سہی قداں
کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

ترجمہ:- معشوقان مجازی کے ناز و کرشمہ کی اس وقت تک ضرورت ہے جب تک کہ معشوق حقیقی کا جلوہ دکھائی نہ دے اور عشق و محبت حقیقی پیدا نہ ہو۔

تشریح:- سہی قدان سے مراد مجازی معشوق ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک دل میں محبت حقیقی پیدا نہ ہوا اور محبوب حقیقی کا جلوہ نظر نہ آئے اس وقت تک مجازی معشوق کی محبت ضروری ہے تاکہ مجازی محبت دل کی خرابیوں کو دور کردے اور دل پاک و صاف ہو کر معشوق حقیقی کی محبت کے قابل ہو جائے یعنے جب تک کہ عشق مجازی کے ذریعہ دل کو عشق حقیقی کے قابل نہ بنایا جائے گا اس وقت تک دل میں محبت حقیقی پیدا نہیں ہوگی اور معشوق حقیقی دل میں اپنا گھر نہیں بنائے گا۔

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما

ترجمہ:- مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن شیخ کی حلال روٹی پر ہمارا حرام پانی غالب نہ آجائے۔

تشریح:- نان حلال شیخ سے مراد مجاز و ظاہر پرستی ہے یعنے اتباع شرع اور آب حرام سے مراد شراب عشق اور حصول عشق و محبت ہے چونکہ ظاہر پرستی اور اتباع شریعت میں خدا کی پرستش و عبادت کا اظہار ضروری ہے اور یہ اظہار ایک قسم کی کثافت ہے اس لئے اس کو روٹی یعنی جسم سے تعبیر کیا گیا اور عشق و محبت میں چونکہ ریاکاری اور ظاہر پرستی حرام ہے اس لئے عشق ایک نہایت لطیف چیز ہے اور اس کی لطافت کو پانی سے تعبیر کیا گیا ہے مطلب یہ ہوا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجاز حقیقت پر غالب نہ آجائے اور ظاہر پرستی کا انجام حقیقت سے بہتر ثابت نہ ہو یہ معنے اس صورت میں ہوں گے جبکہ شعر کے نکلا نہ دیکے

اندرت کو نافیہ مانا جائے یعنے نہ کے معنی نہیں کے ہوں اگر نہ کو استفہام انکاری مانا جائے گا تو معنے یہ ہوں گے کہ مجھ کو اس کا خوف نہیں ہے کہ قیامت کے دن مجاز حقیقت پر غالب آجائے اس لئے کہ تربیت ایزدی میں تربیت پائی ہے اور خدا کے فضل و کرم سے حقیقت کی منزل پر پہونچ گیا ہے وسوسہ خاتمہ سے نہیں ڈرتا یعنے وہ خدا کی پناہ میں چلا جاتا ہے۔

مستی بچشم شاہد دلبند تا خوش است
زاں رو بسپردہ اند بمستاں زمام ما

ترجمہ :۔ ہمارے معشوق کی آنکھوں میں چونکہ مستی بھری ہوئی ہے یا معشوق کی آنکھوں کے لئے چونکہ مستی مناسب و زیبا ہے اس لئے ہمارے اختیار کی باگ ہم سے چھین کر مستوں یعنی معشوقوں کو دیدی گئی ہے۔

تشریح :۔ مستی سے مراد حق سبحانہ وتعالیٰ کی بینائی ہے یا وہ مرشد کامل مراد ہے جس میں اخلاق خداوندی اور صفات الٰہی جلوہ گر ہوں پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ تمام صفات و اخلاق حمیدہ خدائے بزرگ و برتر ہی کے لئے زیبا ہیں جن میں سے ایک صفت بینائی بھی ہے۔ اس لئے ہمارے اختیار کی باگ خدائے بزرگ و برتر کی بینائی کے حوالہ کر دی گئی ہے اور ہم کو بے اختیار بنا دیا گیا ہے۔

دوسری صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ خدا کی صفات کے آثار اور اخلاق الٰہی سے متصف ہونا صرف مرشد کامل کے لئے زیبا ہے اس لئے اختیار کی باگ ہم سے لے لی گئی ہے اور مرشد کامل و ہادیان دین مبین کے حوالہ کر دی گئی ہے اور ہم کو ان کے تابع کر دیا گیا ہے۔

بگرفت ہمچو لالہ دلم در ہوائے سرو
اے مرغ بخت کے شوی آخر بدام ما

ترجمہ :۔ میرا دل ایک سرو قامت کی محبت میں مبتلا ہو کر لالہ کی مانند خون ہوگیا ہے اے میری قسمت کے مرغ تو کب ہمارے دام میں پھنسے گا۔

تشریح :۔ اس شعر میں حافظ رحمۃ نے سالک کی حالت بسط و قبض کو بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سالک جب عشق کے راستہ پر قدم رکھتا اور مشاہدات وتجلیات کو دیکھتا ہے تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں منزل پر پہونچ گیا۔ اور اس خیال سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اس حالت کو سلوک میں بسط کہتے ہیں لیکن جب مشاہدات وتجلیات کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں اور اس کو کچھ نظر نہیں آتا تو وہ شور کرتا اور یہ خیال قائم کر لیتا ہے کہ اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور کسی جگہ نہیں پہنچا اس سے وہ تنگدل اور شکستہ خاطر ہو جاتا ہے اور حالت بسط کی باتوں کو یاد کر کے پریشان ہوتا ہے اس حالت کو قبض کہتے ہیں شعر کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ میرا دل محبت میں مبتلا ہو کر لالہ کی مانند خون ہوگیا ہے کہ اے میری قسمت کے مرغ دیکھنے مجھ حقیقی یا تجلیات الٰہی تک تک ہمارے دام میں یعنی ہمارے پاس آئے گا۔ اور کب تک اپنی تجلیات سے دل کو روشن کریں گے اور کب تک ہمارا سو ہو دلدار پیکر خوب چین بنا کر ہماری طرف مائل کرے گا

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ترجمہ :۔ جس کا دل عشق سے زندہ ہوگیا ہے وہ کبھی نہ مرے گا عالم پر اس کا دوام ثابت ہے۔

تشریح :۔ یہ شعر اس حدیث کا مصداق ہے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ یعنے خدا کے ولی اور دوست مرتے نہیں صرف ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔

اے باد اگر بگلشن احباب بگذری
زنہار عرضہ دہ بر جاناں پیام ما

ترجمہ :۔ اے ہوا اگر تو دوستوں کے باغ کی طرف جائے تو ہمارا یہ پیام ہمارے دوستوں کو ضرور پہونچا دے۔

تشریح :۔ یعنے اے ہوا یا اے رابطۂ محبت اگر تو ہمارے دوستوں کی طرف سے گذرے یا ہمارے دوستوں کے دل میں تیرا گذر ہو تو تو ہمارا یہ پیام ان کو پہونچا دے کہ خدا کے دوست مرتے نہیں ہیں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اس شعر کا تعلق اوپر کے شعر سے ہے اور دوستوں سے مراد مرشد کامل ہے۔

گر نام ما زیاد بعمداً چہ مے بری
خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

ترجمہ :۔ اگرچہ ہم کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا گیا ہے مگر وہ وقت دور نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے آملیں گے۔

تشریح :۔ یہ شعر بھی اوپر کے شعر سے تعلق رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ اے ہوا یا رابطۂ محبت تو ہمارا یہ پیام ہمارے دوستوں (مرشد کامل) کو پہنچائے کہ دائمی زندگی حاصل کر کے ہم کو کیوں دیدہ و دانستہ بھلا دیا گیا ہے وہ وقت دور نہیں ہے کہ مرنے کے بعد ہم بھی ان سے آملیں اور دنیا میں ہمارا نام و نشان نہ رہے مگر جب تک وہ وقت آئے ہم کو بھی اپنے مانند بنا لو اور فنا و بقا سے بے پروا کر دو۔

دریائے اخضر فلک و کشتی ہلال
ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما

ترجمہ :۔ آسمان کا سبز دریا اور ہلال کی کشتی ہمارے حاجی قوام کی نعمت میں غرق ہیں۔

تشریح :۔ حاجی قوام ایک وزیر یا دولتمند آدمی کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ ایک روز اس نے خواجہ حافظ کی دعوت کی تھی جب حافظ نے شربت

مشکوٰۃ شریف اردو

گذشتہ سے پیوستہ

(ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

پہلی فصل

(۴۴) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خداؐ سے پوچھا "یا رسول اللہ! کون سا گناہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے" آپ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جس خدا نے تجھ کو پیدا کیا ہے تو کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے" پھر اس شخص نے پوچھا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے" آپ نے فرمایا "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خیال سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا (یعنی بچوں کو کھلانا پڑے گا) پھر اس نے پوچھا" اور اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے" (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور اللہ تعالٰی نے (اس مسئلہ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا کسی دوسرے کو معبود قرار نہیں دیتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام ٹھہرایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر کسی حق کی بنا پر (مثلاً قصاص یا کوئی شرعی حد کی بنا پر) اور زنا نہیں کرتے (آخری آیت تک) (بخاری و مسلم)

(۴۵) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بڑے گناہ یہ ہیں (۱) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی (۳) کسی کو بلا وجہ شرعی مار ڈالنا (۴) اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) اور انسؓ کی روایت میں "جھوٹی قسم" کے بجائے "جھوٹی گواہی دینا" پایا جاتا ہے (بخاری و مسلم)

(۴۶) ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا "یا رسول اللہ! وہ کون سی باتیں ہیں؟" فرمایا (۱) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) اس جان کو جس کو مار ڈالنا خدا نے حرام قرار دیا ہے مار ڈالنا مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی کے روز پشت دکھانا (یعنی میدان جنگ یا جہاد سے بھاگ جانا) (۷) پاکدامن مومن اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (بخاری و مسلم)

(۴۷) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے زانی زنا کے وقت پورا مومن نہیں رہتا اور چوری کرنے والا چوری کے وقت پورا مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا شراب پینے کے وقت مومن کامل نہیں رہتا اور (دوسروں کا) مال لوٹنے والا جب کہ اس کو لوٹتے ہوئے لوگ دیکھ رہے ہوں پورا مومن نہیں رہتا اور تم میں سے جو شخص خیانت کرتا ہے وہ خیانت کے وقت مومن کامل نہیں رہتا پس تم لوگ ان تمام باتوں سے بچو (بخاری و مسلم) اور ابن عباس رضؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں اور قاتل جس وقت کہ کسی کو قتل کرتا ہے مومن نہیں رہتا۔ عکرمہؓ راوی کا بیان ہے کہ یہ روایت سن کر میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایمان کس طرح ان لوگوں کے دلوں سے نکال لیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اوپر کھینچ لیں اور فرمایا کہ اس طرح ایمان کھینچ لیا جاتا ہے" اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا اور جب آدمی ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اسی طرح ایمان دلوں میں واپس چلا جاتا ہے اور ابو عبداللہ (یعنے امام بخاری) کہتے ہیں کہ قاتل اور اسی طرح دوسرے گناہوں کا مرتکب پورا مومن ہوتا اور نور ایمان اس میں نہیں رہتا یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۴۸) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہؐ نے منافق کی تین نشانیاں ہیں" اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ بھی ہیں کہ اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تب بھی وہ منافق ہی ہے) اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں "بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(۴۹) عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہؐ نے جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جائے اس کو ترک نہ کر دے اور وہ چار باتیں یہ ہیں) (۱) امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) عہد کرے تو اس کو توڑ دے اور کسی سے لڑے تو گالیاں بکے (بخاری و مسلم)

(۵۰) ابن عمر رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے منافق کی مثال اس بکری کی مانند ہے جو نر کی خواہشمند ہو اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہو اور کبھی دوسرے ریوڑ کی جانب (مسلم)

دوسری فصل

(۵۱) صفوان بن عسّالؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے یہودی دوست سے کہا آؤ اس نبی کے پاس چلیں اس دوست نے کہا اس کو نبی نہ کہو وہ اگر تمہارے ان الفاظ کو سن لے گا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی وہ بہت خوش ہوگا) پس وہ دونوں یہودی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ نو کھلی ہوئی نشانیاں پوچھیں جن کا قرآن مجید میں ہے آپ نے فرمایا (۱) کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) ناحق کسی کو قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو کسی الزام میں ماخوذ کرکے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کی سزا دیدے (۶) جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ اور نہ کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ (۷) اور کفار سے جہاد کے دن نہ بھاگو" اس کے بعد آپ نے فرمایا اور "اے یہودیو! تمہارے لئے یہ خاص حکم ہے کہ تم ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو (یعنی ہفتہ کے روز شکار وغیرہ نہ کھیلو) راوی کا بیان ہے کہ آنحضرت ص کے مذکورہ بالا الفاظ کو سن کر دونوں یہودیوں نے آپکے ہاتھوں اور پاؤں کو چوم لیا اور عرض کیا: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی (برحق) ہیں آپ نے فرمایا "جب تم مجھ کو نبی مانتے ہو تو تم میری اطاعت کیوں نہیں قبول کر لیتے" انہوں نے عرض کیا (ہمارے نبی) داؤد علیہ السلام نے اپنے خدا سے یہ دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہے اس لئے ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے تو یہود ہم کو مار ڈالیں گے (ترمذی۔ ابوداؤد نسائی)

(۵۲) انس رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ص نے تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں (۱) جس شخص نے اپنی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے نہ تو کسی گناہ کے سبب تو اس کو کافر قرار دے اور نہ اسلام سے خارج ٹھیرا (۲) جہاد جب سے خداوند عالم نے مجھ کو مامور کرکے بھیجا ہے ہمیشہ جاری رہنے والا ہے یہاں تک کہ اس اُمت کا آخری (شخص یا گروہ) دجال کو قتل کردے نہ تو کوئی ظلم کرنے والا ظالم اس کو ترک کرے اور نہ انصاف کرنے والا منصف (۳) اور تقدیروں کا کامل ایمان رکھنا (ابوداؤد)

(۵۳) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ص نے کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان (اس کے جسم سے نکل کر سر پر سایہ کی طرح قائم رہتا ہے اور جب وہ (اس عمل بد سے) فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس چلا آتا ہے (ترمذی (ابوداؤد)

تیسری فصل

(۵۴) معاذ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ص نے مجھ کو دس باتوں کی وصیت کی ہے پہلی آپ نے فرمایا ہے کہ (۱) کسی کو خدا شریک نہ ٹھیرا۔ اگرچہ تجھ کو مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کر اگرچہ تجھ کو وہ یہ حکم دیں کہ تو اپنے (بیوی) کو اور مال و دولت کو چھوڑ دے (۳) قصداً فرض کو ترک نہ کر کیونکہ جس شخص نے فرض نماز کو جان کر ترک کیا۔ خدا اس سے بری الذمہ ہے (۴) شراب نہ پی کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے (۵) گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کیونکہ گناہ کے ساتھ (ہی) خدا کا غضب نازل ہوتا ہے (۶) جہاد میں اپنے آپ کو بھاگنے سے بچا، اگرچہ لوگ لڑائی میں مر رہے ہوں (۷) اور جب لوگوں میں بیماری پھیلے (یعنی وبائی مرض ہو) اور تو ان لوگوں میں موجود ہو تو موت کے خوف سے نہ بھاگ اور وہیں ٹھہرا رہ (۸) اور اپنے کنبہ پر مقدور کے موافق خرچ کر (۹) اپنے اہل و عیال کو ادب سکھا اگرچہ اس کے لئے مارنے کی بھی ضرورت پڑے (۱۰) اور خوف دلا ان کو خدا سے یعنے اچھی باتوں کی تعلیم کر اور بُری باتوں سے ان کو بچا (احمد)

(۵۵) حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ نفاق رسول خدا ص کے زمانہ تک تھا اور اب یا تو کفر ہے اور یا ایمان (بخاری)

وسوسہ کا بیان

پہلی فصل

(۵۶) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ص نے کہ میری اُمت کے دل میں جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں اللہ نے ان کو معاف کردیا ہے کہ جب تک کہ انسان ان وسوسوں کے موافق عمل نہ کرے یا زبان سے کچھ نہ کہے (بخاری و مسلم)

(۵۷) ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص کے اصحاب میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ص کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ص ہمارے دلوں میں بعض وقت ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو زبان پر لانے کا روادار نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی تم زبان سے ان کو ادا کرنے کو بُرا جانتے ہو، عرض کیا ہاں (یا رسول اللہ) آپ نے فرمایا یہی عین ایمان ہے (یعنے یہ ایمان کی علامت ہے)

(۵۸) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ص نے کہ:۔ تم میں سے (کسی) کسی کے پاس شیطان آکر یہ کہتا ہے کہ (مثلاً یہ آسمان) کس نے پیدا کیا یہ اور (زمین) کس نے پیدا کی یہ یہاں تک کہ وہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا پس جب (تیرے دل میں) اس قسم کے وسوسے پیدا ہوں تو تو خدا سے پناہ مانگ اور اس خیال کو دل سے دور کردے (بخاری و مسلم)

باقی آئندہ

اسلامی تاریخ

گذشتہ سے پیوستہ

(از مورخ اسلام جناب مولانا فضیل احمد صاحب پروفیسر حبالیہ کالج)

بڑی بحث کے بعد لشکر خلافت رکن الدین داودار کی قیادت میں بغداد سے دو کوس کے فاصلہ پر تاتاریوں کے مقابلہ پر آڈٹا سخت جنگ کے بعد لشکر خلافت کو شکست ہوئی۔ لشکر کے دو حصے ہوگئے ایک شام کی طرف بھاگ گیا اور دوسرا بغداد میں داخل ہوا۔

ہلاکو اور علقمی شکست کے بعد علقمی ہلاکو کے پاس امان طلب کرنے کے لئے آیا، امان ملنے کے بعد خلیفہ کے پاس پہونچا اور یہ دھوکہ دیا کہ ہلاکو نے جس طرح شاہ روم کو تاج و تخت سے محروم نہیں کیا۔ اسی طرح آپ کو بھی محروم نہ کریگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح آپکے بیٹے ابوبکر سے کرنا چاہتا ہے خلیفہ علقمی کی اس چال میں آیا۔

قتل خلیفہ مستعصم اعیان و شرفا حکومت کے ساتھ ہلاکو کے لشکر کی طرف چلا ہلاکو ان سب کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا پھر علقمی کی خواہش پر تمام سادات بغداد کو بھی اسی خیمہ میں جمع کر دیا گیا جب سب جمع ہوگئے تو تاتاریوں نے خلیفہ سمیت ایک ایک کرکے سب کو قتل کر دیا۔ علقمی اس منظر کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ ہلاکو نے اپنے آقا کے ساتھ نمک حرامی کرنے کے جرم کی پاداش میں علقمی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

ان کے بعد بغداد کی باری آئی تاتاری بغداد میں گھس گئے چالیس دن قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ قصر خلافت سے لیکر معمولی گھر تک ان کی آفت و تاراج سے نہ بچا تعلیم گاہیں تک مسمار کر دی گئیں کتب خانہ کے کتبخانہ دجلہ میں پھینک دئے جس سے دریائے دجلہ کے پانی کا رنگ بدل گیا۔

دولت عباسیہ کا خاتمہ مستعصم ۱۶ سال خلیفہ رہا اور ۵۰ سال کی عمر پائی اس کے قتل کے بعد بغداد سے دولت عباسیہ کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ ۵۲۴ سال یعنی سنہ ۱۳۲ھ سے سنہ ۶۵۶ھ تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت بغداد رہا اس مدت میں ۳۷ خلیفہ ہوئے اور اس زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد تمام عالم اسلامی میں دس کروڑ کے لگ بھگ تھی۔

تجدید خلافت عباسیہ

مصر میں ساڑھے تین سال تک عباسی خلافت کا سلسلہ منقطع رہا اس کے بعد مصر میں اس کی تجدید ہوئی اور ۲۵۵ سال تک خلفاء یکے بعد دیگرے خلافت عباسیہ کے نام کو باقی رکھا نام اور خطبے کے سوا انہیں

اور کوئی عظمت حاصل نہیں تھی ذیل میں ان خلفاء کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مستنصر اس کا نام ابوالقاسم احمد بن ظاہر تھا فتنہ تاتار کے وقت بغداد میں موجود نہ تھا اس لئے قتل ہونے سے بچ گیا۔ یہ مصر پہنچا۔ وہاں شاہان ممالیک میں سے سلطان ملک الظاہر بیبرس بند قداری کی حکومت تھی۔ مستنصر نے خاندان عباسیہ سے اپنے تعلق بتلایا اس لئے بیبرس اور رعایا نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی خطبہ میں اس کا نام لیا جانے لگا بیعت لینے کے بعد اس نے ایک لشکر تیار کیا اور تاتاریوں سے مقابلہ کے لئے عراق پر حملہ کیا مگر شکست کھائی یہ سنہ ۶۶۰ھ کا زمانہ تھا شکست کے بعد کچھ ایسا غائب ہوا کہ کچھ پتہ نہ چلا۔

حاکم بامر اللہ اس کا نام ابوالعباس احمد بن علی ہے فتنہ تاتار کے وقت یہ بھی غائب تھا خفیہ طور پر حلب پہونچا جہاں بہت سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی مستنصر کے غائب ہونے کے بعد اس نے بیبرس سے خط و کتابت کی اور بیبرس ہی کی دعوت پر قاہرہ چلا گیا جہاں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی گئی۔ ۴۰ سال تک خلیفہ رہا سنہ ۷۰۱ھ میں وفات پائی مصر میں دفن کیا گیا یہ پہلا عباسی خلیفہ ہے جس کی تجہیز و تکفین مصر میں کی گئی۔

آغاز دولت عثمانیہ حاکم کے زمانہ میں یعنی سنہ ۶۹۹ھ میں دولت عثمانیہ کا آغاز ہوا مگر اب اس کا بھی خاتمہ ہوگیا سنہ ۱۳۴۲ھ میں باقاعدہ طور پر جمہوری حکومت قائم کرکے ترکوں نے خاندان عثمانی کو جلاوطن کر دیا۔ تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ؕ

اسی سنہ ۶۹۹ھ میں تاتاریوں نے دمشق پر حملہ کیا سلطان نے بڑھ کر مقابلہ کیا بہت سے تاتاری قتل ہوئے لیکن آخر کار سلطان کو شکست ہوئی اور تاتاریوں نے دمشق میں خوب لوٹ مار کی۔

مستکفی بامر اللہ اس کا نام ابوالربیع سلیمان بن حاکم بامر اللہ ہے سنہ ۷۰۱ھ میں خلیفہ بنایا گیا جبکہ اس کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی مقام قوص میں ۵۶ سال کی عمر پاکر سنہ ۷۴۰ھ میں وفات اس حساب سے ۳۹ سال خلیفہ رہا۔

واثق اور حاکم بامر اللہ مستکفی نے اپنا ولی عہد اپنے بیٹے احمد کو بنایا مگر سلطان محمد قلادون نے تسلیم نہیں کیا اور ابراہیم واثق باللہ بن مستمسک باللہ کے ہاتھ پر بیعت

لیکن واثق بہت عیاش ثابت ہوا۔ اس نے ایک سال اور چند ماہ کے بعد معزول کر کے احمد بن مستکفی ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس نے فرائض خلافت کو بڑی خوبی سے انجام دیا۔ ۲۰ سال خلیفہ رہا ۷۵۳ ہجری میں وفات پائی۔

معتضد باللہ اور متوکل علی اللہ

احمد کی وصیت کے مطابق اس کا بھائی معتضد باللہ ابوبکر خلیفہ بنایا گیا اور دس سال خلیفہ رہنے کے بعد اس نے وفات پائی یعنی ۷۶۳ھ میں تو اس کے بیٹے متوکل علی اللہ ابو عبداللہ محمد کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس نے ۸۰۸ھ میں وفات پائی ۴۵ سال خلیفہ رہا ایک سو کے قریب اولادیں چھوڑیں۔

سبز نشان

متوکل کے عہد ۷۷۳ھ میں ملک اشرف منصور بن محمد قلاوون نے شرفا کے نام حکم جاری کیا کہ وہ سب اپنے عماموں پر سبز نشان لگایا کریں تاکہ ان میں اور عوام میں امتیاز پیدا ہو جائے۔

متوکل ہی کے زمانہ میں ماوراء النہر کے ایک گاؤں کش نامی سے فتح و کامرانی کا جھنڈا لئے منتقل تیمور جلوہ گر ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ماوراء النہر میں قابض ہو گیا، پھر تاتاریوں سے رشتہ جوڑا جس سے اس کی شہرت اور بڑھ گئی اور اب تو اس نے خراسان، سجستان، ہندوستان، بغداد اور بلاد روم میں سے کسی کو اپنے حملہ سے محفوظ نہ رکھا اور ان آبادیوں پر دل کھول کر ظلم ڈھائے اب قومی اضمحلال پیدا ہو چلا تھا۔ تاآنکہ ۸۰۷ھ میں تاتارکے اطراف میں انتقال کر گیا۔ ۷۰ سال کی عمر پائی اور ۳۶ سال حکومت کی۔

مستعین اور معتضد

باپ کی وصیت کے مطابق مستعین باللہ ابو الفضل عباس بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ۱۰ سال کے بعد ۸۳۳ھ میں اس کی وفات کے بعد اس کے بھائی معتضد باللہ ابو الفتح داؤد بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کی گئی جس نے ۲۹ سال کی خلافت کے بعد ۸۴۵ھ میں وفات پائی۔

مستکفی اور قائم

معتضد کے بعد اسی کی وصیت کے مطابق مستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کی گئی جس نے دس سال تک امور خلافت کو انجام دیکر اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۸۵۵ھ میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی قائم بامر اللہ ابو البقا حمزہ المتوکل خلیفہ ہوا اس کے زمانہ میں ہم خلافت پھر زندہ ہوتا ہوا نظر آنے لگا تھا کہ اس کے اور ملک اشرف کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اس لئے قائم اسکندریہ چلا گیا اور وہیں ۸۶۳ھ میں وفات پائی ۷۰ سال کی عمر پائی اور ۴۲ سال خلیفہ رہا۔

مستنجد اور متوکل

اس کے بعد مستنجد باللہ ابو المحاسن یوسف متوکل تخت خلافت پر متمکن ہوا مگر ۸۸۴ھ میں فالج کی وجہ سے وفات پائی تقریباً دو سال بیمار رہا۔ ۹۰ سال کی عمر پائی اور ۲۹ سال خلیفہ رہا اس کے بعد متوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز بن یعقوب کے ہاتھ پر بیعت کی گئی جس نے ۱۹ سال کی خلافت کے بعد ۹۰۳ھ میں وفات پائی۔

مستمسک اور متوکل

اس کے بعد مستمسک باللہ ابو الصبر یعقوب بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی گئی جس نے ۹۲۷ھ میں وفات پائی ۲۴ سال خلیفہ رہا اس کے بعد متوکل علی اللہ محمد بن یعقوب المستمسک کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔

ترکی عہد حکومت

متوکل عباسیوں کا آخری خلیفہ ہے اسی کے ہاتھ سے بنی عباس کا دیرینہ حق خلافت نکل کر بنو عثمان کے قبضہ میں چلا گیا سلطان سلیم خان بن سلطان بایزید خان نے ۹۲۳ھ میں جب شام اور مصر کے ملکوں پر قبضہ کیا تو آثار شریف یعنی علم نبوی، شمشیر رسالت اور چادر شریف بھی متوکل سے لے کر اپنے قبضہ کر لئے حرمین شریفین کی چابیاں بھی لے لیں اس کے بعد متوکل کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا۔ متوکل نے عالم پیری میں مصر واپس ہونے کی اجازت طلب کی سلطان نے اجازت دیدی اور متوکل کا روزینہ مقرر کر دیا۔ متوکل مصر ہی میں مقیم رہا تاآنکہ ۹۴۵ھ میں وفات پائی اس کی وفات نے درحقیقت اس دولت کا خاتمہ کیا جس نے رشید و مامون جیسے یادگار زمانہ افراد کی تاریخ چھوڑی ہیں۔

تذکرۂ صحابہ کرام

گذشتہ سے پیوستہ

(از جناب علامہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

(۱۱۳) حضرت حارثہ بن وہب خزاعی آپ والدہ کی طرف سے عبداللہ بن عمر خطاب رض کے بھائی ہیں حضرت اشعث بن قیس بن سعدیکرب کنیت ابو محمد ہے بعد وفات آنحضرت مرتد ہوگئے مگر عہد صدیق میں پھر مسلمان ہوگئے تھے ... کوفہ چلے گئے ۴۰ھ میں انتقال کیا۔

(۱۱۴) حضرت ابو سفیان ان کا نام صخر ابن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف فتح مکہ سے کچھ پہلے مسلمان ہوئے رسول اللہ نے طائف کی زکوٰۃ کا گماشتہ مقرر کیا تھا ۳۲ھ میں نابینا ہو کر مرے

(۱۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن امیر المومنین ابوبکر صدیق رض ان کی والدہ ام رومان تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رض کے حقیقی بھائی تھے حدیبیہ میں اسلام لائے خالد بن ولید کے ساتھ جنگ میں شریک تھے جنگ جمل میں بی بی کے ہمراہ تھے بیعت یزید کے لئے امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور بیعت نہیں کی ۵۳ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۱۶) حضرت ابوامامۃ الباہلی صدی بن عجلان اولاً سکونت مصر میں تھی بعد ازاں شہر حمص میں آ کر بعمر ۹۱ سال ۸۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۱۱۷) حضرت ابوامامہ سعد بن سہل بن حنیف انصاری حضور کے وصال کے دو سال قبل پیدا ہوئے یہ مدینہ کے تابعین میں بہت بڑے بزرگ اور عالم اجل تھے۔ ان کے والد اور ابوسعید خدری سے حدیث کی سند حاصل کی بعمر ۹۰ سال ۱۰۰ھ میں انتقال کیا۔

(۱۱۸) حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی مالک بن عبد مناف کے حلیف تھے عبداللہ تعالیٰ صحابہ تھے زہد و عبادت ممتاز تھے بن ... مروان بن حکم کے آخر زمانہ میں انتقال کیا۔

(۱۱۹) حضرت عدی بن حاتم ابو طریف کنیت ہے قبیلہ طے کے تھے اپنے مسلمان ہونے کے بعد ہی سرکار عالم نے طے کی امارت پر ممتاز فرمایا جنگ فارس میں داد شجاعت دی جنگ جمل و صفین میں حضرت علی رض کے ہمراہ تھے ... کوفہ میں انتقال فرمایا۔

(۱۲۰) حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی ۶ھ میں اسلام لائے۔ غزوہ ... میں شریک ... کا شرف حاصل تھا عراق کی فوج کشی میں مجاہدانہ شرکت کی بعمر ... ۵۶ھ میں انتقال کیا۔

(۱۲۱) حضرت مسور بن مخرمہ کنیت ابو عبدالرحمٰن ۲ھ مکہ میں بطن عاتکہ سے پیدا ہوئے صغر سنی میں حجۃ الوداع میں شریک رہے یزید اور عبداللہ بن زبیر کے اختلافات میں حضرت ابن زبیر رض کے ساتھ ۶۴ھ میں حرم میں محصور رہے اور حجاج بن یوسف کے حکم سے گولہ باری ہو رہی تھی اس میں یہ بھی کام آئے۔

(۱۲۲) حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام کنیت ابو خبیب ان کی والدہ صاحبہ کی کنیت ابوبکر صدیق تھیں ہجرت کے بعد مہاجر مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے ان کے بھائی عروہ تھے ابن زبیر رض نے اپنے وقت کو تین راتوں پر بانٹ دیا تھا ایک رات قیام کی جس میں وہ صبح تک کھڑے رہتے ایک رات رکوع ایک رات سجدہ میں گذارتے یزید کے مرنے پر اہل حجاز اور یمن اور عراق اور خراسان کے لوگ ان کے مطیع تھے۔ ابن زبیر رض کی خلافت عبدالملک بن مروان کی تخت نشینی تک رہی ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں سنگباری سے شہید ہوئے۔

(۱۲۳) حضرت عبداللہ رض بن زید بن ثعلبہ انصاری یہ بیعت عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔

(۱۲۴) حضرت عمرو بن الاسقع کنیت ابو قرصافہ غزوہ تبوک سے چند روز پہلے اسلام لائے اور اس میں شریک ہوئے بصرہ چلے گئے تھے، شام کے جہادوں میں شرکت کی آخر میں بیت المقدس میں مقیم ہوگئے اصحاب صفہ سے تھے ۵۶ احادیث ان سے مروی ہیں بعمر ۱۰۵ سال ۸۳ھ میں انتقال کیا۔

(۱۲۵) حضرت ابو عامر اشعری عبید نام تھا یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں آغاز دعوت اسلام میں مسلمان ہوئے فتح مکہ و غزوہ حنین میں شریک رہے آنحضرت صلعم کے سامنے شہید ہوئے۔

(۱۲۶) حضرت ابو شریح نام خویلد بن عمرو بن صخر خزاعی فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شریک رہے بنی کعب کا نشان ان کے ہاتھ میں تھا ۶۸ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا۔

(۱۲۷) حضرت ابو ثعلبہ خشنی نام جرثوم تھا خاندان قضاعہ

تھے آغاز اسلام میں ایمان لائے صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے بیعت رضوان میں شریک تھے آنحضرت نے ان ہی کو ان کے قبیلہ میں مبلغ بنا کر بھیجا تھا شام فتح ہونے کے بعد وہیں قیام پذیر ہو گئے امیر معاویہ کے دور حکومت میں سنہ ھ واصل بحق ہوئے۔

(۱۲۸) حضرت ابو بردہ ہانی بن نیار بیعت عقبہ ثانیہ میں ۷۰ نفوس کے ساتھ شریک تھے۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں جانفشانیاں کیں۔ براء بن عازب ان کے برادر زادہ ہیں حضرت علی کے ہمراہ خانہ جنگیوں میں شریک رہے زمانہ حکومت امیر معاویہ میں انتقال ہوا۔

(۱۲۹) حضرت ابو بشیر قیس بن عبد اللہ انصاری بارق یہ بھی تجربہ کاری کے رواۃ سے ہیں۔

(۱۳۰) حضرت ابو حمید عبد الرحمن بن سعد انصاری خزرجی ساعدی (۱۳۱) حضرت ابو محمد ابد بن ثابت بن ربیعہ فضلائے صحابہ سے ہیں بدر اور احد میں شریک رہے ... بعمر ۵۲ سال شہید ہو

(۱۳۲) حضرت ابو سیف لقیس براء بن اوس انصاری رضی حضرت ابراہیم ابن رسول کریم صلعم کے رضاعی بھائی تھے حضرت ابو سعید بن مالک انصاری خزرجی ... فاضل تھے ... آپ سے روایت کی ہے سنہ ھ میں بعمر ۸۴ سال انتقال کیا۔

(۱۳۳) حضرت ابو مالک کعب بن عاصم اسری حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔

(۱۳۴) حضرت ابو واقد حارث بن عوف لیثی قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں سنہ ھ میں انتقال کیا۔

(۱۳۵) حضرت ابو یعلیٰ عبد الرحمن بن حبیب انصاری مازنی غزوہ بدر میں شریک تھے بعمر ۷۰ سال سنہ ھ میں انتقال کیا۔

(۱۳۶) حضرت العلاء الحضرمی عبد اللہ الحضرمی آنحضرت کے عامل بحرین تھے سنہ ھ میں وفات پائی۔

(۱۳۷) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کنیت ابو عبد اللہ انصاری غزوہ بدر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۸ غزوات و سریات میں شریک رہے آخر میں شام اور دو سال مصر چلے گئے وہیں سنہ ھ میں انتقال کیا۔

(۱۳۸) حضرت حذیفہ بن یمان کنیت ابو عبد اللہ آپ ... دو نامور ... تھے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی کی شہادت کے ... بعد مدائن میں سنہ ھ میں انتقال کیا۔

(۱۳۹) حضرت حسان بن ثابت بن منذر مداح نبی ... قریش کے مقابل بڑے بڑے معرکے جیتے پوری عمر پا کر سنہ ھ میں انتقال ... حضرت زرارہ بن اوفیٰ نے سنہ ھ میں وفات پائی

(۱۴۰) حضرت ... بن ... غزوہ ... میں شریک ... سنہ ھ میں انتقال کیا (۱۴۱) حضرت حمید بن ... دمشق ... حضرت عمر فاروق نے ... میں سنہ ھ میں ... ہوا۔

(۱۴۲) حضرت عبد اللہ بن زید ... غزوہ احد میں شریک تھے ... سنہ ھ میں شہید ہوئے۔

(۱۴۳) ... عبد اللہ بن ... بن نعمان ... کنیت ابو محمد ... قیام ... کیا ... میں بھی ... سعد بن زبیر ... امام حسن بصری ... ہے۔

(۱۴۴) حضرت ... غزوہ بدر میں شریک ... سنہ ھ میں انتقال کیا۔

(۱۴۵) حضرت ... بن عدی ... سنہ ھ ... انتقال کیا۔

ادب نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

(ایک نایاب عربی کتاب کا ترجمہ از جناب حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(۳) مسلم اور مہاجر کا بیان

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ (بخاری، ابو داؤد، نسائی)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ و مامون رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو ترک کر دے جن سے خدا نے منع فرمایا ہے۔

معانی کی تشریح: حدیث سبق کی تشریح میں ہم اسلام کے معنے بیان کر چکے ہیں اور اس سے پہلے حدیث کی تشریح میں ہجرۃ کے مفہوم کو واضح کیا جا چکا ہے اس حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ بیان فرماتے ہیں کہ کون شخص اسلام کے لقب کا مستحق ہے اور کون لقب مہاجر کا؟ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے شر سے مسلمان بھی محفوظ رہیں اور وہ غیر مسلم بھی جو مسلمانوں کی حفاظت و نگرانی میں ہیں یا جن سے مسلمانوں کا عہد استوار ہو چکا ہے (اگرچہ مسلمانوں کی عزت و حرمت غیر مسلموں کی عزت و حرمت سے بلند و برتر ہے) اور یہ کہ غیر مسلموں کو اذیت و تکلیف پہنچانے میں پیش قدمی (پہل) نہ کی جائے۔

اب رہے وہ لوگ جو ہمارے مذہب یا ہماری آبادیوں پر حملہ آور ہوں ان کی مدافعت اور ان سے جنگ کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنی پوری طاقت اور اپنی ہر ممکن کوشش و تدبیر سے ان کی مدافعت کریں اور ان سے لڑیں۔

حضور نے اس حدیث میں صرف زبان اور ہاتھ کے شر سے محفوظ رہنے کا ذکر فرمایا ہے اور باقی اعضاء کے شر کا ذکر نہیں کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذیت و تکلیف عموماً انہی دو اعضاء سے زیادہ پہونچتی ہے۔ اگرچہ دوسرے اعضا بھی تکلیف دہ اور اذیت رساں ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب ان دو اعضاء سے جو اذیت رسانی کے خاص آلے ہیں لوگوں کو اذیت و تکلیف پہونچانے کی ممانعت کی گئی ہے تو دوسرے اعضاء سے جو ان کے مقابلہ میں کم اذیت رساں ہیں بدرجۂ اولیٰ اذیت رسانی کی ممانعت ہے، مختصر یہ کہ مسلمان وہ ہے جس کے تمام اعضاء کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔

اس حدیث کی بنا پر سچا مسلمان اور کامل الایمان مسلم وہ ہے جو سب و شتم سے اپنی زبان کو آلودہ نہ کرے کسی پر عتاب نہ کرے کسی پر غضبناک نہ ہو کسی کی چغلی و شکایت نہ کرے، غیر شرعی عمل کی کسی کو ترغیب نہ دے غیر شرعی فعل کا کسی کو حکم نہ دے، امر شرعی سے کسی کو نہ روکے لوگوں پر بہتان نہ باندھے۔ کسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دے بے اصل اور جھوٹ بات کو کسی کی طرف نہ منسوب کرے کسی کے ساتھ فریب نہ کرے کسی کو دھوکہ نہ دے جس بات کا علم نہو اس کے متعلق اپنی زبان سے ایک حرف نہ کہے اور کسی کا مذاق اڑانے کے لئے زبان کو جنبش نہ دے بلکہ ہر معاملہ میں اور ہر موقعہ پہ اخلاق سے کام لے نہایت شیریں گفتگو کرے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے کسی موقعہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

اسی طرح مسلمان وہ ہے جو لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے اذیت نہ پہنچائے یعنی لوگوں کے کھیتوں کو نہ اجاڑے ان کے جانوروں کو زہر نہ دے۔ ان کے مکانوں کو منہدم نہ کرے ان کی حدود کو تبدیل نہ کرے مار پیٹ نہ کرے۔ قتل و غارت گری نہ کرے مال نہ لوٹے۔ اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا کاغذ یا دستاویز نہ لکھے جس سے لوگوں کی عزت و حرمت اور حقوق کو نقصان اور ان کے دشمنوں کو فائدہ پہنچتا ہو یا اس کے ذریعہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں بلکہ اس کا ہاتھ ایک شریف اور پاکیزہ ہاتھ ہو جو عمل خیر کے لئے حرکت میں آئے، اور حق بات کے لئے جنبش کرے۔

اپنے بچوں کو تربیت و تادیب کے سلسلہ میں مارنا پیٹنا، مجرموں کو شرعی حدود کی موافق قطع دست یا جلد کی سزا دینا، فساد و فتنہ کی کوشش کرنے والوں کو قتل کرنا، لوگوں کے مال، جان اور عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے بدمعاشوں کو دھمکانا یہ تمام اس حدیث کے موافق عمل خیر میں شامل ہیں۔

اسی طرح مسلمان وہ ہے جو لوگوں کو اپنی بصارت، سماعت آواز، اور پاؤں وغیرہ اعضاء جسم سے تکلیف و اذیت نہ پہونچائے یعنی کسی کی بہو بیٹیوں کو بری نظر سے نہ دیکھے، بدنیتی سے کسی کے خط، کاغذ یا دستاویز وغیرہ کو نہ دیکھے اپنی آواز سنا کر اور اپنی موجودگی کا اظہار کر کے کسی مشورہ تجاویز میں خلل نہ ڈالے کسی کو نقصان پہونچانے کی نیت سے کسی شخص کے پاس نہ جائے کسی ایسی جگہ نہ جائے جہاں اس کے جانے سے کسی کی عزت و حرمت کو اور حقوق کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو۔ بلکہ اس کے تمام اعضاء لوگوں کے لئے باعث خیر و فلاح ہوں اور لوگ ان کے شر سے محفوظ و مامون رہیں۔

اور اس حدیث کی بنا پر مہاجر صرف وہی نہیں ہے جو دارالحرب کو چھوڑ کر دارالامن میں چلا گیا ہو بلکہ حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام کاموں کو ترک کر دیا ہو جن سے خداوند بزرگ و برتر نے منع فرمایا ہے یعنے نہ تو وہ کسی کو قتل کرے، نہ چوری کرے، نہ زنا کرے نہ فسق و فجور میں مبتلا ہو نہ جھوٹی گواہی دے، نہ شراب پئے، نہ بخل کرے، نہ اسراف کرے، نہ شرعی امور میں مداہنت و سستی کرے اور نہ منافقانہ برتاؤ کا روادار ہو بلکہ ان تمام امور کو ترک کر دے جو شرعاً حرام و ممنوع ہیں اور اپنے اور تمام معاصی کے درمیان ایک پردہ ڈال دے یا ایک مضبوط دیوار بنا دے تاکہ معاصی نظر سے دور ہیں اور وہ معاصی سے دور رہے اس کا ہر کام بھلائی پر مبنی ہو اور وہ صرف ان کاموں کی طرف متوجہ رہے جو اسلام نے اس پر واجب کر دئے ہیں۔

اس حدیث کے الفاظ یہ تبلاتے ہیں کہ خداوند تعالے انسان کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتا بلکہ انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے جو اس کے اعتراف کی صداقت پر دلالت کرتے ہوں یعنی جن کے اعمال سے اسلام کی تائید ہوتی ہو۔

پھر اس حدیث سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایک مسلمان کا اپنے جسم کے اعضا سے دوسرے لوگوں کو اذیت و تکلیف پہونچانا ممنوع و حرام ہے اسی طرح بحیثیت ایک مسلمان کے اپنے آپ کو بھی کسی قسم کی اذیت و تکلیف اپنے اعضا سے پہنچانا ممنوع و حرام ہے یعنے ایسی تکلیف و اذیت جو قانون شرع کے خلاف ہے مثلاً معاملات پر غور کئے بغیر کوئی ایسی بات زبان سے کہدینا جو اس کے لئے مصیبت کا پیش خیمہ ہو اتنا قرض لینا جس کی ادائیگی اس کے امکان میں نہو، کوئی ایسا فعل کرنا جس سے دوسروں کو تو نقصان نہ پہنچتا ہو مگر وہ خود اس سے مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ اپنی صحت کی طرف سے بے پرواہ ہو کر ایسے اعمال میں انہماک جو اس کی صحت کو خراب کر کے اس کی زندگی کو تلخ کر دیں کاروبار میں اپنی مالی حالت کو پیش نظر رکھے بغیر کوئی ایسا معاملہ کرنا یا اتنا حد سے بڑھ جانا جو اس کی ساکھ کو خطرہ میں ڈالدے اپنی آمدنی کے اوسط سے اتنا زیادہ خرچ کرنا جو اس کی عزت و حرمت اور کاروبار کو نقصان پہونچائے وغیرہ وغیرہ بلکہ ان تمام باتوں کی بجائے ایک مسلمان کو اپنی ذات کے متعلق بھی کافی احتیاط کی ضرورت ہے اعتدال و میانہ روی کی حاجت ہے اور ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ بحیثیت ایک مسلمان کے خطرات سے محفوظ رہے۔

ان تمام باتوں سے مراد یہ ہے کہ ایک مسلمان جان بوجھ کر اپنے آپ کو اعضاء کی حرکات سے نقصان نہ پہونچائے اگر نادانستہ یا اتفاقی طور پر کوئی اذیت پہنچ جائے تو یہ تقدیری امر ہے۔

(۴) ایمان کی علامت کا بیان

عن انس رضہ عن النبی صہ قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ (بخاری، مسلم، احمد، نسائی)

ترجمہ: حضرت انس رضہ کہتے ہیں حضرت رسول مقبول صہ نے فرمایا ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی اسی چیز کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

الفاظ کی تشریح: محبت اس چیز کی جانب میلان طبع کو کہتے ہیں جو طالب کی نظر میں پسندیدہ ہو خواہ وہ چیز حسن و جمال ہو یا فضل و کمال ہو یا احسان و بھلائی ہو اس حدیث میں میلان طبع سے مراد اختیاری میلان طبع ہے طبعی اور قہری نہیں۔

معانی کی تشریح: ایمان کامل کی علامت یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے آپ کو مسلمانوں کی اجتماعی حالت کا ایک رکن سمجھے جماعت کے نفع کو اپنا نفع اور جماعت کے نقصان کو اپنا نقصان خیال کرے۔

جب ایک مسلمان اس پاکیزہ احساس کو محسوس کرلیگا اور اس کے دل و دماغ میں یہ پاکیزہ خیال راسخ ہو جائے گا تو وہ دوسرے کو اپنی ہی مانند خیال کریگا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسلمانوں میں غیریت ہی باقی نہ رہے گی ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو اپنی ذات کی طرح سمجھے گا اور اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ و سلوک کریگا جیسا کہ اپنی ذات کے ساتھ کرتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس بات یا چیز کو اپنے لئے بہتر و مفید خیال کریگا اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی اس کو بہتر و مفید سمجھے گا مثلاً ایک مسلمان اپنے لئے وسیع علم پاکیزہ خلق بہتر عمل، شریف و صالح بیوی لائق و فائق اور نیک کردار اولاد بہترین سواری مخلص اور وفادار رشتہ دار اور دوست، شریف و صالح بھائی اور اطاعت گذار و وفادار ملازم و خادم پسند کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی ایسی اور انہیں چیزوں کو پسند کرے اور مسلمان بھائی کو اپنے حقیقی بھائی کی مانند خیال کرے خواہ وہ مسلمان پست درجہ کا ہو یا بلند و برتر مرتبہ کا۔

اس حدیث کی بنا پر جو شخص اس طبیعت کا ہو کہ جو چیز وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسرے مسلمان کیلئے اس کو پسند نہ کرے یا کسی مسلمان کو اسی کی مانند عزت و حرمت اور دولت حاصل ہو جائے تو وہ اس پر حسد کرے اور اس سے بغض و کینہ رکھے تو اس کی فطرت ایمان کامل کے منافی و مخالف ہوگی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ طبیعت کفر کے آثار و علامات میں سے ہوگی۔

پھر اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہر مسلمان بھائی کیلئے اسی چیز کو پسند کرے جس کو وہ اپنے لئے بہتر و مفید خیال کرتا ہے اسی طرح مسلمان کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ جس چیز کو اپنے لئے برا اور مکروہ خیال کرتا ہے اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی اس کو برا اور مکروہ خیال کرے مثلاً ایک مسلمان اپنے لئے فقر اور افلاس اور ذلت کو برا خیال کرتا ہے غلامی اور پستی کو مکروہ سمجھتا ہے مال و اولاد یا اپنی ذات کو خطرہ میں ڈالنا پسند نہیں کرتا اور خطرہ میں پڑنے کے بعد نجات و خلاصی کی کوشش کرتا ہے اسی طرح وہ ان باتوں کو ہر مسلمان کے لئے برا خیال کرے اور وہ ابتلا میں پڑ جائے تو اس سے نکالنے کی کوشش کرے مختصر یہ کہ جس بات کو وہ اپنے لئے نقصان رساں اور خطرناک سمجھے اپنے ایمان کو کامل بنانے کے لئے اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی اس بات کو خطرناک و نقصان رساں خیال کرے۔

ناموران اسلام

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

(از عزیز حسن بقائی)

ابو عبداللہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ابو طالب کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بڑے بھائی اور حضور رسول اللہ کے چچا زاد بھائی تھے اسلام لانے کے بعد آپ نے اسلام کی جو شاندار خدمات انجام دیں ہیں صحابہ کی کثیر تعداد میں ان کی نظیر کم ملے گی۔

آپ کے اسلام لانے کا واقعہ نہایت عجیب ہے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضور صلعم اور حضرت علی دونوں عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ابو طالب رضی نے اس موثر منظر کو دیکھا دل پر خاص اثر ہوا اور انہوں نے اپنے بڑے بیٹے جعفر طیار رضی سے جو ان کے پہلو میں کھڑے اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہا جاؤ تم بھی اس عبادت کا لطف اٹھاؤ اور اپنے چچا زاد بھائی (حضور صلعم) کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ، چنانچہ جعفر گئے اور حضور صلعم کے بائیں پہلو میں کھڑے ہو گئے اور حضور صلعم کے ساتھ نماز ادا کی۔

اسلام کا یہ پہلا اتفاق تھا جس سے حضرت جعفر رضی کو خاص لطف حاصل ہوا تھا اور اس کے بعد وہ اس فکر میں رہنے لگے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسلامی عبادت کے ذوق سے وہ اپنی روح کو تازہ کرنے کا مستقل موقعہ حاصل کریں چنانچہ ان کی یہ خواہش پوری ہوئی اور وہ اسلام کے حلقہ میں داخل ہو کر مستقل طور پر عبادت الٰہی کا ذوق حاصل کرنے لگے۔

جس وقت حضرت جعفر رضی مشرف باسلام ہوئے ہیں اس وقت اگرچہ مسلمانوں کی تعداد پینتیس چھتیس سے زیادہ نہ تھی لیکن کفار مکہ کی سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں اور مسلمانوں کو بہت زیادہ تنگ کیا جا رہا تھا یہاں تک کہ حضور صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو قریش کے مظالم سے عاجز آ کر زید بن ارقم کے گھر میں پناہ لینی پڑی تھی اور آپ وہیں عبادت الٰہی اور تبلیغ اسلام فرمایا کرتے تھے۔

اسلام کی سب سے پہلی ہجرت میں حضرت جعفر طیار رضی بھی شریک تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب مکہ کے قریش نے مسلمانوں کو بہت ستایا اور مسلمان اُن کی سختیوں سے اس درجہ تنگ آ گئے کہ گھر سے باہر نکلنا اور کسی جگہ عبادت کرنا ان کے لئے مشکل بلکہ ناممکن ہو گیا تو حضرت رسول مقبول صلعم نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ حبش چلے جائیں وہاں کا بادشاہ رحمدل اور منصف مزاج ہے تم کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دیگا چنانچہ اس ہجرت پر مسلمانوں کی بڑی تعداد تیار ہو گئی

سب سے پہلا قافلہ جو مکہ سے ہجرت کر کے حبش گیا تھا اس میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اس قافلہ کی روانگی کے بعد وقتاً فوقتاً اور لوگ بھی ہجرت کرتے رہے غالباً حضرت جعفر طیار رضی دوسرے یا تیسرے قافلہ کے ساتھ حبش پہنچے اور مسلمانوں کے ساتھ آرام و سکون سے رہنے لگے۔

جب حبش میں مسلمانوں کی کافی تعداد جا کر آباد ہو گئی تو مشرکین مکہ کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان اسی طرح آہستہ آہستہ حبشہ چلے جائیں گے اور اسلام کی تبلیغ کا دائرہ حبشہ میں وسیع ہو جائے گا تو انہوں نے باہم مشورہ کیا اور یہ قرار پایا کہ شاہ حبش نجاشی کے پاس ہدایا و تحائف کے ساتھ وفد بھیجا جائے اور اس سے درخواست کی جائے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے باہر نکال دے چنانچہ مشرکین مکہ نے عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو حبشہ روانہ کیا یہ لوگ حبش پہنچ کر وہاں درباری لوگوں سے ملے اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ان کو اپنی تائید پر آمادہ کر لیا اس کے بعد نجاشی کے دربار میں پہنچے اور ہدایا و تحائف پیش کر کے عرض کیا کہ "ہمارے ملک کے چند سادہ لوح لڑکوں نے اپنا خاندانی مذہب ترک کر کے ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے جو ہمارے اور آپ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے اور ان لڑکوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے ملک میں چلی آئی ہے اس لئے ہم عرض پرداز ہیں کہ آپ ان لڑکوں کو ہمارے حوالہ کر دیں یا اپنے ملک سے نکال دیں درباری لوگوں نے جن کو مشرکین مکہ نے پہلے سے ہموار کر لیا تھا اس کی تائید کی اور کہا کہ:۔ ان لڑکوں کو ان کے حوالے کر دینا بہتر ہے"۔

نجاشی نے اس درخواست کے جواب میں برہم ہو کر کہا "جب تک میں ان لوگوں سے مل کر خود تحقیقات نہ کر لوں گا اس وقت تک ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا یہ لوگ میرے مہمان ہیں اور میرے ہاں پناہ گزیں ہیں بغیر تحقیقات کے ان کو تمہارے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد نجاشی شاہ حبش نے مسلمانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا "تم نے کونسا مذہب ایجاد کیا ہے کہ اس کی وجہ سے خاندانی مذہب کو ترک کر دیا" حضرت جعفر طیار رضی آگے بڑھے اور نجاشی کے جواب میں فرمایا

بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے بتوں کو پوجتے تھے، مردار خور تھے فواحش میں مبتلا تھے، قطع رحم کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا سلوک اچھا نہ تھا، ہمارا طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا ہم اسی قسم کی درندگی میں مبتلا اور وحشت کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ خدا نے ہم میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمایا جس کی سچائی پاکیزگی امانت اور خاندانی حالت کو ہم اچھی طرح جانتے

تھا اس نے ہم کو خدائے واحد کی پرستش کا حکم دیا اور بتوں کی پرستش سے روکا سچ بولنے امانت ادا کرنے صلہ رحمی کرنے پڑوسیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے حرام باتوں اور خون ریزی سے بچنے کی ہدایت کی ہم اس شخص پر ایمان لے آئے۔ شرک و بت پرستی کو ہم نے چھوڑ دیا۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھ لیا اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے چونکہ ہم نے شرک و بت پرستی سے توبہ کر لی تھی اور خدا پرستی کو اختیار کر لیا تھا اس لئے ہماری قوم کے لوگ ہمارے دشمن ہو گئے اور ہم کو طرح طرح کی تکالیف دینے لگے تاکہ ہم خدائے واحد کی عبادت نہ کریں اور بت پرستی کو اختیار کر لیں ہم لوگ جب ان کی اذیتوں اور تکلیفوں سے تنگ آ گئے تو ہم نے اپنا وطن چھوڑ دیا اور یہاں چلے آئے تاکہ اطمینان و سکون کے ساتھ اپنے خدا کی عبادت کر سکیں اور ان کی اذیتوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہیں۔"

حضرت جعفر طیار رضہ نے یہ تقریر ایسے پر جوش لہجہ میں کی جس سے صداقت و حقانیت ٹپکتی تھی اور خلوص و عقیدت ظاہر ہوتی تھی نجاشی نے اس تقریر کو سن کر کہا۔ خدا کا کلام جو تمہارے نبی پر نازل ہوا ہے اس میں سے تم کو کچھ یاد ہے؟ حضرت جعفر طیار رضہ نے فرمایا "ہاں" نجاشی نے کہا "سناؤ" حضرت جعفر طیار رضہ نے سورۂ کہٰیعص کا تھوڑا سا ابتدائی حصہ سنایا جس کو سن کر نجاشی اور دربار کے پادری اس قدر متاثر ہوئے کہ روتے روتے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں نجاشی نے کہا "یہ مذہب اور عیسیٰ م کا لایا ہوا دین دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ اس کے بعد نجاشی نے مشرکین مکہ کو حکم دیا کہ تم واپس چلے جاؤ ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرے روز مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے خلاف ایک اور چال چلی اور وہ یہ کہ نجاشی سے جا کر یہ کہا کہ:- یہ لوگ حضرت عیسےٰ کے متعلق بہت برا عقیدہ رکھتے ہیں آپ ان کو بلا کر دریافت کیجئے مشرکین مکہ کا خیال تھا کہ مسلمان حضرت عیسےٰ م کو خدا کا بیٹا نہ بتائیں گے اور عیسائی ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس طرح دونوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ہماری بات بن جائیگی چنانچہ مسلمانوں کو طلب کیا گیا اور ان سے پوچھا کہ تم حضرت عیسےٰ کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو حضرت جعفر طیار رضہ نے فرمایا:- ہماری کتاب کی رو سے حضرت عیسےٰ خدا کے بندے اس کے رسول اور اس کی روح ہے، نجاشی نے یہ سنا اور زمین پر ہاتھ مار کر ایک تنکا اٹھایا اور کہا تم نے جو کچھ کہا درست ہے حضرت عیسےٰ م اس سے یعنی تنکے کے برابر بھی زیادہ نہ تھے۔ مختصر یہ کہ مشرکین مکہ کی یہ سفارت ناکام رہی اور وہ نامراد واپس چلے گئے۔

حضرت جعفر طیار رضہ حبشہ کی پہلی ہجرت میں بھی شریک تھے اور دوسری ہجرت میں بھی دوسری مرتبہ ہجرت کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ پہلی ہجرت کے مہاجرین حبش ہی میں تھے کہ کسی نے ان کو یہ خبر پہونچائی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں یہ خبر اگرچہ غلط تھی مگر مسلمانوں کو اس کا یقین ہو گیا اور وہ وطن کی محبت میں واپس چلے آئے مکہ کے قریب پہونچ کر ان کو معلوم ہوا کہ خبر غلط ہے یہ موقعہ انتہائی پریشانی کا تھا تھکے ماندے منزلوں کا سفر طے کر کے آئے تھے واپس جانے کی ہمت نہ تھی اور مکہ کے اندر جاتے ڈرتے تھے آخر عبداللہ بن مسعود کے سوا تمام لوگ جس طرح ممکن ہوا مکہ چلے گئے۔

چند روز کے بعد مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو پھر ستانا شروع کیا اور چونکہ وہ حبش میں ناکامی کے سبب بہت جلے ہوئے تھے اس لئے ان کی سختیاں حد سے بڑھ گئی تھیں آخر حضرت رسول مقبول صلعم نے مسلمانوں کو پھر یہی مشورہ دیا کہ وہ حبش چلے جائیں چنانچہ اس مرتبہ ۸۳ مرد اور ۲۰ عورتیں ہجرت کے لئے تیار ہوئیں جن میں حضرت جعفر رضہ بھی تھے اور یہ قافلہ روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں کی دوسری ہجرت حبش کے بعد مشرکین مکہ اور جل گئے اور جو مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے ان سے سخت انتقام لینا چاہا یہاں تک کہ وہ حضور م ہی کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے آخر خداوند تعالےٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا اور آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

حضرت جعفر طیار رضہ مدینہ کی ہجرت کے ۶ سال بعد تک حبش ہی میں رہے سنہ ۷ ہجری میں وہ حبش سے مدینہ تشریف لائے جس وقت حضرت جعفر رضہ مدینہ پہونچے ہیں اس وقت مسلمان مدینہ میں فتح خیبر کی خوشیاں منا رہے تھے حبشہ کے مہاجرین کی واپسی نے اس خوشی میں چار چاند لگا دئے حضرت جعفر رضہ جب حضور م کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور م ان سے بغل گیر ہو گئے اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا:- میں نہیں کہہ سکتا کہ جعفر رضہ کی واپسی سے مجھ کو زیادہ خوشی ہوئی ہے یا فتح خیبر سے"

فدایان اسلام کی جماعت میں جن لوگوں کے نام درج ہیں ان میں حضرت حمزہ رضہ اور حضرت جعفر طیار رضہ کے نام ہر حیثیت سے نمایاں ہیں۔ حضرت حمزہ رضہ نے اس وقت اسلام کی خدمت کی تھی اور اپنی پاک روح کو اسلام پر قربان کیا تھا جب کہ کفر و اسلام کا زبردست مقابلہ تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جس وقت کفر اسلام کے خاتمہ پر تلا ہوا تھا اور اسلام کی کمزوری سارے عرب میں نمایاں تھی اور حضرت جعفر طیار رضہ نے اس وقت اسلام پر جاں نثار کی تھی جب کہ بیرونی دشمنوں یا عیسائیوں سے اسلام کا مقابلہ شروع ہوا ہے۔

حضرت جعفر رضہ کو حبشہ سے آئے ہوئے صرف ایک سال گذرا تھا اور اس درمیان میں عمرو بن العاص اور خالد بن ولید جیسے بہادر اور شجاع اسلام کے حلقہ میں داخل ہو چکے تھے کہ حضرت سرور عالم صلعم کو عیسائیوں سے برسر پیکار ہونے کا خیال پیدا ہوا اور شام کی طرف ایک لشکر روانہ کرنے کا آپ نے ارادہ فرمایا چنانچہ ۳ ہزار فدایان اسلام کا ایک لشکر تیار کیا گیا۔ جن میں حضرت خالد بن ولید بھی شریک تھے جب یہ لشکر روانہ ہوا تو حضور

سرورِ عالم صلعم نے سپاہ کا علم حضرت زید بن حارثہ کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو لشکر اسلام جعفر طیار رضؓ کے سپرد کیا جائے اور جعفر طیار رضؓ شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ کو اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔

حضرت جعفر طیار رضؓ نے یہ حکم سن تو آگے بڑھ کر حضور صلعم سے عرض کیا "مجھ کو امید نہ تھی کہ آپ زید بن حارثہ کو مجھ پر امیر بنائیں گے، حضور صلعم نے فرمایا۔ جعفر رضؓ تم نہیں جانتے بہتری کس میں ہے اس بات کا خیال دل سے دور کر دو اور جو حکم میں نے دیا اس پر عمل کرو

واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم کو ان تمام باتوں کا علم ہو گیا تھا جو اس جنگ میں پیش آنے والی تھیں ... آپ نے تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھا دیا اور اس کے بعد فوج کو رخصت کر دیا

یہ لشکر مدینہ سے روانہ ہو کر شام کی طرف روانہ ہوا صرف تین ہزار آدمیوں کی جمعیت تھی یہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ روم کا بادشاہ ہرقل مقام ... پر آیا ہوا ہے جس کے ساتھ دو لاکھ رومی سپاہی اور نصارائے عرب ہیں اور وہ مسلمانوں کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے اسلامی لشکر دو رات معان میں قیام پذیر رہا اور افسران سپاہ باہم یہ مشورہ کرتے رہے کہ افواج مقابل کی تعداد بہت زیادہ ہے حضرت رسول اللہ صلعم کو خط لکھ کر صلاح کی بابت دریافت کیا جائے اور امداد مانگی جائے عبد اللہ بن رواحہ نے جب لوگوں کو متذبذب پایا تو ان کے درمیان کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا مسلمانو! تم شہادت کی جستجو میں آئے ہو ... ہم کافروں سے اپنی تعداد اور قوت کے بھروسہ پر نہیں لڑتے بلکہ دین اسلام کی طاقت سے اور اسلام کے لئے لڑتے ہیں تذبذب کی ضرورت نہیں آگے بڑھو اور مقام موتہ پر پہنچ کر اپنی صفوں کو ترتیب دو اور دشمنوں سے لڑو یقیناً دو نیکیوں میں سے ایک نیکی کے ہم مالک ہوں گے یعنی یا تو ہم دشمنوں پر فتح حاصل کریں گے اور یا ہم کو شہادت نصیب ہوگی۔

عبد اللہ بن رواحہ کے ان الفاظ نے مسلمانوں میں تازہ روح پھونک دی زید بن حارثہ سالار لشکر ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے ہاتھ میں نشان فوج لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور موتہ پہنچ کر ہرقل کے مقابلہ میں فوجوں کو درست کر کے کھڑا کر دیا۔

زید بن حارثہ سالار لشکر علم اسلام لئے ہوئے لشکر کے آگے کھڑے ہوئے اور دائیں بائیں اسلامی فوج کے بہادروں کو مقرر کیا گیا اور جنگ شروع ہو گئی تین ہزار مسلمانوں کے سامنے ایک لاکھ کا لشکر تھا مگر مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور نہایت جرأت داری سے مقابلہ کیا زید بن حارثہ لڑتے لڑتے ... آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ ایک موقعہ پر دشمنان اسلام نے ان کو ... لیا اور تلواروں تیروں سے مار مار کر ان کو شہید کر دیا ان کے شہید ہوتے ہی حضرت جعفر رضؓ آگے بڑھے اور اسلام کے جھنڈے کو اٹھا لیا اور دشمنوں سے لڑنے لگے اول تو حضرت جعفر رضؓ گھوڑے پر سوار دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے اور خوب داد شجاعت دی جس طرف آپ گھوڑے کو ایڑ دیتے دشمنوں کی صفوں کی صفیں برہم ہو جاتیں اور آپ دشمن کا خاتمہ کر کے دوسری جانب رخ کرتے مگر جب آپ کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا تو آپ پاپیادہ لڑنے لگے چونکہ آپ کی شجاعت و جانبازی کے کرشمے دشمنان اسلام دیکھ رہے تھے اس لئے بہت سے لوگوں کی نظریں آپ پر تھیں ایک موقعہ پر آپ سیدھے ہاتھ میں علم سنبھالے الٹے ہاتھ سے تلوار چلا رہے تھے کہ کسی نے آپ کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ آپ نے فوراً علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا اور ایک مقام پر علم کو سنبھال کر کھڑے ہو گئے ایک اور دشمن نے آپ کے بائیں ہاتھ کو بھی شہید کر دیا اور عبد اللہ بن رواحہ رضؓ نے فوراً علم کو سنبھال لیا۔ دشمنوں کا ہر طرف سے نرغہ تھا تیغ و تبر اور سنان و تیر کی بارش ہو رہی تھی حضرت جعفر طیار رضؓ کا بدن زخموں سے پہلے ہی چور تھا جب دونوں ہاتھ کٹ گئے تو آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

عبد اللہ بن رواحہ بھی تھوڑی دیر کے بعد شہید ہو گئے اور لڑائی کا رنگ بدل گیا مسلمانوں کے تین علم بردار شہید ہو چکے تھے اور متعدد صحابہ کرام لڑائی میں مارے گئے تھے اس لئے مسلمانوں کی ہمت شکست ہونے لگی فوراً ثابت بن اقرم نے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پکار کر کہا مسلمانو کسی امیر کو منتخب کر لو۔ اسلامی لشکر نے جواب دیا کہ ہم نے تم کو امیر بنا لیا۔ ثابت نے کہا میں امارت کے قابل نہیں ہوں خالد بن ولید کو امیر بناؤ چنانچہ سب نے خالد بن ولید کو امیر تسلیم کر لیا اور خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر مسلمانوں میں تازہ روح پیدا کر کے اس زور سے رومیوں پر حملہ کیا کہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور خالد بن ولید مسلمانوں کو میدان سے نکال لائے۔

اس جنگ میں جس روز سپہ سالاران لشکر شہید ہوئے تھے حضور صلعم نے اسی روز ان کی شہادت کی خبر مدینہ میں دیدی تھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ جو اس معرکہ میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر رضؓ کی نعش کو دیکھا تمام جسم زخموں سے چھلنی بنا ہوا تھا صرف جسم کے اگلے حصہ میں ۵۰ زخم تھے اور تمام بدن کے زخم نوے سے زیادہ تھے لیکن کوئی زخم پشت پر نہ تھا۔

جب یہ لشکر مدینہ منورہ میں واپس پہنچا تو حضرت رسول مقبول صلعم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت جعفر رضؓ کی شہادت کا آپ کو غیر معمولی رنج ہوا تھا اور آپ کے چہرے سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔

حضرت جعفر رضؓ کی بیوی حضرت اسماء بیان فرماتی ہیں کہ میں آٹا گوندھ چکی اور بچوں کو نہلا کر کپڑے پہنا رہی تھی کہ حضور صلعم تشریف لائے

نے فرمایا جعفر رضہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ" میں نے بچوں کو حاضر خدمت کیا تو آپ نے آبدیدہ ہو کر ان کو پیار کیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں آپ آبدیدہ کیوں ہیں؟ کیا جعفر رضہ اور ان کے ہمراہیوں کے متعلق کوئی خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں وہ شہید ہو گئے یہ سن کر میں رونے اور چلانے لگی محلہ کی عورتیں جمع ہو گئیں، حضور رم باہر تشریف لے گئے اور اپنی بیویوں سے فرمایا آل جعفر رضہ کا خیال رکھنا آج وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں، حضرت فاطمہ زہرا نے جب اپنے چچا کی شہادت کا حال سنا تو آہ چچا۔ آہ چچا" کہتی ہوئی حضور رم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا بے شک جعفر رضہ جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیئے۔

حضرت جعفر رضہ کی شہادت کا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا تھا اور عرصہ دراز تک آپ اس غم میں مبتلا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت روح الامین نے آپ کو یہ بشارت دی کہ خداوند تعالے نے حضرت جعفر کو دو رکٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں زمرد کے بازو مرحمت فرمائے ہیں جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ سدرہ پر واز رہتے ہیں اس بشارت کے بعد حضرت جعفر رضہ کا لقب ذوالجناحین ہو گیا اور بعض لوگ ان کو جعفر طیار رضہ (اڑنے والے) کہنے لگے۔

حضرت جعفر رضہ سے حضور رم کو بے حد محبت تھی آپ ان سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جعفر! تم صورت اور سیرت میں مجھ سے بہت مشابہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے بعد جعفر سب سے افضل ہیں۔ حضرت جعفر رضہ نہایت کشادہ دل اور سخی انسان تھے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے میں آپ کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا یہاں تک کہ اس معاملہ میں حضور رم نے آپ کو ابو المساکین کے لقب سے ملقب کر دیا تھا۔

صرف حضور رم ہی نہیں آپکے خاندان کا ہر فرد آپ سے محبت کرتا تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جو آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں اپنے چچا حضرت علی رضہ سے کچھ مانگتا تو وہ انکار کر دیتے مگر جب اپنے والد جعفر رضہ کا واسطہ دیتا تو کچھ نہ کچھ مرحمت فرما دیتے۔ حضرت جعفر رضہ کے تین بیٹے تھے، عبداللہ محمد اور عون ان میں سے صرف عبداللہ رضہ سے نسل چلی اور باقی لاولد مرے۔

صحابیات

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضہ

(از مسعود عابد یثربی)

آپ کا نام نامی و اسم گرامی اسماء ہے آپ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا آپ کے حقیقی بھائی عبداللہ بن ابی بکر رضہ تھے اور حضرت عائشہ رضہ ان کی سوتیلی بہن تھیں جو ان سے عمر میں چھوٹی تھیں۔

ان خصوصیات و انتسابات گرامی کے لحاظ سے آپ عالم اسلام کی ایک گرامی قدر ہستی اور عالم النسواں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں جن کا علم و عمل موجودہ دور کی مسلم خواتین کے لئے سرمایہ عبرت و بصیرت کیوں نہ ہو آخر آپ بیٹی بھی کس کی تھیں ان کی جو رسول اللہ کے یار غار خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضہ تھے۔

آپ کا لقب ذات النطاقین ہے جو اپنے اندر ایک عجیب والہانہ حب اسلام کا جذبہ پوشیدہ رکھتا ہے اس لقب کے متعلق روایت ہے کہ جب لات و عزیٰ کے پجاریوں اور حق و صداقت کے دشمنوں یعنی کفار مکہ نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو رسول خدا صلعم نے باذن الٰہی تمام مسلمانوں کو حکم دیدیا کہ آپ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں تاکہ افق مدینہ سے اسلامی عظمت و اقبال کا آفتاب طلوع ہو اور حضور نے خود بھی اپنے یار غار صدیق اکبر رضہ کو ہمراہ لیکر ہجرت فرمائی اور یہ آفتاب رسالت مکہ سے تھوڑے فاصلہ پر غار ثور میں جلوہ افگن ہوئے کفار نے ہر چند تلاش کیا مگر اس میں ناکام رہے، چونکہ آپ حفاظت خداوندی میں تھے اس لئے وہ آپ تک نہ پہونچ سکے اگرچہ غار ثور کے منہ تک پہونچ گئے تھے (غار ثور کا عکسی فوٹو بلاک رسول نمبر میں ملاحظہ فرمایئے) جتنی مدت حضور صلعم اور صدیق اکبر رضہ غار ثور میں پناہ گزیں رہے حضرت اسماء رضہ نے یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دی کہ روزانہ کھانا پہنچاتیں اور کھلا کر واپس آجاتیں۔ تیسرے روز جب آپ کھانا لے کر گئیں تو سرکار دو عالم نے فرمایا کہ تم علی رضہ سے جاکر کہہ دینا کہ وہ کل رات کو اسی غار پر تین اونٹ اور ایک واقف راہ شخص بھیجدیں چنانچہ دوسرے روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حکم کی تعمیل میں تین اونٹ اور ایک رہبر کو بھیجدیا اور حضرت اسماء رضہ بھی تین روز کا ناشتہ لیکر پہنچ گئیں ناشتہ اور مشکیزہ باندھنے کے لئے آپ رسی کی ضرورت تھی اور جلدی بھی تھی جب جلدی میں آپ کو کوئی رسی کا ٹکڑا نہ ملا تو آپ نے اپنا نطاق کمر سے کھول کر اس کے دو ٹکڑے کئے ایک سے ناشتہ باندھا اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ اور دربار نبوت میں حاضر ہوئیں اس خدمت کے صلہ میں دربار رسالت سے آپ کو ذات النطاقین کا لقب ملا جو آج تک عالم اسلام میں مشہور ہے اور آپ کے اندر حب رسول کا ایک جذبہ ہے یاد رہے عربی میں نطاق اس کمر بند کو کہتے ہیں جسے عرب عورتیں پہنتی ہیں اور جسے لپیٹ لیتی ہیں

آپ کی ولادت اور نکاح

آپ کی ولادت ہجرت سے ۲۷ سال پہلے ہوئی اس وقت آپ کے والد محترم حضرت ابوبکر رضہ کی عمر ۲۱ سال تھی اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت ہی میں آپ کی شادی حضرت زبیر بن العوام رضہ سے ہوئی تھی جو آنحضرت صلعم کے پھوپھی زاد بھائی تھے آپ جلیل القدر صحابیہ ہیں ابتداء ہی میں اسلام لائیں آپ کا شمار سابقین الاولین میں ہے آپ سترہ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئیں۔

جب آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے اور اطمینان حاصل ہوا تو اب حضور صلعم کو ان مستورات کو بلانے کی فکر ہوئی جو مکہ میں رہ گئی تھیں چنانچہ آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابو رافع کو مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکر رضہ نے بھی ایک آدمی روانہ کیا آپ کے صاحبزادے عبداللہ رضہ اپنی ماں اور دونوں بہنوں کو لیکر مکہ سے روانہ ہوئے حضرت اسماء اس وقت حاملہ تھیں قبا میں پہنچیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضہ کی ولادت ہوئی آپ اپنے لخت جگر نور نظر کو لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائیں حضور نے دعا فرمائی یہ ولادت باسعادت اس لحاظ سے اہمیت و عظمت رکھتی ہے کہ ہجرت کے بعد اسلام میں یہ پہلی بابرکت ولادت ہوئی۔

آپ کے عادات و اطوار

حضرت اسماء رضہ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھیں انکسار و تواضع کا یہ عالم تھا کہ باوجود [illegible] اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار نہ سمجھتی تھیں [illegible] اپنے ہاتھ سے [illegible] خانہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے چلاتی تھیں آپ نے اپنے محترم شوہر حضرت زبیر رضہ کی بے سروسامانی، تنگدستی بے بضاعتی کے زمانہ میں خانہ داری کے فرائض اور ذمہ داریوں کو سرانجام دیا اس کی داستان آپ خود اس طرح بیان فرماتی ہیں جس وقت میری شادی حضرت زبیر رضہ سے ہوئی تو اس وقت آپ مفلس و نادار اور بہت تنگدست تھے نہ کوئی گھر بار تھا اور نہ کوئی اور چیز تھی میں ہر طرح ان کی خبر گیری اور خدمت کرتی تھی آنحضرت صلعم نے [illegible] حضرت زبیر رضہ کو مرحمت فرمایا جو مدینہ سے ۳ فرسخ کے فاصلہ پر تھا میں اس باغ سے خود ہی روزانہ کھجور کی گٹھلیاں جمع کر کے اور سر پر لاد کر گھر تک لاتی تھی پھر خود ہی ان کو کوٹتی اور گھوڑے کو کھلاتی اپنے ہاتھ سے پانی بھرتی، ڈول سیتی، گھر کا جو بھی کام ہوتا تھا وہ میں خود انجام دیتی تھی چونکہ اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اس لئے میں آٹا گوندھ کر رکھ دیتی میرے گھر کے قریب انصار کی چند سہیلیاں رہتی تھیں وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے اسی وقت کا واقعہ ہے کہ ایک روز میں کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھائے ہوئے لا رہی تھی راستہ میں اتفاقاً آنحضرت صلعم مل گئے آپ کے ہمراہ اور صحابہ بھی تھے آپ نے مجھے دیکھ کر اپنا اونٹ بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں لیکن مجھے شرم دامنگیر ہوئی اس کی اطلاع حضور کو ہوگئی آنحضرت سرور کائنات صلعم نے بھی میری اس شرم و حیا کو ملحوظ رکھا اور آپ تشریف لے گئے میں اپنے گھر آئی اور اپنے شوہر زبیر سے یہ قصہ بیان کیا آخر کچھ دنوں کے بعد آپ کو ان مصیبتوں سے چھٹکارا ملا۔

موجودہ دور کی مسلم خواتین کو حضرت اسماء کی اس داستان سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ حضرت اسماء رضہ نے [illegible] اپنے شوہر کی کس طرح خدمت [illegible] کی [illegible]

مذہبی معلومات

معاشیات اور اسلام

(از جناب مولوی محمد غوث صاحب ...)

اسلام میں کسب حلال کی بہت تاکید ہے مگر مسلمان صنعت و حرفت، تجارت میں سب اقوام سے بہت پیچھے ہیں جس سے ہمارا اجتناب ہم کو ترقی کی دوڑ میں پیچھا کرنے کا ذمہ دار ہے صرف ملازمت کے ذریعے سے کوئی قوم مرفہ الحال ترقی یافتہ نہیں ہو سکتی اب زمانہ مجبور کر رہا ہے کہ اپنی ہستی خودداری اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے مسلمان بھی اس میدان میں توکل علی اللہ اتریں صنعت و حرفت، زراعت فلاحت، تجارت کر اپنے ہاتھ میں لیں جمود، جمود و کاہلت، کسالت کا زمانہ نہ رہا

خود عمل تیرا ہے صورت گر تری تقدیر کا
شکوہ کرتا ہے تو بیجا گردش تقدیر کا ... کر

حضرت عمرؓ کا قول ہے مَكْسَبَةٌ فِيْهَا دَنَاءَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مَسْأَلَةِ النَّاسِ ذلیل سے ذلیل حلال پیشہ گداگری سے بہتر ہے مسلمانوں کو آپ کی نصیحت تھی لَا تَكُوْنُوْا عِيَالًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں پر اپنی معیشت کا بوجھ مت ڈالو (حیات فاروق اعظم)

مسلمان تاجروں کو ہمیشہ یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ تجارتی کامیابی، فروغ ترقی کے لئے صداقت، دیانت، متانت، ہمت، مستعدی، منکسر مزاجی، کفایت شعاری، ضبط نفس، عزم ہی ہے کہ خلقی، بد مزاجی، گراں فروشی مغلوب الغضبی خیانت سے تجارت کو فروغ نہیں ہو سکتا، غلط فہمی کی بنا پر اکثر مسلمان تجارت کو حقیر معیوب تصور کرتے ہیں حالانکہ اسلام میں کسب معیشت، صنعت و حرفت تجارت کی بے حد فضیلت وارد ہوئی ہے اَلتَّاجِرُ الْاَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابن ماجہ)

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (دیلمی) (ترجمہ) راستباز امانتدار تاجر کا درجہ شہداء کے برابر ہے قیامت میں ان کا مقام زیر عرش ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ فاتح روم و عجم طلبا کو نصیحت فرماتے تھے کہ سہمے تجربہ رکھو، پست حوصلہ مت بنو نیکیوں کو برقرار رکھنے والی چیز کو طلب کرو معاش کی راہیں زندائع کشادہ اور واضح ہیں لو تم لوگ منفعت خور اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔ (کشف الغمہ)

ذی ... عبداللہ بن مبارک کے نزدیک تجارت کا پیشہ سالک کو کلفت نہیں بلکہ یہ داخل عبادت ہے (تذکرۃ الاولیاء) ...

جہت ونیا از ضافاعل بدن ... نے قماش و نقرہ و فرزند و زن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (۱۰) بکریاں (۵۴) اونٹنیاں (۲) دودھ دینے والی (۳) سانڈنیاں (۸) گھوڑے (۵) خچر (۳) دراز گوش (۱۰) غلام کنیز (۹) خدام تھے (نشر الطیب وغیرہ)

فدک، خیبر اور بنی نضیر میں زمینیں تھیں جن سے تخمیناً تھا از واج مطہرات اور اہل بیت کے مصارف اس سے ادا ہوتے تھے اور غربا مساکین کو امداد دی جاتی تھی (مدارج النبوۃ)

قرآن وحدیث کے احکام

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ الخ جب نماز (جمعہ) ختم کر دی جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو (پارہ ۲۸ سورۃ ۶۲)

تفسیر خازن وغیرہ میں ہے۔ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ لِلتِّجَارَةِ وَالتَّصَرُّفِ فِىْ حَوَائِجِكُمْ۔ تم زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اپنے تصرف حوائج کے لئے۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ يعنى الرزق اور اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو (خازن جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ ثُمَّ يَغْدُوْ اِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبَ فَيَاْكُلَ وَيَتَصَدَّقَ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ (ق، ن، مج، ص) تم میں سے ایک شخص رسی لیکر پہاڑی پر جائے پھر لکڑیاں جمع کرے اور اس کو فروخت کر کے کھائے اور کچھ خیرات کرے تو یہ اس کے لئے گداگری سے بہتر ہے۔

اور ایک حدیث میں وارد ہے اُطْلُبُوا الرِّزْقَ فِىْ خَبَايَا الْاَرْضِ زمین کے چھپے ہوئے مقامات میں رزق طلب کرو۔

قرآن مجید میں بحری تجارت کا بھی ذکر ہے وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ الخ اور وہی (ذات پاک) جس نے دریا کو تابع کیا تاکہ تم اس سے تازہ (تازہ) گوشت (مچھلی) کا نکال کر کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو تاکہ انہیں پہنو اور اے شخص تو کشتیوں کو دریا میں چلنے والا دیکھتا ہے اور دریا کو تمہارے تابع اس لئے کر دیا کہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار ہو (پ ۱۴ سورۃ ۱۶) ... کیسا پہونچا ... بالکل ہے مگر مسلمان اس سے غافل ہیں۔

... تفسیر میں ہے ...

وَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ الْكَسْبَ وَاجِبٌ ...

مؤکد امتحقا برتبۃ الایمان (المنح) علماء نے اجماع کیا ہے کہ کسب واجب وجوب مؤکد ہے ایمان کے رتبہ سے ملحق (المنح السنیہ مصنفہ امام شعرانی) ص ۵

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ۔ از توکل در سبب کاہل مشو (مثنوی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عن عمر رضی قال انی لاری الرجل فیعجبنی فاقول لہ حرفۃ فان قالوا لا سقط عن عینی (کشف الغمہ) میں کسی آدمی کو دیکھتا ہوں اور وہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کوئی کسب پیشہ بھی کرتا ہے اگر وہ بے روزگار اور بے کار ہے تو میری نظر سے گر جاتا ہے۔

امام شعرانی رحمہ نے کہا۔ ولقد حث المشایخ سلفا وخلفا علی عمل الحرفۃ تبعا للقرآن العظیم والسنۃ الشریفۃ (المنح السنیہ) حسب اتباع کتاب وسنت، مشائخ سلف وخلف نے کسب کی ترغیب وتحریص دلائی ہے۔ (المنح السنیہ ص ۱)

دست آں کہ لقمہ کردن ضمیر ۔ وا ز دست بر سینہ پیش بہر

الانوار القدسیہ میں لکھا ہے واعلم انہ لا ینافی مقام اھل الزھد تجارتھم وبیعھم وسفرھم فی امور الدنیا الظاھرۃ لان دنیاھم لآخرتھم لربھم وعلی ذلک عمل اصحاب التجارات والاموال من الصحابۃ والسلف الصالحین والیہ الاشارۃ بقولہ تعالی رجال لا تلھیھم الخ وبقولہ وابتغوا من فضل اللہ وغیرھما من الآیات ولا ینافی ھذا قولہ تعالی فی حقھم فی آیۃ اخری منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ لان المراد منکم من یرید الدنیا ای للآخرۃ بدلا وابتدارا۔

(ترجمہ) جاننا چاہیئے کہ اہل زہد کی تجارت بیع، اور دنیوی کاروبار کے لئے ان کا سفر منافی زہد نہیں دنیوی کام (بھی) آخرت کے لئے ہے۔ صحابہ اور سلف الصالحین کی تجارت، ثروت اسی پر محمول ہے قرآن مجید میں اسی کا اشارہ ہے رجال "لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ الآیہ" یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ کوئی خرید وفروخت (پارہ ۱۸ سورہ ۲۴) وابتغوا من فضل اللہ اور اللہ کا فضل تلاش کرو (پارہ ۲۸ سورہ ۶۲) اس میں کچھ منافات نہیں ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ۔ کیونکہ دنیا کی طلب بھی سخاوت، ایثار، خدمت دین پر مبنی رہے تو وہ بھی آخرت سے متعلق ہے (الانوار القدسیہ مصنفہ امام شعرانی رحمہ جلد ۲ صفحہ ۹۸)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نعم العون علی تقوی اللہ المال وہ دولت بہت اچھی ہے جو سعادت ہو تقوی میں (دیلمی)

آپ نے فرمایا نعم المال الصالح للرجل الصالح (مسند امام احمد) مال صالح مرد صالح کے لئے بہت بہتر ہے۔

حدیث شریف میں ہے :- ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہ (بخاری) ترجمہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے۔"

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (مشکوٰۃ) کسب حلال کا طلب کرنا فرض ہے بعد (مذہبی) فریضہ کے"

ایک اور روایت میں ہے۔ طلب الحلال واجب علی کل مسلم (دیلمی) طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔

ترمذی شریف میں ہے ان اطیب ما اکلتم من کسبکم (ترمذی) سب سے پاکیزہ مال، وہ ہے جو تم اپنے کسب سے کھاتے ہو۔

طلب الحلال جہاد (کنز العمال) حلال مال کا طلب کرنا ثواب میں بمنزلہ جہاد کے ہے۔

حضرت آدم زراعت کرتے تھے حضرت نوح نجار تھے۔ حضرت ابراہیم بزاز (تاجر پارچہ) تھے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیک بالبز فان صاحب البز یعجبہ ان یکون الناس بخیر وفی خصب (یعنی کپڑے کی تجارت کرو کیونکہ کپڑے کے تاجر کو یہ بھلا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ خوش حالی و فارغ البالی میں رہیں (کنز العمال)

حضرت داؤد ع بکتر بناتے تھے حضرت سلیمان ع باوجود جلیل القدر و عظیم الشان بادشاہ ہونے کے زنبیل بناتے تھے، حضرت ادریس ع خیاط اور حضرت ذکریا ع نجار تھے۔

صحابۂ کرام، اہل بیت، عظام تجارت وکسب کرتے تھے، حضرت صدیق اکبر رض حضرت فاروق اعظم رض اور حضرت عثمان ذوالنورین رض کی تجارت پارچہ وغلہ، کھجور، چمڑے کی تھی (مظاہر حق وغیرہ جلد ۳ ص ۳۰۳)

امام نخعی رحمہ سے منقول ہے وقال النخعی کان عمر یتجر وھو خلیفۃ حضرت عمر رض فاتح روم وعجم بحالت خلافت تجارت کیا کرتے تھے (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابوبکر صدیق رض کا ایک عظیم الشان کارخانہ مقام سنح میں قائم تھا جہاں آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے (ابن سعد)

حضرت عمر رضہ بھی تجارت کیا کرتے تھے (مسند امام احمد رح)

حضرت عثمان غنی رضہ بنو قینقاع کے بازاروں میں کھجوروں کی تجارت کیا کرتے تھے اور انہوں نے بڑی ترقی حاصل کی۔

حضرت عمر رضہ کی تجارت نے تو اتنی وسعت اختیار کر لی تھی کہ ان کی شاخیں ایران تک پھیل گئی تھیں رضی اللہ عنہ اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضہ نے بھی تجارتیں کی ہیں۔

اِنَّ كَسْبَ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ وَّ اِنَّ عَلِيًّا سَيِّدَ الْعَرَبِ كَانَ يُؤْجِرُ نَفْسَهٗ لِلْيَهُوْدِ كُلِّ دَلْوٍ يَنْزِعُهٗ مِنَ الْبِئْرِ بِتَمْرَةٍ۔ حضرت علی رضہ فاتح خیبر کتابت فلاحت کرتے تھے (ردمختار وغیرہ جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّرَاهِمَ وَ نَاْخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَ بَيْنَكُمَا شَيْءٌ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ اونٹ اور چاندی سونے کے سکوں کی تجارت کرتے تھے (ترمذی شریف)

انوار القدسیہ میں ہے فَالْاِشْتِغَالُ بِالْحِرْفَةِ الَّتِيْ تَعُفُّ عَنِ النَّاسِ اَوْلٰى وَ اَفْضَلُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِمَا لَا يَعْلَمُ بِهٖ مَا يَكُوْنُ حُجَّةً عَلَيْهِ (انوار) کسب پیشہ میں مشغول رہنا جو گداگری مفت خوری سے بچا ہو وہ دنیا اور آخرت میں بہتر ہے اس بے کاری سے جس کی بازپرس نہ ہوگی۔ (الانوار) ہم لوگوں نے کہانت رہبانیت مفت خوری کا نام زہد و قناعت رکھ لیا جس کا اسلام کی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ دَخَلَ شَابٌّ قَوِيٌّ الْمَسْجِدَ وَ بِيَدِهٖ مَشَاقِصُ وَ هُوَ يَقُوْلُ مَنْ يُعِيْنُنِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَدَعَا بِهٖ عُمَرُ فَاُتِيَ بِهٖ فَقَالَ مَنْ يَسْتَاْجِرُ مِنِّيْ هٰذَا يَعْمَلُ فِيْ اَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِكَمْ تَاْجُرُهٗ كُلَّ شَهْرٍ قَالَ بِكَذَا وَ كَذَا قَالَ خُذْهُ فَانْطَلَقَ بِهٖ فَعَمِلَ فِيْ اَرْضِ الرَّجُلِ شُهُوْرًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ لِلرَّجُلِ مَا فَعَلَ اَجِيْرُنَا قَالَ صَالِحٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ائْتِنِيْ بِهٖ وَ بِمَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ فَجَاءَ بِهٖ وَ بِصُرَّةٍ دَرَاهِمَ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَاِنْ شِئْتَ فَالْاٰنَ اَغْزُ وَ اِنْ شِئْتَ فَالْاٰنَ اَغْزُوْا اِنْ شِئْتُمَا خَيْرٌ (...)

نافع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک جوان ہٹا کٹا مسجد نبوی میں آیا اس کے ہاتھ میں ترکش تھا اور وہ کہتا تھا راہ خدا میں کون میری مدد کرتا ہے۔ عمر رضہ نے اسے بلوایا وہ حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے کون مزدوری پر لے جائے گا تاکہ اس کی زمین میں یہ کام کرے انصار میں سے ایک نے کہا امیر المومنین اس سے میں کام لیتا ہوں (انصار کا پیشہ زراعت تھا۔ حضرت کاشت کیا کرتے تھے مہاجرین تجارت پیشہ تھے) حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ تم ہر مہینہ اسے کیا مزدوری دو گے؟ انہوں نے کہا کہ اتنی مزدوری دوں گا۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ چنانچہ وہ انصاری اسے لے گئے اور اس مزدور نے ان کی زمین میں کئی مہینے کام کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضہ نے اس انصاری سے پوچھا ہمارے مزدور نے کچھ کام بھی کیا؟ انصاری نے کہا اچھا کام کیا آپ نے فرمایا اسے میرے پاس حاضر کرو۔ اور اس کی جو کچھ اجرت جمع ہوئی ہو وہ بھی لے آؤ اس کو لایا گیا اور ساتھ ہی درہم کی تھیلی بھی لائی گئی۔ حضرت عمر رضہ نے اس مزدور سائل سے فرمایا یہ تھیلی لے لے اور اب تجھے اختیار ہے خواہ جہاد کر خواہ بیٹھا رہ (کنز العمال)

محنت مشقت کسب کی اسلام میں بے حد تاکید کی گئی ہے جس کے ترک کرنے سے مسلمانوں کی حالت نہایت خراب اور پست ہو گئی ہے اس پر فضول خرچی نے ان کو نہایت مصائب میں مبتلا کر دیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ (بخاری)	لکڑیوں کا گٹھا اپنی پشت پر لادنا سوال (گداگری) کرنے سے بہتر ہے کوئی اس کو (گداگر کو) دے گا یا منع کرے گا۔

لَقِيَ عُمَرُ رضہ بْنُ الْخَطَّابِ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ مَنْ اَنْتُمْ فَقَالُوْا مُتَوَكِّلُوْنَ قَالَ كَذَبْتُمْ مَا اَنْتُمْ مُتَوَكِّلُوْنَ الْمُتَوَكِّلُ رَجُلٌ اَلْقٰى حَبَّةً فِي الْاَرْضِ وَ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ۔ حضرت عمر رضہ بعض لوگوں سے ملے جو اہل یمن سے تھے آپ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم متوکل ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے غلط کہا متوکل تم نہیں ہو، وہ شخص متوکل ہے جو زمین میں دانہ ڈالے اور خدا پر بھروسہ کرے ؎

گر توکل می کنی در کار کن ÷ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن (مثنوی)

يَا عَبْدِيْ حَرِّكْ يَدَكَ اُنْزِلْ عَلَيْكَ الرِّزْقَ۔
یعنی اے میرے بندے حرکت دے اپنے ہاتھ کو (یعنی کسب کر) میں رزق نازل کروں گا تجھ پر (حدیث قدسی)

جھوڑ دے بھیک آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔ اِسْعَوْا اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ۔ معاش کے لئے کوشش کرو خدا نے تم پر کوشش فرض کی ہے۔ (رواہ احمد)

آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الشَّابَّ الْفَارِغَ اللہ عزّ وجلّ کاہل بیکار جوان کو ناپسند کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرَى الْعَبْدَ مُحْتَرِفًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو کسب پیشہ کی حالت میں دیکھنا پسند کرتا ہے (طبرانی)

مَنْ سَعٰى عَلٰى عِيَالِهٖ فَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ جو شخص اپنے معاش کے لئے کوشش کرتا ہے تو گویا وہ راہ خدا میں ہے (طبرانی)

اَلتَّاجِرُ الْجَبَانُ مَحْرُوْمٌ وَالتَّاجِرُ الْجَسُوْرُ مَرْزُوْقٌ کم ہمت تاجر ناکام رہتا ہے اور مستقل مزاج کامیاب ہوتا ہے (کنز العمال)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ راست باز تاجر قیامت میں عرش کے زیر سایہ رہے گا۔

اَلْعِبَادَةُ سَبْعُوْنَ بَابًا اَفْضَلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ۔ عبادت کے ستر باب میں طلب (معاش) حلال ان میں فاضل ترہے (دیلمی)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَفْضَلُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا افضل کسب ہے۔

دیلمی کی روایت میں ہے لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْمَعِيْشَةَ جَعَلَ الْبَرَكَةَ فِي الْحَرْثِ وَالْغَنَمِ۔ اللہ تعالیٰ نے جب معیشت کے اسباب پیدا کئے تو کھیت اور بکریوں بھیڑوں میں برکت رکھی (دیلمی)

خَيْرُ الْمَالِ الْعَقَارُ۔ بہترمال مکان ہے (مند)

مَنْ كَانَ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا۔ صحیحین میں ہے جس کی ملک میں زمین رہے تو چاہیے کہ وہ اس میں زراعت کرے (رواہ شیخان)

اُحْرُثُوْا فَاِنَّ الْحَرْثَ مُبَارَكٌ۔ کھیتی باڑی مبارک پیشہ ہے (ابوداؤد)

بَاكِرُوْا فِيْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَالْحَوَائِجِ فَاِنَّ الْغُدُوَّ بَرَكَةٌ وَّنَجَاحٌ۔ حوائج اور رزق صبح سویرے طلب کرو۔ صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا ہے۔ (جامع الصغیر)

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے مَنْ تَرَكَ السُّوْقَ ذَهَبَتْ مُرُوْءَتُهٗ وَسَاءَ خُلُقُهٗ۔ جس نے بازار (تجارت) چھوڑ دیا اس کی وضعداری رہی اور سوء خلقی میں گرفتار ہو گیا (تنبیہ ابو اللیث سمرقندی)

مذکورالصدر احکام سے ظاہر ہے کہ جائز طور پر کسب معیشت ممنوع نہیں ہے بلکہ دین میں داخل ہے جس کے ترک کر دینے سے مسلمانوں میں گداگروں کی کثرت حداعتدال سے متجاوز ہو گئی ہے۔

مسلمان تاجروں کیلئے ضروری ہدایتیں

حدیث شریف میں ہے عن معاذ

اِنَّ اَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِيْنَ اِذَا حَدَّثُوْا لَمْ يَكْذِبُوْا وَاِذَا ائْتُمِنُوْا لَمْ يَخُوْنُوْا وَاِذَا وَعَدُوْا لَمْ يُخْلِفُوْا وَاِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوْا وَاِذَا بَاعُوْا لَمْ يَطْرُوْا وَاِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوْا وَاِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوْا (رواہ بیہقی)

ترجمہ: پاکیزہ ترین کمائی تاجروں کی کمائی ہے۔ اور ان کی شان یہ ہونا چاہیئے کہ گفتگو کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے۔ جب ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اسے توڑتے نہیں اگر خریدتے ہیں تو اس چیز کی برائی نہیں کرتے اگر بیچتے ہیں تو اس کی تعریف کے پل نہیں باندھتے اگر ان پر کسی کا قرض ہوتا ہے تو ٹالتے نہیں ہیں اور اگر ان کا روپیہ کسی پر نکلتا ہے تو اس پر سختی نہیں کرتے۔

دغا فریب سودی لین دین اور ترک زکوٰۃ ناپ تول میں کمی کرنے سے اجتناب نہایت ضروری ہے حدیث شریف میں ہے۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ (مشکوٰۃ) حرام کے ذریعہ سے غذا پایا ہوا جسم جنت میں داخل نہ ہوگا۔

فرمان الٰہی ہے۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ الآیہ۔ ترجمہ: اللہ سود کو گھٹاتا اور اس کی برکت زائل کرتا ہے اور خیرات کے ثواب اور برکت کو بڑھاتا ہے (پارہ ۳ سورہ ۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (الآیہ) (ترجمہ اے ایمان والو اللہ کی راہ میں اپنی پاک کمائی دیں سے (مال حلال) خرچ کرو)

نان دہی بہر خدا نانت دہند / جان دہی از بہر حق جانت دہند
ما نقص مال من الصدقات قط / انما الخیرات نعم المرتبط
گفت مصطفےٰ شاہ نجاح / الشتاء یا اولی النجاح باج (مثنوی)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے انہیں ان کے اعمال حسنہ کا ثواب ان کے رب کے پاس ملیگا (پارہ ۳ ع ۷)

وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ — اور جو کچھ تم زکوٰۃ دوگے اللہ کی رضا جوئی کا ارادہ کرکے تو یاد رکھو کہ ان ہی کو اس کا دونا دیا جائیگا۔ (پارہ ۲۱ سورہ ۳۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا نَقَصَ مَالٌ مِّنْ زَكٰوةٍ وَلَا ضَاعَ مَالٌ فِيْ بَرٍّ ترجمہ زکوٰۃ سے مال میں نقصان نہیں آتا اور نیکی کرنے سے مال ضائع نہیں ہوتا (رشد الطالب)

جو کشش وافزونی است در زکوٰۃ / عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ
مال را تا پاک گردد تلف / ور زدوں صدیگر [illegible]

جہاں تک ممکن ہو تجارت میں منہمک ہو کر نماز کے تارک نہ بنجائیں دنیا کو دائمی سکونت گاہ نہ سمجھیں بدقسمتی سے جھوٹی نمائش کے شوقین اکثر مسلمان خاموشی کی پرواہ نہ کرکے دیو دنیا میں مستغرق رہتے ہیں اس کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔

مذہب ہی ہمیں انسان بناتا ہے

از علامہ ڈاکٹر [illegible] صاحب پی ایچ ڈی

ایک زمانہ تھا کہ جب یورپ میں مذہبی جنون کا دور دورہ تھا اور تاریک ظلم چھا رہا تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ سارے یورپ پر چند مذہبی ٹھیکیداروں کی حکومت تھی۔ حکومت لوگوں کی نہیں بلکہ صرف ان پادریوں یا مذہبی پیشواؤں کی حکومت تھی جو مذہب کے نام سے جو چاہتے کرتے جو سزا چاہتے دیا کرتے تھے۔ نصیب تھیں وہ لوگ جو اپنے ایسے ظلم و ستم کے جلسے تھے کہ جس کے صرف جانی علاوہ دل کانپ اٹھتے تھے اور یہ اس لئے نہیں کہ وہ پیشوا کوئی عالم یا حاکم تھے یا جھوٹے اور مکار تھے بلکہ صرف اس لئے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر اور اپنا ہادی تسلیم کرتے تھے۔ وہ عبادت تو خدا کی ہی کرتے تھے مگر اپنے طریقہ پر کرتے تھے اور عیسائی طریقہ کو پسند نہ کرتے تھے یہودی تو پھر غیر مذہب والے تھے۔ ایک زمانہ میں تو پادریوں کا جنون اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ خود عیسائی مذہب کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا جانی دشمن تھا۔ اور جب کبھی موقعہ ملتا تھا رومن کیتھولک فرقہ کے پادری پروٹسٹنٹ فرقہ کو تباہ و برباد کر دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے تھے صدہا انسان جن میں مرد بھی شامل تھے اور عورتیں بھی زندہ جلتی ہوئی آگ میں ڈال دی گئیں۔ اور مقدس پادریوں نے، ان ہی پادریوں نے جو مذہب کے پیشوا اور دنیا میں خدا کے نائب یا خلیفہ تھے نہایت ہی خندہ پیشانی سے کھڑے ہو کر انسانی گوشت اور چربی کے جلنے کا تماشا دیکھا اور اس کی بدبو سے اگرچہ فضائے آسمانی تک بھی پوری تک کپکپا گئی مگر اس مقدس گروہ نے ہر نالی بھی ناک کو دل لگا لیا۔

پاپایان اعظم کے تقدس کا اب دربار میں بڑے بڑے شاہان پُر جلال کے سر جھک جاتے تھے اور حضرت عیسیٰ جیسے مصلح اعظم کے یہ نمائندے اس بات پر فخر نہ کرتے تھے کہ انہوں نے نسل انسانی کی مصیبتوں کے دور یا کم کرنے کی تدبیر سوچی ہے بلکہ ان کو اس بات پر فخر ہوتا تھا کہ انہوں نے ہی جیسے انسانوں اور اپنے جیسے خدا کے بندوں کو تکلیف اور عذاب دینے کا کوئی شدید ترین اور بدترین [illegible] ایجاد کر لیا ہے۔ ان کے عجائب خانہ میں آج کل وہ تمام ہیبت ناک شکنجے [illegible] زنجیریں وغیرہ دیکھ کر روح لرز جاتی ہے جو صرف اسی لئے ایجاد کی گئی تھیں کہ بیگناہ یا بزعم خود گناہگار انسانوں کو ان میں پھانس کر شدید ترین تکالیف دی جاتی تھیں تاکہ پادری صاحب کی [illegible] خوش ہو سکے۔

اس پر بربریت و ظلم کا نام تاریخ لکھنے والوں نے مذہبی جنون رکھا ہے مگر حقیقتاً یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ جو کچھ کیا جاتا تھا وہ مذہب کا نام لے کر کیا جاتا تھا اس لئے انہوں نے اسے مذہبی جنون کے نام سے تعبیر کیا جو کچھ کیا جاتا تھا اس میں اگرچہ مذہب کی آڑ ضرور لی جاتی تھی مگر اسے خدا پرستی یا مذہب کوئی واسطہ نہ تھا۔ بلکہ وہ خود خدا پرستی کا مذہب تھا جب فرعون صفت پادریوں نے اپنا شعار بنا رکھا تھا اسی طرح وہ خدا کی بجائے اپنی اور اپنے نفس کی پرستش کیا کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں پر ہیبت طاری کر کے ان سے بھی اپنی اور اپنے احکام کی پرستش کراتے تھے۔

مکر و فریب، ظلم و عدوان اور تشدد و ریا کا یہ دور قائم رہ سکتا تھا اور نہ رہا۔ انقلاب ہوا اور عظیم الشان انقلاب ہوا۔ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو ان مصائب کی تاب نہ لا سکتے تھے اور جن کو حق بات کے اظہار میں نہ جان کا خوف تھا نہ عزت و آبرو کا۔ چند ہی روز میں ایسے لوگوں کی جماعت خاصی بڑھ گئی اور رفتہ رفتہ وہ خود پرست فرعونوں کا زور توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہیبت اور بربریت کی سزائیں موقوف ہوئیں اور انسانوں کو ضمیر اور رائے کی آزادی پھر حاصل ہو گئی لیکن اس ردِ عمل کا نتیجہ بجائے خود بھی کچھ بہت قابل اطمینان نہ نکلا۔ لوگوں کے دلوں میں مذہب کی طرف سے نفرت بیٹھ گئی تھی اور وہ مذہب کے نام سے بیزار تھے وہ نیک بننا چاہتے تھے وہ اچھے کام کرنے کے لئے تھے وہ امن و امان کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند تھے اور وہ ظلم اور ناانصافی کی بیخ کنی کا آمادہ تھے مگر مذہب کے نام سے نہیں انہوں نے ملک کی اصلاح کی مگر خدا کے قانون کے ذریعے سے نہیں بلکہ اپنے قانون کے ذریعے سے اور اس طرح اگرچہ وہ خاصے اچھے مذہبی آدمی تھے لیکن انہوں نے کبھی اس کو گوارا نہ کیا کہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا پابند خیال کریں۔

عملاً انہوں نے وہی تمام باتیں اختیار کیں جو مذہب نے سکھائی تھیں اور اس طرح گویا انہوں نے صحیح اور سچے مذہب کو رواج دینے کی کوشش کی مگر اس کا نام قانون ہی رکھا۔ اس حالت پر ابھی چند صدیاں گزر گئیں اور اب وہ زمانہ آیا کہ جس طرح پہلے پادری اور پیشوایان مذہب طرح طرح کے مکر اور فریب اور ظلم و ستم کیا کرتے تھے اسی طرح اب چالاک اور عیار لوگوں نے قانون کی آڑ میں شکار کھیلنا شروع کر دیا۔ حکومت میں جس طبقہ اور جس خیال کے لوگوں کا زور ہو جاتا وہی چند قوانین ایسے بنا دیتے جو ان کے ہم خیالوں کے لئے مفید ہونے اور دوسروں کے لئے مضر۔ سرمایہ داروں نے مزدوروں کے خلاف قوانین وضع کئے گورے رنگ کے لوگوں نے کالے رنگ کے آدمیوں کو ستانا شروع کیا۔ سرد

ملکوں کے بسنے والوں کو سرد اور دوسرے ملکوں کی تلاش ہوئی اور بہانہ تہذیب دیکر غیر تہذیب یافتہ قوموں پر قبضہ حاصل کر کے ان پر حکمرانی شروع کر دی یہ ناسازی حالت بھی غیر فطری تھی اور انسانی طبیعت کسی طرح اسے گوارا نہ کر سکتی تھی اس لئے پھر ہر طرف بے چینی اور بے اطمینانی پھیل گئی مزدور سرمایہ داروں کے خلاف منظم ہو گئے تمام مفلسوں کو مساوی حالت پر لانے کے لئے بالشویک اصول ایجاد کئے گئے جن میں سے اکثر و بیشتر ناقابل قبول تھے۔ رنگدار قومیں سفید رنگ قوموں سے متنفر ہو چلیں اور گرم ملک والوں کو سرد ملکوں والوں کی چیرہ دستیاں ناگوار گذرنے لگیں نسل انسانی کا وہ وسیع حلقہ جو دنیا کے پانچ یا چھ براعظموں پر آباد تھا ان خود غرضیوں اور خود پرستیوں کی بدولت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا کسی نے اپنا نام انگریز رکھ لیا کسی نے جرمن کوئی خود کو فرانسیسی کہنے لگا اور کوئی روسی کسی نے اپنا نام ترک یا ایرانی رکھا اور کسی نے چینی اور جاپانی اور اس طرح اس نئے دور میں اب کوئی بھی باقی نہ رہا جو اپنے آپ کو انسان کہتا۔

ہندوستان آہستہ آہستہ مغربی اثرات کو قبول کرتا جا رہا ہے اور یہاں بھی ایک جماعت ایسی ہوتی جا رہی ہے جو مذہب کو ایک لغو بے کار چیز خیال کرنے لگی ہے، اگر یہی حالت ترقی کرتی رہی تو وہ دن دور نہیں ہے کہ ہندوستانی بھی مغربی اقوام کی طرح مذہب کو بالائے طاق رکھ کر اپنے بنائے ہوئے قوانین پر بجائے خود ایک خود ساختہ مذہب پر عمل پیرا ہو جائیں گے اطمینان قلب اگر اس طرح میسر آ سکے تو خیر اس میں بھی کچھ حرج نہیں مگر جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود وہ قومیں جنہوں نے دین و مذہب کو طلاق دیکر بزعم خود آزادی حاصل کی ہے اب پہلے سے زیادہ مبتلائے مصیبت ہیں اور ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی خونریزی و ہلاکت کے نئے نئے آلے ایجاد کرنے سے خالی نہیں گذرتا تو پھر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہمیں اس بے اطمینانی اور پریشانی کی طرف کھینچ رہی ہے۔

اگر کافی غور کیا جائے تو مذہب سے ہمارے بھاگنے کی اور مغرب کی طرف جھکنے کی وجہ سمجھ میں آ سکتی ہے ہماری چورانوے فی صدی آبادی جاہل مطلق ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے جاہل کسی طرح بھی صحیح اور سچے مذہب سے واقف نہیں ہو سکتے اور اس پر بدقسمتی یہ ہے کہ نام نہاد پیشوایان مذہب کی ایک جماعت ایسی ہم میں پیدا ہو گئی ہے جو مذہب کے نام سے ہر قسم کے جبر و تعدی اور مکر و ریا کو جائز خیال کرنے لگی ہے مذہب اب صرف زبان سے کہہ کر چند جملے ادا کر دینے کا نام رہ گیا ہے اور مذہب کے نام سے صدہا عجیب و غریب بدعتیں رائج ہیں کہ جن سے لامذہبوں کو بھی شرم آنے لگتی ہے۔ کم قسمت سے آدمی جن کی تعداد بمشکل تین فی صدی ہو گی انگریزی تعلیم حاصل کر کے کچھ تو یوں ہی خیالات مغرب کی ہوا کے دلدادہ بن جاتے ہیں اور کچھ یہ دیکھ کر مذہب جن چند بدعات کا نام ہے مذہب سے نفرت کرنے لگتے ہیں مذہب کی خرابیاں ان کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور مادیت کے عیب ان کی نظروں سے پوشیدہ اس لئے خواہ مخواہ ان کا دل لامذہبیت کی طرف کھنچتا ہے اور آہستہ آہستہ ہم بھی اسی شاہراہ پر پڑتے جاتے ہیں جس پر ایک عرصہ سے یورپ گامزن ہے۔ یورپ نے یہ غلط راستہ اختیار کر کے پریشانی اور بے اطمینانی کے سوا اور کچھ حاصل نہ کیا اور یہی چیز ہمارے بھی حصہ میں آئے گی اگر ہم آنکھیں بند کئے اسی طرح ان کے پیچھے چلے گئے یہ واقعہ ہے اور تمام دنیا اسے تسلیم کرتی ہے کہ دل کا اطمینان اگر نصیب ہو سکتا ہے تو صرف اسی وقت جبکہ انسان مادہ پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی کی جانب راغب ہو۔ مادہ پرستی ہماری نظر کو تنگ کر دیتی ہے اور ہم تمام نسل انسانی کی بھلائی چاہنے والے اور بلا کسی تفریق و امتیاز کے ہر انسان کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے ذاتی فائدوں کی خاطر اپنی ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک صرف اپنے فرقہ تک صرف اپنے خاندان تک اور بالآخر صرف اپنی ذات تک محدود کر لیتے ہیں۔ اس کے برخلاف خدا پرستی ہماری نگاہوں کو وسیع کرتی ہے اور ہم اپنے ساتھ اپنے خاندان اپنے فرقہ، اپنی قوم حتی کہ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی چاہنے لگتے ہیں یہی نہیں بلکہ خدا پرستی ہمیں اس بات پر بھی ابھارتی ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ اپنا نقصان کر کے اور اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر بھی ہم دوسروں کو بھلائی پہنچائیں مذہب ہمیں یہی سکھاتا آیا ہے کہ ہم بندوں کی خدمت کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کریں خدا رب العالمین ہے اسے اپنے بندوں سے بڑی محبت ہے اور ہمیں اس جیسا بننے یا اسے خوش کرنے کی کوشش کرنے کے لئے اس کے بندوں سے محبت اور ان کی خدمت کرنی پڑے گی یہ بات ہمیں مذہب ہی سکھا سکتا ہے بشرطیکہ اسے لغویات سے آلودہ نہ کر دیا گیا ہو اور یہ حقیقت ہے کہ مذہب سے الگ ہو کر ہم ہرگز انسان نہیں بن سکتے۔

ضروریات دین

گذشتہ سے پیوستہ

از حضرت علامہ مفتی سید نذیر الحق صاحب قادری

تفسیر درمنثور کی یہ روایت اس قسم کے تمام خلجان اور شبہات کا ازالہ کر دیتی ہے۔

اخرج عبد بن حمید و ابن المنذر عن شہر بن حوشب فی قولہ تعالیٰ و ان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ من محمد بن علی بن ابی طالب رض ھو ابن الحنفیۃ قال لیس من اہل الکتاب احد الا اتتہ الملائکۃ یضربون وجہہ و دبرہ ثم یقال یا عدو اللہ ان عیسیٰ روح اللہ و کلمتہ کذبت علی اللہ و زعمت انہ اللہ ان عیسیٰ لم یمت و انہ رفع الی السماء و ھو نازل قبل ان تقوم الساعۃ فلا یبقی یہودی و لا نصرانی الا من بہ۔

محمد بن علی بن الحنفیۃ رح سے آیت و ان من اہل الکتاب الخ کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہر کتابی کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کے منہ پر آگے پیچھے مارتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سمجھتا تھا تو اللہ پر جھوٹ بولتا تھا سُن لے کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی وہ آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی ایسا باقی نہ رہے گا جو اس بات پر ایمان نہ لائے کہ حضرت عیسیٰ ع خدا نہیں وہ زندہ اٹھا لئے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر کے اندر گیارہ صفحہ میں باسانید صحیحہ احادیث متواترہ سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور نزول عیسیٰ ع کے بعد کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جو آپ پر آپ کی وفات سے پیشتر ایمان نہ لے آئے اور یہ قرآنی پیشین گوئی پوری نہ ہو جائے۔

الجواب الصحیح جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۲ پر فرماتے ہیں۔

و ان من اہل الکتاب الخ کی تفسیر اکثر علماء نے یہ کی ہے کہ اس میں قبل موتہ سے مراد حضرت عیسیٰ کی وفات ہے اور یہودی کی موت بھی بعضوں نے مراد لی ہے مگر یہ ضعیف ہے جیسے کہ کسی نے آنحضرت کی موت بھی اس سے مراد لی ہے مگر ضعیف ہے جیسے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت بھی اس سے مراد لی ہے اور یہ پہلے قول سے بھی زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اگر موت سے پہلے ایمان ہو تو نفع دے سکتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے جب تک بندہ غرغرہ یعنے نزع کی حالت تک نہ پہونچے، اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد ایمان بعد الغرغرہ ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ غرغرہ کے بعد ہر ایک وہ امر جس کا وہ منکر ہے اس پر ایمان لاتا ہے پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں اور ایمان سے مراد نافع ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے قَبْلَ مَوْتِہٖ فرمایا ہے نہ بعد موت۔ اگر ایمان بعد غرغرہ مراد ہوتا تو بعد موتہ فرماتا کیونکہ بعد موت کے ایمان بالمسیح یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہودی یہودیت پر مرتا ہے اس لئے وہ کافر مرتا ہے مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہوتا ہے اس آیت میں لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ مُقسم علیہ ہے یعنے قسمیہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل میں ہی ہو سکتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایمان اس خبر کے بعد ہوگا اور اگر موت کتابی مراد ہوتی تو یوں فرماتے و ان من اہل الکتاب الا من یومن بہ اور لیؤمنن بہ نہ فرماتے۔

نیز وَاِنْ مِنْ اَھْلِ الْکِتَاب عام ہے جس میں ہر ایک یہودی اور نصرانی شامل ہے پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ مسیح کی موت سے پیشتر ان پر ایمان لائیں گے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے اس وقت تمام یہود و نصاریٰ ایمان لائینگے

تصریحات بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ مسیح ع ابھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے آپ پر تمام یہود و نصاریٰ ایمان لائینگے اور اس قرآنی پیشینگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی

ناظرین خدارا انصاف سے بتلائیں کہ مرزا صاحب اسلام کے خادم تھے یا اس کے دشمن؟ کیونکہ اس آیۂ مبارکہ کے متعلق مرزا صاحب کی انتہائی کوشش ہے کہ منشائے ربانی کو بدل دیا جائے حقیقت پر پردہ پڑ جائے اور قرآنی پیشینگوئی پوری نہ ہونے پائے مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ قرآن حکیم خدا وندی حفاظت میں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آپ دیکھتے کہ قادیان کس خوبصورتی سے اس کتاب مقدس کو نئے رنگ میں پیش کرتا۔

دوسری دلیل

سورۂ آل عمران میں حضرت حق جل علیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:-

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا -

اور فریب کیا کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ سب سے زیادہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! میں تجھ کو بھرلوں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا کافروں سے الخ

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ علماء یہود نے اس وقت کے یہودی بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص یعنی حضرت علیہ السلام ملحد ہے توراۃ کے احکام کے خلاف لوگوں کو نئے احکام کی طرف بلاتا ہے اور ہمارے مذہب کی بیخ کنی کرنا چاہتا ہے اس لئے آپ کو اس کا کچھ فکر و تدارک کرنا چاہیئے، بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ وہ ان کو پکڑ لائیں یہ حکم پاتے ہی حکومت کے پیادے جا پہونچے آپ کے حواری تو ان کو دیکھتے ہی سرک گئے اور وہ حضرت عیسیٰ ع کو پکڑ لائے اور آپ کو ایک کوٹھری میں اس نیت سے بند کردیا گیا کہ صبح کو سولی دیدی جائے گی اس کوٹھری سے حق تعالےٰ جل شانہٗ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور آپ کی شباہت باقی رہ گئی اس کو یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔ اس آیۂ مبارکہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے.

اس آیت سے بھی حیات مسیح ع ثابت ہوتی ہے مگر اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا چند بحث طلب امور پر موقوف ہے جن کا ذکر کیا جاتا ہے

لفظ توفّی کے معنے اور اس کی بحث

آیت مذکورہ میں رفع سے مراد رفع جسمانی ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تم کو جسم کے ساتھ اپنی طرف اٹھاؤں گا یہ خدائے تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا جیسے اللہ تعالےٰ نے اسوقت وفا فرمایا جبکہ یہودی آپ کو سولی دینا چاہتے تھے مگر لفظ توفّیٰ کے معنے اور اس کی حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیئے.

اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ ع سے وعدہ فرماتا ہے کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یعنے اے عیسیٰ میں تیرا استوفی ہوں توفی کے حقیقی معنی ہیں اخذ الشیٔ وافیاً یا استیفاء شیٔ اور یا اتمام شیٔ ہیں قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے سب جگہ توفی سے استیفاء اکمال اور اتمام ہی مراد ہے۔ پس توفّی کے معنے لغتاً کسی چیز پر پورے طور پر قبضہ کرنا ہے توفی ماخوذ ہے وفاء سے اور وفا کے معنے ہیں پورا ہونا مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلانی چیز کافی و وافی ہے یعنی پوری ہے اور ایفا کے معنے ہیں پورا کرنا۔

قاعدہ ہے کہ ماخذ کے معنے ماخوذ کی تمام گردانوں یا صورتوں میں معتبر ہوتے ہیں گو ان کے صیغے اور صورتیں مختلف ہوں اس قاعدہ کی رُو سے ماننا پڑے گا کہ توفّی کے معنے میں وفا داخل ہے کیونکہ توفّی وفا سے ماخوذ ہے.

توفّی باب تفعّل سے ہے بمعنے استفعال یعنی پورا لینا ہے چنانچہ لغت کی تمام کتابیں مثلاً صراح۔ صحاح اور قاموس وغیرہ اور تمام تفاسیر اس معنی پر متفق ہیں یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ لفظ توفّی کے حقیقی معنے استیفاء اکمال اور اتمام ہی ہیں لغت عربیہ میں یہ لفظ حقیقی معنوں ہی میں مستعمل ہوتا ہے اور جہاں موت کے معنے مراد لئے گئے ہیں وہاں بطور کنایہ لئے گئے ہیں اور یہ ہر اہل علم جانتا ہے کہ جب لفظ اپنے معنے میں مستعمل ہو تو حقیقت ہوگا مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا وصال یا انتقال ہوگیا تو اسے یہ لازم نہیں آتا کہ وصال اور انتقال کے حقیقی معنے موت کے ہیں بلکہ یہ لفظ کنایتاً موت پر بھی صادق آجاتا ہے۔

دوسرا مقدمہ

یہ ہے کہ توفی ایک جنس ہے جس کی تین نوعیں ہیں ایک موت دوسری نوم اور تیسری اصعاد الی السماء یعنے آسمان پر اٹھانا ان تین نوعوں میں سے کسی نوع کی تعین کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے چونکہ آیت زیر بحث میں رفع ایک قرینہ موجود ہے اس لئے لازمی طور پر توفّی کے معنے اصعاد الی السماء لئے جائیں گے یعنے لفظ توفّی جس چیز سے متعلق ہوگا اس کی نسبت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا چیز ہے؟ روح یا غیر روح اگر توفی کا تعلق روح سے ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک مع الامساک یعنے پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام موت ہے موت کے مفہوم میں دو امر توفی کے مفہوم میں اور بھی داخل ہیں ایک روح دوسرے امساک دوسری قسم توفی کی نیند ہے جس کے مفہوم میں قبض روح اور ارسال دونوں شامل ہیں۔ غرض موت اور نیند دونوں توفی کے فرد یا نوعین ہیں یہ تفصیل اس صورت میں تھی کہ توفی کا تعلق روح سے ہو اور اگر توفّی کا تعلق غیر روح سے ہو تو وہ بھی جسم مع الروح ہوگا اور انی مُتَوَفِّیْکَ سے یہی مراد ہے۔

الحاصل توفّی کے معنے کسی شئے کا پورا لے لینا ہے عام اس سے کہ وہ شئے روح ہو یا غیر روح۔ (باقی آئندہ)

اُمّہات الائمہ

(از جناب مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کی یہ وہ مشہور کتاب ہے جس نے اب سے کئی سال پہلے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ علماء اسلام نے اس پر اتنا سخت احتجاج کیا کہ آخر کار اس کو جلا دینا پڑا۔ اس وقت سے یہ کتاب ناپید تھی اب مرحوم کے لائق پوتے جناب شاہد احمد صاحب ایڈیٹر رسالۂ "ساقی" نے اسے دوبارہ شایع کیا ہے۔

مؤلف مرحوم کے متعلق ہم کو یہ معلوم ہے کہ وہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان اور وسیع النظر عالم تھے ان کی تالیفات ان دونوں باتوں پر گواہ ہیں۔ اُن کی نیک نیتی بھی اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ پر سے دشمنوں کے اعتراضات رفع کرنے کی کوشش کی اور خود مسلمانوں میں جو لوگ اسلامی تعلیمات میں شکوک رکھتے تھے ان کو مطمئن کرنے کے لئے بارہا اپنی قوت تحریر و تقریر کو استعمال کیا۔ اُمہات الائمہ بھی انہوں نے اسی نیت سے لکھی تھی کہ دشمنوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی خانگی زندگی اور تعدد ازدواج پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کو رفع کریں پس جہاں تک ان کی نیت کا تعلق ہے اس پر کسی قسم کا شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ان کے حق میں یہ بدگمانی کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے قصداً حملہ کرنے کی نیت سے اسلام کی مقدس ترین شخصیتوں میں سے کسی پر حملہ کیا ہوگا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے نیک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا اس میں سخت غلطیاں کیں اور حد اعتدال سے تجاوز کر گئے کہ محض اُن کے حسن نیت کی رعایت ان کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو نظر انداز کر کے ہم صرف اس حصہ پر نظر ڈالیں گے جس میں مؤلف نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرتے ہوئے ضمناً خلافت کے مسئلہ پر بحث کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے مسئلہ میں جو اختلاف برپا ہوا اور جس کی وجہ سے آخر کار مسلمانوں میں دو فرقے پیدا ہو گئے اس کی بنیاد مولوی نذیر احمد صاحب کے نزدیک وہ "منافست" ہے جو آنحضرت کے عین حیات ہی سے حضرت فاطمہ رض اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان قائم تھی (ص ۹۶) ان کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہ رض کو اپنی والدۂ ماجدہ کی خدمات پر جو ناز تھا اس کی وجہ سے وہ حضرت عائشہ رض کو اپنا ہمسر نہ گردانتی تھیں دوسری طرف حضرت عائشہ رض کو اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر رض کی ان خدمات پر ناز تھا جن پر خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رؤس الاشہاد اظہار ممنونیت فرمایا۔ اس بناء پر فاضل مؤلف نے پہلا نظریہ یہ قائم فرمایا کہ :۔

"دونوں میں منافست کے اسباب موجود تھے اور منافست تھی بھی"

اس کے بعد وہ خلافت کے "دو بڑے امیدواروں" حضرت ابوبکر رض اور حضرت علی رض کی طرف بڑھتے ہیں اور یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ یہ دونو بھی اپنی اسلامی خدمات اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریبی تعلق کی بناء پر خلافت کے مدعی تھے اور ان دونوں میں پہلے سے "نہفتہ رقابت اور دلی کدورت تھی"۔ کدورت کے ثبوت میں مؤلف نے واقعۂ افک کو پیش کیا ہے جس میں حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ "خدا نے آپ پر بیویوں کے معاملہ میں تنگی نہیں کی ہے"۔

مصنف کی رائے میں حضرت علیؓ کا مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلعم حضرت عائشہ کو طلاق دیدیں اور یہ مشورہ حضرت علی رض نے اس دشمنی کی بناپر دیا تھا جو ان کو حضرت ابوبکر رض سے تھی وہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ نے دونوں بزرگوں میں منافست کو ترقی دیکر مماسدہ کی حد تک پہونچا دیا۔

اس کے بعد جناب مؤلف خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اس خیال کا اظہار فرماتے ہیں کہ:۔

> خود پیغمبر صاحب کو بھی مشکل درپیش تھی انہوں نے بھی خلافت کے بارے میں کبھی صاف طور پر دوٹوک بات نہ فرمائی جیسی توحید کے بارے میں لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے ہاں ضرورت پڑے پر ہمت بڑھانے کو مختلف حیثیت سے ہر ایک کے استحقاق کا اعتراف کرتے رہے"

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خلافت کا تصفیہ کر دینا ضروری تھا۔ مگر امت کی اس ضرورت کو پورا کرنے سے جس چیز نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو روک دیا وہ صرف یہ بات تھی کہ ایک طرف بیٹی کی محبت اور دوسری طرف بیوی کی محبت یہ ایک کھلی ہوئی اخلاقی کمزوری ہے جس کو مؤلف نے خود رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب کر دیا۔

اس سلسلہ میں مؤلف نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے واقعۂ قرطاس کو اس انداز سے بیان کیا ہے۔

> سب سے پہلے واقعہ قرطاس نے بھانڈا پھوٹا کہ اول دن سے رکاوٹوں کی کھچڑی خلافت کے لئے پک ہی تھی خلافت کے سوائے اور کون سا ایسا ضروری مطلب ہو سکتا تھا جس کے لئے احتضار کی حالت میں صورت سوال بن کر پیغمبر صاحب کو وصیت کی تکلیف دی جائے بات پھر بھی گول مول رہی۔ علی رض . . . . نے سامنے جا کھڑے ہونے کے سوائے منہ سے کچھ نہ کہا پیغمبر صاحب نے بھی اس وصیت کی جس کے لئے کاغذ منگوانا چاہتے تھے کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے ہو۔ مگر جن کے دل میں منشائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی انہوں نے تو دھینگا مشتی سے منصوبے ہی کو نیکیوں

ہیں اڑا دیا اور مزاحمت کی تا دیل یہ کی کہ ہماری ہدایت کے لئے
قرآن بس کرتا ہے" (ص ۱۰۰)

اس فقرے میں حضرت علی عہ اور حضرت عمر رضہ دونوں پر جو حملہ کیا گیا ہے وہ اتنا صریح ہے کہ اس کو کسی تاویلات سے نہیں چھپایا جاسکتا۔

"انہوں نے رزق معلوم پر قناعت نہ کرکے گوشۂ عافیت سے
پاؤں باہر نکالے۔ درخواہ مخواہ دعوی خلافت کر بیٹھے.....
ان کا حال کیا تھا کہ ان میں سے جب کسی کے پاس ہزار پانسو
کی جمعیت فراہم ہوئی لگا سلطنت کے خواب دیکھنے۔ ملک گیری
کی ہوس میں علم خلافت اونچا کیا خلیفۂ وقت پر خروج کرکے
ساتھیوں کو ناحق مروادیا اور آخرکار خود بھی لڑائی میں مارا
ڈالا گیا یا پکڑا آیا قید کیا گیا یا زہر دیکر مار ڈالا گیا۔ خدا کا کوئی
کام حکمت سے خالی نہیں...... سلام کے حق میں یہ بھی اچھا
ہوا کہ پیغمبر صاحب کی اولاد ذکور ان کے بعد زندہ نہ رہی
بیٹیوں میں ایک بیٹی زندہ رہیں تو ان کی نسل کی بدولت
اسلام میں یہ تفرقہ پڑا کہ مسلمان سنی اور شیعہ دو فریق
ہوگئے جن میں ہمیشہ جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے۔ بیٹا
زندہ رہتا تو شاید پسر نوح ثابت ہوتا" (ص ۱۰۲)

اس فقرے کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ امام حسن رضہ اور امام حسین رضہ سے لے کر آخر تک اہل بیت میں سے جس کسی نے خلافت کا دعوے کیا اس کے پیش نظر محض سلطنت کی ہوس تھی اور کسی بلند تر مقصد کا شائبہ نہ تھا۔ ادب اور بزرگ داشت کو جانے دیجئے۔ تاریخ ہی کے اعتبار سے کیا یہ درست ہے پھر قیاس آرائی کی حد یہ ہے کہ جناب مؤلف فرض کر لیتے ہیں کہ اگر آنحضرت کا بیٹا زندہ رہتا تو شاید پسر نوح ثابت ہوتا قطع نظر اس کے کہ اہل بیت کے حق میں یہ انداز بیان حد درجہ گستاخانہ اور خلاف حقیقت ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ آنحضرت م کے متوفی بیٹے کے حق میں جو قیاس انہوں نے قائم کیا ہے اس کے لئے بجز بدگمانی کے سوا اور کیا بنیاد ہو سکتی ہے۔

اہل بیت اور بنو امیہ اور بنو عباس کے درمیان جو خونریزیاں ہوئیں ان کو بیان کرنے کے بعد مولانا لکھتے ہیں۔

"دو عورتوں کی ضد نے اور ضد بھی کھانے کی نہیں کپڑے
کی نہیں خرچ بات کی نہیں سلوک مدارات کی نہیں خیالی
برتری کی کیا طول پکڑا ہے کہ ڈیڑھ ہزار برس ہونے
کو آئے اور یہ جھگڑا طے نہ ہوا" (ص ۱۰۶)

پھر اس سلسلہ میں حضرت فاطمہ رضہ کے دعوئے فدک اور اس کے فیصلہ پر ان کے ناراض ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

کس بلا کا غضب ہے، خدا کی پناہ، ادھر فاطمہ رضہ ایک سیر
کی تہیں کہ مرتے مرگئیں اور اپنی آن چھوڑی تو ادھر عائشہ
سوا سیر کی فاطمہ رضہ جوان مرگ مرگئی تہیں علی م کا سہارا گھمنڈ
فاطمہ رضہ کے مرنے سے کرکرا ہو گیا تھا اور ہارے درجہ
بس خوردہ خلافت ان کو نصیب ہوا تھا وہ بھی ادھورا
کہ عراق اور شام کے لوگ علی کی خلافت سے راضی نہ تھے۔ پھر
بھی عائشہ علی کو نیچا دکھانے کی تاک میں تہیں۔ علی مسند خلافت
پر جم کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ قاتلان عثمان کا قصاص
لینے کی غرض سے علی م پر فوج کشی کر بیٹھیں گویا علی م نے
عثمان کو قتل کیا یا کرایا ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کا
ایک طبعی خاصہ تریاہٹ اور ایک تریا چرتر بھی مانا گیا ہے
تو وہی بات ہم فاطمہ رضہ اور عائشہ رضہ میں پاتے ہیں۔
فاطمہ رضہ تو انتقال فرما گئیں اور ان کی ہٹ بھی تم نے
دیکھ لی اب رہ گئیں عائشہ تو ان کا ایک چرتر تو یہ تھا"

اس کے بعد نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضہ کے "چرتر" گناتے ہیں اور اپنے دعوے کی تائید میں جو ثبوت پیش کیا ہے وہ اس قدر لغو ہے کہ اس پر بحث کرنا بالکل لاحاصل معلوم ہوتا ہے۔

آگے چل کر حضرت عثمان رضہ پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہیں ان کے حق میں مولانا کا فتوے یہ ہے کہ:-

عثمان رضہ اپنی بے جا اور تحکمانہ اور خود سرانہ کارروائیوں کی
وجہ سے قتل کے تو نہیں عزل کے مستوجب ضرور تھے۔

ہم نے ان تمام ناشائستہ فقروں کو دلی کراہت کے باوجود صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص ہم کو مولوی نذیر احمد صاحب کے حق میں بے انصافی کا الزام نہ دے خود مولوی صاحب کی تحریروں سے یہ چند نمونے پیش کرنے کے بعد ہم پوری کتاب کے متعلق اپنی رائے مختصر الفاظ میں لکھ دیتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلی غلطی یہ ہے کہ ایک ایسی کتاب میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی زندگی اور تعدد ازدواج پر عیسائی پادریوں کے اعتراضات رفع کرنے کے لئے لکھی گئی تھی ان مباحث کی قطعاً ضرورت نہ تھی جن کو مولوی صاحب نے خواہ مخواہ چھیڑ دیا ہے۔

(۲) دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی سیرت اس زبان میں لکھی ہے جو مرآۃ العروس اور بنات النعش ہی کے لئے موزوں ہو سکتی تھی مؤلف میں یہ سلیقہ نہ تھا کہ ہر موضوع کے لحاظ سے اس کے مناسب زبان اختیار کرتے بزرگان دین کے احوال میں وہ زبان استعمال کرنا جو ناولوں میں استعمال کی جاتی ہے عام دنیوی نقطۂ نظر سے بھی جائز نہیں کجا کہ مذہبی نقطۂ نظر سے، یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ ان

کے فقرے نظروں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتے ہیں اور بعض مقامات پر تو زبان کا چھوہڑ پن اس قدر حد سے گذرا ہوا نظر آتا ہے کہ بے اختیار کتاب اٹھا کر پھینک دینے کو جی چاہتا ہے۔

(۲) مؤلف کی نیت نیک ہی سہی مگر انہوں نے یہ کتاب لکھ کر وہ کام کیا ہے جو ایک دشمن اسلام کو کرنا چاہیئے تھا، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور آپ کے سب سے زیادہ مقرب صحابیوں کا وہ کیرکٹر پیش کیا ہے جو کسی حیثیت سے بھی ادنے درجہ کے نفس پرست لوگوں سے ممتاز نہیں وہی ضد نفسانیت ہوس جاہ اور اپنی ذاتی اغراض کے لئے حق وناحق کی پرواہ نہ کرنا جو ہم پست ترین اخلاق کے لوگوں میں دیکھتے ہیں مولوی نذیر احمد صاحب نے اسی کو ان لوگوں کی سیرتوں میں نمایاں کرکے دکھایا ہے جنہوں نے خاص رسول اللہ صلعم سے اسلامی اخلاق کی تعلیم وتربیت پائی تھی، اور جن کے کندھوں پر آنحضرت صلعم کے بعد دنیا میں اسلام کو پھیلانے کا بار ڈالا گیا تھا اگر یہ لوگ فی الحقیقت ویسے ہی ہوتے جیسا مولوی نذیر احمد صاحب نے ان کو سمجھا ہے تو قسم بخدا کہ اسلام ہرگز مدینہ سے چل کر دلی تک نہ پہنچتا اور نہ تیرہ صدیوں تک قائم رہتا بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور آپ کی تعلیم وتربیت کے باوجود ان لوگوں کے اخلاق ایسے ہی تھے جیسے مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں تو نعوذ باللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن میں قطعاً ناکام ہوئے اگر یہ لوگ عہد جاہلیت کے کسی عرب سردار کے اتباع واصحاب ہوتے تو کیا ان سے ان ہی اخلاق اور افعال کا صدور نہ ہوتا جو مولوی نذیر احمد صاحب نے بیان کئے ہیں؟ پھر اخلاق کے اعتبار سے جاہلیت اور اسلام میں فرق ہی کیا باقی رہا اور وہ کونسی اصلاح اخلاق ہے جس پر اسلام فخر کرسکتا ہے؟

(۳) مولوی نذیر احمد صاحب نے صحیح اور معتبر تاریخی واقعات کو صاف اور سیدھے الفاظ میں بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان پر قیاسات کی ایک بڑی عمارت تیار کی ہے اور افسوس یہ ہے کہ ان کے تمام قیاسات ایسے ہیں کہ اگر کوئی غیر مسلم مورخ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے سخت بدگمانی رکھتا ہو ان واقعات پر قیاس آرائی کرتا تو شاید اس سے زیادہ بدتر قیاس آرائی نہ کرسکتا۔ ہر واقعہ کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک اچھا اور ایک بُرا، دوست اچھا پہلو اختیار کرتا ہے اور دشمن برا پہلو۔ بدقسمتی سے مولوی نذیر احمد صاحب نے بُرا پہلو اختیار کیا اور صحابہ واہل بیت رسول صلعم کے ہر فعل میں ان کو بدنیتی اور دنائت اخلاق ہی نظر آئی۔

یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر ہماری رائے میں امہات الامۃ ہرگز اس قابل نہ تھی کہ اسے دوبارہ شائع کیا جاتا۔ مولوی نذیر احمد صاحب کو ایک عالم اور انشا پرداز کی حیثیت سے جو شہرت حاصل ہے اس میں یہ کتاب کوئی اضافہ نہیں کرتی بلکہ اُس کو بٹہ لگاتی ہے مرحوم سے آخری عمر میں ایک غلطی سرزد ہوگئی مناسب تھا کہ اس پر پردہ پڑا رہنے دیا جاتا ان کے پوتے نے کچھ اچھا نہ کیا کہ اپنے دادا کی غلطی کو پھر ایک مرتبہ منظر عام پر لے آئے۔

اِنتخاب صحاحِ ستّہ

ایک عرصے سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ صحاح ستہ کی چھ ضخیم جلدوں کا ایک ضروری خلاصہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر مع اردو ترجمہ کے شائع کیا جائے جو حدیث شریف کے سند یافتہ، اور عربی کے مبتدی اور اردو کے حروف شناسوں کے لئے یکساں کارآمد اور مفید ہو تاکہ آسانی کے ساتھ حکم رسولؐ ضرورت زمانہ کے مطابق حاصل کیا جا سکے۔

میں ایک عرصے اس اہم دینی خدمت کی تکمیل کے لئے بے چین تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے محترم دوست جناب مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی، فاضل دیوبند، مولوی فاضل، منشی فاضل نے میری درخواست پر انتخاب صحاح کا اہم کام شروع کر دیا اور پورے پانچ سال کی محنت سے یہ دُرِ نایاب حاصل ہو گیا۔ بحمداللہ علےٰ احسانہ

انتخاب صحاح ستہ پر ادارہ پیشوا کو ناز ہے کہ وہ اتنی اہم اور ایسی مفید اور بے حد ضروری کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر سکا جو جاہل اور عالم دونوں کے لئے یکساں مفید ہے، انتخاب کی خوبی اور اس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قارئین کرام اس کے چند ابواب ملاحظہ فرمائیں اور قاضی صاحب کی محنت کی داد دیں۔

عزیز حسن بقائی مالک وایڈیٹر رسالہ پیشوا زیر جامع مسجد دہلی

ایمان و اسلام

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع و سبعون شعبۃ فافضلھا قول لا الہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان۔ رواہ البخاری،

(ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے ایمانؐ کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں پس ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ان میں سے ادنیٰ تکلیف کی چیز کا رستہ سے ہٹانا ہے اور حیا، ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔ (بخاری)

وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان رواہ البخاری

(ابن عمرؓ سے فرمایا نبی عربی صلعم نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور درحقیقت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور اسی طرح نماز پڑھنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (بخاری)

وعن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ والمہاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔ (رواہ البخاری)

(عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان سے محفوظ رہیں اور ہجرت کرنے والا وہ ہے جس نے وہ چیز چھوڑ دی ہو جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار رواہ مسلم

(انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا سید المرسلینؐ کہ تین چیزیں ہیں کہ جس میں وہ ہیں اس نے ایمان کا مزا پایا جس کو اللہ اور رسول زیادہ پیارے ہوں ان کے سوا دوسروں سے اور جو کسی اللہ کے بندہ کو صرف اللہ کے واسطے دوست رکھے اور جو شخص برا سمجھے کفر میں لوٹنے کو اس کے بعد کہ اللہ تعالےٰ نے اسے چھٹکارا دیدیا ہے اس لئے جیسا کہ برا سمجھتا ہے آگ میں گرنا۔ (مسلم)

دعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم

(ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اس امت کا جو یہودی و نصرانی میرے متعلق سنے اور پھر میری رسالت پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ یقینًا دوزخی ہے۔ (مسلم)

---

[1] آنحضرت صلعم جو احکام الٰہی لائے ہیں ان کی سچائی پر یقین کرنے کو ایمان کہتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کو اسلام [2] پیارے ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کی مرضی کو دوسروں کی مرضی پر مقدم سمجھے۔

وعنه قال اتى اعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فقال دلني على عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئا وتقيم الصلوٰة المكتوبة وتؤدي الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال والذي نفسي بيده لا ازيد على هذا شيئا ولا انقص منه فلما ولى قال النبي ﷺ من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا۔ مسلم

(ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسا کام بتلائیے جسے کرنے سے جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز پڑھ اور زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس سے زیادہ کچھ کروں اور نہ کم وہ چل دیا پس جب اس نے پیٹھ پھیری فرمایا آپ نے کہ جو جنتی کو دیکھنا پسند کرے وہ اسے دیکھے (مسلم)

وعن عبادة ابن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وحوله عصابة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذالك شيئا فعوقب به في الدنيا فهو كفارة له ومن اصاب من ذالك شيئا ثم ستره الله عليه فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبايعناه على ذالك رواه مسلم

(عبادہ ابن الصامت سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے جب کہ صحابہ کی ایک جماعت آپ کو گھیرے بیٹھی تھی میری بیعت کرو اس شرط پر کہ نہ شریک کرو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنے بچوں کو اور اپنے دلوں سے گھڑ کر بہتان نہ باندھو اور وہ نیک کام میں نافرمانی نہ کرو۔ پس جو تم میں سے ان شرائط کو پورا کرے اس کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہے اور جو ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھا اور دنیا میں اس نے سزا پائی تو وہ سزا کفارہ ہے اس کے لئے اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو اللہ کو اس کا اختیار رہے چاہے وہ معاف کر دے اور چاہے سزا دے پس ہم نے ان شرائط پر آپ کی بیعت کر لی (مسلم)

وعن ابي سعيد الخدري قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في اضحى او فطر الى المصلى فمر على النساء فقال يا معشر النساء تصدقن فاني اريتكن اكثر اهل النار فقلن وبم يا رسول الله قال تكثرن اللعن وتكفرن العشير ما رأيت من ناقصات عقل ودين اذهب للب الرجل الحازم من احداكن قلن وما نقصان ديننا وعقلنا يا رسول الله قال اليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلى قال فذالك من نقصان عقلها قال اليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم قلن بلى قال فذالك من نقصان دينها رواه مسلم

(ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت عید اور بقر عید کے موقعہ پر عیدگاہ تشریف لے گئے[1] پھر وہاں آپ عورتوں کی طرف گذرے اور فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو کیونکہ میں نے تمہیں زیادہ تر دوزخ میں دیکھا ہے عورتوں نے عرض کیا کیوں اے رسول خدا آپ نے فرمایا تم لعنت زیادہ کیا کرتی ہو اور شوہر کی نافرمانی کرتی ہو میں نے کم عقل اور کم دینوں میں تم سے زیادہ کسی کو عقلمند آدمی کی عقل کو کھونے والا نہیں دیکھا عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری عقل اور دین کی کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے عورتیں بولیں بے شک آپ نے فرمایا تو یہ ان کی عقل کی کمی ہے پھر فرمایا کیا یہ بات نہیں کہ حائضہ عورت نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی عورتیں بولیں بے شک آپ نے فرمایا یہ دین کی کمی ہے (مسلم)

وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى كذبني ابن آدم ولم يكن له ذالك وشتمني ولم يكن له ذالك فاما تكذيبه اياي فقوله لن يعيدني كما بدأني وليس اول الخلق باهون علي من اعادته واما شتمه اياي فقوله اتخذ الله ولدا وانا الاحد الصمد الذي لم الد ولم اولد ولم يكن لي كفوا احد رواه بخاري

(ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے انسان نے جھٹلایا اور یہ اسے زیبا نہ تھا مجھے اس نے برا کہا اور یہ اسے زیبا نہ تھا اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے مجھے جس طرح اللہ نے ایک دفعہ پیدا کیا ہے دوبارہ زندہ نہ کرے گا حالانکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا میرے لئے دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے اور اس کا برا کہنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے (عیسے یا عزیز کو) بیٹا بنا لیا ہے۔ حالانکہ میں یکتا ہوں بے پرواہ ہوں نہ میری اولاد ہے نہ ماں باپ اور نہ میرا کوئی ہم جنس (بخاری)

وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم ومعاذ رديفه على الرحل قال

(انس سے روایت ہے کہ فرمایا سرکار نامدار نے جب کہ معاذ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے اے معاذ! معاذ نے عرض کیا۔ حاضر

[1] ابتدائے اسلام میں عورتیں مساجد وعیدگاہ میں جایا کرتی تھیں لیکن بعد فتنہ کے اندیشہ سے منع کر دیا گیا ۱۲۔

یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک ثلثا قال ما من احد یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہ الناس فیستبشروا قال اذا یتکلوا واخبر بھا معاذ عند موتہ تاثما رواہ مسلم

ہوں یا رسول اللہؐ حاضر ہوں آپ کی خدمت میں آپؐ نے فرمایا جس کسی نے سچے دل سے خدا کے ایک ہونے اور محمدؐ کے رسول ہونے کو مان لیا اللہ نے اس پر دوزخ حرام کر دی معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ تو کیا لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں آپؐ نے فرمایا پھر لوگ (خدا کی رحمت پر) بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ پس معاذؓ نے اس کی خبر دی موت کے وقت تاکہ (حدیث چھپانے کے) گناہ سے بچیں[1] مسلم

وعن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔ رواہ البخاری

(ابوذرؓ) روایت ہے کہ میں سرکار مدینہ صلعم کی (خدمت) میں حاضر ہوا آپ ایک سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے پھر دوبارہ میں حاضر ہوا آپؐ اب بیدار ہو چکے تھے تو آپؐ نے فرمایا جس نے خدا کی یکتائی کا اقرار کیا پھر وہ اسی اعتقاد پر مر گیا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔[2] میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپؐ نے پھر جواب دیا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپؐ نے پھر فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو خواہ ابوذرؓ اسے پسند نہ کرے بخاری

[1] چونکہ لوگ اس وقت نئے نئے داخل اسلام ہوئے تھے اس میں اندیشہ تھا کہ ظاہری معنی پر نظر کرکے عمل کرنا چھوڑ دیں لہذا آنحضرتؐ نے اس وقت معاذ کو روک دیا تھا۔ معاذ کے انتقال کے وقت یہ صورت نہ رہی تھی لوگوں کی عملی حیثیت پختہ ہو گئی تھی اور پھر حدیث کا چھپانا بھی گناہ تھا اس لئے انہوں نے اس کا ذکر کر دیا۔

[2] مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر خدا کے فضل سے آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

وعن عبادۃ ابن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل (م)

(عبادہ بن صامتؓ) روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰؑ اس کے بندے اور رسول اور اس کی بندی (مریمؑ) کے بیٹے ہیں وہ کلمہ کن کے کہنے سے (مریمؑ سے) پیدا ہوئے ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی روح ہیں اور جنت اور دوزخ برحق ہیں خواہ اس کے عمل کیسے ہی ہوں اللہ اسے جنت میں داخل کریگا۔ (مسلم)

وعن عمرو بن العاصؓ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلابایعک فبسط یمینہ فقبضت یدی فقال ما لک یا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفرلی قال اما علمت یا عمرو ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ رواہ مسلم

(عمرو بن العاصؓ) سے روایت ہے کہ میں نبی عربی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا اپنا داہنا ہاتھ لائیے تاکہ بیعت کروں آپؐ نے ہاتھ بڑھا دیا تب میں نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا آپؐ نے فرمایا کیوں عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں کچھ شرط کرنی چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا کون سی شرط؟ عرض کیا بخشش کی۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام اور ہجرت اور حج پچھلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں (مسلم) (باقی آئندہ)

سالکانِ طریقت

(از عزیز حسن بقائی)

(۱)

ابوالفیض ذوالنون مصری بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ یمن میں ایک صاحب دل بزرگ ہیں جن کا اتقا، اجتہاد اور خوف الٰہی عام طور پہ مشہور ہے اور جن کی دانائی، حکمت، تواضع اور خضوع و خشوع خواص میں معروف ہے یہ سن کر میرے دل میں زیارت کا شوق پیدا ہوا اول میں بیت اللہ الحرام گیا اور حج سے فراغت کرکے یمن کی جانب چلا تاکہ میں اُن بزرگ کی زیارت کروں میرے ساتھ وہ ہماری جو بزرگان طریقت سے خاص عقیدت رکھتے تھے ان بزرگ کی زیارت اور ان کے ملفوظات و مواعظات سے متمتع ہوں جو لوگ میرے ہمراہ تھے ان میں ایک جوان شخص بھی تھا جو نہایت صالح اور عبادت گذار تھا وہ بیمار نہ تھا لیکن اس کا چہرہ زرد تھا آنکھوں سے اکثر آنسو جاری رہتے تھے۔ تنہائی پسند تھا اور بہت کم لوگوں سے ملتا تھا اس کی حالت کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ تازہ مصیبت کا شکار ہے ہم لوگ اکثر اس کو نصیحت کیا کرتے اور کہا کرتے کہ وہ اپنے آپ کو اس قدر تکلیفوں میں نہ ڈالے اور اپنی جان پر رحم کھائے مگر ہماری باتوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا اور نہ وہ ہماری کسی بات کا جواب دیتا تھا اور تنہائی میں جاکر عبادت میں مشغول ہوجاتا تھا گویا زبان حال سے وہ ہماری نصیحتوں کے جواب میں یہ کہتا تھا۔

"محبت پر ملامت کرنے والو! مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔
محبت میری رگ و پے میں ساری ہے اور میں صرف اسی سے
تسکین و تسلی حاصل کرتا ہوں محبت کے بغیر میں کیونکر تسکین و
تسلی حاصل کر سکوں جب کہ محبت میرے وجود کے لیف کو باقی
رکھتی ہے اور میں نے عزتوں کو ذلتوں میں تبدیل کر لیا ہے
لوگ کہتے ہیں محبت ایک مرض و ابتلا ہے میں کہتا ہوں محبت
مرض و ابتلا نہیں بلکہ جسم اور جسم کی ہڈیاں ابتلا و مرض ہیں۔
محبت میری جان ہے اور محبت کا لذیذ شربت مجھ کو اس
وقت پلایا گیا ہے جب کہ میں بچہ ہی تھا؟"

مختصر یہ کہ عبادت گذار اور محبت الٰہی میں سرشار جوان یمن تک ہمارے ساتھ رہا یمن پہنچ کر ہم نے شیخ طریقت کا مکان دریافت کیا اور مکان کے دروازے پر پہنچ کر ہم نے کنڈی کھٹکھٹائی ایک شخص باہر نکلا جو بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا گویا قبر سے کوئی مردہ اٹھ آیا ہے سب سے پہلے ہمارے ہمراہیوں میں سے اسی جوان نے سلام کیا ذوق و شوق سے آگے بڑھا اور مصافحہ کیا ان بزرگ نے خوش ہوکر جوان سے مصافحہ کیا اور مرحبا کہا پھر ہم لوگوں نے سلام کیا اور سب بیٹھ گئے۔ جوان اپنی نشست سے ذرا آگے بڑھا اور شیخ کے سامنے دو زانو ہوکر کہا، حضور والا! خداوند تعالےٰ نے آپ جیسے حضرات کو بیمار دلوں کا طبیب اور گناہوں کے اوجاع کا معالج بنایا ہے۔ میرے دل میں ایک زخم ہے جس کی سوزش کم نہیں ہوتی اور جسم میں ایک مرض ہے جو جسم میں متمکن ہوگیا ہے اور نکلنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے جوان کے الفاظ سنے اور ذوق و شوق میں چند شعر پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ:۔

دل کی بیماری ایک سخت بیماری ہے گناہوں کی بیماری
سے صحت کیونکر حاصل ہوسکتی ہے میں بھی اسی بیماری میں مبتلا
ہوں کیا کوئی ایسا طبیب ہے جو مجھ جیسے عاجز و درماندہ
شخص پر رحم کرے۔ میں انتہا درجہ کا شرمسار ہوں اور
میرا غم و الم بے پایاں ہے کہ میں معرفت الٰہی سے دور ہوں
کاش یہ دولت مجھ کو نصیب ہوجاتی اور تمہارے سوال
کے جواب سے خاموشی کا سبب یہی ہے کہ میں خود مریض
ہوں اور اپنی بلاؤں میں گھرا ہوا ہوں"

جوان نے یہ سن کر عرض کیا۔ اگر حضور کوئی ایسا مرہم میرے زخموں پر رکھ سکتے ہیں جو سوزش کو کم کردے تو بہتر ہے۔ شیخ نے فرمایا جو بات دریافت کرنا چاہتے ہو دریافت کرو" جوان نے پوچھا۔ خداوند تعالےٰ سے ڈرنے اور خوفزدہ رہنے کی کیا علامت ہے؟" شیخ نے فرمایا۔ خدا سے خوف زدہ رہنے کی علامت یہ ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا اس کے دل میں غیر خدا کا خوف کبھی پیدا نہ ہوگا۔ یعنے جس کے دل میں خدا کا خوف متمکن ہوگا اس میں کسی دوسرے کا خوف داخل نہیں ہوسکتا دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا خوف انسان کو غیر خدا کے خوف سے محفوظ رکھے گا:" شیخ کے الفاظ سن کر جوان نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑا تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو اس نے شیخ کو مخاطب کرکے پوچھا"

خداوند تعالےٰ حضور پر رحم کرے یہ فرمایئے کہ انسان کو کب اس کا یقین حاصل ہوتا ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے اور خدا ہی کا خوف اس کے دل میں ہے؟" شیخ نے فرمایا۔ اس وقت جبکہ انسان کی نظر میں دنیا کی عزت و نعمت اتنی رہ جائے جتنی کہ ایک بیمار کی نظر میں ہوتی ہے یعنے وہ اس خیال سے کھانا پینا ترک کردیتا ہے کہ کہیں مرض بڑھ نہ جائے اور دوا کی تلخی کو اس لئے

برداشت کرلیتا ہے کہ کہیں تکلیف اور نہ بڑھ جائے شیخ کے یہ الفاظ سن کر جوان نے پھر ایک چیخ ماری اور ہم نے یہ خیال قائم کرلیا کہ اس کی روح قلب خاکی سے باہر نکل گئی مگر تھوڑی دیر بعد اس کو ہوش آگیا اس نے پوچھا حضور محبت الٰہی کی علامت کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا۔ عزیز دوست خدا کی محبت کا درجہ نہایت بلند ہے۔

جوان نے عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں حضور اس کی کچھ کیفیت بیان فرمائیں۔ شیخ نے فرمایا۔ جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں خدا ان کے دلوں کو روشن کردیتا ہے وہ اس نور سے اپنے بزرگ و برتر محبوب خدا کی عظمتوں کے جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی روحیں روحانی ہو جاتی ہیں ان کی عقلیں آسمانی بن جاتی ہیں اور وہ فرشتوں کی صفوں کے درمیان پھرتے رہتے ہیں اور تمام امور الٰہیات کو اپنی نورانی آنکھوں سے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا کی چیزیں ان نگاہوں سے نظر آتی ہیں انسان کا فرض ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے اپنی پوری طاقت سے صرف خدا کی خوشنودی و محبت کے سلسلہ میں عبادت کرے جنت کی طمع اس عبادت میں شامل نہو اور نہ دوزخ کی آگ کا خوف؛ یہ سن کر جوان نے پھر ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کرگئی شیخ اس منظر سے بے حد متاثر ہوئے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ جوان پاک شہید محبت الٰہی جوان کی پیشانی پر بوسہ دیتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے عالم وجد میں ہم لوگوں کو مخاطب کرکے کہا لوگو! خدا سے محبت رکھنے والوں کا درجہ یہ ہے اور خدا سے ڈرنے والوں کا انجام یہ ہی ہوتا ہے یہ ایک ایسی پاکیزہ روح کا جسم ہے جو خدا کی درگاہ میں جھکی، خدا سے مناجات کی۔ خدا کی باتوں کو سنا خدا سے ملاقات کی خواہشمند ہوئی۔ اور ذوق و شوق میں اپنے خاکی جسم کو چھوڑ کر خدا کی طرف چلی گئی۔

(۲)

حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ میں اطراف شام میں سفر کر رہا تھا کہ ایک سبز گنبد پر میری نظر پڑی جا کر دیکھا تو اس کے اندر ایک جوان رعنا کو پایا جو ایک ثمردار درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا تھا میں نے آگے بڑھ کر اس کو سلام کیا مگر اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ سلام کیا تو اس نے نماز کو پورا کرکے میرے سلام کے جواب میں انگلی سے زمین پر دو شعر لکھدئے جن کا مفہوم یہ تھا۔

زبان کو منہ میں بند رکھو اور کلام ذکرو اس لئے کہ زبان
ابتلا و مصائب کی مرکز اور آفات کی معدن ہے۔ اگر کلام
کرنا ضروری ہو تو پھر خدا کا ذکر کرو، کسی وقت خدا کو نہ
بھولو اور ہر حال میں اس کی حمد و ثنا کرتے رہو!

ذوالنون مصری کا بیان ہے کہ ان اشعار کو پڑھ کر میں دیر تک روتا رہا جب کچھ سکون ہوا تو میں نے اپنی انگلی سے ان اشعار کے جواب میں دو شعر لکھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ

لکھنے والا کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی تحریر کے سبب
کبھی کسی مصیبت میں مبتلا نہوا ہو تحریر بھی مصیبت کا ایک
سبب ہے اور تحریر اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک
کہ دنیا قائم ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بجز
ایسی چیز کے کچھ نہ لکھے جو اس کو قیامت کے دن خوش کرنے والی
ہو!

ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ ان اشعار کو پڑھ کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوگیا میں اس منظر سے بے حد متاثر ہوا اور دیر تک روتا رہا پھر اٹھا کہ نعش کو غسل دیکر دفن کردوں کہ ایک سمت سے یہ آواز آئی بس نعش کو یوں ہی چھوڑ دو خداوند تعالےٰ نے صاحب نعش سے وعدہ کیا ہے کہ اس کی نعش کا انتظام ملائکہ کریں گے۔

ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں ہٹ گیا اور درخت کے نیچے جا کر نماز پڑھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جا کر دیکھتا ہوں تو نعش کا پتہ نہ تھا اور جگہ خالی پڑی تھی میں نے دیر تک ادھر ادھر تجسس کی نظر وں سے دیکھا لیکن پتہ نہ چلا۔

فقہائے اسلام

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

عزیز حسن بقائی

امام العارفین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۱ شعبان ۲۱ھ کو صبح صادق کے وقت مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھیں اس لئے اکثر وہ مدینہ طیبہ ہی میں رہتی تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے آپ کا نام حسن تجویز کیا کیونکہ آپ کی صورت و شباہت نہایت دلکش تھی اور آپ سراپا حُسن کا بہترین نمونہ تھے۔

تعلیم و تربیت حضرت خواجہ حسن بصری رح شروع سے نہایت ذہین اور تیز طبیعت تھے جب آپ کی عمر سات سال کی ہوئی تو حضرت مولائے کائنات علی نے آپ کو قرآن شریف پڑھایا اور سعادت قرآنی سے آگاہ کیا، چودہ سال کی عمر میں آپ نے غیر معمولی قابلیت حاصل کرلی اور فاضل اجل تسلیم کئے گئے۔

ذوق معرفت ۳۵ھ میں جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کی حقیقت شناس طبیعت معرفت الٰہی کی طرف مائل ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا اور اسرار طریقت معلوم کئے، بیعت ہونے کے بعد آپ نے مجاہدہ شروع کیا آپ کے ایک مرید عبداللہ ابن حارث رح بیان کرتے ہیں کہ ۹۸ھ میں خواجہ حسن بصری کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ وہ دن رات میں ڈھائی سو رکعتیں نماز کی پڑھتے تھے اور ۳ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے میں تقریباً چھ سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہا میں نے ہمیشہ یہ دیکھا کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور دن میں بھی بہت کم سوتے تھے القرآن پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور اس حال میں وہ اس قدر روتے تھے کہ ان کی آنکھیں سوجھ جاتی تھیں۔

تقریر کا اثر مشہور تابعی حضرت زید بن عبدالرحمٰن رح بیان فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رح بہترین مبلغ اسلام اور بہترین خطیب تھے، ان کی تقریر درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی جب وہ تقریر شروع کرتے تو راستے بند ہو جاتے اور سامعین پر ایک سکتہ طاری ہو جاتا ان کی آواز میں یہ ایک عجیب خصوصیت تھی کہ وہ دور و نزدیک یکساں سنائی دیتی تھی اور میلوں تک پہنچتی تھی۔

اخلاق و عادات حضرت خواجہ حسن بصری بے انتہا خلیق، منکسر، بلند اور رحم دل تھے وہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے انتہائی محبت کے ساتھ بات چیت کرتے علاوہ غریبوں کی خدمت کیا کرتے تھے انہوں نے کبھی کسی دولت مند سے اپنی کسی احتیاج کا اظہار نہیں کیا وہ مستقل طور پر کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور اس کاروبار میں اتنا نفع ان کو حاصل ہوتا تھا کہ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے کیا اس اولین رہنمائے طریقت کا طرز عمل آج کل کے مشائخ عظام کے لئے اپنے اندر درس عمل رکھتا ہے؟ اور کیا وہ حقیقتاً اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

سفاک حجاج کے سامنے اعلان حق تذکرۃ العباد میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری رح جامع ابوعاصم میں اعلان حق کی فضیلت پر وعظ کہہ رہے تھے، اتنے میں حجاج بن یوسف آپ کی محفل میں حاضر ہوا اور ایک انتہائی شان کے ساتھ ایک قالین پر بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھا اور ارشاد فرمایا۔

اس محفل میں بعض ایسے آدمی بھی موجود ہیں جو اپنی ہستی کو انسانیت سے بالاتر سمجھتے ہیں ان کی نگاہ میں ایک غریب آدمی کی حیثیت ایک مچھر سے بھی زیادہ ذلیل ہے ان کے حضور میں غریبوں کا بیٹھنا ممنوع ان کے سامنے بولنا گناہ اور ان پر کسی کا ادنیٰ اعتراض بھی موجب قتل ہے اگر کوئی غریب مسلمان آزادی کے ساتھ ان کے سامنے بات چیت کرنا چاہے تو ان کے چہرے غیظ و غضب کی وجہ سے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے قہر و جلال کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتے حالانکہ اسلام نے شخصیت پرستی کی بنیادیں ہلا دیں اور ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں کھڑا کیا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے کیا اس میں اہل جبروت کیلئے عبرت و نصیحت نہیں ہے۔ بھلا اے فانی انسانو! کیوں اپنی فانی قوتوں پر غرور کرتے ہو؟ اور کیوں اس بات کی آرزو کرتے ہو کہ تم کو امیر المومنین کہہ کر پکارا جائے؟ حالانکہ قوم تمہاری حکومت سے راضی نہیں ہیں۔

حضرت یحییٰ بن سعید رح خطیب بصرہ بیان فرماتے ہیں کہ، حضرت خواجہ حسن بصری رح جب یہ تقریر کر رہے تھے اکثر حاضرین کو یقین تھا کہ حجاج بن یوسف ان کے قتل کا حکم صادر کریگا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور خاموش ہو کر چلا گیا ایک ہفتہ کے بعد حجاج نے حضرت خواجہ حسن بصری کو ایک خط لکھا اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی خواجہ صاحب نے اس خط کے پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا جس چیز کو ایک ظالم کے ہاتھ نے چھوا ہے میں اسے چھونا نہیں چاہتا جب خط پڑھ کر سنایا گیا تو آپ نے اس کی پشت پر یہ جواب لکھوا دیا "اللہ کے بندے حجاج بن یوسف کو

احکامِ اسلام

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میت کو شب میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ رات کو میت کا قبر میں دفن کرنا حرام ہے اور سخت گناہ ہے یہ لوگ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا تدفنوا موتاکم باللیل الا ان تضطروا کیا کوئی ایسی روایت ہے؟ اور اگر کوئی روایت ہے تو اس کا مطلب کیا ہے۔

الجواب

رات کو میت کا دفن کرنا بلا کراہت جائز ہے حدیث میں ایک شخص کا ذکر آیا ہے جو مسجد نبوی کی جاروب کشی کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے رات ہی کو دفن کر دیا اور جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا آپ نے صحابۂ کرام سے انکار نہیں فرمایا بلکہ یہ دریافت فرمایا کہ مجھے اطلاع کیوں نہیں کی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ رات اندھیری تھی ہم نے آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا۔

ایک دوسرا واقعہ ترمذی میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ حضور نے ایک میت کو رات میں دفن کیا اور اندھیرے کی وجہ سے آپ کے لئے شمع جلائی گئی اور مشعل کی روشنی میں میت کو حضور نے دفن کیا۔

سرکار کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں کا یہی معمول رہا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات ہی کو دفن کئے گئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو رات ہی میں دفن کیا۔

صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علماء سلف و خلف کا یہی معمول رہا البتہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں دفن کرنے کو مکروہ فرماتے تھے چنانچہ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۷۷ میں ہے وقد اختلف العلماء فی الدفن باللیل فکرهه الحسن البصری الا لضرورة وقال جماعة العلماء من السلف والخلف لا یکره واستدلوا بان ابابکر الصدیق وجماعة من السلف دفنوا لیلا من غیر انکار وبحدیث المرأة السوداء او الرجل الذی کان یقم المسجد فتوفی باللیل فدفنوه لیلا وسألهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنه فقالوا توفی لیلا فدفناه فی اللیل فقال الا آذنتمونی قالوا کانت ظلمة ولم ینکر علیهم (اخرجه البخاری) ودفن ابوبکر لیلا (بخاری شریف)

ودفن عمر ابابکر بعد العشاء الآخرة قال الحافظ فی الفتح وصح ان علیا دفن فاطمة لیلا صفحہ ۱۳۳

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بخاری باب موت یوم الاثنین میں نقل کرتے ہیں فلم یتوف حتی امسی من لیلة الثلثاء و دفن قبل ان یصبح بخاری صفحہ ۱۸۶

شرح مسلم میں امام نووی فرماتے ہیں وقال جماهیر العلماء من السلف والخلف لا یکره واستدلوا بان ابابکر الصدیق وجماعة من السلف دفنوا لیلا من غیر انکار۔

سوال میں جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ روایت ابن ماجہ میں ہے لیکن وہ روایت پوری نہیں بلکہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جو عمر بن عبد اللہ الاودی کے واسطے سے نقل کیا ہے پوری حدیث مسلم شریف میں ہے۔

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم خطب یوما فذکر رجلا من الصحابة قبض فکفن فی کفن غیر طائل وقبر لیلا فزجر النبی صلی اللہ علیه وسلم ان یقبر الرجل لیلا حتی یصلی علیه الا ان یضطر انسان الی ذلک وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا کفن احدکم اخاه فلیحسن کفنه رواه احمد ومسلم وابوداؤد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ پوری روایت ہے جس کو مختلف محدثین نے نقل کیا ہے اسی روایت کا ایک ٹکڑا ہے جو ابن ماجہ میں منقول ہے اس پوری روایت کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس میں دفن لیل کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یا تو سرکار نے ترکِ صلوٰۃ پر زجر فرمایا ہے یا کفن کے خراب ہونے پر یا دونوں باتوں پر اسی لئے نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:۔

واجابوا عن حدیث الباب بان النهی کان لترک الصلوة لا لمجرد الدفن باللیل او من اساءة الکفن او عن المجموع صفحہ ۱۲۶ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں لیس فی حدیث جابر ان الزجر منه صلی اللہ علیه وسلم انما کان لترک الصلوة لا للدفن باللیل او لاجل انهم کانوا یدفنون باللیل لرداءة الکفن صفحہ ۱۳۳

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی شرح میں یہ الفاظ فرمائے ہیں واجابوا عن هذا الحدیث ان النهی کان

لترک الصلوٰۃ ولم ینہ عن مجرد الدفن باللیل وانما نہی لترک الصلوٰۃ اولقلۃ المصلین اوعن اساءۃ الکفن اوعن المجموع کما سبق۔

امام نووی کا مطلب یہ ہے کہ یہ ممانعت یاتو ترک صلوٰۃ اور نمازیوں کی کمی کے باعث تھی یا بُرا کفن دینے کی وجہ سے تھی یا مجموعی وجہ سے تھی۔ اس ممانعت کا تعلق رات کو دفن کرنے سے نہ تھا۔

بہرحال میت کو رات میں دفن کرنے کو ناجائز اور حرام کہنا ایک عامیانہ خیال ہے جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں اور نہ علماء امت کے اقوال میں بلکہ تعجیل دفن اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ کے منافی ہے۔ ھذا ما ظھرلی واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔

(مفتی اعظم حضرت مولانا) کفایت اللہ (صاحب) عفا عنہ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درباره مسائل ذیل کے (۱) ایسی جگہ پر جہاں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے یکصد سے زائد دکانات کلہذا اسے مثل اسکول تھانہ اور ڈاک خانہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے سینکڑوں نمازی موجود رہتے ہیں بروئے سنت والجماعت نماز جمعہ جائز ہے ہو اس ہمہ بیانات میں نماز جمعہ ناجائز کا اطلاق ہوتا ہے؟ ایسے نمازیوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن تارک الجماعت رہتے ہیں اور جہاں نماز جمعہ ناجائز ہو وہاں نماز عیدین جائز ہے۔

(۲) ایسے مسلمان کے لئے کیا حکم ہے جو تعمیر مسجد کے نام سے وصول کرکے زرچندہ اپنے مکان کی تعمیر یا ذاتی خرچ میں صرف کر ڈالے۔

(۳) ایسے مسلمان کی فوتیدگی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوٰۃ وصوم کا عادی رہا ہو اس کے ورثاء کا ایصال ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقروض ہو اور ورثا بار بار تقاضہ کرنے کے باوجود بھی قرضہ ادا نہ کرتے ہوں کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال نمبر ایک میں ہے نماز جمعہ جائز ہے جو لوگ کہ وہاں جمعہ کرنا ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہ برتنی چاہئے کہ ان کا خیال بھی مذہبی وجوہ پر مبنی ہے۔

(۲) وہ شخص سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے۔

(۳) اس کی طرف سے ایصال ثواب کرنا جب کہ ورثا اپنے مال میں سے کریں جائز تو ہے مگر اس کے ذمہ کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پہلے قرضہ ادا کرنا چاہئے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کرکے ایصال ثواب کرے تو جائز ہے۔

(حضرت مفتی اعظم مولانا) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغی کی عمر تین برس کی تھی اور باپ زندہ تھا لیکن دادا نے نکاح پڑھوایا تھا باپ راضی نہ تھا اور نکاح کے بعد بھی باپ راضی نہیں ہے اب لڑکی بالغ ہو گئی ہے نکاح سے انکار کرتی ہے حتی الوسع شوہر کرنا پسند کرتی ہے کہ اس کے ساتھ شادی نہیں کرائے گی اب جوان لڑکی اس کے ساتھ شادی نہیں کرائی۔ لہذا جوان لڑکی کا رکھنا دشوار ہے، لڑکا طلاق نہیں دیتا اور شادی کرنا چاہتا ہے اور لڑکی اس سے شادی کرنے سے انکار کرتی ہے اور لڑکی کا باپ پہلے بھی راضی نہ تھا اور اب بھی راضی نہیں ہے۔ نیز لڑکی کا دادا فوت ہو گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لڑکا بالغ ہونے پر دماغ خراب رکھتا ہے کسی چیز کا سلیقہ اب کیا کیا جاوے؟

لڑکی کا باپ اگر کسی صورت سے راضی کر لیا جاوے گا تو لڑکی کا انکار رہا نہ ہوگا یا ناجائز اس بات کی ضرورت ہے؟

الجواب

اگر واقعہ یہ ہے کہ لڑکی کا باپ راضی نہ تھا اور دادا نے نکاح کر دیا تو نکاح ہی نہیں ہوا لیکن اگر لڑکی کا باپ راضی تھا یا اس نے نکاح کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی تو پھر جب تک لڑکا طلاق نہ دے نکاح نہیں ٹوٹ سکتی اگر لڑکا مجنون اور پاگل ہو تو کسی مسلمان حاکم کو درخواست دیکر نکاح فسخ کرایا جاسکتا ہے۔

(حضرت مفتی اعظم مولانا) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کا مہر مؤجل ہے اس کو کب مہر مؤجل کے مطالبہ کا کن کن حالتوں میں حق ہے مفصل طور پر مطلع کیجئے بینوا وتوجروا

الجواب

مہر مؤجل میں اگر اجل معین کر دی گئی ہے مثلاً دس برس یا بیس برس یا یہی کہہ دیا گیا ہو کہ موت یا طلاق کے بعد حق مطالبہ ہوگا تو اس صورت میں تو تصریح کے موافق عمل ہوگا اور اگر یہ تصریح نہیں کی گئی صرف یہ کہہ دیا گیا یا لکھ دیا گیا کہ مہر مؤجل بھی معجل کے حکم میں ہے اور عورت کو ہر وقت مطالبہ کا حق ہے۔ (حضرت مفتی اعظم مولانا) کفایت اللہ کان اللہ لہ

اسلامی فتوحات

گزشتہ سے پیوستہ

مرتدین سے پہلا معرکہ

(از جناب علامہ فارقیق صاحب)

مسلمانوں نے مکہ کے کفار و مشرکین پر آخری فتح سنہ ۸ھ میں حاصل کی تھی اور مرکز اسلام مکہ معظمہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تھا اس فتح نے اسلام کی شوکت کو غیر معمولی فروغ بخشا، عرب کافروں پر مسلمانوں کی طاقت کا سکہ بیٹھ گیا اور عرب قبائل اسلام کی طرف مائل ہوگئے چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ سنہ ۹ہجری میں عرب قبائل نے حضور صلعم کی خدمت میں اس کثرت سے وفود بھیجے کہ اس سال کا نام "سنۃ الوفود" ہوگیا یہ وفد حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے اپنے قبیلہ کی خواہش قبول اسلام کو ظاہر کرتے اور مسلمان ہوجاتے اور وفد کی خواہش پر حضور صلعم کسی صحابی کو اس کے ساتھ کر دیتے تاکہ وہ قبائل کو اسلام کے ارکان سکھائے امامت کرے اور تبلیغ کے فرائض انجام دے۔

اس سال عرب میں اس طرح اسلام پھیل گیا جس طرح بارش کے پانی کی رَو تمام علاقوں کو سیراب کر دیتی ہے اور عرب کا بڑا حصہ مسلمان ہوگیا چونکہ یہ لوگ اسلام کی طاقت سے مرعوب ہوکر مسلمان ہوئے تھے اسلام کا سچا جذبہ ان کے دلوں میں نہ تھا اس لئے حضورؐ کی وفات کے بعد یہ لوگ یہ خیال قائم کرکے کہ اب اسلام کی طاقت فنا ہوچکی ہے مرتد ہوگئے اور ارتداد کا یہ سلسلہ اس قدر بڑھا کہ صرف چند قبائل اسلام کے مطیع و منقاد رہ گئے اور باقی سب ارتداد کی رَو میں آگئے۔

مرتدین میں سے جو قبائل طاقتور تھے انہوں نے چاہا کہ مدینہ پر قبضہ کرکے مسلمانوں کی اس تھوڑی سی تعداد کو بھی فنا کر دیں جو اسلام پر مضبوطی سے قائم تھی تاکہ عرب میں پھر جاہلیت کا زمانہ واپس آجائے۔ چنانچہ قبیلہ بنو عبس و ذبیان اس ارادہ سے آگے بڑھے، عبس کے لوگوں نے مقام ابرق میں بڑا ڈالا اور ذبیان مقام ذی القصہ میں قیام پذیر ہوئے، ان لوگوں کے ساتھ قبائل بنو اسد اور کنانہ کے بھی چند آدمی تھے۔

دونوں جماعتوں میں سے کچھ لوگ یکجا ہوئے اور ایک وفد بن کر حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ مطالبہ کیا کہ نماز میں کچھ کمی کر دی جائے اور زکوٰۃ کو بالکل معاف کر دیا جائے یا یہ کہ زکوٰۃ بالکل چھوڑ دی جائے اور صرف نماز پر اکتفا کی جائے حضرت ابوبکر رضؓ نے ان کی خواہش کو سن کر فرمایا کہ :- خدا کی قسم! نہ میں زکوٰۃ کی ایک رسّی کو چھوڑوں گا اور نہ نماز کی ایک رکعت کو کم کروں گا"

مرتدین کا یہ وفد خشک جواب سن کر واپس چلا گیا اور اپنے لوگوں کو جاکر بتایا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے عبس و ذبیان کے لوگ یہ سن کر خوش ہوگئے اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے

حضرت ابوبکر رضؓ نے وفد کے واپس جانے پر صحابہ کو تیار رہنے اور احتیاط برتنے کا حکم دیدیا چنانچہ حضرت علی رضؓ، زبیر رضؓ، طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعود کو مدینہ کے ناکوں پر مقرر کیا گیا اور تمام صحابہ مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے۔

عبس وغیرہ قبائل کے لوگ آئے اور ناکوں پر حملہ کیا فوراً حضرت ابوبکر رضؓ کو خبر دی گئی اور آپ نے صحابہ کو مدد کے لئے بھیجا معمولی سے مقابلہ کے بعد مرتدین کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب مقام ذی خشب تک کیا ذی خشب میں مرتدین نے چالاکی کی کہ ایک دوسرے راستہ سے بانسری وڈھول بجاتے اور زمین پر پاؤں مارتے طرح طرح کی حرکات کرتے آئے جس سے مسلمانوں کے اونٹ بھڑک کر بھاگ کھڑے ہوئے ہرچند مسلمانوں نے اونٹوں کو روکنا چاہا لیکن وہ نہ رکے اور مدینہ میں جاکر دم لیا۔ مرتدین نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی فوراً انہوں نے قبیلۂ ذبیان کے لوگوں کو جو ذی القصہ میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے یہ اطلاع دی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں۔

ادھر حضرت ابوبکر رضؓ نے مدینہ کے مسلمانوں کو فراہم کرکے اول وقت صبح کی نماز پڑھی اور پھر ان کو لے کر میدان میں نکلے۔ میمنہ پر نعمان بن مقرن کو اور میسرہ پر عبداللہ بن مقرن کو مقرر کیا اور مرتدین پر حملہ کیا مسلمانوں نے اس جوش سے مقابلہ کیا کہ مرتدین کے چھکے چھوٹ گئے اور دوپہر ہونے سے پہلے پہلے مرتد قبائل بھاگ کھڑے ہوئے۔ بہت سے آدمی ان کے مارے گئے اور کثیر مال غنیمت چھوڑ گئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے مقام ذی القصہ تک ان کا تعاقب کیا۔

ادھر تو حضرت ابوبکر رضؓ تعاقب میں روانہ ہوئے اور ادھر نعمان بن مقرن مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مال غنیمت کی حفاظت پر تھے بنو ذبیان و عبس کے لوگوں نے یکایک ان پر حملہ کیا مال کو چھین لیا اور جس قدر مسلمان وہاں موجود تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ جب تعاقب سے واپس آئے اور اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ کو سخت رنج

ہوا اور غیظ و غضب کی حالت میں آپ نے قسم کھائی کہ "مرتدین نے مجھے مسلمانوں کو شہید کیا ہے جب تک میں اتنے ہی دشمنان خدا سے بدلہ نہ لے لوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔

حضرت اسامہ رضؓ کی واپسی کی خبر آچکی تھی جب وہ مدینہ میں پہونچ گئے اور ادھر اطراف و جوانب سے صدقات کا مال آگیا تو حضرت ابوبکر رضؓ نے مرتدین سے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں اور چند روز میں انتظام کرکے حضرت اسامہ رضؓ کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود مجاہدین کی جماعت کو لے کر مقامات ذی حسی اور ذی القصہ کی طرف بڑھے مقام ابرق تک مرتدین سے مقابلہ ہوا اس معرکہ میں قبائل بنو عبس و ذبیان بنو بکر اور چند مشہور شخص مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے تھے دونوں فریقین کے درمیان سخت مقابلہ ہوا مسلمانوں نے دشمنان اسلام کو شمشیر و نیزہ پر رکھ لیا اور بہت تھوڑی دیر میں مرتدین کو شکست فاش ہوئی مرتدین شکست پاکر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کرکے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ چند روز تک مقام ابرق میں قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں یہ انتظام کیا کہ جن مقامات پر بنو ذبیان رہتے تھے ان مقامات کو ان سے چھین لیا اور ان کو بے دخل کرکے وہاں مسلمانوں کو آباد کر دیا اور اس کے بعد صحابہ کو لے کر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

اس جنگ سے مرتدین کے حوصلے پست ہوگئے اور اسلام کی شوکت کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا لوگوں پر مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا اور اسلام کی طاقت کا سکہ دلوں پر بیٹھ گیا۔

مرتدین سے مقابلہ کیلئے لشکروں کی روانگی

جب حضرت اسامہ رضؓ کا لشکر آرام لے چکا تو حضرت ابوبکر رضؓ نے مسلمانوں کو جمع کرکے گیارہ لشکر ترتیب دئے اور ہر لشکر پر ایک امیر مقرر کرکے ایک جھنڈا اس کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ ہر قبیلہ میں سے چند آدمیوں کو مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا جائے اور باقی لوگوں کو لے کر مرتدین سے مقابلہ کیا جائے تاکہ مرتدین کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔

جب یہ لشکر روانگی کے لئے تیار ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضؓ خود بہ نفس نفیس اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے جس کے امیر حضرت خالد بن الولید تھے اس لشکر میں سو مہاجر اور انصار شامل تھے، مقام ذی القصہ پر پہونچ کر پڑاؤ ڈالا اور چند روز میں قیام فرمایا۔ یہاں سے حضرت ابوبکر رضؓ نے اطراف مدینہ کے قبائل اسلم، غفار، مزینہ، اشجع اور جہینہ وغیرہ کو دعوت جہاد دی اور چند روز میں مدینہ کے اطراف سے مجاہدین کا آنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی۔

حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت علی رضؓ نے جب دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضؓ خود بہ نفس نفیس مرتدین سے لڑنے کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو [illegible] خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امیر المومنین آپ کا مدینہ سے باہر جانا مناسب نہیں آپ مدینہ واپس تشریف لیجائیں مرتدین سے مقابلہ کا کام ہم لوگ کرلینگے مگر حضرت ابوبکر اصرار کرتے رہے آخر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا خلیفہ رسول اللہ صلعم! آپ مسلمانوں کی پناہ گاہ اور محافظ ہیں اگر آپ مرتدین سے لڑنے کے لئے تشریف لے جائیں گے تو یہاں کے لوگ بھی مرتد ہو جائیں گے اور حق پر باطل غالب آجائیگا دارقطنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ مرتدین سے لڑنے کے لئے خود جانے پر تیار ہو گئے اور اپنی سواری پر سوار ہوئے تو علی بن ابی طالبؓ نے آپکی باگ پکڑ لی اور کہا خلیفہ رسول اللہ کہاں کا ارادہ ہے میں آپ کو وہ بات یاد دلاتا ہوں جو رسول اللہ صلعم نے آپ سے احد کے دن فرمائی تھی آپ اپنی تلوار کو نیام میں ڈال لیجئے اپنی ذات کے نقصان سے ہم کو مصیبت میں نہ ڈالئے اور مدینہ واپس تشریف لے جایئے۔ خدا کی قسم اگر آپ شہید ہو گئے تو پھر اسلام کا نظام کبھی قائم نہ ہو سکیگا۔

مختصر یہ کہ جب صحابہ نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت ابوبکر رضؓ نے تمام لشکروں کو ضروری ہدایات دیں اور ان کو مختلف اطراف میں روانہ کر دیا

حضرت ابوبکر رضؓ نے جو لشکر ترتیب دئے تھے ان کی تفصیل مورخین نے اس طرح بتائی ہے کہ:-

(۱) خالد بن ولید کا لشکر:- حضرت ابوبکر رضؓ نے اس لشکر کو حکم دیا کہ یہاں سے سیدھے طلیحہ کی طرف جاؤ اور اس پر حملہ کرو۔ اس سے فارغ ہو کر بطاح کی طرف بڑھو اور مالک بن نویرہ پر حملہ آور ہو۔

(۲) عکرمہ بن ابی جہل کا لشکر اس کو یمامہ اور مسیلمہ پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا گیا

(۳) خالد بن سعید کا لشکر اس کو شام کی جانب مقام مشارف پر بھیجا گیا۔

(۴) عمرو بن العاص کا لشکر:- مرتدین قضاعہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا گیا

(۵) حذیفہ بن محصن کا لشکر:- دبا کے لوگوں پر حملہ آوری کے لئے روانہ کیا گیا

(۶) عرفجہ بن ہرثمہ کا لشکر:- مقام مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۷) طریفہ بن حاجز کا لشکر:- بنو سلیم اور بنو ہوازن کی سرکوبی پر مامور کیا گیا

(۸) سوید بن مقرن کا لشکر تہامہ (یمن) کی جانب روانہ کیا گیا۔

(۹) علا حضرمی کا لشکر:- بحرین کی طرف روانہ کیا گیا۔

(۱۰) شرجیل بن حسنہ کا لشکر مسیلمہ اور یمامہ کی طرف بھیجا گیا اور حکم دیا گیا کہ یہاں سے فراغت کرکے قضاعہ پر حملہ کرنا پھر حضر موت پہنچکر کندہ سے معرکہ آرا ہونا

(۱۱) گیارہویں لشکر کی کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

حضرت ابوبکر رضؓ نے لشکروں کے سرداروں کو ایک تحریری فرمان دیا تھا جس میں جہاد وغیرہ کے متعلق ضروری ہدایات تھیں اور ان لشکروں کے روانہ ہونے سے پہلے اتمام حجت کے لئے مرتدین کی طرف بھی خطوط روانہ کی

افسانے

عبدالمسیح کی بیٹی

ا

جہاں اب شہر کوفہ واقع ہے آفتاب اسلام طلوع ہونے سے قبل اس کے اطراف میں دریا کے کنارے نصارائے عرب کا ایک مشہور شہر حیرہ آباد تھا جو اس زمانہ میں ایک متمدن اور مہذب شہر اور مسیحی مذہبی علوم و فنون کا مرکز خیال کیا جاتا تھا یہ علاقہ شاہ فارس کے زیر نگین تھا اور اس کے حاکم عموماً نصارائے عرب میں سے مقرر کئے جاتے تھے۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت حیرہ کا حاکم نعمان بن منذر تھا اور شہر میں اس علاقہ کے بڑے بڑے زمیندار آباد تھے جن کے عالی شان مکانات اور قصور میں ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔

عید نوروز کا دن تھا شہر دلہن کی طرح آراستہ تھا اور دور دور سے لوگ اس تقریب میں شرکت اور تماشا دیکھنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے، شہر کے بازاروں میں حاکم علاقہ اور زمینداروں کا مذہبی جلوس دیکھنے کے لئے لوگ صف بستہ تھے دوکانوں کی چھتوں اور عالی شان مکانات کے بالائی کمروں پر عورتوں اور بچوں کا اجتماع تھا ہر شخص عید کی خوشی میں سرشار تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے تھا، وقت مقررہ پر جلوس حاکم علاقہ کے محل سے مرتب ہو کر باہر نکلا اور روانہ ہوا آگے مذہبی پیشوا تھے پھر حاکم علاقہ، ارکان و اعیان حکومت اور اس کے بعد زمیندار اور ان کے خاندان کے لوگ۔

جلوس ایک موڑ سے گذر رہا تھا کہ ایک نوجوان لڑکی کا گھوڑا کسی چیز سے ڈر کر بھڑکا اور اپنی حسین و جمیل سوار کو گرانے اور دیوانہ وار بھاگنے کی کوشش کرنے لگا معاً ایک نوجوان جو غالباً حیرہ کا باشندہ نہ تھا آگے بڑھا اور گھوڑے کو قابو میں لانے کے لئے اس کی ایال کو پکڑ لیا اور اپنی مہارت فن کو کام میں لا کر گھوڑے کی پیشانی اور گردن کو تھپکنے لگا۔ گھوڑا اس کی تسلی و شفقت سے مانوس ہو کر ٹھہر گیا اور پھر خوف دور ہوتے ہی سر کو خم کر کے آگے روانہ ہو گیا، نوجوان لڑکی نے نوجوان کی اس ہمدردی کا پُر اثر الفاظ میں شکریہ ادا کیا اس کی طرف ممنون نگاہوں سے دیکھا اور جذبات ہمدردی سے معمور دل پر ہاتھ رکھ کر اور سر کو جنبش دیکر جلوس کی قطار میں شامل ہو گئی۔

(۲)

حیرہ کے زمیندار عبدالمسیح کی بیٹی شیما اس علاقہ کی حسین عورتوں میں غیر معمولی شہرت رکھتی تھی بہت سے مسیحی نوجوان اس کے خواستگار تھے لیکن خود شیما ان نوجوانوں کو اس لئے پسند نہ کرتی تھی کہ ان میں مذہبی جذبات کی کمی تھی اور وہ مذہبی معاشرت سے بیگانہ تھے شیما نے جس ماحول میں پرورش پائی تھی وہ بالکل مذہبی تھا اس کا باپ اور بھائی بالکل مذہبی زندگی بسر کرتے تھے اور ماں ایک مذہبی پیشوا کی بیٹی تھی

حیرہ کے عرب نصاریٰ کی مذہبی زندگی بری نہ تھی مگر استبداد زمانہ نے دوسرے مذاہب کی طرح مسیحیت کی شکل کو بھی تبدیل کر دیا تھا اور حیرہ کے مسیحی اسی مسخ شدہ مسیحیت کے نام لیوا تھے۔

عبدالمسیح کا خاندان مسیحیت کو اس شکل میں دیکھنے کا آرزومند تھا جو گہوارہ سے نکلنے کے بعد صورت پذیر ہوئی تھی مگر اس زمانہ میں مسیحیت کی یہ شکل ناپید تھی ممکن ہے مذہبی مقامات مقدسہ میں کچھ لوگ اس قسم کی زندگی رکھتے ہوں ورنہ عام طور پر رسم و رواج کے مسیحی پائے جاتے تھے۔

شیما چاہتی تھی کہ کوئی ایسا سچا مسیحی نوجوان مل جائے جس کے پہلو میں مسیحیت کے اصلی جذبات سے معمور دل ہو تو وہ اس سے شادی کرے مگر ایسا کوئی نوجوان نہ ملتا تھا اور شیما کی کا فرجوانی ضرورت سے زیادہ مذہبی عقیدت و اشتداد کے نذر ہو رہی تھی۔

نوروز کے دن جس نوجوان نے شیما کے گھوڑے کو شوخیوں اور شرارت سے روکا تھا شیما اس کی انسانی ہمدردی سے بہت متاثر ہوئی تھی وہ جلوس سے واپس آ کر اکثر اس خیال میں محو نظر آتی تھی کہ وہ نوجوان کون تھا اور کہاں کا تھا جس نے اس کے ساتھ اتنی ہمدردی کی کہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر مجھ کو گھوڑے کی شرارتوں سے بچا لیا اسی سلسلہ میں کئی مرتبہ اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ اگر اس نوجوان کا پتہ مل جائے تو یقیناً وہ رابطۂ مودت کے قابل ہے لیکن باوجود کوشش اور جستجو کے اس کا پتہ نہ چلا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں کا رہنے والا تھا۔

مختصر یہ کہ نوروز کے بعد شیما کو اس نوجوان کا خیال اکثر آتا تھا اور چند روز بعد وہ اس امر پر آمادہ ہو گئی تھی کہ اگر وہ مل جائے اور وہ شادی کی خواہش کرے تو وہ بلا شرط اس کی درخواست کو قبول کر لے گی اور اس کی زندگی میں شریک ہو جائے گی۔

(۴۳)

جن غزوات میں آقائے دوجہاں حضور صلعم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی ان میں غزوۂ تبوک آخری غزوہ تھا اس وقت تک غزوات پر مہیں بھیجے یا شکر فراہم کرکے خود ہمراہ لے جانے کا طریقہ یہ تھا کہ خاموشی کے ساتھ کام کیا جاتا تھا اور بجز چند مخصوص خدام کے کسی کو مہم سے آگاہ نہ کیا جاتا تھا غزوۂ تبوک میں حضور صلعم نے اس مہم کے مقام کا عام اعلان کر دیا تھا۔ اور لوگوں کو تیاری کا حکم دیدیا تھا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل نے مسلمانوں کی مسلسل و پیہم کامیابیوں کے حالات سن کر یہ خطرہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کی طاقت بڑھ جانے پر ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقبوضات پر حملے کرنے لگیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان کو اس کا موقعہ نہ دیا جائے اور ان کی طاقت کو ابتدا ہی میں ختم کر دیا جائے چنانچہ اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں، اور فوجوں کو فراہم کرنے لگا۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے کافی تیاریاں کرنے کے بعد ۹ھ میں مدینہ سے کوچ فرمایا اور تبوک پہنچے اور ۲۰ روز تک تبوک میں اقامت پذیر رہے مگر نہ تو ہرقل کی رومی فوج مقابلہ پر آئی اور نہ نصارائے عرب نے مقابلہ کیا، آخر اکیسویں روز آپ نے تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کیا۔

اس علاقہ میں مسلمانوں کی اس پیش قدمی کے نتائج بہت بہتر نکلے بہت سے حاکموں اور زمینداروں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کرکے جزیہ دینا منظور کر لیا اور بہت سے لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

انہیں ایام میں خزیمہ بن اوس حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول فرما لیا خزیمہ[1] کا بیان ہے کہ آپ تبوک سے واپس ہو رہے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ :-

"یہ شہر حیرہ تمہارے حوالے کیا گیا ہے عنقریب تم اس کو فتح کر لوگے اور یہ قبیلۂ ازدیہ کی بیٹی شہبا جو خچر پر سوار اور سیاہ دوپٹہ اوڑھے تم کو ملے گی۔"

خزیمہ کہتے ہیں میں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر عرض کیا "یا رسول اللہ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور شہبا کو ہم اس حال میں پائیں تو کیا وہ میری ملکیت قرار پا سکتی ہے؟"

حضور صلعم نے میری اس خواہش کو سن کر فرمایا "ہاں" "وہ تیری ملکیت ہے۔"

---

[1] حیوٰۃ الحیوان منقول از طبرانی و ابونعیم ۱۲

(۴۴)

حضرت ابوبکر رضہ نے محرم الحرام ۱۲ھ میں خالد بن ولید رضہ کو اول یمامہ روانہ فرمایا اور پھر وہاں سے عراق جانے کا حکم دیا، عراق میں حضرت خالد بن ولید اور مثنیٰ بن حارثہ نے خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد سے علاقوں کو فتح کر لیا اور کسریٰ کے لشکروں کو شکست دیتے ہوئے حیرہ تک پہنچ گئے، حیرہ کے زمیندار اپنے حاکم ایاس بن قبیصہ طائی کے ساتھ مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے اور عزبین کے مقام پر لشکر کو آراستہ کیا۔

حیرہ کے زمینداروں نے اول اپنے لڑکے کو دریا کنارہ بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی کشتیوں کی طرف پانی نہ جانے دے تاکہ وہ خشکی میں رہ جائیں چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خالد بن ولید چند آدمیوں کو ساتھ لے کر چلے اور زمیندار کے لڑکے اور اس کے ساتھیوں پر قابو پاکر ان کو مار ڈالا۔

حیرہ کے مرزبان (زمیندار یا محافظ) کے بیٹے کو قتل کرکے حضرت خالد بن ولید سپاہ کو لے کر آگے بڑھے اور مرزبان کو دعوت مقابلہ دی مگر مرزبان نے مقابلہ نہ کیا اور حیرہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا

مرزبان کے بھاگ جانے پر حضرت خالد بن ولید رضہ نے حیرہ کو محاصرہ میں لے لیا اور پھر پوری قوت سے حملہ کرکے اس کو فتح کر لیا اور جو لوگ لشکر اسلام کے مقابلہ میں آئے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جب شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو حیرہ کا حاکم ایاس بن قبیصہ قصر ابیض سے باہر نکلا اور عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ کو ساتھ لے کر خالد بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالمسیح ایک بوڑھا شخص تھا اس قدر بوڑھا کہ اس کی پلکیں تک سفید ہو چکی تھیں، حضرت خالد بن ولید رضہ نے اس سے پوچھا "تمہاری کتنی عمر ہوئی" عبدالمسیح نے کہا۔ "کئی سو سال"[1] خالد بن ولید رضہ نے پوچھا "تم نے اپنی عمر میں کون سی عجیب بات دیکھی ہے" عبدالمسیح نے عرض کیا۔ "میں نے دیکھا ہے کہ ایک زمانہ میں دمشق و حیرہ کا درمیانی راستہ اس قدر مامون و محفوظ اور منظم و آباد تھا کہ عورت صرف ایک روٹی گھر سے لے کر چلتی تھی اور اطمینان سے اپنا سفر پورا کر لیتی تھی۔

عبدالمسیح کے ساتھ ایک خادم بھی تھا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی تھیلی تھی، حضرت خالد رضہ نے دریافت کیا "اس تھیلی میں کیا ہے" عبدالمسیح نے کہا قاتل زہر ہے" حضرت خالد رضہ نے تھیلی کو غلام سے لے لیا اور زہر کو ہتھیلی پر ڈال کر پوچھا "تم اس زہر کو ساتھ کیوں لائے ہو" عبدالمسیح نے عرض کیا "اس لئے کہ اگر معاملہ عزت و حرمت تک پہونچے تو ہم اس کو استعمال کرکے مر جائیں کیونکہ ہمارے نزدیک مذہبی و قومی توہین سے مر جانا زیادہ محبوب ہے" حضرت خالد رضہ نے فرمایا جب تک موت کا وقت نہیں

---

[1] بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عبدالمسیح کی عمر ۳۵۰ سال کی تھی ۱۲

آ گیا کوئی شخص نہیں مر سکتا۔

اس کے بعد حضرت خالد رضؓ نے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ کہا اور زہر کو پھانک لیا اور زہر نے آپ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ عبدالمسیح نے یہ دیکھ کر کہا: جب تک خدا کی قسم آپ کی جماعت میں آپ جیسے لوگ رہیں گے آپ کبھی اپنے مقاصد میں ناکام نہیں رہ سکتے۔

(۵)

حیرہ کو فتح کر لینے کے بعد مجاہدین اسلام کی جماعتیں شہر کی طرف بڑھیں حضرت خزیمہ بن اوس سب سے پہلے شخص تھے جو شہر میں داخل ہوئے بازار سے گذر کر جب وہ اس محلہ میں پہونچے جہاں قصر ابیض واقع تھا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ شہبا، عبدالمسیح کی بیٹی چتلے خچر پر سوار سیاہ دوپٹہ سر پر ڈالے قصر ابیض کی طرف جا رہی ہے خزیمہ بن اوس رضؓ آگے بڑھے اور شہبا کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔

شہبا اول تو گھبرائی مگر جب اس نے اپنے گرفتار کرنے والے کو دیکھا تو حیرت میں رہ گئی خزیمہ بن اوس رضؓ اسلام قبول کرنے کے بعد بالکل اسلامی رنگ میں رنگ گئے تھے اور مسلمانوں کی حقیقی شان ان میں پائی جاتی تھی۔ شہبا نے غور سے ان کو دیکھا دل میں کہا یہ تو وہی جوان معلوم ہوتا ہے جس نے نوروز کے دن اس کو خطرے میں پڑنے سے بچایا تھا مگر جب وہ ان کی موجودہ ہیئت پر نظر ڈالتی تھی تو اس کے دل میں شبہات پیدا ہونے لگے۔ خزیمہ نے اس کو متردد و حیران پا کر کہا:۔

شہبا! تمہارا خیال غلط نہیں ہے میں اگرچہ وہی ہوں جس کو نوروز کے دن تم نے ہمکلامی کا شرف سے نوازا تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اب وہ نہیں ہوں اس وقت میں حیوان تھا خواہشات کا بندہ، فواحش کا مجسمہ اور احکام الٰہی سے بے پروا مگر خدا کا شکر ہے کہ آج میں انسان ہوں خدا کی رضا و خوشنودی کا متلاشی، احکام الٰہی کی اطاعت کا متمنی اور مذہب و ملت پر جان فدا کر دینے کا آرزومند، نوروز کے دن تم کو دیکھ کر، تمہاری مہربانی کی نظروں کی لذت سے آشنا ہو کر میں مدتوں تمہارے خیال میں دیوانہ رہا ہوں لیکن تم تک پہونچنے یا تم کو پانے کا راستہ مجھ کو نہ ملا میں نے سُنا کہ راستہ میں ایسی جھاڑیاں ہیں جن سے اُلجھنا انسان کی قدرت میں نہیں ہے۔ ایسے کانٹے ہیں جن کو ہٹانا امکان میں نہیں ہے آخر میں نے تمہارا خیال چھوڑ دیا اور اس مقدس ہستی کے قدموں میں پہنچ گیا جس نے میرے دل و دماغ کو اپنی اور خدا کی محبت سے روشن کر دیا اور اب دنیا کی کوئی چیز اسلام کی خدمت سے بہتر مجھ کو نظر نہیں آتی۔

شہبا نے خزیمہ کے الفاظ کو غور سے سنا اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا جو امیدیں دل میں پیدا ہوئی تھیں ختم ہو گئیں اور اس نے تعجب کے لہجہ میں پوچھا۔ کیا تم مسلمان ہو گئے؟

خزیمہ:۔ ہاں..... میں مسلمان ہوں اور اسلام میری زندگی ہے۔

شہبا! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم میری خاطر سے مسیحیت کے آغوش میں آ جاؤ

خزیمہ! ناممکن اور قطعی ناممکن..... ہاں صرف ایک صورت ممکن ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ تم اسلام قبول کر لو اس کے بعد تم کو اختیار رہوگا کہ تم مجھ کو اپنی غلامی میں رکھ لو۔

شہبا! یہ سب کچھ ممکن ہے مگر یہ ممکن نہیں مذہب میری زندگی ہے میں اس زندگی میں مسیحیت سے جدا نہیں ہو سکتی۔

خزیمہ تم مسیحیت میں رہ کر بھی ایک مسلمان کی اپنا خدمتگذار بنا سکتی ہو

شہبا:۔ یہ بھی ناممکن ہے نصارائے عرب میں میرا خاندان اپنی عزت و حرمت رکھتا ہے کہ میں آسانی کے ساتھ اس کو تمہارے ہاتھوں فروخت نہیں کر سکتی۔

خزیمہ: بہتر ہو تاکہ ہم کوئی ایسی صورت نکال لیتے جو دونوں کیلئے مفید ہوتی

شہبا! میرے خیال میں ایسی کوئی صورت ممکن نہیں اور اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی زندگی کو مسیح کی نذر کر دوں اور دنیا کی لذتوں سے بیگانہ بن جاؤں۔

خزیمہ: جن صورتوں میں میں تمہارا خدمت گذار بن سکتا تھا ان کو میں نے پیش کر دیا ہے اگر تم کو ان میں سے کوئی صورت پسند نہیں ہے تو میں تم کو مجبور نہیں کروں گا اسلام نے جبر کی ممانعت کی ہے پھر اسی کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ شرعاً مجھ کو تم پر اقتدار حاصل ہو گیا ہے اور میں تم کو اپنے قابو میں لا سکتا ہوں مگر میں اپنی اسلامی خدمات کو اس لوٹ سے آلودہ کرنا نہیں چاہتا خواہ اس میں مجھ کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو اب آخری رائے اور فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

شہبا:۔ افسوس ہے کہ ہم میں سے ایک بھی اپنے مسلک سے ہٹنا نہیں چاہتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بالکل بیگانہ بن جائیں اور آئندہ کبھی اس خواب کو خیال میں نہ لائیں۔

میں اس وقت مسلمانوں کی لونڈی ہوں اگر آپ میری خاطر سے اتنی رواداری برتیں کہ معاوضہ لے کر مجھ کو چھوڑ دیں تو آپ کا یہ سلوک محبت کا ایک ایسا یادگار واقعہ ہوگا جس کو ہم اپنی زندگی میں کبھی نہ بھولیں

خزیمہ! تمہاری اس خواہش کو میں خوشی کے ساتھ پورا کروں گا۔

حیرہ پر کامل قبضہ ہو جانے کے بعد خزیمہ بن[1] اوس حضرت خالد بن ولید

---

[1] ابن اثیر نے صحابی کا نام سویل لکھا ہے اور ابن خلدون نے شریک نام بتایا ہے مگر دمیری نے حیوۃ الحیوان میں خزیمہ بن اوس کی جو حدیث طبرانی اور ابونعیم سے نقل کی ہے اس میں خزیمہ بن اوس کا نام ہے جو قبیلہ طے سے تعلق رکھتا تھا اسد الغابہ میں بھی خزیمہ ہی کا نام درج ہے ممکن ہے نام خزیمہ ہو اور سویل یا شریک اس کا لقب ہو ۱۲۔

ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عبدالمسیح کی بیٹی شہبا رکو حضور رم نے مجھ کو عطا فرمادیا تھا اس لئے وہ میرا حق ہے خالد بن ولید نے شہادت طلب کی خزیمہ نے دو شاہدوں[2] کو پیش کر دیا اور انہوں نے شہادت دی کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور رم نے حیرہ کی فتح کی پیشین گوئی کی تھی اور خزیمہ کی خواہش پر شہبا کو اس کا حق قرار دیا تھا۔

اس کا فیصلہ ہو جانے پر کہ شہبا ، خزیمہ بن اوس کا حق ہے حضرت خالد بن ولید نے جب ایاس بن قبیصہ کی خواہش پر مصالحت کی گفتگو شروع کی تو صلح کی بنیاد کی شرط یہ قرار دی کہ عبدالمسیح کی بیٹی شہبا ، کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے ایاس بن قبیصہ نے اس شرط کو ناگواری کے ساتھ سنا اور عرض کیا کہ مسلمانوں نے بہت سے شہر فتح کئے لیکن مصالحت میں کسی موقعہ پر اس قسم کی شرط پیش نہیں کی گئی خالد بن ولید رض نے فرمایا کہ یہ بالکل درست ہے لیکن بعض وجوہ سے ہم مجبور ہیں کہ اس کے بغیر صلح ناممکن ہے۔"

ایاس بن قبیصہ اور عبدالمسیح نے اس موضوع پر تبادلۂ خیال کیا اور مجبور ہو کر اس شرط کو قبول کر لیا اور شہبا ، کو لایا گیا اور خالد بن ولید نے اس کو خزیمہ بن ایاس کی سپرد کر دیا اس کے بعد دولاکھ نوے ہزار درہم جزیہ پر مصالحت ہو گئی اور خالد بن ولید نے ہدایا اور فتح حیرہ کی خوشخبری کا پیغام حضرت ابوبکر رض کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

شہبا ، اور خزیمہ کے درمیان جو آخری فیصلہ ہوا تھا اگر اس میں خزیمہ کو اس امر کا یقین نہ دلاتا کہ وہ اس کو معاوضہ لیکر رہا کرا دیگا اور شہبا ، ایاس بن قبیصہ اور عبدالمسیح کو اس کا یقین نہ دلاتی کہ مسلمان معاوضہ لیکر اس کو چھوڑ دیں گے تو ممکن ہے حیرہ کے باشندوں سے اس وقت مصالحت نہ ہو اور جنگ تک نوبت پہونچتی مگر شہبا ، کی دانشمندی اور خزیمہ کی مذہبی عقیدت دونوں نے مل کر اس خون ریزی کو روکا اور مصالحت کی بہترین صورت پیدا کر دی۔

مصالحت کے بعد شہبا ، خزیمہ کو مل گئی تو شہبا ، کا بھائی عمرو اس کے پاس آیا اور کہا کیا تم شہبا کو فروخت کرتے ہو خزیمہ نے کہا ہاں ، عمرو نے کہا قیمت بتاؤ خزیمہ نے کہا ایک ہزار درہم سے کم لوں گا نہ زیادہ ، عمرو نے نوراً ایک ہزار درہم گن دئے اور شہبا ، کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس کے بعد کہا کہ اگر تم شہبا ، کے معاوضہ میں ایک لاکھ درہم مانگتے تو میں تم کو ایک لاکھ درہم بھی دیتا۔

خزیمہ نے کہا :۔ میں ایک ہزار درہم سے زیادہ کو جانتا ہی نہیں میرے خیال میں بڑی سے بڑی رقم ایک ہزار ہی ہے۔

---

[1] عبدالمسیح کی بیٹی کا نام ابن اثیر نے کرامہ بتایا ہے اور اکثر مورخین نے شہبا لکھا ہے طبرانی اور ابونعیم کی روایت میں بھی شہبا لکھا ہے ممکن ہے کرامہ شہبا ، کا لقب ہو۔

[2] شاہدوں کے نام اسدالغابہ میں محمد بن مسلمہ اور عبداللہ بن عمر رض بتلائے گئے ہیں اور بعض نے عبداللہ بن عمر کے بجائے محمد بن بشیر رض لکھا ہے مگر صحیح روایت پہلی ہے ۱۲

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

پاک ہے وہ ذات کہ لے گیا بندے اپنے کو رات کو مسجد حرام سے طرف مسجد

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝

اقصٰی کے وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے گو تو کہ دکھلا دیں ہم کو نشانیاں اپنی تحقیق ۔۔ وہ سننے والا دیکھنے والا

موضح:- حق تعالٰی اپنے رسول کو معراج کی رات لیگیا مکے سے بیت المقدس تک براق اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں پر فقط اتنا ہی ذکر ہے مفصل احوال سورۂ النجم میں بیان ہوا ہے جس میں معراج جسمانی کی بھی بحث ہے۔

بدکردار ماں کا بدکردار بیٹا

(از عزیز حسن بقائی)

"توبہ اللہ ایسی ناہنجار نابکار اولاد کسی کو دے جو گلی گلی۔ کوچہ کوچہ باپ دادا کی ناک کٹواتی پھرے۔"

کہنے کو تو حمید کی ماں نے اور بھی بہت سی باتیں کہیں اور یقیناً وہ سب باتیں منشی عزیز نے بھی خاموشی کے ساتھ سن لی ہوں گی۔ مگر جب بیوی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ:- توبہ اللہ ایسی ناہنجار و نابکار اولاد کسی کو دے جو گلی گلی کوچہ کوچہ باپ دادا کی ناک کٹواتی پھرے"، تو منشی جی قابو سے باہر ہوگئے اور انہوں نے غیر معمولی اور غیر متوقع سخت آواز میں بیوی سے کہا کہ:- تمہارا جو جی چاہے کہو لیکن اگر آئندہ تم نے یہی بات کہی جو ابھی کہی ہے تو میں تمہارا منہ نوچ لوں گا۔ تمہاری اس بات نے میرا کلیجہ نکال دیا ہے۔ تم کہتی ہو کہ اللہ ایسی اولاد کسی کو نہ دے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کوئی ماں اس قدر اندھی کیوں بن جائے کہ وہ اپنی اولاد کو ایسی بری راہ پر لگائے کہ اولاد باپ دادا کی ناک اس طرح کاٹتی پھرے اور ہاں باپ دادا کی ناک تو برائے گفتن ہی کٹتی ہے لیکن ماں کی ناک ..... کٹنے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ اگر اولاد ... بری تربیت پاتی ہے تو اس میں سراسر ماں کا قصور ہوتا ہے نہ کسی اور کا۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ماں پیدائش سے لے کر پانچ سات برس تک اولاد کو اپنی نگرانی میں رکھتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ بیچارے باپ کا کیا ہے صبح کا گیا شام کو گھر آیا، رات کو ٹھیک سے بستر کرنے کا قصوروار ہوتا ہے وہ اولاد کو کیونکر اچھی یا بری تربیت دے سکتا ہے، جو اولاد کی حرکتوں کے باعث اس کی ناک کٹے۔

حمید کی ماں:- تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ میں نے حمید کو ... ہے اور سارا عذاب میری گردن پر ہے۔

منشی عزیز:- بے شک تم نے اور فقط تم نے اس کا ناس ہی نہیں کیا بلکہ ستیاناس کیا ہے اور سارا عذاب تمہاری گردن پر ہے اور یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں خوب سمجھ کر کہہ رہا ہوں میں تم کو یاد دلاتا ہوں کہ بچپن میں جب حمید کی زبان توتلی تھی کیا اس وقت تم اس کو گالیاں نہیں سکھایا کرتی تھیں اور کیا جب وہ اپنی توتلی زبان سے گالیوں کے وہ الفاظ دہراتا تھا اس وقت تم اس کی گالیاں ایسی خوشی سے ہضم نہیں کیا کرتی تھیں گویا گالیاں نہیں مصری کی ڈلیاں ہیں کیا اسی بات پر شادی کے بعد میری تمہاری پہلی لڑائی نہیں ہوئی تھی جس کے سلسلہ میں تم نے کئی ہفتے میکے میں گذارے تھے اور کسی طرح گھر آنے کا نام نہ لیتی تھیں، میرے اوپر طرح طرح کے الزام لگا کر مجھے بدنام کیا کرتی تھیں کہ تمہارے ماں باپ نہیں تیرے یہاں بھیجنے کا نام نہ لیں۔ یہ وہ واقعات ہیں کہ جنہیں تم جھٹلا نہیں سکتیں اور اگر جھٹلا نہیں سکتیں تو بتاؤ کہ حمید کی بدکرداریوں کی بنا کس نے قائم کی!

حمید کی ماں: یہ سب کچھ سہی مگر میں نے اس نالائق کو چوری تو نہیں سکھائی تھی

منشی عزیز: تم جس قدر چھپاؤ گی اسی قدر کرکرا تمہارے حصے میں آئے گی جس قدر صفائیاں پیش کرو گی اسی قدر قابل الزام ٹھہرو گی۔

حمید کی ماں: ہاں تم نے تو عمر بھر مجھے برا کہا ہے ایک طرف نالائق بیٹا کلیجہ کھاتا ہے اور دوسری طرف تم میرے دل کا کام تمام کئے ڈالتے ہو۔ دنیا میں چاہے کسی کا قصور ہو الزام مجھ کمبخت پر ہی عائد ہوتا ہے کسی کو گالیاں دے مگر قصوروار میں۔ کسی سے لڑے حمید مگر قابل الزام میں۔ اب چوری کی حمید نے تو بھی میں اور میری تربیت کی رسوائی ہو رہی ہے یہی ہے تم لوگوں کا انصاف۔

یہ کہکر حمید کی ماں رونے لگی روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ کون ہوگا جو اپنی اولاد کو چوری سکھائے گا مگر اس کی چوری کا الزام بھی مجھ ہی پر آرہا ہے یا اللہ کسی کی آئی ہو تو مجھے لے جائے۔

منشی عزیز: اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے تو سن لو کہ تم نے چاہے حمید کو براہ راست چوری نہ سکھائی ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ اپنے اعمال اور اپنی حرکتوں سے تم نے اس کو چوری کی تربیت دی اگر تم اس الزام کو قبول نہ کرو تو میں ہزاروں باتوں میں سے صرف دو باتیں تمہیں یاد دلاتا ہوں ایک تو یہ کہ تم اکثر و بیشتر میری جیب میں سے بغیر میری اجازت دام نکالا کرتی تھیں اور جب سوال کیا جاتا تھا تو کہا کرتی تھیں کہ راستہ میں گر پڑے ہوں گے یا دفتر میں کسی نے نکال لئے ہوں گے پھر بعض اوقات جب پکڑی جاتی تھیں تو کہہ دیتی تھیں کہ میاں بیوی کی چوری چوری نہیں ہوتی ہیں جو کچھ تمہاری جیب سے نکالتی ہوں تمہارے گھر ہی میں خرچ کر ڈالتی ہوں میکے نہیں بھیج دیتی ... غرضکہ اس بات پر بھی روز لڑائی ہوتی تھی یاد ہے نا؟ اب دوسرا واقعہ یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میری بہن نے اپنے بچوں کے کرتے تراشنے کے لئے تمہارے پاس کپڑا بھیجا تھا تم نے گز ڈیڑھ گز کپڑا بچا کر اپنی بھانجی کی قمیص بنائی تھی اور اس بات پر میری بہن سے تمہاری ایسی لڑائی ہوئی تھی کہ سال ڈیڑھ سال تک میری بہن نے اس گھر میں قدم نہ رکھا تھا تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ سب چھوٹی چھوٹی چوریاں نہ تھیں تو اور کیا تھیں؟ اور حمید نے تمہاری ہی حرکتوں سے چوری کی نہیں تو اور کس چیز کی تربیت حاصل کی ہوگی میں پھر کہتا ہوں کہ حمید کی ان تمام بدکرداریوں کی ساری ذمہ داری تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے اور آج کو تو اس نے اپنے ہم سبق کا رد بھی ہی چرایا اور بدنامی کا دائرہ مدرسہ ہی تک محدود رہا لیکن اگر یہی حال رہا تو آگے کھیل کر بڑی بڑی چوریاں کرے گا اور جیل جائے گا اور وہ نتیجہ ہوگا تمہارے کردار کی ان مثالوں کا جو تم نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اس کے بچپن میں اس کے سامنے پیش کی تھیں۔" اگرچہ رات زیادہ ہو چکی تھی لیکن ہمسائے اور ہمسائیاں ان میاں بیوی کی باتیں سن رہی تھیں یہاں تک کہ ڈاکٹر محمد علی کی بیوہ جو اپنے حسن و جمال اور خوش عادات والدین کے باعث خاص طور سے سب کی نظروں سے دیکھی جاتی تھیں انہوں نے ...

شاہ جیلان رح

بارہ مجالس یہ غوث اعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے غوث پاک کے بارہ مجالس ہیں یہ سب سے زیادہ مستند ہیں (۱) نصیحت عجیب (۲) پیدائش (۳) کیفیت غوثیت (۴) حلیہ مبارک (۵) اخلاق (۶) آپ کا تحصیل علم (۷) ریاضت و عبادت (۸) آپ کا طریقہ (۹) آپ کی فضیلت بر تمام اولیا (۱۰) تعلیمات غوث اعظم (۱۱) آپ کی عبادت (۱۲) ازواج اور اولاد ضخامت ۸۸ صفحہ قیمت چھ آنہ محصول ۶ر

ملفوظات خواجہ رح

ابتدا میں ملک الملوک سلطان الاولیا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے سوانح حیات ہے اس کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی الانف ہے اور خواجہ کاکی کو خواجہ غریب نواز کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ غریب نواز کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہئے کہ حضرت خواجہ حسن سنجری کے عارفانہ مقالات ہیں اس میں غرائب حقائق ہیں خصوصاً عبادات کے متعلق تو وہ نکات ہیں کہ نماز روزہ کا بلا ضیاع عادی ہو جاتا ہے ضخامت ۴۰ صفحات قیمت چھ آنہ محصول ۶ر

سیرت نظامی رح

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ابتدائے انتہا تک مکمل تاریخ عمری آپ کے والدین اور آپ کی پیدائش تعلیم ریاضت مجاہدہ فتوحات در خلوت و ایثار لنگر خانہ بندگان خدا پر شفقت و عنایت ارشاد و تلقین اسرار و نکات اوراد و دعائیں کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابرین خلفاء اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں اور عمارت آستانہ شریف کا بھی مکمل حال ہے ۲۲۴ صفحہ کی مجلد کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ر

سوانح مولانا روم رح

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے دریائے عرفان مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس کا کون واقف ہے جنہوں نے شرح مثنوی کا مطالعہ کیا ہے مگر ان کے حالات زندگی بھی کم عجیب نہیں علامہ شبلی نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں جو حقیقت میں واقفان سر ہستی آپ کی لائف ہوئی ہے سوانح کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی کیا ہے بہت دلچسپ کتاب ہے قیمت رعایتی خاص چھ آنہ محصول ۶ر

بڑی سوانح رسول مقبول صلعم

یہ کتاب اپنی صفائی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت شاندار ہے تاریخ وصال و میلاد رسول کو لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب کو عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز ہے کتاب کشادہ ہے پڑھو تو آپ نے رسول مقبول کی صحبت کی گھڑیاں بڑی ہونگی مگر اس کا مطالعہ آپ کی جبا دینی میں خاص جوش پیدا کر دیگا ضخامت ۴۸۰ صفحہ قیمت بہت کم صرف ۲ار محصول ڈاک ۹ر کل عہ

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہر بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیائے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معجزات پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلے میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر عبادات الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر کل عہ

الفاروق رض

کیا اسلام تھا اور کیا ہم ہیں جانتے ہو الفاروق میں کیا ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پیدا نہیں ہوا نوشیروان کی کی فرضی روایات عدل پر غش غش کرنیوالو ذرا عدل فاروقی کے حالات پڑھو تب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے مرنے والو ذرا اس جلیل المرتبت خلیفہ کی شان دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۱۰۰ صفحہ ۱۲ر

امام ابو حنیفہ رض

کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے مشہور عالم علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے علمی کارنامے ہی سنا فروں اور دلفیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلے میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ باب الاعتنائے فن ہی ہے ضخامت ۳۰۰ صفحہ قیمت صرف ۸ آنہ محصول ۵ر

چھیانوے اولیاء

ان کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق ان کی تعلیمات کی وابستہ تبلیغ اسلام ان کے درود ان کے اسرار باطنیہ ان کی الوہیت کا ارتکاب اس کتاب سے ہوتا ہے جس میں اکابر اولیا اللہ کے حالات ہیں اس کا نام تذکرۃ الاولیاء ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں عراق کے بھی شام کے بھی ہیں اور ایران کے بھی ہیں مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید کے بھی ہیں سب ہزار سید لوگوں کا بھی آنحضرت سے تعلق ہے صفحات قیمت مجلد عہ محصول ۱۲ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لئے ۱۴۰ صفحات کی اچھی چھپی ہوئی اس میں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں حضرت غوث پاک حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت علاء الدین صابر خواجہ حسن بصری حضرت مالک بن دینار حضرت خواجہ فرید گنجشکر حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ محبوب الٰہی حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر حضرت بایزید بسطامی حضرت جنید بغدادی حضرت ابراہیم ادہم حضرت سکم ابو داؤد ابن ماجہ قیمت صرف ۲ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱ار

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں بزرگ شاعروں نے جو اسلام اور تاریخ کی خدمت کی ہے وہ سب پر ظاہر ہے یہ شاعری نہیں بلکہ زمرۂ ادلیا سے تھے علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح حیات قلمبند کی ہے جو مستند ہونیکے لحاظ سے شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے علیحدہ علیحدہ بھی ملتی ہے ہر ایک کی قیمت ۳ر ہے اور تینوں جلدیں آٹھ آنہ کی ملیں گی پہلے جب تک ہم نے نہیں چھاپی تھی تو فی جلد ۲ر کو ملتی تھی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربے کر کے درج کئے ہیں اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے اچار شربت مربے وید کے خاص نسخے ڈاکٹری نسخے دانتوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر و عرق شیشہ کا کام بوٹ پالش رنگ بنانا سیاہیاں بنانا فوٹوگرافی گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بھائی دھندے سے لگ گئے صدہا بھائی اس کتاب کے ذریعہ اپنی روزی کماتے ہیں قیمت عہ محصول ۶ر

ہر قسم کی کتابیں اور قرآن مجید وحمائل شریف ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

ہر گھر اطمینان و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے

اور اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ ماں باپ اپنی لڑکیوں کو اور شوہر اپنی بیویوں کو ہماری کتاب

گھرداری کی تربیت

ہم اہیں اس کے پڑھنے کے بعد ہر بیوی نی دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو جائیں گی اور معلوم کر سکیں گی کہ شریف بیویاں کس طرح اپنے گھروں کو اطمینان و سکون کا گہوارہ بنا سکتی ہیں اور اپنی چھوٹی سی دنیا میں کس طرح جنت کے مزے حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ کوئی خشک پند و نصیحت کی کتاب نہیں بلکہ کام کی تمام باتوں کو افسانہ کے مقبول عام طرز میں اس خوبی سے ڈھالا ہے کہ کوئی شخص چاہے وہ کتنا ہی کم علم ہو چاہے کتنا ہی ذی علم ہو کتاب کو ایک مرتبہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین سے نہ بیٹھے گا۔ قیمت آٹھ آنہ۔ بطور خاکہ مختصر مضامین درج ذیل کئے جاتی ہے تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔

کاغذ کتابت طباعت اعلیٰ

معزز بیوی کا طوفان بدتمیزی
تربیت یافتہ بیوی کیا کرتی ؟
بیوقوف بیوی کی حماقتیں
گھروں کے بڑے بڑے انقلابات کی وجہ
تیز فقرہ بدتمیزی کی رانی ثابت ہوا۔
میاں بیوی میں کشیدگی اور ان بن
بیوی کی بدتمیزی اور میاں کی فہمائش
بیوی نے بھی خوب دل کا بخار نکالا
بدزبان عورت گھروالوں کی نظر میں
ماں نے بیٹے کو سمجھایا
ہمدرد ساس کیسا احمق ہو گا سلوک
سمدھیانہ ساس نے بہو کو سمجھانے کی کوشش کی
عالم آرا نے خلق اثر ہوا۔
سمدھن نے سمدھن کو خط لکھا۔
عالم آرا میکہ آگئی
دعا کے لئے ولی اللہ کی تلاش
ایک شاہ صاحب سے دعا کی درخواست

فہرست مضامین گھرداری کی تربیت

تم خود اپنے لئے دعا کرو
نیک بی بی کا قصہ
سوہن شاہ کے دربار میں عالم آرا کی حاضری
سوہن شاہ کے درباری کی خوشامد
شاہ صاحب نے خود طلب فرمایا۔
شاہ صاحب کی کرامات
سوہن شاہ کا عالم آرا کی ارشاد
آسمانی نکاح کی تیاریاں
عالم آرا کی سسرال میں بھی خبر ہو گئی
کہ کس طرح لوگ نورجہاں کو بھی بدگمان ہو گئی
گھر کی دروغ من نے نورجہاں کی تعریف کی
عقلمند عورتیں دوسروں کو دیکھ کر عبرت پکڑتی ہیں
نورجہاں کو عالم آرا کی شادی کا سامان یاد آگیا۔
شادی بیاہ کے کہنا اور لوگوں کے طعنے

جہیز کا بیکار کاٹھ کباڑ
ایوں بٹھانے کے چرچے
استانی خدیجہ بیگم کی معقول تجویزیں
استانی خدیجہ بیگم کی تجویزیں منظور ہوئیں
شاہی بیاہ کیلئے قرض لینا گناہ ہے۔
نورجہاں مایوں بیٹھ گئی
دلہنوں کو کس طرح رہنا چاہیئے۔
بیویوں کو کس طرح رہنا چاہیئے۔
بیویوں کی کامیابی کے اصول
بہو اور بیاہی کو کس طرح رہنا چاہیئے
گنڈا تعویذ، ٹونے ٹوٹکے
اولاد کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں
میاں بیوی میں بدمزگی کے اسباب
میاں بیوی میں غلط فہمی کی علامت
آپس کی غلط فہمی کو جلد سے جلد دور کر دو
نورجہاں کی تقریب نکاح کی سادگی
بدھی کی رسم کیونکر ادا ہوئی۔

نورجہاں سسرال کو رخصت ہوئیں
جہیز کی تفصیل
جدائی کا دردناک نظارہ
نورجہاں نے گھر کا انتظام سنبھالنا شروع کیا
نورجہاں نے کس خوش اسلوبی سے بات منوائی
نورجہاں کے خیالات و اعتقادات
سامان خورد و نوش کا حساب
حساب لینے کے خوشگوار نتائج
آمد و خرچ کا حساب اور کفایت شعاری کی خاموش تبلیغ
نورجہاں نے گھر کو از سر نو سجایا۔
سودیشی کا خاموش پرچار
عالم آرا کی تازہ سرگذشت
مجلس میں بیٹھنا رسم کا حال اور دلہن کا سلوک
انگریزی مدرسوں کی مسلم طالبات کی بیہودگی
اسلام کا جامع ضابطہ حیات

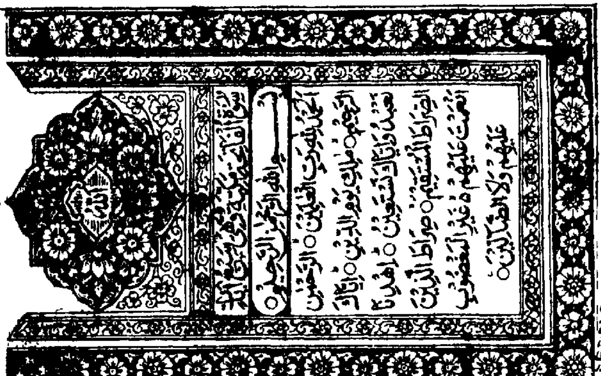
قیمت آٹھ آنہ علاوہ محصول

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔
روزہ نماز حج زکوٰۃ کی فضیلت
اسلام سے پہلے عورت کی دردناک حالت
عورتوں پر اسلام کے بے پایاں احسانات
عورتیں اسلام کا شکریہ کیونکر ادا کر سکتی ہیں
نورجہاں کی علالت
سر پر دو دو لاب کی بیرگی
عالم آرا کا حیث باطن
مظلوم بیوہ کی بے کسی
نورجہاں خواب دیکھ کر بیقرار ہو گئی۔
نورجہاں بچوں کی شادیاں کیسا
ڈاکٹر تعلیم شادی کیلئے کیونکر راضی ہوئی
جاہلوں طرف سے بغض و عداوت کی آگ
علالت میں طاعون پھیلا
آخری منزل حیات
آنکھوں کے سامنے شوہر اور بیٹے کی شہادت
خاتمہ

آٹھ آنے میں فوٹو بلاک پرنٹ بمبئی کا ڈسایز مجلد حمائل شریف

حیرت سے

پڑھئے اور دیکھئے کہ دفتر رسالہ پیشوا کیسی نمونہ چیزیں پیش کر رہا ہے۔ اس حمائل کو آپ اصلی صورت دیکھیں تو حیرت میں پڑ جائیں گے۔ کرمی کی درخشندہ طباعت ایسا کاغذ اور سنہری مجلد اور ہدیہ صرف آٹھ آنہ لطف یہ ہے کہ ہمارا اکثر بھائیوں کو اس کا یقین ہی نہیں آتا اور وہ پوچھتے ہیں کہ ہر ایک پارہ ہدیہ بارہ کی کا بنڈل تو ارزاں لیجئے فرمائیے



تیسوں پارے

کامل مجلد ہیں اور حمائل شریف آٹھ آنہ میں ملتا ہے جو کام امریکہ جیسے ملک کے مالدار شکن کرتے ہیں وہ آپکے رسالہ پیشوا نے کر کے دکھایا قرآن پاک کی اشاعت کا کام تو ہم سب پر فرض ہے جس ہدیہ کم کر دیا ہے آپ بھی تماشا اشاعت فرمائیے۔ ہدیہ مجلد سنہری صرف آٹھ آنہ محصول بھی چھ آنہ مسالہ پیشوا دہلی سے منگائیے

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

زندگی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے۔ مگر شرط ایک اور صرف ایک ہے کہ تم اپنے آپکو اس سانچے میں ڈھال لو جس سانچے میں ڈھالنے اور تم کو دنیا میں اپنا نائب بنانے کے لئے اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر قرآن پاک نازل فرمایا اور **زندگی کا وہ سانچہ** اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم **معلومات قرآن** کا مطالعہ کرو۔ تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد نئے سرے سے کلام پاک کی تلاوت کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں تم کو اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے اور جنت کی دوامی خوشیوں کا حقدار ٹھہراتے ہوئے کیا کیا ہدایتیں جاری فرمائی ہیں۔

معلومات قرآن ہماری وہ جدید کتاب ہے جو آپکو تفسیروں سے بے نیاز کر دیگی اور قرآن پاک کے معانی و مطالب گلزار پر بہار کی طرح تمہاری آنکھوں کے سامنے کھلتے نظر آئیں گے۔

معلومات قرآن ہماری وہ جدید کتاب ہے جو تم کو گویا اللہ تعالےٰ سے ہمکلام بنادیگی۔

اور تمہاری روح میں ایمان کا نور بھر جائے گا اور جوش اسلام کا سمندر موجیں مارنے لگیگا

معلومات قرآن قرآنی معلومات کی انسائیکلوپیڈیا ہے جو اردو میں پہلی اور آخری کتاب ہے

معلومات قرآن وہ کتاب ہے جسکی بدولت عبودیت کی تڑپ تمہارے جسم و جان میں پیدا ہوگی اور عرفان کی تجلیاں تمہارے جسم میں کوندنے لگیں گی۔ اور جب یہ سب چیزیں جمع ہوں گی تو کون کہہ سکتا ہے کہ تمہاری زندگی جنت کی کھیتی نہیں بن جائے گی۔

یہاں اتنی بات اور بتا دینی ضروری ہے کہ معلومات قرآن کوئی معمولی بازاری کتاب نہیں ہے بلکہ ایک متبحر عالم قرآن جناب مولانا مفتی انتظام اللہ صاحب صدیقی کے بیس سالہ مسلسل اور محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ مگر ہم نے اس نادر کتاب کی قیمت بہت ہی کم رکھی ہے لکھائی چھپائی اچھی ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف رعایتی ۲ روپیہ تاکہ ہمارے بھائی اس سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں معلومات قرآن کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ کاغذ عمدہ — **فہرست مضامین معلومات قرآن** — ضخامت ۲۷۰ صفحہ رعایتی قیمت ۲

نقشہ سنہ نزول قرآن (کامل)	اجرت لیکر قرآن کی تعلیم	محکم متشابہ	احکام شراب و جوا	سورۂ اخلاص	ثانی اثنین	وادی غیر ذی زرع
مقدمہ	تدبر و تفکر	قرآن مجید تحریف سے پاک ہے	احکام لعان	وہ آیات جو صحابہ کی حمایت میں ہیں	انصار	جغرافیہ قرآن
تاریخ قرآن احاطہ اول	حسن آیت	لغات قرآن	احکام ظہار	چوتھا حصہ تذکرہ انبیاء	جناب زید رضؓ	وادی القریٰ
وحی الٰہی	آعوذ	دوسرا حصہ	ماہ حرام میں جنگ	حالات حضرت ادریسؑ	قوم نوحؑ	بابل۔ مؤتفکات
آغاز وحی	دعا	تاریخ صحف سماوی	صدقہ	حالات حضرت نوحؑ	قوم عادؑ	مداین۔ ایکہ۔
پہلی وحی	سجدہ	زبور مقدس	اصحاب صفہ	حالات حضرت ہودؑ	کتبہ لوح بخط حجری	مصر۔ مجمع البحرین
دوسری وحی	خوش آوازی	تاریخ مصحف	رجعت	کتبہ شرلجت ہود	قوم ثمود	طور سینین
کیفیت نزول وحی	آداب باطن	اصنام قوم نوح و اہل عرب	غزوۂ یہود	حالات حضرت صالحؑ	اصحاب الحجر	طویٰ
وحی کی زبان	اسماء	تیسرا حصہ اسباب نزول	مباہلہ	حالات حضرت ابراہیمؑ	اصحاب الرس	ارض مقدس
قرآن حکیم	تاثر	اسباب نزول	ترکہ	حالات حضرت لوطؑ	اصحاب الایکہ	رقیم۔ ام القریٰ۔
سورہ	حافظ	اماکن نزول قرآن کی	سورۂ لقمان	حالات حضرت اسمٰعیلؑ	بنی اسرائیل	یا اہل یثرب
اقسام سورہ	جھگڑا	سورتوں کے نزول کی جگہ	جنگ احزاب	حالات حضرت اسحٰقؑ	قوم یاجوج و ماجوج	چھٹا حصہ امکنہ مقدسہ
سورتوں کے نام	ختم قرآن	سورتوں کے نازل ہونیکا زمانہ	سورۂ احزاب	حالات حضرت یعقوبؑ	اصحاب الاخدود	مسجد الحرام
فہرست اسماء سورہ	نزول قرآن	سوالات متعلق سورہ	غزوۂ خندق	حالات حضرت یوسفؑ	اصحاب الفیل	مسجد اقصیٰ
آیۃ	مضامین تمام سورہ ہائے قرآن	ضروری آیات کا شان نزول	حاشیہ	حالات حضرت ایوبؑ	قریش	بیت المقدس
منزل قرآن	فضائل تمام سورہ ہائے قرآن	طہارت	بیعۃ الرضوان	حالات حضرت شعیبؑ	روم	مسجد قبا۔
قرآن کی سات منزلیں	تذکرہ قاریان	تحویل قبلہ	نجم	حالات حضرت ہارونؑ	پانچواں حصہ قصص القرآن	مسجد ضرار
اوقاف قرآن	ائمہ قرأت	دفاعی جہاد کا حکم	تحریم	حالات حضرت موسیٰؑ	فیصلہ حضرت داؤد	حادثہ سیل عرم
اقسام اوقاف	مصنفین فن تجوید	احکام نماز	مجادلہ	حالات حضرت یونسؑ	حضرت لقمانؑ	نقشہ سد عرم
وقف تام	تعداد حروف ہجا و حرکات و	احکام روزہ	واقعہ افک	حالات حضرت داؤدؑ	حضرت ذی القرنین	صفا و مروہ
وقف حسن	سکنات قرآن	احکام زکوٰۃ	نذر	حالات حضرت سلیمانؑ	جالوت و طالوت	مشعر الحرام
وقف قبیح	تاریخ اعراب قرآن	احکام حج	سورۂ قیامت	حالات حضرت الیاسؑ	حضرت مریمؑ	عرفات
رموز اوقاف	قرآن مجید کا رسم خط	معاملات	غاشیہ	حالات حضرت الیسعؑ	حواریون	بدر
خلاصہ قواعد تجوید	فن رسوم القرآن	احکام وراثت	سورۂ شمس	حالات حضرت ذوالکفلؑ	اصحاب کہف	حنین
صحت تلفظ و اعراب	ربط	احکام وقف	سورۂ ضحیٰ	حالات حضرت عزیرؑ	قارون۔ فرعون۔ ہامان	احد
سجدۂ تلاوت	اعجاز قرآن	احکام حدود و تعزیرات	سورۂ علق	حالات حضرت ذکریاؑ	سامری۔ ابی لہب۔	مشہور غزوات
قرأت آیات جواب بوقت تلاوت	معاہدہ	احکام حجاب یا پردہ	سورۂ عصر	حالات حضرت عیسیٰؑ	ہاروت و ماروت	ساتواں حصہ مفسرین قرآن
تلاوت قرآن	نقدی	احکام زنا	سورۂ ہمزہ	حالات حضرت یحییٰؑ	پانچواں حصہ جغرافیہ قرآن	علم تفسیر القرآن وغیرہ
آداب تلاوت قرآن	ناسخ و منسوخ آیتیں	احکام قذف	سورۂ ماعون۔	حالات حضرت محمد رسول اللہ		تذکرہ مفسرین قرآن

استاد مرغی خانہ

یہ مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانے والی تین سو صفحوں کی کتاب ہے اور اس میں مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے بطخوں اور بٹیروں کی پرورش تجارت کی راہیں بھی اسی کتاب سے کھلتی ہیں ہم تمام پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو نئے سے اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے۔
قیمت سوا روپیہ

اسرار صنعت

جب آپ پریشانیوں کا آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے تو ایک روپیہ خرچ کر کے یہ کتاب منگا لیجئے اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجئے اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے قصبہ میں ہیں تب بھی یہ کتاب آپکی یکساں مدد دیگی آپ کا چھوٹا بڑا سرمایہ جو بھی ہوگا اسی کے مطابق یہ کام بتا دیگی غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ آپ ایک روپیہ سے لیکر ہزاروں تک اپنا سرمایہ فائدہ کے طریقہ سے لگا سکتے ہیں قیمت دس آنہ محصول ڈاک ۲ کل عہ

فردوس آسیہ

رسول اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہترین قرن حضور کا ہے اسلام نے منازل ترقی جو قرون اولیٰ میں طے کیں وہ دوسرے قرونوں میں نہیں ہوئیں اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقی سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرون اولیٰ آسیہ پڑھیے اس تاریخ میں پیدائش رسول سے لے کر وفات رسول تک پھر خلفائے راشدین کے حالات مع غزوات و نظام حکومت وغیرہ درج ہیں آخر میں حضرات حسنین کی سوانح عمری۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۶

بہشتی زیور مکمل مجلد

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں اچھے حروف الف ب ت وغیرہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق نکاح وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم شادی و غمی حصہ ۸ نیک بیویاں اور ان کا بیان حصہ ۹ عورتوں کی بیماریوں کے علاج حصہ ۱۰ دستکاری حصہ ۱۱ مردوں کے لئے خاص مسائل مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کیا مجلد تقریباً ۹۰۰ صفحات قیمت مجلد چرمی ... محصول ...

نماز حنفی مدلل و مکمل

یہ وہ مقبول عام کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آجتک شائع ہو چکی ہے۔ ۳۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی اس میں وضو سے لیکر جنازہ کی نماز تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور ہر نماز کے صدہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا ترغیب کے لئے انبیاء و صلحاء اکابرین سلف کی حکایتیں بھی ہیں غرضکہ جس مسلمان گھر میں یہ کتاب موجود ہے اس کو نماز کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی قیمت عہ
محصول ۵

نماز کے پورے مسائل

آپکو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی ضرور منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد صرف ۱۰

ہفت رنگ پنجسورہ

آپنے کپڑے کے تھانوں پر نگارنگ کی تصویریں دیکھی ہوں گی ویسے ہی کاغذ پر سات رنگ میں یہ پنجسورہ چھپا ہے ٹائیٹل پر سونے کا رنگین کام ہے کاغذ ولایتی آرٹ پیپر ہے چھپائی متن کی خوب سیاہ ہے ترجمہ کی چھپائی سرخ ہے حاشیہ زرد رنگ کی تصویری نقاط ہیں ہر صفحہ پر ہفت رنگ بیل ہے جس میں بہت ہی خوشنما نقوش ہیں اور بعض جگہ سنہری کام ہے ہر دو ورق کے بیچ میں روغنی پتلی کاغذ ہے تاکہ چھپائی کی آب خراب نہ ہو اگرچہ ... کی تعداد جلدی ہے آپ کہیں نہیں بنوا سکتے قیمت مجلد عاتی ۱۰

دلائل الخیرات

مترجم مجلد حاشیہ حل مشکلات کیلئے بڑی اکسیر چیز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ پڑھی جائے ان کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اسکی کوئی حاجت کبھی نہیں رکتی اس استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے پھر بھی اسکی نعمت کیا کم ہے وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات کی مترجم حاشیہ شدہ کتاب ہے کاغذ بہت اچھا ہے قیمت مجلد ۱۰ آنہ محصول ۶

چوبیس قلم بارہ سورہ

یہ بہت ہی جلی قلم کا بارہ سورہ ہے اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں اور پورا پنجسورہ مترجم اور حاشیہ ہے سورہ یسین سورہ فتح سورہ مزمل سورہ النساء سورہ رحمٰن سورہ واقعہ سورہ نوح سورہ کہف سورہ تغابن سورہ ملک مع خواص ہفت ہیکل شش قفل دعائے امن تعویذ نظر دعائے ظلمین دعائے تپ دعائے امن ہر بیماری اور دعائے گنج العرش کامل ضخامت ۲۹۰ صفحات بہت مقبول پنج سورہ ہے ہدیہ ہزارہا ہوتا ہے تقطیع پیشوا سے نصف فی صفحہ ۱۰ سطر حاشیہ شدہ مجلد صرف ۲ محصول ڈاک ۵

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس کے امراض روحانی کو شفا ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور حاجات دنیوی و دینی کے حصول کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غواصی کر کے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجت کے لئے اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن کو شروع کر کے جمعہ کے لئے تکمیلات قرآنی ہیں ہفتہ کیلئے استغفار اتوار کو تسبیحات پیر کو آیات توکل منگل کے تسلیمات بدھ کیلئے تحلیلات جمعرات کیلئے دعوات مجلد کتاب کی ضخامت ۱۷۶ صفحہ مترجم حاشیہ ...

خیر المواعظ مجتبائی

وعظ کی سب سے بڑی کتاب ترجمہ اردو نثر میں ہے اس واعظوں کیلئے نہایت ہی کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری کتابوں کو بے نیاز کر دینے والی مبسوط کتاب ہے اس کا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مکمل ہے جس کو واعظ بہت دیر تک بلا تکلف بیان کر سکتا ہے باب یا فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اسکے اول مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث مع حوالہ کتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام کے صحیح آثار اور اس کے ضمن میں اکابر کے حالات درج ہیں سوانح عمریاں درج ہیں غرض کہ وعظ کے سلسلہ میں اردو زبان میں اس سے بہتر دوسری کتاب نہیں ہے ... صفحات قیمت چار روپے

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ اقدس نقشہ غلاف روضہ و مسجد نبوی کونسا مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب تیار کی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا اجتماع ہے بہت مقبول کتاب ہے قیمت صرف ... محصول ۶



سیدہ فاطمہ کالال

وفات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

بیت فاطمہ

خسرو کائنات کی وفات کے بعد

حضرت امام مظلوم کی تقریر میدان جنگ میں

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

amadi-us-sani, 1354 The Illustrated Monthly Peshwa, Delhi. Established 1925. Regd. No. L.

قابل شوہر ہوی ہے

[illegible]

شب عروسی

(اس نئی تصویر) قیمت ایک روپیہ

[illegible]

ہندوستان میں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔ ضخامت ۱۹۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین کتاب شب عروسی

پہلا باب

[illegible]

دوسرا باب

[illegible]

تیسرا باب

[illegible]

چوتھا باب

[illegible]

پانچواں باب

[illegible]

چھٹا باب

[illegible]

ساتواں باب

[illegible]

آٹھواں باب

[illegible]

نواں باب

[illegible]

دسواں باب

[illegible]

۱۹۰ صفحے ضخامت قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ: منیجر اورینٹل بک ڈپو پوسٹ بکس نمبر ۱۰۵ دہلی